ترجمان القرآن بلطائف البیان

سنہ ۱۳۱۸ — جلد ۱۳

از تالیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولانا المولوی ابوالوفا احمد حسن صاحب سلمہ اللہ الاحد

باہتمام خاکسار شیخ احمد کریم شیخ محمد الہی بخش مرحوم تاجر کتب بازار کشمیری مالک و مہتمم مطبع احمدی

در مطبع احمدی باہتمام شیخ محی الدین طبع شد

(جلد سیزدہم)



بسم الله الرحمن الرحيم

سورة الزمر

اسکو سورة الغرف بہی کہتے ہین اس کی بہتر یا پچہتر آتیین ہین حضرت حسن و عکرمہ و جابر بن زید
کے قول مین یہ سورت مکی ہی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورة الزمر مکے مین نازل کی گئی اخرج ابن
الضریس وابن مردویة والبیہقی فی الدلائل نحاس نے اپنے ناسخ منسوخ حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کیا ہے کہ سورۂ زمر مکے مین نازل ہوئی سوا تین آتیون کے کہ وہ مدینے مین اُترین
یاب مین وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کے یَا عِبَادِیَ الَّذِینَ اَسْرَفُوا عَلَیٰ اَنْفُسِہِمْ الثلاث
الآیات دوسرون نے کہا کہ سات آتیین قل یا عبادی سے لیکر سات آیتون تک
نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے کہا کہ روزہ رکہتے تہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہانتک کہ ہم کہتے ارادہ نہین کرتے ہین افطار کا اور افطار کرتے
یہانتک کہ ہم کہتے ارادہ نہین رکہتے ہین روزہ رکہنے کا اور آپ ہر رات پڑہتے بنی اسرائیل
و زمر ترمذی کا لفظ حضرت عائشہ رضہ سے یہ ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاینام
حتے یقرأ الزمر و بنی اسرائیل یعنے آپ آرام نہ فرماتے یہانتک پڑہ لیتے زمر و بنی
اسرائیل کو کذا فی فتح البیان و فتح القدیر حافظ ابن کثیر نے صرف نسائی کی روایت ذکر کی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ۝ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی ۭ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَہُمْ فِیْ مَا ہُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰی مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَہٗ ۭ ہُوَ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ ۝

وقف لازم

اتارا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتون والا ہمنے اتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی نری کرکر اسکے واسطے بندگی سنتا ہے اللہ ہی کو ہے بندگی نری اور جنہون نے پکڑی ہین اس سے ورے حمایتی کہ ہم انکو پوجتے ہین اسواسطے کہ ہمکو پہنچا وین اللہ کیطرف پاس کے درجے بیشک اللہ چکا دیگا ان مین جس چیز مین جھگڑ رہے ہین البتہ اللہ راہ نہین دیتا اسکو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلق مین جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا **ف** بیٹیان کیون چن لیتا چنی چیز لیتا بیٹے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ اتارنا اس کتاب کا یعنے قرآن عظیم کا اللہ تبارک وتعالے کے پاس سے ہے سو یہ وہ حق ہے جسمین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے کما قال عزوجل وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ وقال تعالے وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ ۭ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ اور اسجگہہ اللہ جل وعلا نے یون فرمایا ہے تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم یعنے اتارنا اس کتاب کا طرف سے اللہ کے ہے ایسا اللہ کہ منیع الجناب ہے یعنے اسکی بارگاہ عالیجاہ ہے وہان تک کسی کی گذر نہین اور حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال وشرع وقدر مین فرماتا ہے انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین اسکا یہ مطلب ہے کہ تو عبادت کر اسی اکیلے کی جسکا کوئی شریک نہین ہے اور اسی طرف خلق کو بلا اور انکو اعلام کر دے کہ عبادت لائق نہین ہے مگر واسطے اسی اکیلے کے اور اسکا نہ کوئی شریک ہے نہ مثل و ضد اسی سبب یون فرمایا الا للہ الدین الخالص یعنے وہ نہین قبول کرتا ہے اعمال مین سے مگر اس عمل کو جسمین اسکے عامل نے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے اخلاص کیا ہے

قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہاہے گواہی دیناہے لاالہ الا اللہ کی پہر اللہ عزوجل نے عابدین
اصنام کیطرف سے خبر دی جوکہ مشرکون سے ہین کہ وہ یون کہتے ہین ہم نہین پوجتے ہین انکو
مگر اسواسطے کہ پہنچاوین ہمکو اللہ کیطرف پاس کے درجہ یعنے بتون کے پوجنے پر انکو یہی بات
باعث ہوتی ہے کہ انہون نے قصد کیا طرف بتون کے انکو ملائکہ مقربین کی صورتون پر بنایا اپنے
خیال مین پہر ان صورتون کو پوجا اسلیے کہ اس پوجنے کو قائم مقام اسکے ٹہرایا کہ وہ فرشتون
کو پوجتے ہین تاکہ وہ انکے واسطے سفارش کرین اللہ کے پاس انکی مدد کرنے مین اور روزی
دینے مین اور دنیا کے کامون مین جو انکو پیش آتے ہین رہا معاد تو اسکے تو وہ جاحد و منکر تہے
قتادہ و سدی و مالک نے زید بن اسلم و ابن زید سے الا لیقربونا الی اللہ زلفے کی تفسیر مین ایت
کیا ہے تاکہ وہ سفارش کرین واسطے ہمارے اور قریب کردین ہمکو اسکے پاس درجے مین اسی
لیے وہ اپنے لبیک پکارنے مین جبکہ حج کرتے جاہلیت مین تو یون کہا کرتے تہے لَبَّيْكَ
لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ یہ وہی شبہ ہے جسپر مشرکون نے قدیم و جدید
زمانے مین اعتماد کیاہے اور اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام اسکا رد لیکر آئے اور اس سے
نہی کی اور اسطرف دعوت فرمائی کہ عبادت تنہا واسطے اللہ وحدہ لا شریک لہ کے کیجا وے
اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ مشرکون نے اپنی جی سے اسکو نکالا ہے اللہ تعالے نے نہ تو اسمین
اذن دیاہے نہ اس سے راضی ہے بلکہ اسکو مبغوض رکہا ہے اور اس سے نہی فرمائی ہے
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ وَمَآ اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ اور یہ خبر دی ہے
کہ جو فرشتے آسمانون مین مقربین و غیر مقربین ہین وہ سب کے سب غلام ہین اللہ پاک کے
واسطے خضوع و عاجزی کرتے ہین انکے پاس سفارش نہین کرتے مگر اسکے اذن سے واسطے اس شخص
کے جسکو اسنے پسند کیا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالے کے پاس ایسے نہین ہین جیسے امیر لوگ
اپنے بادشاہون کے پاس ہوتے ہین کہ انکے پاس سفارش کرتے ہین بغیر انکے اذن
کے ان باتون مین جسکو بادشاہ محبوب رکہین اور جسکا وہ انکار کرین پس تم اللہ کے واسطے مثلین مت
بیان کرو اللہ سبحانہ ان باتون سے نہایت درجہ عالی و برتر ہے کہان وہ اور کہان یہ کہا ہے قولہ
تعالی اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنے اللہ پاک قیامت کے دن فیصلہ کریگا درمیان
خلائق کے جسدن کہ وہ رجوع ہوکر اسکے پاس جاوینگے اور ہر عامل کو انکے عمل کا بدلہ دیگا۔

سلہ اور ہم نے اٹھائے ہر امت مین رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑدنگے سے ۱۲ اور نہین بہیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اسکو

قال تعالی ویوم یحشرهم جمیعا ثم یقول للملئکة اهؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت
ولینا من دونهم بل کانوا یعبدون الجن اکثرهم بهم مؤمنون قوله عز وجل ان الله لا یهدی
من هو کاذب کفار یعنے اللہ پاک راہ نہین بتاتا ہے طرف ہدایت کے اُس شخص کو جسکا قصد کذب
واقترا ہے اللہ تعالی پر اور جسکا دل کافر ہے اُسکی آیتون حجتون برہانون کا پھر اللہ پاک نے یہ آیت
بیان فرمائی کہ اُسکے واسطے اولاد نہین ہے جیسا کہ جاہلین مشرکین ملائکہ مین اور یہود و نصارے
کے معاندین حق مین حضرت عزیر و عیسے علیہما السلام کے دعوے کرتے ہین پس ارشاد فرمایا لو اراد
اللہ الآیۃ یعنے اگر اللہ پاک اسکا ارادہ فرماتا تو بات برخلاف اُنکے زعم و دعوے کے ہوتی یہ ایک
شرط ہے جسکا نہ وقوع لازم آتا ہے نہ اسکا جواز بلکہ وہ تو محال ہے مقصود اس سے صرف انکا جاہل
بتانا ہے اُنکے زعم و دعوے مین کما قال عز وجل لو اردنا ان نتخذ لهوا لاتخذناه من لدنا
ان کنا فاعلین قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین یہ سیاب شرط سے ہے اور تعلیق شرط
کی مستحیل پر جائز ہے واسطے مقصد متکلم کے قولہ تعالے سبحانه هو الله الواحد القهار یعنے اللہ
تعالی منزہ و مقدس ہے اس سے کہ اُسکے واسطے اولاد ہو کیونکہ وہ تو وحدہ و فرد و صمد ہے جسکے
روبرو ہر شے غلام ہے اور اُنکی نیاز مند ہے اور وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے جسنے کہ اشیار
کو مقہور کیا ہے تو وہ اُسکے واسطے مطیع و منقاد و ذلیل و خاضع و متواضع ہوئین تبارک و تعالے
عما یقول الظالمون والجاحدون علوا کبیرا **ف** فتح البیان کا بیان خاتم یہ ہے کہ تنزیل الکتاب
مرفوع ہے اس بنار پر کہ خبر ہے مبتدار محذوف کی جو کہ اسم اشارہ ہے ای هذا تنزیل الکتاب ابو حیان نے
کہا کہ مبتدا مقدر لفظ ہو ہے تا کہ راجح ہو طرف ان هو الا ذکر للعالمین کے گویا کسی نے کہا کہ یہ ذکر
کیا شے ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ ہو تنزیل الکتاب الخ کسی نے کہا کہ تنزیل مبتدا ہے اور خبر اُس کی جار
مجرور ہے جو کہ اسکے بعد ہے یعنے تنزیل الکتاب کائن من اللہ العزیز زجاج و فرا اسی طرف گئے ہین
فرا و کسائی نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ منصوب ہو بنار مفعول یہ واسطے فعل مقدر کے ای اتبعوا او
اقرؤا تنزیل الکتاب یعنی پیروی کرو تنزیل کتاب کی یا اسکو پڑھو فرا نے کہا نصب بنار اغرا بھی
جائز ہے اے الزموا یعنے لازم پکڑو تنزیل کتاب کو کتاب سے مراد قرآن شریف ہے من الله العزیز
الحکیم وجہ اول کی بنیاد پر صلہ ہے تنزیل کا یا خبر بعد خبر ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی یا متعلق
ہے محذوف سے اس بنار پر کہ وہ حال ہے اسم اشارہ مقدر سے جس مین عمل کیا ہے ای هذا تنزیل
الکتاب کائنا من اللہ الآیہ یعنے یہ اُتارنا ہے کتاب کا در انحالیکہ ہونے والا ہے طرف سے اللہ کے

جو کہ عزیز حکیم ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ حرف با سببیہ ہے متعلق ہے انزال سے یعنی اتاری ہمنے طرف تیری کتاب بسبب حق کی اور اثبات و اظہار حق کے یا بسبب داعیۂ اقتضاے حق کے واسطے انزال کے یا متعلق ہی محذوف سے جو کہ حال ہے فاعل سے ای متلبسین بالحق یا حال ہے مفعول سے ای متلبسا بالحق مراد حق سے ہر وہ شے ہی جو کتاب مبین ہے یعنی اثبات توحید و نبوت و معاد و انواع تکالیف مقاتل نے کہا اللہ تعالے فرماتا ہے لم ننزلہ باطلا لغیر شے یعنے ہمنے اُسکو نہین اُتارا ہے بیکار و بیفائدہ بلکہ اُس مین دین و دنیا کے فوائد بے شمار ہین اب رہی یہ بات کہ کتاب نازل کرنے کی مضمون کو دو جملون مین ادا کیا اور کتاب کو دو بار ذکر کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اول تو کتاب منزل کی شان بیان کی کہ وہ اللہ پاک کیطرف سے اُتاری گئی ہے جو کہ اپنے ملک مین عزت و غلبے والا ہے اور اپنے کام مین حکیم ہے بعد اسکے اُس شخص کا بیان کیا جسپر وہ اُتاری گئی اور اُس شے کا جو اسپر واجب ہے یا یون کہو کہ اول تو مثل عنوان کے ہی واسطے کتاب کی اور ثانی واسطے بیان اُس شے کے ہی جو کتاب مین ہی تو اب کچھ تکرار نہین ہے یا یون کہو کہ مراد کتاب ثانی سے بعینہ وہی کتاب اول ہے بجائے ضمیر کے جو اظہار کیا سو مقصود اس کتاب کی تعظیم ہے اور اسکی شان کا مزید اعتنا و اہتمام تبیین سے یون کہا ہے کہ انا انزلنا الیک الکتاب مین تکریر تعظیم ہے بسبب اسکے کہ اُسکو ایک اور جملے مین ظاہر کیا ہے اسکے انزال کی نسبت کرکے طرف اُس ذات کی جو اپنے نفس کی تعظیم کرنے والا ہے حرف فا قولہ تعالی فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ مین واسطے ترتیب مابعد کے ہی ماقبل پر اور نصب مخلصا کا بنا بر حال ہے فاعل اعبد سے اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے اللہ پاک کی ذات کا قصد کرے دین بمعنے طاعت و عبادت ہی اور سر عبادت کا اللہ کی توحید ہے اور یہ اسکا کوئی شریک نہین ہی یعنی جبکہ کتاب اللہ عزیز حکیم کیطرف سے حق کی ساتھہ تیرے اوپر اُتاری گئی ہے کون حق جو کہ اثبات توحید ہے تو تو اللہ کی عبادت کر اس حال مین کہ تو خالص و محض کرنیوالا ہو عبادت کو شرک و ریا سے ساتھہ توحید کے اور صاف پاک کرنے شرک کے آیت کریمہ مین دلیل ہے وجوب نیت پر اور اسکے خالص کرنے پر ملونیون سے کیونکہ اخلاص امور قلبی سے ہی جو کہ نہین ہوتے ہین مگر ساتھہ اعمال قلب کے سنت صحیحہ مین آیا ہے کہ ملاک امر یعنے اصل کام کے اقوال و افعال مین نیت ہی جسطرح کہ اس حدیث شریف مین ہے کہ انما الاعمال بالنیات اور اس حدیث پاک مین کہ لا قول ولا عمل الا بالنیۃ جمہور نے الدین کو نصب پڑھا ہے اس بنیاد پر کہ مخلصا کا مفعول ہے اور ابن ابی عبلہ نے اُسکے رفع سے

اس بنا پر کہ مخلصًا دین کیطرف مسند ہے بطریق مجاز کسی نے کہا کہ ابن ابی عیلہ پر یہ بات لازم
تہی کہ مخلصًا کو بفتح لام پڑہتے جملہ الا للہ الدین الخالص ستانفہ ہے اپنے ماقبل کی تقریر
وتاکید کرتا ہے ماقبل مین یہی امر باخلاص کا ذکر ہے یعنے جو دین کہ شرک وغیرہ کی ملونی سے
خالص ہے وہ اللہ پاک کے واسطے ہے اور اسکے ماسوی جو دین ہین وہ اللہ کے دین خالص نہین
ہین جسکا انہون نے امر فرمایا ہے یزید رقاشی سے کہتے ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مال دیتے ہین واسطے التماس ذکر کے سو کیا ہمارے
واسطے اسمین کچہ اجر ہے تو آپنے فرمایا نہین پہر انہون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنے مال دیتے ہین واسطے التماس اجر و ذکر کے سو کیا واسطے کچہ اجر
ہے تو آپنے فرمایا کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے مگر اُس شے کو جو خالص کی گئی ہو واسطے اُسکے پہر یہہ
آیت پڑہی اخرجہ ابن مردویہ حضرت حسن نے فرمایا کہ دین اسلام ہے جبکہ اللہ پاک نے
اپنی عبادت کا امر فرمایا بوجہ اخلاص اور یہ کہ دین خالص اُسکے واسطے ہے نہ اُسکے غیر کے تو
شرک کا بطلان بیان کیا جو کہ اخلاص کے مخالف ہے پس ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ موصول سے مراد مشرکین ہین اور محل اُسکا رفع ہے بنا بر ابتدا خبر
اسکی ان اللہ یحکم بینہم ہے اور جملہ ما نعبدہم لیقربونا الی اللہ زلفی محل نصب مین ہے بنا بر حال
بہ تقدیر قول اور استثنا مفرغ ہے اعم علل سے معنی یہ ہین کہ وہ مشرک جنہون نے واسطے
اللہ کے عبادت خالص نہین کی بلکہ اُسکو ملا یا ساتہہ عبادت اُسکے غیر کی اس حال مین کہ وہ
کہنے والے ہین ہم نہین پوجتے ہین اُنکو واسطے کسی شے کے اشیا سے مگر اسلیے کہ وہ
قریب کر دین ہمکو طرف اللہ کے قریب کرنے کر پس زلفے اسم ہے قائم کیا گیا ہے مقام
مصدر مین نعبدہم مین ضمیر راجع ہے طرف اُن چیزون کے جنکو وہ پوجا کرتے تہے یعنی
ملائکہ و حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر اور بت اولیا سے یہی مراد ہین زلفی سے مراد شفاعت
ہے جیسا کہ واحدی نے مفسرین سے نقل کیا ہے قتادہ نے کہا جسوقت اُنسے کہا جاتا کہ
کون ہے تمہارا رب و خالق اور کسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور کسنے اتارا آسمان سے پانی تو وہ
کہتے کہ اللہ نے پہر اُنسے کہا جاتا کہ تم جو بتونکو پوجتے ہو اسکے کیا معنے ہین تو کہتے تاکہ وہ قریب کر دین ہمکو طرف
اللہ کے قریب کرنے کر اور اسکی پاس ہمارے واسطے شفاعت کرین کلبی نے کہا کہ اس کلام کا جواب سورۂ احقاف میں ہے
فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً حضرت ابن مسعود و ابن عباس و مجاہد رحمہ
کی قرات مین قالوا ما نعبدہم ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنے بیشک اللہ فیصلہ
کریگا درمیان اہل ادیان کے قیامت کے دن اُس امر مین کہ جسمین وہ اختلاف کرتے ہین ساتہہ توحید

وشرک کے کیونکہ ہر گروہ دعوے کرتا ہی کہ حق اُسکے ساتھ ہے پہر جزا دیگا ہر ایک کو جس جزا کا وہ
مستحق ہے پس مومنون کو تو جنت مین داخل کریگا اور کافرونکو نار مین کسی نے کہا کہ بینہم کے یہ معنی ہین
کہ فیصلہ کریگا درمیان دین خالص کرنیوالون کے اور اُنکے جنہون نے خالص نہین کیا اول کو اسلیے حذف کیا کہ
سیاق اُسپر دال ہے کسی نے کہا کہ درمیان متنازعین کے فریقین سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ
کَفَّارٌ یعنے اللہ راہ نہین بتاتا ہے اپنے دین کی اور نہ توفیق دیتا ہے حق کی طرف راہ پانے کی اس شخص
کو جو کہ جہوٹہا ہے اپنی اس دعوے مین کہ آلہہ اُسکو قریب کر دینگے طرف اللہ کے اور کفار ہے یعنی اس
نے کفر کیا ہے بسبب اسکے کہ اُنکو معبود ٹہیرایا ہے اور اُنکو شریک قرار دیا ہے واسطے اللہ پاک کے اسلیے
وہ گم کرنیوالا ہے بصیرت کا غیر قابل ہے راہ پانیکا کیونکہ اُسنے فطرت اصلی کو بگاڑ ڈالا ہے بسبب
اصرار و استمرار کرنیکے گمراہی مین کفار صیغۂ مبالغہ ہے دال ہے اسبات پر کہ اُن لوگون کا کفر غایت کو
پہنچا ہوا ہے حضرت حسن و اعرج نے کذّاب کو مثل کفار کے بصیغۂ مبالغہ پڑہا ہے اور یہ قرارت
حضرت انس سے بہی مروی ہے یہ جملہ تعلیل ہے حکم مذکور کی جملہ لَوْ اَرَادَ اللّٰہُ الآیۃ مقرر و موکد ہے ابطال
قول مشرکین کا کہ ملائکہ دختران خدا ہین جسکا ذکر سابق مین ہو چکا ہے اسلیے کہ یہ جملہ متضمن ہے
اس بات کو کہ حق مین اللہ پاک کے ولد کا ہونا علی الاطلاق محال ہے پس اگر اللہ چاہتا کہ کرلے اولاد
تو البتہ کر لینا اولاد کا حقیقۃً ممتنع ہوتا اور یہ بن نہ آتا مگر بایں طور کہ چن لیوے اُس شی سے جسکو پیدا
کرتا ہے یعنی اختیار و پسند کر لے اپنی خلق کے جملے سے جس شی کو کہ چاہے اسکا پسند کرنا کیونکہ
اُسکے سوا کوئی موجود نہین ہے مگر وہ اسکا مخلوق ہے اور یہ ٹہیک نہین ہے کہ مخلوق خالق کی
اولاد ہو کیونکہ باہم اُن مین مجانست نہین ہے اب کچہ باقی نہین رہا مگر یہ کہ اُسکو چن لیوے غلام کرکے
جسطرح کہ بجاے اتخاذ کے اصطفار کے ساتہہ تعبیر کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے پس معنی آیت کے
یہ ہوئے کہ اگر وہ چاہتا کہ کرے اولاد تو اس سے واقع ہوتی ایک شی جو کہ اتخاذ ولد سے نہ ہوتی بلکہ وہ
جو ہوتی سو یہی چن لینا واسطے اپنی بعض مخلوقات کے اسی لیے اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس
کی اتخاذ ولد سے علی الاطلاق تنزیہ فرمائی پس ارشاد فرمایا سُبْحٰنَہٗ یعنے تنزیہ و تقدیس ہے واسطے
اسکے اولاد کر لینے سے یہ تو تنزیہ ہوئی بحسب ذات پہر اپنی تنزیہ فرمائی بحسب صفات پس فرمایا
ہو اللہ الواحد القہار یعنے وہ جمع ہے ساری صفات کمال کا متوحد ہے اپنی ذات مین سو اسکا
مماثل نہین ہے قاہر ہے اپنی ساری مخلوقات کا اور جو ذات پاک ان صفتون کے ساتہہ متصف
ہے اسکے حق مین وجود اولاد کا محال ہے کیونکہ ولد اپنے والد کا مماثل ہوتا ہے حالانکہ اللہ پاک کا

کوئی اُس کا مثل نہین ہے اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف قیاس استثنائی کے اسکا صغرے
نتیجہ دونون محذوف ہین دونون کی تقریر یہ ہے لکنہ لم یصطف فلم یرد اتخاذ الولد یعنے اللہ پاک
نے اتخاذ ولد نہین کیا غیر اسکے جسکے شان مین مشرکون نے کہا ہے کہ وہ ابن اللہ ہے یہ تین ہین
ایک تو ملائکہ دوسرے حضرت عیسےٰ تیسرے حضرت عزیر علیہم السلام اور یہ نفی انکے اقرار سے واسطے باقی
خلائق کے شامل ہے پس نہین اتخاذ ولد نہین کیا تامل پہر جب اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ وہ منزہ ہے
اولاد سے باین طور کہ وہ اللہ واحد قہار ہے تو بعد اسکے اپنی وہ صفتین ذکر کین جو ہیر دال ہین پس
ارشاد فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ
فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ بنائے آسمان اور زمین
ٹھیک لپیٹتا ہے راتکو دنپر اور دنکو رات پر اور کام لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھیری مدت
پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا بنایا تم کو ایک جی سے پہر بنایا اُسی سے اسکا جوڑا اور اتارے
تمہارے واسطے چوپایون سے آٹھ نر مادہ بناتا ہے تمکو ماں کے پیٹ مین طرح پر طرح بنانا تین اندھیرون کے
بیچ وہ اللہ ہے رب تمہارا اُسکا راج ہے کسی کی بندگی نہین سوائے اُسکے پہر کہان سے پہیرے جاتے ہو
ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے تو ڑا نہین پڑتا ف ایک پیٹ ایک رحم ایک
جہلی وہ جہلی ساتہ نکلتی ہے انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ خالق
ہے اُن چیزون کا جو آسمانون مین ہین اور زمین مین اور وہ مالک ہے ملک کا اور اُس مین تصرف کرنیوالا
ہے بدلتا رہتا ہے اسکی رات کو اور دنکو تکویر لیل و نہار کے یہ معنی ہین کہ انکو کام مین لگا رکہا ہے ہر ایک
ایک دوسرے کے پیچہے چلتے رہتے ہین سستی نہین کرتے اُن مین سے ہر ایک دوسرے کو تیز طلب کرتا رہتا ہے کقولہ
تعالی و تبارک یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا یہ معنے ہین اُس قول کے جو حضرت ابن عباس و مجاہد رح و
قتادہ و سدی وغیرہم سے مروی ہے لاجل مسمی کے یہ معنے ہین کہ ایک مدت تک جو اللہ کے
نزدیک معلوم ہے پہر وہ قیامت کے دن پوری ہو جاوے گی ہو العزیز الغفار کا یہ مطلب ہے کہ
کہ وہ باوجود اپنی عزت و عظمت و کبریائی کے بڑا بخشنے والا ہے اُسکو جسنے اُسکی نافرمانی کی ہے
پہر اُسنے توبہ کی اور اُسکی طرف رجوع ہوا خلقکم من نفس واحدۃ کا یہ مطلب ہے کہ باوجود اسکے کہ
تمہاری جنسین صنفین زبانین رنگ مختلف ہین تمکو ایک نفس سے پیدا کیا یعنے حضرت آدم ع پہر

بنایا اُسی سے اُسکا جوڑا یعنے حضرت حوا علیہا السلام لقولہ یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ
خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَبَثَّ مِنْہُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً قولہ تعالیٰ وَ
اَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ یعنے اور پیدا کیے واسطے تمہارے چوپایوں کی قسمت سے آٹھ نر مادہ یہ
وہی ہین جو کہ سورہ انعام مین مذکور ہین ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ قُلْ
آٰلذَّکَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ الآیۃ قولہ تعالیٰ یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ
اُمَّہٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ یعنی مقدر کیا تم کو تمہاری ماں کے پیٹ مین ایک خلق بعد ایک خلق کے ہوتا ہی ایک تمہارا اول تو نطفہ
پھر ہوتا ہے خون بستہ پھر ہوتا ہے گوشت کا ٹکڑا پھر پیدا کیا جاتا ہے تو ہوتا ہی گوشت اور ہڈیان
اور پٹھے اور رگین اور پھوکی جاتی ہے اسمین روح تو ہو جاتا ہے ایک اور خلق فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ
الْخٰلِقِیْنَ قولہ تعالیٰ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ یعنے رحم کے اندھیرے مین اور مشیمہ کی تاریکی مین مشیمہ وہ جھلی ہے
جو کہ شل دے کی اور بچاؤ کے ہوتی ہے بچے پر اور اندھیرے پیٹ کے حضرت ابن عباسؓ و مجاہد و عکرمہ و
ابو مالک و ضحاک و قتادہ و سدی و ابن زید نے اسی طرح کہا ہے ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ یعنے یہ ذات جسنے
آسمانون کو اور زمین کو اور ما بینہما کو پیدا کیا اور تمکو اور تمہارے باپ دادون کو بنایا یہی رب ہے اسکے
واسطے ملک و تصرف ہے ان سب مین لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یعنے وہ ہی کہ لائق نہین ہے عبادت مگر واسطے
اسی وحدہ لاشریک لہ کے فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ یعنے پھر تم کیونکر پھرے جاتے ہو اُسکے ساتھ اُسکے غیر کو تمہاری
عقلون کو کہان لیجاتے ہین ف فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ اُسنے آسمانون کو اور زمین کو
پیدا کیا ہے ساتھ حق کے یعنے اُنکو باطل و بیکار و بیفائدہ نہین بنایا ہے اور جس ذات پاک کی یہ خلق
عظیم اسکی خلق ہو محال ہے کہ اسکے واسطے کوئی شریک ہو یا جورو یا اولاد پھر آسمان و زمین مین اپنے
تصرف کرنے کی کیفیت بیان کی ارشاد فرمایا یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّہَارِ الآیۃ تکویر لغت مین یہ ہے کہ
ڈالدینا بعض شئے کا بعض پر جب کوئی متاع و سامان کو ایک دوسرے پر ڈالدے تو محاورہ عرب
مین یون کہین گے کہ کَوَّرَ الْمَتَاعَ اسی معنے سے کَوَّرَ الْعِمَامَۃَ ہے پس تکویر لیل علی النہار کے معنے ڈھانکنا
رات کا ہے دنکو یہانتک کہ اُسکی روشنی جاتی رہے اور تکویر نہار علی اللیل کے ڈھانکنا دن کا ہے رات کو
یہانتک کہ اُسکی تاریکی چلی جاوے اور یہی معنے ہین اس آیت کے یُغْشِی الَّیْلَ النَّہَارَ یَطْلُبُہٗ
حَثِیْثًا قتادہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے ضحاک نے کہا یعنے ڈالتا ہے رات کو دن پر اور دنکو رات پر
یہ معنے قریب قول اول کے ہین کسی نے کہا معنے آیت کے یہ ہین کہ جو رات سے کم ہوا وہ دن مین
داخل ہوا اور جو دن سے کم ہوا وہ رات مین داخل ہوا یہی معنے ہین اس آیت کے یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَ

يُوۡلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيۡلِ منتہے نقصان کا نو گہڑیان اور منتہے زیادت کا پندرہ ساعت کسی نے کہا معنے یہ ہین
ہٰذا یکر علے ہٰذا و ہٰذا یکر علے ہٰذا کرورا ستنا بعۃ یعنے رات حملہ کرتی ہے دنپر اور دن حملہ کرتا ہے رات پر پے
در پے حملہ کرنا زمخشری نے کہا مراد تکویر سے وارد ہونا اُسکی ہے یعنی گردش دنیا اُسکا اور ملانا اُسکے بعض کا بعض پر
مثل کور العمامۃ انتہے یعنی جس طرح کہ پگڑی کے پیچ ایک دوسرے پر ملائے جاتے ہین کسی نے کہا تکویر
لف ولی ہے یعنی لپیٹنا اور موڑنا حضرت ابن عباس رضہ نے یکور کی تفسیر یحمل کی ہے بالجملہ یہ تکویر جو اس آیت
مین مذکور ہے اس سے اشارہ کیا ہے طرف چلنے سورج کے اپنے مطالع مین اور گہٹنا رات اور دنکا اور بڑہنا دونو
کا امام رازی رح فرماتے ہین کہ نور و ظلمت دو لشکر ہین بڑے اور ہر دن یہ اُسپر اور وہ اِسپر غالب ہوتا ہے
پہر الله پاک نے یہ ذکر کیا کہ اُسنے سلطان نہار و سلطان لیل کو مسخر کیا ہے مراد سورج چاند ہین پس فرمایا
وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ یعنے اُسنے دونون کو اپنے حکم کا مطیع و منقاد کیا ہے ساتھ طلوع و غروب کے
واسطے منافع عباد کے پہر اس مسخر کرنے کی کیفیت ذکر فرمائی کہ اُنکو کسطرح مسخر کیا فرمایا کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی
یعنے ہر ایک چلتا رہتا ہے اپنے فلک مین یہانتک کہ دنیا تمام ہو اور یہ قیامت کا دن ہے اجل مسمی کی
پوری گفتگو سورہ یس مین گذر چکی ہے اَلَا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ کلمہ الا حرف تنبیہ ہے بمعنے آگاہ و ہشیار
باش اس جملے کو اسکو ساتھ اسلیے شروع کیا ہے کہ منظور ظاہر کرنا کمال اعتنا و اہتمام کا ہے ساتھ مضمون
جملہ مذکورہ کے معنے یہ ہین کہ اے بندو ہشیار ہو جاؤ خواب غفلت سے جاگو پس الله ہی ہے غالب ستر
کرنیوالا اپنی خلق کے گناہون کا ساتھ مغفرت کے پہر الله پاک نے اپنی عجیب قدرت و بدیع صنعت سے
ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا نفس سے
مراد حضرت آدم ع اور زوج سے مراد حضرت حوا علیہما الصلوۃ والسلام ہین کلمہ ثم ذکر فرمایا تا کہ یہ
بات معلوم ہو جائے کہ پیدا کرنا حضرت حوا کا مترتب ہے حضرت آدم کے پیدا کرنے پر اور وہ اس سے
متراخی ہے کیونکہ وہ حضرت آدم ع سے پیدا کی گئی ہین۔ اور عطف یا تو مقدر پر ہے اور وہ صفت
ہے نفس کی فراء و زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے خلقکم من نفس خلقها واحدة ثم جعل منها زوجها یعنے پیدا کیا
تمکو ایک نفس سے ایسا نفس کہ پیدا کیا اُسکو ایک پہر بنایا اُس سے اُسکا جوڑا یہ بہی جائز ہے کہ واحدۃ کے
معنے پر عطف ہو اے من نفس انفردت بالایجاد ثم جعل الخ رہی یہ بات کہ عطف ثم کے ساتھ خلق کو پیرایہ
جعل مین ادا کیا اور لفظ خلق نہ فرمایا سو مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ حضرت حوا کے پیدا کرنے کو
حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے زیادہ تر دخل ہے اس مین کہ وہ ظاہر باہر نشانی دال ہو کمال قدرت پر
کیونکہ حضرت آدم ع کا پیدا کرنا تو الله پاک کی عادت پر ہے جو کہ مستمر ہے اسکی خلق مین اور بی بی حوا کا

پیدا کرنا صفت مذکورہ اُسکے ساتھہ عادت جاری نہین ہوئی ہے اسلیے کہ اللہ پاک نے کسی انثی کو کسی مرد کی پسلی سے بغیر
پیدا کیا ہی سوا انکے اسکی تفسیر سورہ اعراف مین پورے طور پر گذر چکی ہے پہر اللہ پاک نے اپنی قدرت باہرہ و افعال قاہرہ
سے جو کہ دال ہین ذکر پر ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ یہ جملہ معطوف
ہے خلقکم پر انعام کے پیدا کرنے کو انزال کے پیرایہ مین اسلیے ادا فرمایا کہ مروی یون ہے کہ اللہ تعالے نے انعام کو جنت
مین پیدا کیا پہر انکو زمین کیطرف اُتار دیا اس صورت مین انزال حقیقۃً ہوگا جسطرح کہ اس آیت مین فرمایا گیا
ہے وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ اسلیے کہ حضرت آدم جسوقت زمین کیطرف اتارے گئے تو لوہا انکے
ساتھہ نازل کیا گیا یہ بہی احتمال ہے کہ نسبت انزال کیطرف انعام کی مجازاً ہو اسواسطے کہ چوپایے چونکہ زندہ نہین رہ
سکتے مگر نبات سے اور نبات کی زندگی اسی پانی سے ہوتی ہے اور پانی آسمان سے اُتارا جاتا ہے تو چوپایے
گویا کہ آسمان سے اُتارے گئے کیونکہ انکے سبب کا سبب منزل من السماء ہے اس قسم کی تعبیر کو تدریج کہتے
ہین اسی باب سے یہ آیت ہے قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا اور جسطرح اس شعر مین سبب پر اطلاق کیا ہے

إِذَا نَزَلَ السَّمَاءُ بِأَرْضِ قَوْمٍ	رَعَيْنَاهُ وَإِنْ كَانُوا غِضَابًا

چونکہ نبات کا سبب پانی ہے اسلیے رعی کی نسبت پانی کیطرف کر دی ہے حالانکہ مراد چرانا گہاس
کا ہے نہ پانی کا کسی نے کہا کہ اَنْزَلَ بمعنے انشا و جعل ہے یا بمعنے اعطے ہے کسی نے کہا کہ خلق کو
انزال قرار دیا اس لیے کہ خلق جو ہوتی ہے سو بسبب ایک امر کے ہوتی ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتا
ہے ثمانیۃ ازواج وہی ہین جو آیۂ انعام مین مذکور ہین جسکا ذکر سابقاً ہو چکا ہے مراد انہین سے چارون
جگہہ نر و مادہ ہین زوج وہ شے ہے جسکے ساتھہ دوسرا اُسی کی جنس کا ہو جو اُسکے ساتھہ مزاوجت کرکے
اور دونون سے نسل کا حصول ہو پس لفظ زوج کا مفرد پر بولا جاتا ہے جبکہ اُسکے ساتھہ دوسرا ہو اُسی کی
جنس کا جو اُس سے منفک نہو اور اُنسے نسل حاصل ہو اور اسیطرح لفظ زوج کا اثنین پر بہی بولا جاتا ہے
پس وہ مشترک ہے اور اسجگہہ مراد اطلاق اول ہے اس آیت کی تفسیر سورہ انعام مین گذر چکی ہے پہر اللہ پاک نے
اپنی قدرت بدیع سے ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ حمزہ نے اسکو بکسر ہمزہ
و میم پڑہا ہے اور کسائی نے بکسر ہمزہ و فتح میم اور باقی قرا نے بضم ہمزہ و فتح میم یعنے اللہ پاک تمکو پیدا
کرتا ہے تمہاری ماؤن کے پیٹون مین اس پیدائش کی انسان کے ساتھہ تخصیص کیون فرمائی حالانکہ
اسمین تو انسان و حیوان دونون مشترک ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ عاقل کو غیر عاقل پر تغلیب دی ہے دوسرے یہ کہ
انسان کو باقی خلق پر شرف ہے خَلْقًا مصدر موکد ہے فعل مذکور کا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ اسکی صفت ہے ای خلقا
کائنا من بعد خلق یعنے پیدا کرتا ہے تمکو پیدا کرنا ایسا پیدا کرنا کہ کائن ہے بعد ایک پیدا کرنیکے

قتادہ وسدی نے کہا کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر عظم پھر لحم ابن زید نے کہا یہ معنی ہین کہ پیدا کیا تمکو پیدا
کرنے کر تمہاری ماؤن کے شکمون مین بعد پیدا کرنے تمہارے کے آدم کی پشت مین فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ یعنی
تین تاریکیون مین مجاہد وغیرہ کا قول گذر چکا ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ ظلمت مشیمہ کی اور ظلمت رحم کی اور ظلمت
رات کی ابو عبیدہ نے کہا کہ ظلمت مرد کی پشت کی اور ظلمت عورت کے شکم کی اور ظلمت رحم کی رحم تو بدن کے
اندر ہے اور مشیمہ رحم کے اندر ہے ابن الاعرابی نے کہا کہ جس شے مین بچا ہوتا ہے اسکو مشیمہ و غلاف و کیس
کہتے ہین مشیمہ کی جمع مشیم بحذف ہا و مشائم آتی ہے اور غیر انسان کی مشیمہ کو سلی بولتے ہین جملہ یخلقکم
الخ مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان ہے اطوار مختلفہ کا جو کہ انسان کی خلق مین ہوتے ہین جنکو وہ
متضمن ہے قولہ تعالے ذٰلِكُمُ اشارہ ہے طرف اللہ پاک کے باعتبار اسکے افعال سابقہ کے اور اسم
شریف اللہ اسکی خبر ہے اور رَبُّكُمْ خبر دیگر اور لَهُ الْمُلْكُ تیسری خبر لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ چوتھی خبر یعنے
یہ ذات پاک جسکے افعال بدیعہ کا ذکر ہوا اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے ملک حقیقی دنیا و آخرت مین
اسی کا ہے اسمین اسکے غیر کی کسی طرح کی شرکت نہین نہ زمین ہے کوئی معبود مگر وہ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ یعنی
جب وہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو تو پھر تم کیونکر اسکی عبادت سے پھرتے ہو اور اس سے اسکے غیر کی
عبادت کیطرف کسطرح رجوع ہوتے ہو یا یہ معنی ہین پھر تم کیونکر پھیرے جاتے ہو راہ حق سے بعد اسی
بیان شافی کافی کے جبکہ اللہ پاک نے ان نعمتون کا ذکر کیا کہ جنکا اوسنے اپنے بندون پر انعام فرمایا
اور اپنی بدیع صنع و عجیب فعل سے اونکے واسطے وہ کام بیان کیے جو کہ ہر عاقل پر اس بات کو واجب
کرتے ہین کہ اسپر ایمان ہی لے آئے تو بعد اسکے یہ دھمکی دی اور اپنی بے نیازی بیان فرمائی

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ○ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ
نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا
إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ○ اگر تم منکر ہو گئے تو اللہ پرواہ نہین رکھتا تمہاری اور پسند نہین کرتا
اپنے بندون کی منکری اور اگر حق مانو گے تو اسے تمہارے لیے پسند کریگا اور نہ اوٹھاویگا کوئی اوٹھانے
والا بوجھ دوسرے کا پھر تمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے تو وہ جتاویگا تمکو جو کرتے تھے مقرر
اسکو خبر ہے جیون کی بات کی اور جب لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسکی
طرف پھر جب بخشے اوسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جاوے جو پکارتا تھا اس کام کو پہلے سے

اور ٹھیراوے اللہ کی برابر اوروں کو تا بہکاوے اُسکی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنی منکری
کے تھوڑے دنوں تو ہے آگ والوں مین انتہی **ف** اللہ پاک طرف سے اپنی ذات مقدس
کی خبر دیتا ہے کہ وہ اپنی ماسوا مخلوقات سے غنی و بے نیاز ہے کما قال موسی علیہ الصلاۃ والسلام
اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ صحیح مسلم مین ہے کہ اللہ تعالٰی
فرماتا ہے ای میرے بندو اگر اول تمہارے اور آخر تمہارے اور انس تمہارے اور جن تمہارے
ہوتے فاجر تر دل پر کسی مرد کے تم مین سے تو کم نکرتا یہ میرے ملک سے کسی شئے کو لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ
کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے واسطے کفر کو نہ محبوب رکہتا ہے اور نہ اُسکا امر فرماتا ہے وَاِنْ
تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ یعنی اور اگر شکر کروگے تو اُسکو تمہارے واسطے محبوب رکہیگا اور زیادہ دیگا تمکو اپنے
فضل سے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى یعنی نہ اوٹہائیگا کوئی نفس طرف سے کسی نفس کے کچھ بلکہ ہر کوئی مطالبہ
کیا جائیگا ساتھ کام اپنے نفس کے اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کا یہ مطلب ہے کہ اُس سے کوئی پوشیدہ
شے مخفی نہین ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجت کے وقت تضرع وزاری کرتا ہے
اور اللہ وحدہ لاشریک لہ سے فریادرسی چاہتا ہے کما قال تعالٰی وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ
اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا اسی لیے اللہ تبارک وتعالٰی نے یہان
یون فرمایا ہے ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ یعنی راحت وآسودگی کیحالت
مین اُس دعا وتضرع کو بہول جاتا ہے کما قال تعالٰی وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا
اَوْ قَاۗىِٕمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ **قوله** تعالٰی وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ یعنی عافیت کی حال مین اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اوسکے واسطے انداد ٹھیراتا ہے پس
جس شخص کا یہ حال وطریقہ ومسلک ہے اُس سے یون کہدے کہ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ
النَّارِ یہ ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے کما قال سبحانہ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ و قال
تعالٰی نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ
ہے کہ اگر تم کفر کروگے تو بیشک اللہ غنی ہے تم سے یعنی وہ تمہارا محتاج نہین ہے نہ تمہاری
ایمان کا اور نہ اسکا کہ تم اُسکی عبادت کرو اسلیے کہ وہ تو غنی مطلق ہے اور باوجود اسکے کہ کفر کافر کا
اُسکو ضرر نہین دیتا ہے جسطرح کہ ایمان مومن کا اُسے نفع رسان نہین ہے پہر بہی وہ پسند
نہین کرتا ہے واسطے کسی کے اپنے بندون مین سے کفر کو اور نہ اُسکو محبوب رکہتا ہے نہ اُسکا
امر فرماتا ہے اور نہ اسکے ساتھ فعل راضی کا کرتا ہے بایںطور کہ اُسمین اذن دیوے اور اُسپر قرار

پذیر کے اور اُسکے فاعل کو ثواب دیوے اور اُسکی مدح کرے بلکہ خفگی کرنیوالے کا فعل کرتا ہے باینطور
کہ اس سے منع فرماتا ہے اور اُسپر ذم کرتا ہے اور اُسکے مرتکب کو عقاب فرماتا ہے اگرچہ وہ اُسکے ارادے
سے ہے کیونکہ کوئی شے اُس سے خارج نہیں ہوتی ہے ابو السعود نے کہا کہ اللہ تعالی کی عدم رضا ساتھہ
کفر اپنے بندون کے بسبب اُنکی منفعت و دفع مضرت کے ہے واسطے رحمت کے اُنپر نہ اس لیے کہ وہ اُس سے
ضرر پذیر ہوتا ہے انتہی مفسرین نے اس آیت مین اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ اپنے عموم پر ہے اور
کفر اللہ پاک کو پسندیدہ نہیں ہے بہر حال چنانچہ ظاہر یہی ہے یا خاص ہے اور معنی یہ ہین کہ پسند
نہین کرتا ہے واسطے اپنے مومن بندون کے کفر کو تخصیص کی طرف حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما گئے ہین اور عکرمہ و سدی وغیرہما نے اُسپر اُنکی متابعت کی ہے پھر اس آیت مین ایک اور
اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ارادہ کرتا ہے اللہ پاک کفر کا اور اُسکو پسند نہین کرتا ہے
دوسرون نے کہا کہ نہ اُسکا ارادہ کرتا ہے نہ اُسکو پسند فرماتا ہے اس قسم کے امر کی تحقیق مین طول طویل
گفتگو ہے جو لوگ اس آیت کی تخصیص کے قائل ہین اور ارادے کے مثبت ہین مع عدم رضا سو
انہون نے اس بات سے استدلال کیا ہے جو کہ قرآن شریف کی بہت سی آیتون مین ثابت ہوئی ہے کہ
اللہ پاک گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا اور وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ
اللّٰہُ اور اسکی مثل قرآن شریف مین بہت سی آیتین ہین جو اسکے معنی کے مودی ہین حضرت ابن عباس
نے ان تکفروا الآیہ کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی وہ کفار کہ نہین ارادہ کیا اللہ نے کہ پاک کرے اُن کے
دلون کو تو وہ کہین لا الٰہ الا اللہ پھر فرمایا وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ یہ اُسکے مخلص بندے ہین جنکے حق مین
فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ سو لازم کر دی اُنکو شہادت لا الٰہ الا اللہ کی اور محبوب
کر دیا اُسکو طرف اُنکی اخرجہ ابن جریر پس کلمہ عباد لفظ مین عام معنی مین خاص ہوگا کما قال تعالے
عَیْنًا یَّشْرَبُ بِہَا عِبَادُ اللّٰہِ مراد بعض عباد ہین عکرمہ نے کہا پسند نہین کرتا ہے واسطے اپنے مسلمان
بندون کے کفر کو قتادہ نے کہا واللہ نہین پسند کیا اللہ نے واسطے کسی بندے کے اُسکی نماز کو اور
نہ اُسکو امر کیا ساتھہ اُسکے اور نہ بلایا اُسکو طرف اُسکے ولیکن پسند کیا واسطے تمہارے اپنی طاعت کو اور
امر کیا تمکو ساتھہ اُسکے اور منع کیا تمکو اپنی معصیت سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ وہ پسند نہین کرتا
ہے واسطے اپنے بندون کے کفر کو تو یہ بیان کیا کہ وہ پسند کرتا ہے واسطے اُن کے شکر کو پس ارشاد
فرمایا وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ یعنے اور اگر تم شکر کروگے تو پسند کرے گا واسطے تمہارے شکر کو
جسپر وان تشکروا سے دلالت کی گئی ہے یعنے وہ ثواب دیگا تمکو شکر پر اللہ تعالے نے اُسکے لیے

شکر کو صرف اسواسطے پسند فرمایا ہے کہ وہ سبب ہے انکی سعادت کا دنیا وآخرت مین کما قال سبحانہ
وتعالیٰ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ نہ اس لیے کہ وہ اُس سے منتفع ہوتا ہے ابو جعفر وغیرہ نے
باسکان ہا سے یرضہ پڑھا ہے اور ابن ذکوان وغیرہ نے اشباع ضمہ کیا ہے ہا پر اور باقی قرا نے
اختلاس کیا ہے یہ سب قراتین سبعیہ ہین پھر یہ بات بیان فرمائی کہ کفر کافر کا صلا سرایت نہین کرتا
ہے اسکے غیر مین پس فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ یعنے نہ اوٹھائے گا کوئی نفس اٹھانے
والا گناہ کا بوجھ دوسرے نفس کا اس آیت کی تفسیر پورے طور پر اول گزر چکی ہے پھر تہدید شدید
فرمائی ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ الآیہ یعنی پھر طرف رب تمہارے کے ہے رجوع تمہارا سو وہ تمکو خبر
دیگا اُس خیر وشر کی جو تم کرتے تھے پھر اس خبر دینے کی علت ذکر فرمائی کہ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ یعنے وہ تمہارے اعمال کی تمکو خبر دیگا اس لیے کہ وہ تو جانتا ہے اُس شے کو جسے
دل چھپاتے ہین پھر جسکو ظاہر کرتے ہین اُسکو کس طرح نہ جانے گا غرض یہ ہے کہ اُسکے نزدیک
ظاہر ومخفی سب برابر ہے پھر اللہ پاک نے کافر کے تذبذب کا ذکر فرمایا وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ مراد انسان سے کافر ہے اور ضر سے مراد مطلق ایذا وتکلیف کوئی سی ہو
کیونکہ لفظ مطلق ہے تو کوئی معنی نہین ہین کہ کسی فرد خاص کے ساتھ اُسکی تقیید کرین آدمی میں اعراض
مین مجاز ہے اور جواب اِذَا کا دعا الخ ہے یعنی جسوقت لگی کافر آدمی کو کوئی ضرر اُسکے جسم مین یا مال
مین یا اہل مین یا اولاد مین بلا ہو مرض ہو یا فقر یا خوف یا شدت وسختی تو پکارے اپنے رب کو
اُسکی طرف رجوع ہوکر اور اُس سے فریادرسی چاہکر دفع مین اُس بلا کے جو اسپر نازل ہوئی اور جس مردے
یا زندے یا بت وغیرہ کو اول پکارتا تھا اور اُس سے فریادرسی چاہتا تھا راحت وآرام مین اسکو
چھوڑکر اس لیے کہ وہ جانتا ہے اس بات کو کہ یہ سب اُسکے کشف ضر پر قادر ہونے سے علحدہ ہین
ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ جب کوئی شخص کسی شخص کو کسی شے
کا مالک کردے تو محاورے مین یون بولتے ہین کہ خَوَّلَهُ الشَّيْءَ یعنے اُسنے مالک کردیا اُس کو اُس شے
کا تخویل کا استعمال جزا مین نہین کیا جاتا ہے بلکہ ابتدا سے عطیہ مین یعنے پھر جسوقت عطا کرے
اور مالک بنائے اُسکو کسی نعمت کا اپنی طرف سے تو بھول جائے اُس ضر کو جسکے دور کرنے
کیطرف اللہ کو پکارا کرتا تھا قبل اسکے کہ عطا کرے اُسکو وہ شے جو امسے عطا کی کسی نے کہا
کہ بھول جائے اُس دعا کو جسکے ساتھ تضرع وزاری کیا کرتا تھا یا بھول جائے اپنے رب کو جس کو
پکارتا تھا اور اُسکی طرف تضرع کرتا تھا پھر اس سے شرک باللہ کیطرف بڑھ جاتا ہے یہ معنی ہین

اس قول کے وَجَعَلَ لِلّٰهِ أَنْدَادًا یعنے اور ٹھیرائے واسطے اللہ کے شریک بتون سے یا
غیر بتون سے فریاد رسی چاہے اُنسے اور اُنکو پوجے سدی نے کہا کہ مراد انداد وہین رجال سے بھروسا
کرے اُنپر اپنے سارے کامون مین لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ یعنی تا کہ بہکاوے لوگون کو اللہ کی راہ سے
جو کہ اسلام و توحید ہے جمہور نے بضم یا اور ابن کثیر وابو عمرو نے بفتح یا پڑہا ہے یہ دونون سبعیہ ہین
اور حرف لام واسطے عاقبت کے ہے یعنی چونکہ خود گمراہ ہونا یا دوسرے کو گمراہ کرنا دونون نتیجہ تھے
اُسکے انداد ٹھیرانے کے اس لیے اسکی تعلیل اُن دونون کے ساتھہ ٹھیک ہوگئی اگرچہ وہ غرض نہین
ہین مطلب یہ ہے کہ انجام فعل کی تشبیہ دی گئی علت غائی سے جو کہ فعل کے واسطے ہوتی ہے اس بات
مین کہ علت غائی مترتب ہوتی ہے فعل پر پس انجام فعل مین لام علت کا استعمال کیا گیا بطریق استعارہ
تبعیہ کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا اسی
طرح یہان ہے کہ بت پوجنے والون نے بتون کو اللہ پاک کا شریک اس لیے نہین ٹھیرایا تہا کہ خود
گمراہ ہون یا دوسرے کو گمراہ کرین لیکن چونکہ اُسکا انجام یہی ہوا تو گویا اُنکو اسی واسطے شریک ٹھیرایا
تہا پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ جو اس صفت کا ہو اُسے یہہ
تہدید سنا دین تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا اے تمتعا قلیلا او زمانا قلیلا یعنی برت ذرا اپنے کفر کے ساتھہ تہوڑا
برتنا یا تہوڑے دنون کیونکہ دنیا کا برتنا تو قلیل ہی ہے گو ہزار برس ہی کی عمر کیون نہو زجاج نے
کہا کہ اسکا لفظ تو امر کا لفظ ہے اور معنی اسکے تہدید و وعید ہین ہمین خبر دینا ہے اس بات کی کہ
کفر ایک نوع کی تشہی ہے جسکی کوئی سند نہین ہے اور ناامید کرنا ہے کافرون کو آخرت مین تمتع اُٹھانے
سے اسی لیے اسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ بطریق استیناف واسطے مبالغہ کے
یعنی تیرا مصیر و مرجع تو عنقریب آگ کیطرف ہونیوالا ہے اور تو اسکا ملازم ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کو
اُسکے لوگون مین سے معدود ہوگا یہ علت ہے قلت تمتع کی اور اسمین ایک نہایت عظیم الشان تہدید ہے
کسی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی حق مین عتبہ بن ربیعہ کے کسی نے کہا شان ہین ابو حذیفہ مخزومی
کے کسی نے کہا عام ہے ہر کافر کے بارے مین قواعد شریعت غرا سے یہی زیادہ تر موافق ہے بالجملہ
جبکہ اللہ پاک نے اخلاص عبادت کا اپنے واسطے امر کیا اور یہ بیان فرمایا کہ دین خالص نہین ہے مگر اسکی
واسطے اور جنہون نے اُسکو چہوڑ کر اور حمایتی ٹھیرا لیے ہین اُنکو یہ تہدید کی کہ وہ فیصلہ کریگا درمیان
اُنکے اور موحدون کے اور اپنی الوہیت کی دلیلین ذکر کین یہانتک کہ یون فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ اور اسکی
ساتھہ الوہیت یعنی استحقاق عبادت کو اور ربوبیت بمعنی مالکیت کو مبدا پر قصر کیا یہ وہی ذات ہے

جھکے یہ فعال ہین تو یہان یہ امر بیان کیا کہ کفار کے طریقے باہم متناقض ہین اس لیے کہ جس وقت انکو سختی لگتی ہے تو اُسکا دفع اللہ پاک سے طلب کرتے ہین کیونکہ وہ جانتے ہین کہ سختی کو وہی دور کرتا ہے اور بت ضرر و نفع رسان نہین ہین اور معبد انکل کا نہین ہے مگر اللہ اور جب اللہ پاک اُس سختی کو اُن سے دور کر دیتا ہے تو رجوع کرتے ہین طرف پوجنے بتون کے بسبب انکو کہ باطل وہم اور فاسد خیال انکی مقتضائے معقول سے کھینچا کھانچی کرتے ہین مقتضائے عقل یہی ہے کہ سب حالات مین اللہ ہی کی طرف التجا کی جائے سو وہ مذبذب ہو رہے ہین ایک شی پر جمتے نہین ہین پھر جب اللہ پاک مشرکون کی صفتین ذکر کر چکا اور یہ بات کہ وقت دفع ہونے مکروہات کے حالت اختیار مین غیر اللہ کو پکڑتے ہین تو بعد اسکے مومنین مقیدین کے احوال کی شرح بیان کی پس ارشاد فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

بھلا ایک جو بندگی مین لگا ہے گھڑیون رات کی سجدہ کرتا اور کھڑا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہین سمجھ والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہے

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ عز و جل فرماتا ہے کیا وہ شخص جسکی یہ صفت ہو مثل اس شخص کے ہے جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور اُسکے واسطے انداد ٹھیرائے برابر نہین ہوتے نزدیک اللہ تعالےٰ کے کما قال تعالیٰ لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ اور جگہ یون فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یعنے انکی حال سجود مین اور حال قیام مین اسی لیے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس شخص نے جو اس طرف گیا ہے کہ قنوت صرف خشوع ہے نماز مین تنہا قیام نہین ہے جسطرح کہ اور لوگ اس طرف گئے ہین یعنی تنہا قیام کو بغیر لحاظ خشوع کے قنوت کہتے ہین ثوری نے عن فراس عن الشعبی عن مسروق عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ قانت مطیع ہے اللہ عز و جل کا اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابن عباس و حسن و سُدی و ابن زید نے کہا کہ اٰنَآءَ الَّيْلِ جوف اللیل ہے ثوری نے عن منصور روایت کیا ہے کہ یہ قنوت درمیان مغرب و عشا کے ہے حضرت حسن و قتادہ نے کہا کہ آناء اللیل اول و اوسط و آخر شب ہے **قولہ** تعالیٰ يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ یعنی اپنے عبادت کے حال مین ڈرنے والا اور امیدوار رحمت کا رہتا ہے عبادت مین خوف و رجا کا ہونا ضروری ہے اور مدت حیات مین خوف ہی غالب ہو اسی لیے اللہ پاک نے ضد آخرت کو اول ذکر کیا ہے اور بعد اُسکے رجائے رحمت کو پھر جب احتضار کا وقت ہو تو چاہیے کہ رجا ہی غالب ہو خوف پر جیسا کہ امام عبد بن حمید نے حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر داخل ہوئے
اور وہ حالت موت مین تہا تو آپنے اُس سے فرمایا تو اپنے آپکو کیسا پاتا ہے تو اُسنے عرض کیا میں
امید رکہتا ہون اور ڈرتا ہون پس آپنے فرمایا نہیں جمع ہوتی یعنی رجاء وخوف دل مین کسی بندے
کے مثل اس موطن مین یعنی وقت موت کو مگر عطا فرماتا ہے اُسکو اللہ عز وجل وہ شی جسکی امید رکہتا ہے
اور امن دیتا ہے اسکو اُس شی سے جس سے ڈرتا ہے وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ
وَاللَّیْلَةِ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِیْثِ سَیَّارِ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَیْمَانَ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ
غَرِیْبٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا
ابن ابی حاتم نے یحیی بکاء سے روایت کیا ہے کہ انہون نے سنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ
پڑہتے تہے اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ اللَّیْلِ الآیہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ ہین حضرت ابن عمرؓ نے جو یہ فرمایا سو بسبب کثرت نماز امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بسبب اُنکی
قرات کے یہانتک کہ انہون نے بہت وقت قرآن شریف ایک رکعت مین پڑہا ہے جسطرح کہ ابو عبید نے
اسکو اُنسے روایت کیا ہے اور شاعر نے کہا ہے

ضَحَّوا بِاَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُوْدِ بِهٖ		یُقَطِّعُ اللَّیْلَ تَسْبِیْحًا وَّقُرْاٰنًا	

امام احمد نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے جس شخص نے سو آیتین پڑہین ایک رات مین تو لکہا جاے گا واسطے اُسکے قنوت رات کا
وَکَذَا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ قولہ تعالی قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا
یَعْلَمُوْنَ یعنی کیا برابر ہوگا یہ شخص اور وہ شخص جو اس سے قبل ہے اُن لوگون مین سے جنہون نے انداد ٹہیرائے
واسطے اللہ کے تا کہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی اُن دونو مین فرق وہی
شخص جانتا ہے جسکو عقل ہے واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ الآیہ
اُس کلام کے تتمہ سے ہے جسکو ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنے کا امر کیا گیا ہے معنی یہ ہین
کیا یہ کافر خوبتر ہے حال ومآل مین یا وہ شخص جو کہ قیام کرنیوالا ہے ساتہ طاعات اللہ کے راحت وتکلیف
مین رات کی گہڑیون مین استمرار ودوام کرنے والا ہے اُسپر قصر کرنیوالا نہین ہے اللہ پاک کی پکارنے پر
وقت نزول نسر وسختی کے اُسپر حضرت حسن وغیرہ نے اَمَّنْ بتشدید پڑہا ہے اور نافع وغیرہ نے بہ تخفیف
اول کی بنا پر کلمہ ام داخل ہے من موصولہ پر اور میم اول دوسرے میم مین ادغام کی گئی ہے اور ام متصلہ ہے اور
اُسکا معادل محذوف ہے ای الکافر خیر ام الذی ہو قانت کسی نے کہا کہ منقطعہ مقدر بہ بل وہمزہ ہے ای بل امن

ہُوَ قَانِتٌ کا لکا فر اور دوسرے کی بنیاد پر ہمزہ واسطے استفہام کے ہے اور استفہام تقریری ہے اور
مقابل اُسکا محذوف ہے ای امن ہو قانت کمن کفر فراء نے کہا کہ اس قرارت مین ہمزہ ندا کا ہے اور کلمہ
من منادی ہے مراد اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جنکو قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا کہنے کا حکم ہوا
ہے تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت قل تمتع الخ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت انک من اصحاب
الجنۃ جو لوگ ہمزے کو ندا کا کہتے ہین اُن مین سے فراء ہین ابو حیان نے اسکو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ
یہ بات اپنی ماقبل وما بعد سے اجنبی ہے ابو حیان سے پہلے ابو علی فارسی اس تضعیف کی طرف جا چکے
ہین اور ابو حاتم و اخفش نے اس قرارت پر اصل ہی سے اعتراض کیا ہے حالانکہ یہ اعتراض بے وجہ ہے
کیونکہ جب روایت ثابت ہو چکی تو درایت باطل ہو گئی اجگہ قَانِتٌ کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے پس
کسینے تو کہا کہ مطیع ہے کسینے کہا خاشع یا اپنی نماز مین قیام کرنیوالا کسینے کہا کہ داعی لربہ نحاس نے کہا کہ
اصل قنوت کی طاعت ہے پس جو کچھ اسمین کہا گیا ہے وہ سب طاعت مین داخل ہے آنَآءَ الَّيْلِ آناء
جمع ہے انی بالکسر و بالقصر کی جیسے معا کی جمع امعاء آتی ہے کسی نے کہا کہ واحد اسکا انو ہے محاورے
مین بولتے ہین مضی من اللیل انیان و انوان یعنی رات کی دو گھڑیان گزر گئین مراد اناء لیل سے رات کی
ساعات و اوقات ہین کسی نے کہا رات کا جوف کیونکہ یہ مقبول وقت ہے ۵

دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند	نیاز نیم شبے دفع صد بلا بکند

۵ شعر حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ کا ہے ۱۲ منہ

کسی نے کہا کہ مغرب و عشا کے درمیان کا وقت ہے کسی نے کہا کہ اول و اوسط و آخر شب ہین بعض
قول اول گزر چکے ہین سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا منصوب ہین بنا بر حال یعنی قانت ہے رات کی گھڑیون مین
اسحال مین کہ جمع کرنیوالا ہے درمیان سجدے کے اور قیام کے نماز مین سجود کو قیام پر اس لیے مقدم
کیا کہ عبادت مین اسکو زیادہ تر دخل ہے یہ آیت اسپر دال ہے کہ قیام لیل کو دن پر ترجیح ہے
اور وہ اس سے افضل ہے اس لیے کہ رات زیادہ تر ساتر ہے تو ریا سے زیادہ تر دور ہو گی اور اسلیے
کہ رات کی تاریکی فکر کو جمع کرتی ہے اور نگاہ کو اشیا کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتی ہے اور جب دل
اشیاء خارجیہ مین مشغول ہونے سے فارغ ہو جائے گا تو مطلوب اصلی کی طرف رجوع ہو گا وہی خشوع
ہے نماز مین اور پہچانتا اُسکا جسکے واسطے نماز پڑھتا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ رات وقت خواب کا
اور مظنہ راحت کا ہے تو اُسکا قیام نفس پر زیادہ شاق ہوتا ہے تو ثواب بھی اسمین اکثر ہوتا ہے۔
قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے جو شخص یہ چاہے کہ آسان کرے اللہ تعالیٰ
اسپر وقوف کو قیامت کے دن تو چاہیے کہ دیکھے اسکو اللہ رات کی تاریکی مین یَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ محل نصب مین ہے

بنا بر حال یعنی اس حال مین کہ ڈرتا ہے عذاب آخرت سے یہ قول سعید بن جبیر و مقاتل کا ہے
و یرجو رحمۃ ربہ یعنی امید کرتا ہے درمیان خوف و رجا کے یہ دونون جمع نہین ہوتے کسی شخص کے
دلمین مگر اُسنے مراد پائی کہا ہے کہ یہان عبارت محذوف ہے تقدیر یہ ہے کہ کمن الفعل شیئا من ذلک
جسطرح کہ سیاق کلام اسپر دال ہے یعنی کیا وہ شخص جو یہ کام کرتا ہے مثل اس شخص کے ہے جو انمین
سے کچھ نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ آیۃ رحمت سے مراد مغفرت ہے کسی نے کہا جنت یہ آیت اسپر دال ہے کہ
جانب رجا اکمل و اولی ہے اسلیے کہ اللہ پاک کی طرف نسبت کیجاتے اول گذرچکا ہے کہ حضرت ابن
عمرؓ نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین ایک روایت مین اُنسے یہہ
ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو امر فرمایا کہ اُنسے ایک اور بات کہین جسکے باعث حق باطل سے ظاہر ہو جاوے پس فرمایا قُلْ هَلْ
يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ الْآيَة یعنی تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین وہ لوگ جو یہ جانتے ہین کہ جس بعث و
ثواب و عقاب کا اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ حق ہے اور وہ لوگ جو اسکو نہین جانتے ہین یا یہ معنی ہین
کہ جو لوگ جانتے ہین اُس شی کو جسکو اللہ تعالی نے اپنے رسولون پر نازل فرمائی ہے اور وہ لوگ جو اُسکو
نہین جانتے ہین یا مراد علما و جہال ہین ہر شخص جسکو عقل ہے وہ یہ بات جانتا ہے کہ درمیان علم و جہل
کے اور عالم و جاہل کے برابری نہین ہے زجاج نے کہا یعنی جسطرح کہ برابر نہین ہوتے ہین وہ لوگ جو جانتے ہین
اور وہ لوگ جو نہین جانتے ہین اسی طرح مطیع و عاصی برابر نہین ہوتے ہین کسی نے کہا کہ مراد الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ سے وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر عمل کرتے ہین کیونکہ اُس سے نفع لینے والے وہی ہین اس لیے
کہ جسنے عمل نہ کیا تو وہ مثل جاہل کے ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے آیت کو عمل سے شروع کیا اور علم سے
ختم فرمایا اس لیے کہ عمل باب مجاہدات سے ہے اور علم باب مکاشفات سے اور یہ نہایت ہے پس جب انسان
کو یہ حاصل ہوگیا تو اسنے دلالت کی اسکے کمال و فضل پر إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ یہ جملہ منجملہ کلام مامور بہ
نہین ہے بلکہ اللہ پاک کی طرف سے ہے بعد امر کرنے کے ساتھ اُن قوارع مذکورہ کے جو کہ کفر و معاصی سے
زاجر و مانع ہین مقصود اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ قوارع اور دھمکیان کافرون کے دلون مین
اثر نہین کرتی ہین اس لیے کہ اُنکی عقلین مختل ہین معنی یہ ہین کہ اللہ کے وعظ و نصیحت سے وہی نصیحت
پذیر ہوتے ہین جو کہ صاحب عقول صافیہ و قلوب نیرہ ہین اور وہی اسمین تدبر و تفکر و غور کرتے ہین
یہ لوگ مومنین ہین نہ کفار کیونکہ وہ اگرچہ اسکے مدعی ہین کہ اُنکی عقلین ہین لیکن وہ کالعدم ہین پھر جب

اللہ پاک نے مساوات کی نفی کے درمیان عالم وجاہل کے اور یہ بات بیان فرمائی کہ نصیحت پذیر
وہی ہوتے ہین جو کہ عقل والے ہین تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اُسکے مومن بندون
کو یہ حکم دین کہ اُسکے تقویٰ و ایمان پر جمے رہین پس ارشاد فرمایا قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ وَاُمِرْتُ لِاَنْ
اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ تو کہہ اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنہون نے
نیکی کی اس دنیا مین انکو ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے ٹہیرنیوالون ہی کو ملتا ہے انکا نیگ بن گنتے
تو کہہ مجھکو حکم ہے کہ بندگی کرون اللہ کو نری کر کر اُسکی بندگی اور حکم ہے کہ مین ہون سب سے پہلے حکمبردار
انتہیٰ ف اللہ پاک اپنے مومن بندون کو امر فرماتا ہے کہ اُسکی طاعت وتقویٰ پر مستمر رہو اور جن لوگون
نے اس دنیا مین نیک عمل کیا اُنکے واسطے بھلائی ہے انکی دنیا وآخرت مین وارض اللہ واسعۃ کی تفسیر
مین مجاہد نے کہا یعنی تم اُسمین ہجرت کرو اور جہاد کرو اور بتون سے الگ ہو جاؤ شریک بن منصور نے عطاء سے
روایت کیا ہے کہ جسوقت تم اُسکی معصیت کیطرف بلائے جاؤ تو بھاگ جاؤ پھر یہ آیت پڑہی اَلَمْ تَكُنْ
اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا اوزاعی نے کہا کہ صابرون کے واسطے نہ تولا جائیگا نہ ناپا جائیگا
انما یغرف لہم غرفا یعنے انکو تو لپ بھر بھر کر اجر دینگے آپ تول کا کیا ذکر ہے ابن جریج نے کہا مجھے یہ
بات پہونچی ہے کہ ہرگز اُنکے عمل کا ثواب اُنپر حساب نہ کیا جائیگا ولیکن وہ تو اُنپر زیادہ دیئے جاوینگے۔
سدی نے کہا انما یوفی الصابرون الآیہ یعنی جنت مین قولہ تعالیٰ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ الآیہ کا یہ
مطلب ہے کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے اخلاص عبادت کرون قولہ تعالیٰ وَاُمِرْتُ
لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ سدی نے کہا یعنی من ہذہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
کا بیان خلاصہ یہ ہے یعنی اے وہ لوگ جنہون نے سچی کی اللہ کی توحید ڈرو اپنے رب سے باین طور کہ اُس کی
طاعت کرو اُسکے معاصی سے بچو اُسکے حکمون کا امتثال کرو اُسکے لیے خالص ایمان لاؤ شرک کی اُس سے نفی
کرو اور مراد یہ ہے کہ تو اُنسے یہ میرا قول بعینہ کہدے پھر جب اللہ پاک نے مومنون کو تقویٰ کا امر کیا تو جو
فائدے اس تقویٰ مین ہین وہ اُنکے واسطے بیان کیے ارشاد فرمایا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الآیہ یعنی جن لوگون نے
نیک عمل کیے اس دنیا مین بروجہ اخلاص اُنکے واسطے ایک حسنہ عظیم ہے یعنی جنت فی ہذہ الدنیا متعلق
ہے احسنوا سے کسی نے کہا کہ حسنۃ سے اس بنا پر کہ وہ بیان ہے حسنہ کے مکان کا تو معنی یہ ہونگے کہ واسطے
انکو جنہون نے نیکی کی عمل مین حسنہ ہے دنیا مین ساتھہ صحت وعافیت وظفر وغنیمت کے قول اول اولیٰ ہے۔

سے جسے یہ تفسیر مین سے ... ابن منصور ... [illegible]

سبب یہ ہے کہ بعض بندون پر اپنے وطن مین طاعات و احسان کا کرنا مشکل تہا تو جو کوئی ایسا ہو اللہ پاک
نے اسکو ہجرت کا ارشاد کیا پس فرمایا وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ یعنی اللہ کی زمین کشادہ ہے اور اسکے
بہت سی شہر ہین پس چاہیے کہ جس جگہ اسکو اللہ کی طاعت اور اسکے حکم پر عمل کرنا اور اسکی نہی سے
بچنا ممکن ہو وہان ہجرت کر جائے جیسا کہ انبیا و صالحین کا طریقہ ہے کیونکہ تفریط مین اصلا اسکے لیے
کوئی عذر نہین ہے سورہ نسا مین ہجرت پر پورے طور پر کلام گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ اسجگہہ مراد
ارض سے زمین جنت ہی اللہ پاک نے اسکی کشادگی مین اور اسکی نعیم کی فراخی مین انکو رغبت دلائی ہی
جسطرح کہ اس آیت مین ہی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کبہی جنت کا نام ارض رکہا جاتا ہے
قال تعالیٰ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَاۗءُ قول
اول اولیٰ ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مکے سے کوچ کر جاؤ اور شہرون کو اٹھ جاؤ اور انبیاء و صالحین کی پیروی
کرو انکی ہجرت کرنے مین طرف غیر بلاد کے تاکہ اپنی نیکی پر اور نیکی اور اپنی طاعت پر اور طاعت زیادہ کرین
اسمین آمادہ کرتا ہے ہجرت کرنے پر اس شہر سے جسمین معاصی ظاہر ہوتے ہین کسی نے کہا جو کوئی کسی
شہر مین معاصی کا امر کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہان سے بہاگ جای پہر جب کہ اللہ پاک نے وہ ثواب
بیان کیا جو کہ نیکی کرنے والون کے لیے ہے جبکہ وہ نیکی کرین اور اسمین یہ امر ضروری تہا کہ فعل طاعت پر
اور شہوات سے نفس کے روکنے پر صبر ہو تو صبر کی فضیلت اور اسکی عظیم قدر کی طرف اشارہ کیا پس
ارشاد فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ کہ صبر کرتے ہین اپنے وطن
چہوڑنے پر اور اپنے کنبے قبیلے کی مفارقت پر اور اللہ کی طاعت مین اور زیادہ نیکیان کرنے مین
جو بلاؤن کی برداشت کرتے ہین اور محنت و مشقت اوٹہاتے ہین انہین کو انکے صبر کے مقابلے مین اور
تنگی کہینچنے مین انکا ثواب بہرپور بے حساب دیا جائیگا یعنی اسکے حصر پر کوئی حصر کرنیوالا قادر نہوگا
اور نہ کوئی حساب کرنے والا اسکے حساب کی طاقت رکہیگا اگرچہ وہ اللہ پاک کے نزدیک معلوم و شمار
کیا ہوا ہے عطا نے کہا کہ نہ عقل اسکی طرف راہ پاسکے گی اور نہ وصف و بیان کو اس تک رسائی
ہوگی مقاتل نے کہا کہ اجر انکا جنت ہی اور انکے ارزاق اُس مین بغیر حساب ہین حضرت علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر مطیع کے واسطے ناپا جائیگا ماپ کر اور تولا جائیگا تول کر مگر صابرین
فانہ یحثی لہم حثیا یعنے انکو لپین بہر بہر کر دیا جائیگا مروی ہے کہ بلا والے لائے جائینگے تو نہ انکو
واسطے ترازو کہڑی کی جائیگی اور نہ انکے لیے دفتر کہولا جائیگا اور بہایا جائیگا انپر اجر بہا تک
کہ دنیا مین عافیت والے تمنا کرینگے کاش انکے جسم مقراضون سے کترے جاتے بسبب اس فضل کے جسکو اہل

بلا حساب دیے جائینگے نکتہ جملہ للذین احسنوا علت ہے امر بتقوی کی یعنی اس امر کا امتثال واجب ہے
اس لیے کہ جنھوں نے احسان کیا اُن کے واسطے ایک بڑا حسنہ ہے رہی یہ بات کہ احسنوا فرمایا
اتقوا نہ کہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ تقوی احسان کے باب سے ہے
اور دونوں باہم ایک دوسرے کو لازم ہیں پھر اسی اقولے ما مو بہ میں رغبت دلانے کو انما یوفی
الصابرون فرمایا اور انما یوفی المتقون نہ کہا اس لیے کہ مقصود آگاہی بخشنا ہوا اس امر پر کہ متقی لوگ
فضیلت صبر کے حائز ہیں جسطرح کہ فضیلت احسان کے جامع ہیں کیونکہ تقوی مستلزم ہے احسان و
صبر کو باوجود اسکے کہ صبر میں زیادہ آمادہ کرنا ہے مصابرت نہایت پر اذیت کی متقون کے
تحمل کرنے میں بہرحال آیۂ کریمہ دال ہے اسپر کہ صابرین کے ثواب کی نہایت نہیں ہے
کیونکہ جو شے حساب کی تحت میں داخل ہوتی ہے تو وہ متناہی ہوتی ہے اور جو حساب کے نیچے داخل
نہیں ہے تو وہ غیر متناہی ہوتی ہے اور یہ ایک فضیلت عظیم و مثوبت جلیل ہے جو شخص کہ امید ایسے
ثواب میں رغبت اور اسکے پاس کی خیر میں طامع ہے فضیلت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ صبر کا جرعہ
وا پی لے اور اپنے نفس کو اسکے مہارت باندہے اور اسکی قید سے مقید کرے کیونکہ جزع و بے صبری کرنا
اس قضا کو تو رد نہیں کر سکتا ہے جو کہ نازل ہو چکی ہے اور جو خیر مسلوب ہو چکی اس کو کھینچ نہیں لاتا
ہے اور نہ جو مکروہ واقع ہو چکا ہے اسکو دفع کر سکتا ہے اور جسوقت عاقل اس بات کا خوب تصور کر لیگا
جیسا کہ حق ہے تصور کا اور خوب سمجھ لیگا جیسا کہ حق ہے سمجھنے کا تو یہ جان لیگا کہ صبر کرنے والا اُس بلا
پر جو اُس پر نازل ہوئی اسکو اجر عظیم مل چکا اور اس خیر خطیر سے بہرہ مند ہو گیا اور غیر صابر پر قضا نازل
ہو چکی وہ چاہے یا نہ چاہے اور باوجود اسکے اُس سے وہ اجر عظیم فوت ہو گیا جسکا اندازہ کیا جاتا ہے
نہ اسکے نہایت تک رسائی ہوتی ہے تو اسنے اپنی مصیبت کے ساتھ ایک اور مصیبت ملائی اور اسکو سوا
جزع و فزع کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا کسی نے کیا خوب کہا ہے

أرى الصبر محمودا وعنه مذاهب — فكيف إذا ما لم يكن عنه مذهب
هناك يحق الصبر والصبر واجب — وما كان منه للضرورة أوجب

پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اول آنحضرت دین توحید واخلاص کی جسکا
خود انکو امر کیا ہے پس ارشاد فرمایا قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ یعنی مجھے یہ حکم ہے کہ
اللہ کی عبادت کروں ایسی عبادت جو کہ شرک وریا وغیرہ سے خالص ہو مقاتل نے کہا کہ کفار قریش نے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کون شے تجھے باعث ہوتی ہے اس چیز پر جسکو تو ہمارے پاس لیکر

آیا ہے کیا تو نظر نہیں کرتا ... اپنے باپ اور دادا اور سردار ان قوم کے کہ وہ لات عزیٰ کو پوجتے ہیں کہ تو اس ... سے پہلے جو یہ آیتیں نازل فرمائی اس ... اول سورت میں گزر چکے ہیں پھر اللہ نے ... رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ دوبارہ انکو اسکی خبر دیں کہ انکو اس بات کا حکم کیا گیا ہے کہ ... ان لوگون کے جنہوں نے اطاعت وانقیاد وگرویدگی کی پس فرمایا وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ یعنے مجھے حکم ہے واسطے اس بات کے کہ مین ہوون اول اسلام لانے والون کا اس امت ... اور ایسا ہی ... کیونکہ آپ ہی سے پہلے پہل اپنے آبا کے دین کی مخالفت کی اور توحید کیطرف دعوت فرمائی معنی اولیت کی سبقت بحسب الزمان ہے یا پس مراد سبقت سے سبقت بحسب عوت ہے کیونکہ افضل یہ بات ہے کہ جو شخص اپنے غیر کو کسی نیک عادات کی طرف بلائے تو اول خود اپنے نفس کو ... دعوت کرے اور اس تو ... ہو یہانتک کہ غیر میں اثر کرے جیسا کہ انبیا وصالحین کا طریقہ ہے بخلاف ملوک متجبر لوگون کے کہ وہ اپنے غیر کو اس بات کا حکم دیتے ہیں جسکو آپ نہیں کرتے اس لیے باطن میں اسکا اثر نہیں ہوتا ان ظاہر میں بخوف جور وظلم فی الجملہ ہوتا ہے حرف لام تعلیل کا ہے ... یا امرت بہ لاجل ان اکون کہ ... زائدہ ہے واسطے تاکید کے والا ول ... پھر اللہ ... آپ کو امر کیا کہ ... بارہ انکو خبر دیں اپنے ڈرنے کی عذاب سے بتقدیر عصیان ...

... قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ○ یعنی تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر حکم نہ مانون اپنے رب کا ایک بڑے دن کی مار سے تو کہہ مین اللہ کو پوجتا ہون نری کر کر اپنی بندگی اسکے واسطے اب تم پوجو جسکو چاہو اس کے سوائے تو کہہ بڑی ہاری وہ جو ہار بیٹھے اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے صریح ٹوٹا انکے واسطے اوپر سے بادل ہین آگ کے اور نیچے سے بادل اسکے یہ ڈراتا ہے اللہ اپنے بندون کو اے بندو میرے تم مجھسے ڈرو انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ حالانکہ تو اللہ کا رسول ہے بیشک میں ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے مراد روز قیامت ہے یہ ایک شرط ہے اور معنی اسکے تعریض کرنا ہے اپنے غیر کو بطریق اولیٰ وآخری قل اللہ اعبد الآیہ ... ہے اور ایسے ... یہی ہوتا ہے تو تعالیٰ قل ان الخسرین الآیہ کا یہ مطلب ہو کر پورا ٹوٹا پانیوالے وہی ہین جنہونے زیان کیا

اپنی جان کا اور اپنے گھر والون کا قیامت کے دن یعنی ایکدوسرے سے جدا ہوگئے پہر انکو کبھی ملنا
نہین ہے خواہ انکے گھر والے جنت کیطرف جائین اور وہ خود آگ کی طرف یا یہ کہ سب کو سب نار
مین بسائے جائین لیکن انکو نہ جمع ہونا ہے نہ کسی طرح کا سرور ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ یعنی ظاہر
و واضح زیان کاری یہی ہے پہر اللہ تعالیٰ نے انکا حال بیان کیا جو کہ دوزخ مین ہوگا فرمایا لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ
ظُلَلٌ الآیہ کما قال سبحانہ وتعالیٰ لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ وقال تعالیٰ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا
مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ **قولہ** تعالیٰ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ یعنی یہ امر جو بالضرور ہونیوالا ہے
اسکو صرف اس لیے بیان فرمایا ہے کہ اپنے بندون کو اس سے ڈرائے تاکہ وہ محارم و مآثم سے باز
رہین يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ یعنی اے بندو میرے ڈرو میرے باس و سطوت و عذاب و نقمت سے
ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی باین طور کہ اسکے
واسطے اخلاص عبادت کو اور اسکی توحید کو اور ترک شرک کی طرف دعوت کرنے کو اور شرک والون کو
گمراہی کی طرف منسوب کرنے کو چھوڑ دون یعنی یہ سب کرکے اپنے رب کی اگر نافرمانی کرون تو مین ڈرتا
ہون روز قیامت کے عذاب سے اکثر مفسرین نے کہا ہے معنی یہ ہین کہ مین ڈرتا ہون اگر مین نافرمانی
کرون اپنے رب کی باین طور کہ مشرکین نے جو مجھے غیر اللہ کے پوجنے کی طرف بلایا ہے اسمین انکا کہنا
مان لون ابو حمزہ یمانی و ابن مسیب نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ
مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اس آیت مین دلیل ہے اسپر کہ امر واسطے وجوب کے ہے کیونکہ اس سے قبل یہ ہے
کہ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ پس مراد اسی امر کا عصیان ہے اور اسمین زجر ہے غیر کو معاصی سے کیونکہ
جب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اپنی جلالت قدر و شرف طہارت و نزاہت و منصب
نبوت کے ترسان و پرہیزان ہون معاصی سے تو آپ کا غیر تو بطریق اولیٰ اسکا مستحق ہے پہر اللہ پاک
نے چوتھی بار اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ کفار و مشرکین کو یہ خبر دین کہ انہون نے امر کا امتثال
کیا اور اسکے حکم کے مطیع و منقاد ہوئے اور اسکی عبادت کی اور اسکے واسطے دین کا اخلاص کیا ابلغ وجہ
پر واسطے اظہار اپنے تصلب و درشتی کے دین مین اور واسطے قطع کرنے انکی طمع نہانی کے اور واسطے تہدید
انکی تہدید کے پس ارشاد فرمایا قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي تقدیم نام مبارک اسکا   شعر ہے اختصار
کی یعنی تو کہہ اللہ ہی کو مین پوجتا ہون نہ اسکے غیر کو نہ تو بطور استقلال اور نہ بطریق شرکت اس حال مین کہ خالص
کرنیوالا ہون واسطے اسکے اپنے دین و عبادت کو باین طور کہ وہ اللہ ہی کے واسطے ہے شرک و ریا وغیرہ

بیچ درمیان جو انپر نازل ہوئی اُسکو بیان فرمایا کہ وہ یہ ہے لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن
تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ مراد ظلل سے آگ کا اطباق ہین یعنی انکے لیے [illegible] آگ کے [illegible] اور
بڑے بڑے ٹکڑے ہین کہ انپر دہکتے ہین ظلل جمع ہے ظلہ کی ظلہ [illegible] سایہ دار ہو یا چھپر
یا اور کوئی شے آگ کی اطباق پر جو ظلل کا اطلاق کیا [illegible] بچانے
والے ہین اور ظلہ گرمی سے بچاتا ہے [illegible] انکے اوپر [illegible] ہین اور [illegible]
ہین اور چھپے کے مانند بچھونے کے نیچے کے اطباق کا نام ظلل کہا گیا [illegible] کہ ضدین کا نام
دوسرے پر اطلاق کر دیا یا تحتانی ظلہ چونکہ ایذا و حرارت مین فوقانی ظلہ کے مشابہ تھا اس لیئے بسبب
مماثلت و مشابہت کہ اُسکو بھی ظلہ کہدیا یا اسواسطے کہ شے کا طبقہ سایہ کرتا ہے ان دوزخیوں پر جو
اُسکے نیچے ہین کیونکہ نار کے کئی طبقے ہین ہر طبقہ مین کفار کے [illegible] ہین ست ایک طائفہ ہے
ذٰلِكَ مبتدا ہے يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ خبر یعنے یہ بیان کفار کے عذاب کا [illegible] ہین جسکا ذکر ہوا ڈراتا
ہے اللہ اس سے اپنے مومن بندونکو تاکہ اُس سی ڈرین تو اس سے بچین يٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ کر
یعنی اے میرے بندو بس بچو ان گناہون سے جو کہ ایسے عذاب کے موجب ہوئے کفار پر وجہ تخصیص عباد
کی ساتھ مومنین کے یہ ہے کہ غالبا قرآن شریف مین اطلاق لفظ عباد کا انپر آتا ہے کسی نے کہا کہ مراد
کفار و اہل معاصی ہین کسی نے کہا کہ مسلمین و کفار کو عام ہے وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ
أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ
أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ اور جو لوگ بچے
شیطانون سے کہ انکو پوجین اور رجوع ہوئے طرف اللہ کے انکو ہے خوشخبری سو تو خوشی سنا
میرے بندون کو جو سنتے ہین بات پھر چلتے ہین اُسکے نیک پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور
وہی ہین عقل والے ف چلتے ہین اُسکے نیک پر یعنی حکم پر چلنا کہ اُسکو کرتے ہین منع پر چلنا کہ انکو
نہین کرتے اُسکا کرنا نیک ہے اور اُسکا نہ کرنا نیک ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین عبد الرحمن
بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ آیت شان مین زید بن عمرو بن نفیل و ابو ذر و سلمان
فارسی رضی اللہ عنہم کے نازل ہوئی ہے صحیح یہ ہے کہ وہ انکو اور انکے غیر کو شامل ہے ان لوگون مین سے
جو کہ بتون کے پوجنے سے بچے اور رحمن کے پوجنے کی طرف رجوع ہوئے سو یہ وہ لوگ ہین جنکو خوشخبری ہے
دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین پھر اللہ عز و جل نے فرمایا فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ الآیہ یعنے بس خوشخبری دی انکو
جو کہ سنتے ہین بات کو یعنی اُسکو سمجھتے ہین اور جو شے اُسمین ہوتی ہے اُسپر عمل کرتے ہین جسطرح کہ اللہ پاک نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جبکہ انکو توریت دی فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا
بِأَحْسَنِهَا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ یعنی جو لوگ اس صفت کے
ساتھ متصف ہین وہی ہین جنکو اللہ نے ہدایت کی دنیا و آخرت مین اور وہی ہین صحیح عقل والے اور
فطرت مستقیم والے **ف** موصول مع اپنے ماتحت کے مبتدا ہے اور لہم البشریٰ خبر طاغوت بنا ہے مبالغہ
کی مصدر مین جیسے رحموت و عظموت مراد اوثان و شیطان ہین مجاہد و ابن زید نے کہا کہ طاغوت شیطان
ہے ضحاک و سدی نے کہا کہ اوثان کسی نے کہا کاہن کسی نے کہا ایک اسم اعجمی ہے مثل طالوت و جالوت کے
کسی نے کہا کہ اسم عربی ہے مشتق ہے طغیان سے مگر اسمین قلب ہے بتقدیم لام بر عین مختار مین کہا ہے کہ
طاغوت واحد و جمع پر اطلاق کیا جاتا ہے اور مذکر و مونث دونون طرح مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مصباح
مین ہے اخفش نے کہا کہ طاغوت جمع ہے یہ بھی جائز ہے کہ واحد مونث ہو نسفی نے کہا کہ طاغوت سے
مراد شیاطین ہین فعلوت کا وزن ہے طغیان سے مثل ملکوت و رحموت کے مگر اسمین قلب ہے بتقدیم لام بر
عین اطلاق کیا گیا ہے شیطان پر یا شیاطین پر اس لیے کہ طاغوت مصدر ہے اور اسمین مبالغات ہین وہ
یہ ہین کہ ایک تو نام رکھنا ہے ساتھ مصدر کے گویا عین شیطان طغیان ہے دوسرے اسکی بنا بنا ہے
مبالغہ ہے کیونکہ رحموت کے معنے ہین رحمت وسیع اور ملکوت کے معنی ہین ملک بہوط تیسرے قلب ہے
اور وہ واسطے اختصاص کے ہے اس لیے کہ اسکا اطلاق نہین ہوتا ہے غیر شیطان پر اسجگہ مراد انس کی
جمع ہے اور کسی نے الطواغیت پڑھا ہے انتہیٰ تفسیر طاغوت کی پورے طور پر سورہ بقرہ مین گزر چکی
ہے معنے یہ ہین اور وہ لوگ جنہون نے اعراض کیا طاغوت کو پوجنے سے اور اللہ عزوجل کے ساتھ
اپنی عبادت خاص کی أَن يَعْبُدُوهَا محل نصب مین ہے بنا بر بدل اشتمال طاغوت سے گویا یون فرمایا
کہ اجتنبوا عبادۃ الطاغوت یعنی اجتناب کیا پوجنے سے طاغوت کو وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ معطوف ہے اجتنبوا پر
یعنی اور بالکل رجوع ہوئے طرف اللہ کے اور متوجہ ہوئے اسکی عبادت پر اعراض کر کے ماسوے
اللہ سے لَهُمُ الْبُشْرَىٰ یعنی انکے واسطے ہے خوشخبری ثواب جزیل کی جو کہ بہشت عنبر سرشت ہے
یہ خوشخبری یا تو رسولون کی زبان پر ہے یا فرشتون کی زبان پر وقت حضور موت کے یا وقت بعث
کے یا اللہ پاک کی طرف سے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ اس سے کوئی
مانع نہین ہے کہ اللہ کیطرف سے ہو اور فرشتون کیطرف سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل واسع ہے کسی نے کہا کہ
انکے واسطے خوشخبری ہے دنیا مین بایں طور کہ انکے اعمال صالح کی انپر تعریف کی جاتی ہے اور وقت رکھنے کے
قبر مین اور آخرت مین وقت نکلنے کے قبر سے اور وقت وقوف کے واسطے حساب کے اور وقت گزرنے کے

بلصراط پراور وقت داخل ہونے جنت کو اور جنت مین پس ہر موقف مین ان مواقف سے اُنکو بشارت
حاصل ہوگی ساتھہ ایک نوع کے خیر وراحت و روح وریحان سے قولہ تعالی فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ الآیہ مین مراد
عباد سے عموم ہے پس جو لوگ موصوف باجتناب طاغوت وانابت الی اللہ ہین تو وہ بدخول اولی اسمین
داخل ہین کسی نے کہا کہ مراد اس سے وہی موصوف باجتناب اوثان وانابت الی اللہ ہین پس مقام تہا ضمیر کا
مگر وصف مابعد کے ملانے کے واسطے بجاے ضمیر اسم ظاہر رکہا ہے معنی یہ ہین پس خوشی سنا میرے بندون
کو جو کہ سنتے ہین قول حق کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم سے پہر پیروی کرتے ہین اُسکے احسن کی
یعنی محکم کی اور اسپر عمل کرتے ہین سدی نے کہا کہ اتباع کرتے ہین بہتر اس شی کا جسکے ساتھہ حکم کیے جاتے
ہین پہر عمل کرتے ہین اُس شی کے ساتھہ جو اُسمین ہے کسی نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ سنتا ہے حسن و
قبیح کو پہر حسن کو تو بیان کرتا ہے اور قبیح سے باز رہتا ہے تو اُسکو بیان نہین کرتا کسی نے کہا کہ سنتے
ہین قرآن کو اور غیر قرآن کو پہر اتباع کرتے ہین قرآن کا کسی نے کہا کہ سنتے ہین رخصتون کو اور عزیمتون
کو پہر اتباع کرتے ہین عزیمتون کا اور چھوڑتے ہین رخصتون کو کسی نے کہا کہ عفو کو لیتے ہین اور عقوبت
کو ترک کرتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعید بن زید وابو ذر وسلمان اتباع
کرتے تھے جاہلیت مین احسن القول والکلام لا الہ الا اللہ کا اُسکو کہا اسپر اللہ تعالی نے اپنے نبی پر یہ
آیت نازل فرمائی پہر اللہ پاک نے ان لوگون کی یہ تعریف کی أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللهُ الآیہ یعنی
یہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے انکو حق کیطرف پہونچایا اور یہی صحیح عقل والے ہین کیونکہ اُنہون نے اپنی
عقلون سے نفع پایا اور اُنکے ماسوا لوگون نے اپنی عقلون سے نفع حاصل نہ کیا ابن مردویہ نے
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ فَبَشِّرْ عِبَادِي الآیہ نازل ہوئی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی بہیجا تو اُسنے یہ ندا کی کہ جو کوئی مرا اس حال مین کہ
شریک نہین کرتا ہے ساتھہ اللہ کے کسی شے کو تو وہ جنت مین داخل ہوا پس وہ قاصد حضرت عمر کے
کے سامنے آیا تو انہون نے اُسکو پہیر دیا پہر عرض کیا یا رسول اللہ مین اس سے ڈرا کہ لوگ بہروسا
کر لین گے تو عمل نہ کرینگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جان لیتے لوگ قدر میرے
رب کی رحمت کی تو البتہ بہروسا کر لیتے اور اگر جان لیتے قدر میرے رب کے غصے کی اور اُسکے عقاب کی
تو البتہ صغیر جانتے اپنے اعمال کو اس حدیث کی اصل صحیح مین ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف ایثار اتباع کے اور ترک تقلید کے اس لیے کہ اللہ تعالی نے
متبعین کی یون ثنا فرمائی ہے کہ وہ مہتدین ہین اور انکا نام اولو الالباب رکہا اور تقلید کی نہ تعریف

کی نہ اُسکے اہل کی کسی جگہہ قرآن کریم مین بلکہ اُسکی اور اُسکے اہل کی کئی جگہ مذمت کی ہے چنانچہ
بارہا اسکا ذکر کیا گیا ہے کذا فی فتح البیان غرضکہ یہ ذکر تو اُن لوگون کا تہا جنکے حق مین سعادت
سابق ہو چکی تہی پہر اللہ پاک نے انکا ذکر کیا جنکے واسطے شقاوت سابق ہو چکی اور سعادت سے
محروم ہوے پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۚ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝
بہلا جس پر ٹہیک ہو چکا عذاب کا حکم بہلا تو خلاص کریگا آگ مین پڑے کو انتہی **ف** اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کیا پہر وہ شخص جسکو اللہ لکہہ چکا ہے کہ وہ شقی ہے تو قادر ہے اسپر کہ اُسکو چہڑا لیوے اس گمراہی
وہلاک سی جسمین وہ ہے یعنے بعد گمراہ کرنے اللہ کے کوئی اُسکو ہدایت نہین کر سکتا ہے اس لیے کہ مَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَمَنْ يَّهْدِهٖ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اُسکے لیے کوئی ہادی
نہین ہے اور جسکو وہ ہدایت کرے تو اُسکو کوئی گمراہ کرنے والا نہین ہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان
مین ہے کہ کلمہ من موصولہ ہے محل رفع مین بنا بر ابتدا اور خبر محذوف ہے ای کمن ینجاف او فانت تخلصہ
او تاسف علیہ یعنی کیا پہر وہ شخص کہ ثابت ہوا اسپر کلمہ عذاب کا مثل اس شخص کے ہے جو کہ ڈرتا ہے
یا پہر تو اُسکو چہڑا لیگا یا تو اُسپر افسوس کریگا یہ بہی احتمال ہے کہ من شرطیہ ہو اور جواب اسکا افانت
تنقذ من فی النار پس حرف فا فاے جواب ہے داخل ہوا ہے جملہ جزا پر اور ہمزۂ انکار واسطے تاکید معنی انکار
کے اعادہ کیا گیا ہے سیبویہ نے کہا بسبب طول کلام کے استفہام کی تکرار کی گئی ہے فرا نے کہا معنی یہ
ہین کیا پہر تو چہڑا لیگا اُسکو جسپر ثابت ہوا کلمہ عذاب کا اسجگہ مراد کلمہ عذاب سے یہ آیت ہے جسمین
اللہ تعالیٰ نے ابلیس سی خطاب کیا ہے لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ و
قولہ تعالیٰ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ کسی نے کہا مراد یہ قول ہے اللہ پاک کا
ہؤلاء فی النار ولا ابالی معنی آیت کہ تسلی دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے کہ آپ
اپنی قوم کے ایمان لانے پر حریص تہے پس اللہ پاک نے آپکو اعلام کر دیا کہ جس شخص پر قضا سابق ہو چکی
ہے اور اللہ کا کلمہ اُسپر ثابت ہو چکا ہے اللہ کا رسول صلعم قدرت نہین رکہتا ہے کہ اُسکو آگ سے
خلاصی دی باین طور کہ اُسکو مومن کر دے عطا نے کہا مراد ابو لہب ہے اور اُسکا بیٹا اور وہ لوگ جو
آپکے کنبے کے ایمان سے متخلف رہے آیت مین مجاز ہے باطلاق مسبب ارادہ سبب اور تنبیہ ہے
اسپر کہ جس شخص پر عذاب کا حکم کیا گیا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے جو کہ نار مین واقع ہے اور آپ کا کوشش
کرنا اُسکے بلانے مین طرف ایمان کے سعی کرنا ہے اُسکے چہڑانے مین آگ سے اصل کلام یہ ہے افانت تہدی
من ہو منغمس فی الضلال یعنی کیا پہر تو ہدایت کریگا اُسکو جو کہ ڈوبنے والا ہے گمراہی مین پس نار کو ضلال

کی جگہہ رکہا واسطے رکہنے سبب کے موضع سبب مین بسبب قوت اسکی امر کے پہر مجاز کے عقب مین وہ شے
لائی گئی جو اُسکے مناسب ہے یعنی لفظ تنقذ بعوض تہدی کے تو یہ ترشیح ہوئی مجاز کی یا مختصر طور پر یون کہو
جو شخص مستحق عذاب کا ہے اُسکو مثل اُس شخص کے ٹہیرایا جو کہ عذاب مین ہے اور اُس کے بلانے کو طرف
ایمان کے قائمقام کیا اُسکے نکالنے کے عذاب سے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے سابق مین یہ ذکر کیا کہ اہل شقاوت
کے واسطے اُنکے اوپر سے طبق ہین نار کے اور اُنکے نیچے سے طبق ہین تو استدراک کیا اُن سے ان لوگون
کا جو کہ اہل سعادت سے ہین پس فرمایا لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ
مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ۝ لیکن جو ڈرتے رہے اپنے
رب سے انکو ہین جہروکے اُنپر اور جہروکے چُنے ہوئے اُنکے نیچے چلتی ہین ندیان وعدہ ہوا اللہ کا اللہ خلاف
نہین کرتا وعدہ انتہی ف یہ وہی لوگ ہین جنکو یٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ کا خطاب کیا گیا اور صفات فاضلہ
کے ساتہہ وصف کیے گئے وہ صفات جنکا شمار کیا گیا اور سابق مین جو یٰعِبَادِیَ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ
الآیہ مذکور ہے اُسکے مخاطب بہی یہی ہین کسی نے کہا کہ لکن استدراک کے لیے نہین ہے کیونکہ اس کے
قبل نفی نہین آئی ہے بلکہ یہ اضراب ہے ایک قصے سے طرف دوسرے قصے کے جو کہ پہلے کے مخالف ہے
معنی یہ ہین لیکن وے لوگ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اُنکے واسطے منازل ہین جنت مین بلند اُنکے
اوپر اور منازل وہ اُنسے بہی زیادہ تر بلند یہ اس لیے ہے کہ جنت درجے ہین بعض درجے بعض کے اوپر
اور وہ درجے چُنے ہوئے ہین مثل چنائی منازل کے اپنی پختگی اساس اور قوت چنائی مین اگرچہ دنیا
کی منازل بہ نسبت اُنکے کچہہ کم نہین ہین بہتی ہین نیچے سے اُن فوقانی تحتانی غرفون کی نہرین اس مین
اُنکی بہجت و تازگی کا کمال ہے اور اُنکے رونق کی زیادتی ہے نصب وعد اللہ کا اس بنا پر ہے کہ
مفعول مطلق مؤکد ہے مضمون جملہ کا اس لیے کہ لہم غرف اس معنی مین ہے کہ وعدہم اللہ ذلک یعنی اللہ
پاک نے ان غرفون کا اُنسے وعدہ کیا ہے وعدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سچا وعدہ ہے پہر جملہ لا یخلف
اللہ المیعاد سے اس وعدہ کی اور تقریر و تثبیت فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ خلاف نہین کریگا اُس خیر و شر کا
جسکا اُسنے دونون فریق سے وعدہ کیا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت دیکہین گے غرفون والون کو اپنے اوپر سے جسطرح
کہ دیکہتے ہین کوکب دری غابر کو یعنی چمکتے تارے باقی کو افق مین مشرق سے یا مغرب سے واسطے تفاضل
اُس شے کے جو درمیان اُنکے ہے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو منازل ہین انبیا کے نہ پہنچیگا
اُنکو غیر اُنکا فرمایا بلی یعنی کیون نہین قسم ہے اُسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے وہ مرد جو ایمان لائے

اللہ پر اور تصدیق کی مرسلین کی مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ کذا فی فتح البیان **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین پہ اللہ
پاک نے طرف سے اپنے نیکبخت بندون کے خبر دی کہ اُنکے واسطے غرفے ہین جنت مین یعنی اونچے اونچے
محل اُنکے اوپر سے اور غرفے چُنے ہوئے طبق اوپر طبق کے چنے ہوئے محکم و مضبوط و مزین بلند
عَبْدُ اللّٰہِ ابن امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے انکا بطون اُنکے
ظہور سے اور انکا ظہور اُنکے بطون سے یعنی انکا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے پس ایک
اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کسکے واسطے ہین آپنے فرمایا لمن اطاب الکلام واطعم الطعام وصلی
باللیل والناس نیام یعنی واسطے اُس شخص کے جسنے اچھی بات کی اور کھلایا کھانا اور نماز پڑھی رات کو
اور لوگ سوتے ہین رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ
وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ فِیْہِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِہٖ امام احمد نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے ظاہر
انکا اُنکے باطن سے اور باطن انکا اُنکے ظاہر سے تیار کیا ہے انکو اللہ نے واسطے اُس شخص کے جسنے
کھانا کھلایا اور نرم بات کی اور پے در پے روزے رکھے اور نماز پڑھی اس حال مین کہ لوگ سو رہے
ہین تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُعَانِقٍ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ بِہٖ امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک اہل جنت البتہ دیکھین گے غرفے کو جنت مین جسطرح کہ تم دیکھتے ہو تارے کو آسمان
مین ابو حازم کہتے ہین جو کہ سہل سے راوی ہین پھر مین نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان
کی تو نعمان نے کہا مین نے سنا ابو سعید خدری کو وہ یون کہتے تھے جیسے تم دیکھتے ہو تارے کو
جو کہ افق شرقی مین ہے یا غربی مین اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ حَازِمٍ وَاَخْرَجَاہُ
اَیْضًا فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ مَالِکٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت البتہ دیکھین گے جنت مین اہل غرف کو جسطرح
تم دیکھتے ہو کوکب دری غارب فی الافق طالع کو بیچ تفاضل اہل درجات کے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ وہ تو نبی ہین تو آپنے فرمایا ہان قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اور قوم ہین جو ایمان لائین
اللہ پر اور تصدیق کی رسولون کی وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ سُوَیْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ عَنْ فُلَیْحٍ بِہٖ وَقَالَ

حسن صحیح امام احمد نے ابو المدلہ مولی ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ابو المدلہ نے سنا حضرت
ابو ہریرہ رضہ کو وہ کہتے تھے کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جس وقت آپکو دیکھتے ہین تو ہمارے دل نرم ہوجاتے
ہین اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہین پھر جس وقت ہم آپ سے جدا ہوتے ہین تو دنیا ہمکو پسند آتی ہے اور ہم سونگھتے
ہین عورتون کو اور اولاد کو آپنے فرمایا اگر تم رہتے ہر حالی پر اوپر اُس حال کے جسپر تم میرے پاس ہو تو البتہ مصافحہ
کرتے تم سے فرشتے اپنی ہتھیلیون کے ساتھہ اور البتہ زیارت کرتے تمہاری تمہارے گھرون مین اور اگر تم گناہ
نہ کرتے تو البتہ لاتا اللہ عزوجل ایک قوم کہ وہ گناہ کرتی تاکہ انکو بخشے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم سے
جنت کا حال بیان فرمایئے کیا ہے اسکی بنا آپنے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی
کی اور گارا اُسکا مشک اذفر ہے اور کنکریان اسکی موتی اور یاقوت اور مٹی اسکی زعفران جو شخص اسمین داخل
ہوگا تو نعمت مین رہے گا محتاج نہ ہوگا اور ہمیشہ جیئے گا اور مریگا نہین پرانے نہونگے اُسکے کپڑے اور فنا نہوگی
اُسکی جوانی تین آدمی ہین کہ انکی دعا رد نہین کی جاتی ہے امام عادل اور روزہ دار یہانتک کہ افطار کرے اور
دعا مظلوم کی اٹھائی جاتی ہے ابر پر اور کھولے جاتے ہین واسطے اُسکے دروازے آسمانون کے اور فرماتا
ہے رب تبارک و تعالی قسم ہے مجھے اپنی عزت کی البتہ مین مدد کرونگا تیری اگرچہ بعد ایک مدت کے ہو روی
الترمذی وابن ماجۃ بعضہ من حدیث سعد ابی مجاہد الطائی وکان ثقۃ عن ابی المدلۃ وکان ثقۃ
بہ قولہ تعالی تجری من تحتہا الانہر یعنی چلینگی نہرین درمیان غرفون کے جسطرح چاہینگے اور جہان
چاہینگے وعد اللہ یعنی یہ جو ہمنے ذکر کیا ایک وعدہ ہے کہ اللہ نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اپنے مومن بندون
سے ان اللہ لا یخلف المیعاد بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے جنت کا ذکر کیا اور اُسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اسکی طرف
رغبت و شوق کا موجب ہوتا ہے تو اُسکے بعد دنیا کا ذکر کیا اور اُسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اس سے نفرت پیدا
کرنیکا باعث ہوتا ہے پس اُسکی سرعت زوال و قرب اضمحلال بیان کرنے کے واسطے ایک تمثیل ذکر کی مع اسکے کہ اللہ
پاک کی قدرت باہرہ و صنعت بدیعہ کے انواع سے اُسمین ایک نوع کا ذکر ہے پس ارشاد فرمایا الم تر ان اللہ انزل

من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یہیج فتراہ مصفرا ثم
یجعلہ حطاما ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب ۝ ترے نہین دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پس چلایا وہ
پانی چشمون مین زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتی اُسپر پھر آتی تیاری پر تو تو دیکھے اسکا
رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اسکو چورا بیشک اسمین نصیحت ہے عقلمندون کو ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اصل
پانی کی زمین مین آسمان سے ہے کما قال عزوجل وانزلنا من السماء ماء طہورا پس جب آسمان سے پانی اتارا
تو اسکو زمین مین مستور کیا پھر اسکو گردش دیتا ہے زمین کے اجزا مین جسطرح چاہتا ہے اور جب حاجت ہوتی

بڑے چشمے کرکے اُسکو نکالتا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ یعنی پھر چلایا وہ پانی زمین کے چشمون مین ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ نہین ہر زمین مین کوئی پانی مگر وہ نازل ہوا ہے آسمان سے ولیکن رگین ہین زمین مین وہ اُسکو غائر وعمیق کر دیتی ہین پس یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا فسلکہ ینابیع فی الارض پس جب کسی کو یہ بات خوش کرے کہ کھاری میٹھا ہو جاوے تو چاہیے کہ اُسکو چڑھالے اسی طرح سعید بن جبیر و عامر شعبی نے کہا ہے کہ جو پانی زمین مین ہے اسکی اصل آسمان سے ہے دوسرا لفظ سعید بن جبیر کا یہ ہے کہ اصل اسکی ثلج سے ہے یعنی برف سے تہ بر تہ پہاڑون پر جمع ہو جاتا ہے پہر انکی تہ مین ٹہیرتا ہے پہر انکے نیچے سے چشمے پہوٹ نکلتے ہین قولہ تعالیٰ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ یعنی پہر نکالتا ہے اس پانی سے جو کہ آسمان سے اوترا ہے اور اُس پانی سے جو کہ زمین سے نکلا ہے کھیتی جسکی شکلین اور مزے اور بو اور نفع مختلف ہین ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا یعنے پہر وہ کھیتی بعد اپنی تر و تازگی و جوانی کے کسول ہوتی ہے تو تو دیکھے اُسکا رنگ زرد کہ خشکی اُس سے مختلط ہوئی ہے ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا یعنی پہر وہ ہو جاتی ہے خشک ریزہ ریزہ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ یعنی بیشک اسمین البتہ نصیحت ہے واسطے ان لوگون کے جو نصیحت پذیر ہوتے ہین پس عبرت لیتی ہین اور سمجھتے ہین کہ دنیا بھی اسی طرح سبز و تر و تازہ خوبصورت ہوتی ہے اور جوان قوی حسین جمیل بڑا بوڑھا کمزور ہو جاتا ہے اور بعد اس سب کے موت ہے پس سعید وہ شخص ہے کہ اُسکا حال بعد اسکے طرف خیر کے ہو اللہ پاک اکثر حیات دنیا کی مثل بیان فرمایا کرتا ہے ساتھ پانی کے جسکو آسمان سے نازل کرتا ہے پہر اُس سے کہتیان اور میوے اوگاتا ہے پہر بعد اسکے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہین کما قال سبحانہ وتعالیٰ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا كذا فی ابن کثیر

ف	بر زمینے کہ ہمے گزری ساکن د این ہمہ لشکر چشمہ خورشید جہان افروز ست		کہ عیون ست و خطوط ست و حدود ست و خدود کہ ہمے تافت بر آرامگہ عاد و ثمود

ف فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ سماء سے مراد سحاب و رماء سے مراد مطر یعنی آب باران سلکہ کے معنی ہین ادخلہ و اسکنہ ینابیع سے مراد عیون و مسالک و مجاری و رکایا یعنی چشمے اور راہین اور کنوین ینابیع جمع ہے ینبوع کی ماخوذ ہے نبع الماء ینبع سے اور ینبوع کہتے ہین پانی کے چشمے کو اور وہ زمین کی درارین جنسے پانی اوبلتا ہے یا خود آب جاری معنی یہ ہین کہ اتارا اللہ نے ابر سے یا آسمان سے پانی پہر داخل کیا اور ٹہیرایا اُسکو زمین مین اور کر دیا اُسکو اسمین چشمے بہتے ہوئے یا کر دیا اُسکو ینابیع مین یعنی اُن جگہون مین جنسے پانی اُبلتا ہے پس دوسرے معنی کی بنا پر ینابیع منصوب ہے بنزع خافض یعنی فی ینابیع اصل مین تہا پہر کلمہ فی

کو حذف کردیا تو منصوب ہوگیا یا کردیا اسکو بہتا ہوا پانی زمین مین مقاتل نے کہا یعنی ہین پہر کردیا اسکو
کنوین اور چشمے زمین مین ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ صیغہ مضارع کا واسطے حاضر کرنے صورت
اخراج کے ہے یعنی پہر نکالتا رہتا ہے بسبب اس پانی کے زمین سے کہیتی جسکے رنگ مختلف ہوتے ہین کوئی
زرد کوئی سبز کوئی سپید کوئی سرخ یا مراد الوان سے اصناف ہین یعنی کوئی گیہون ہے کوئی جو ہے کوئی چنا
ہے کوئی جوار ہے انکے سوا اور اقسام کے حبوب وغیرہ لفظ زرع کا شامل ہے ان سب ثُمَّ يَهِيْجُ پہر [illegible]
ہین یہانتک کہ متغانات یعنی گیلا چارا جانورونکا ہیج کہتے ہین خشک ہونے سوکہنے کو جبکہ روئیدگی
کا سوکہنا پورا ہو جائے اور اپنی اُگنے کی جگہ سے اسکے منتشر ہونیکا وقت آپہونچے تو اسوقت عرب
مین یون بولتے ہین کہ ہاج النبت ہیجًا جوہری نے کہا ہاج النبت ہیاجًا بولتے ہین جبکہ روئیدگی
خشک ہو جائے اور جس زمین کی روئیدگی سوکہ گئی یا زرد پڑگئی تو اسکو ارض ہائجہ کہتے ہین اہاجت
الریح النبت یعنی ہوا نے روئیدگی کو سوکہا دیا تیز کہتے ہین اصمعی نے کہا ہے کہ ہاجت الارض تہیج ہیوجًا
ہین جبکہ اسکی روئیدگی پشت پہیرے یعنی باقی رہے کہا اور اسی طرح ہاج النبت ہے حطام کہتے ہین شی
متفتت و متکسر کو یعنی ریزہ ریزہ ہونے والی ماخوذ ہے اس محاورہ سے کہ جب لکڑی خشکی کے مارے ریزہ
ریزہ ہو جائے تو کہتے ہین تحطم العود اور جب جانور بڑی عمر کا ہو جائے تو اسکو حطمہ بولتے ہین حطم متعدی
بحرکت ہوتا ہے پس کہتے ہین حطمہ حطمًا من باب ضرب فانحطم اور حطمتہ بتشدید مبالغہ ہے جمہور نے
ثم یجعلہ کو برفع پڑہا ہے ماقبل پر معطوف کیا ہے اور ابو بشر نے بنصب باضمار ان اسکی کوئی وجہ نہین ہے
معنی یہ ہین پہر وہ کہیتی سوکہ جاتی ہے تو تو دیکہے اسکو بعد اسکے سبزی و تروتازگی کے اور حسن و رونق
کے زرد کہ اسکی سبزی جاتی رہی اور تازگی زائل ہوگئی پہر اسکو کرڈالتا ہے ریزہ ریزہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى
لِاُولِي الْاَلْبَابِ یعنی یہ پانچ فعل جنکا ذکر ہوا بیشک انمین البتہ تذکیر ہے واسطے صحیح عقل والون کے کیونکہ یہی
لوگ اشیا کو انکی حقیقت پر سمجھتے ہین پہر فکر کرتے ہین اور عبرت لیتے ہین اور جانتے ہین کہ حال حیات دنیا
کا سرعت انقطاع اور قرب اتمام ہونے مین اور اسکی بہجت و رونق و نضارت کے جاتے رہنے مین مثل اس کہیتی
کی ہے پس جب تفکر و اعتبار اس بات کے جاننے کا انکو نتیجہ دیگا تو وہ اس سے دہوکا نہ کہاوینگے اور نہ اسکی
طرف مائل ہونگے اور نہ دار نعیم دائم و حیات مستمر و لذت خالصہ پر اسکو اختیار کرینگے اور اس بات مین
انکو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ اللہ پاک بعث و حشر پر قادر ہے کیونکہ جو پہر قادر ہوا وہ اسپر بہی قادر ہے
کسی نے کہا یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک نے اسکو بیان فرمایا ہے واسطے قرآن شریف کے اور واسطے صدور
من فی الارض کے معنی یہ ہین کہ اللہ نے اتارا قرآن پہر اسکو داخل کیا مومنین کے دلون مین پہر نکالتا ہے

اس سے دین کو جسکا بعض فضل ہے بعض سے سو مومن تو زیادہ کرتا ہے ایمان و یقین کو اور جسکے دلمین مرض ہے تو وہ
خشک ہوتا ہے جسطرح کھیتی خشک ہوتی ہے وہنا بالتعبیر شبیہ منہ آیا تفسیر یعنی نسبت تفسیر کے اسکو زیادہ تر مشابہت
ہی تنبیہ ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اسمین نصیحت ہے واسطے عقل والون کی تو شرح صدر کا ذکر کیا واسطے
اسلام کے اس لیے کہ کامل انتفاع اسی شرح صدر سے حاصل ہوتا ہے پس ارشاد فرمایا أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ
فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ
الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ
إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ○ بھلا جسکا سینہ
کھولدیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اجالے مین ہے اپنے رب کیطرف سے سو خرابی ہے انکو جنکے دل سخت ہین اللہ
کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہین بہکے صریح اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس مین ملتی دہرائی ہوئی بال کھڑے
ہوتے ہین اس سے کھال پر ان لوگون کے کہ ڈرتے ہین اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہین انکی کھالین اور انکے دل اللہ
کی یاد پر یہ ہی راہ دینا اللہ کا اسطرح راہ دیتا ہے جسکو چاہے اور جسکو راہ بھلا دے اللہ اسکو کوئی نہین سمجھانیوالا

ف کتاب آپس مین ملتی یعنی خوبی مین کوئی آیت کم نہین دہرائی ہوئی یعنی ایک بات کئی کئی طرح سے تقریر کیا ۱۲ شیخ

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ الآیہ یعنی کیا یہ وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے کھولدیا واسطے
اسلام کے سو وہ ایک روشنی پر ہے اپنے رب کیطرف سے برابر ہوتا ہے یا وہ وہ شخص جو کہ سخت دل ہو حق سے
دور پڑا ہوا ہے ہرگز نہین کما قال تعالی أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ
كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ای لیے اللہ نے فرمایا ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ یعنی انکے
دل نرم نہین ہوتے وقت ذکر اللہ کے اور خشوع و عاجزی کرتے ہین نہ دل لگاتے ہین نہ سمجھتے ہین [illegible]
مین قولہ تعالی اللہ نزل احسن الحدیث الآیہ [illegible] یعنی کتاب قرآن عظیم کی جوکہ نازل
کی گئی ہے اسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاہد نے کہا یعنی سارا قرآن متشابہ مثانی ہے قتادہ نے
کہا آیت متشابہ ہوتی ہے آیت کے اور حرف متشابہ ہوتا ہے حرف کے ضحاک نے کہا مثانی یہ قول ہے یعنی ایک بات
بار بار کہی تاکہ اپنے رب تبارک و تعالی سے سمجھین عکرمہ و حسن نے کہا کہ دوہرایا اللہ نے اسمین قضا کو حسن نے کہا
زیادہ کہا کہ سورت مین ایک آیت ہوتی ہے اور دوسری سورت مین ایک آیت جو اسکے مشابہ ہوتی ہے
عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ مثانی سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسی و حضرت صالح اور انبیا علیہم السلام
کا ذکر قرآن مین بہت جگہ بار بار کیا ہے سعید بن جبیر کے نزدیک مثانی کی تفسیر مین حضرت ابن عباس سے کہ یہ ہے
کہ بعض قرآن بعض کی مشابہ ہوا ہے اور بعض انکار کیا جاتا ہے [illegible] ایک آیت دوسری آیت [illegible]

ہوتی ہے بعض علما نے کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے بھی مروی ہے کہ معنی متشابہا مثانی کے یہ ہین کہ سیاقات
قرآن شریف کی کبھی تو ہوتے ہین ایک معنی مین سو یہ تو متشابہ سے ہین اور کبھی ہوتے ہین ساتھ ذکر کرنے شی کے
اور اسکی ضد کے جیسے ذکر مومنین کا پھر کافرین کا اور جیسے صفت جنت کی پھر نار کی اور جو اسکے مشابہ ہے سو یہ مثانی
سے ہے کقولہ تعالی إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ وکقولہ تعالی كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ الی ان قال
كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ وقال تعالی هَٰذَا ذِكْرٌ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ الی ان قال وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ
اسکی مثل اور سیاقات سو یہ سب مثانی سے ہین یعنی دو مضمون مین اور جب سارا سیاق ایک معنی مین ہو بعض بعض
کے مشابہ ہو سو یہ متشابہ ہے اور یہ متشابہ اُس متشابہ سے نہین ہے جو اس آیت مین مذکور ہے مِنْهُ آيَاتٌ
مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ قولہ تعالی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ الآیہ یہ صفت ہے ابرار کی وقت
سننے کلام جبار مہیمن عزیز غفار کے بسبب اُس وعد و وعید و تخویف و تہدید کے جسکو اُس سے سمجھتے ہین مارے
خوف و خشیت کے پھر نرم ہوتے ہین اُنکے چمڑے اور دل اللہ کی یاد پر بسبب اُس رحمت و لطف کے جسکی امید
اور رکھتے ہین سو یہ لوگ اپنے غیر کے مخالف ہین کئی وجہ سے اُنکے غیر بھی فجار ہین ایک وجہ یہ ہے کہ انکا سننا
تو تلاوت آیات کا ہے اور انکا سننا انغمات ابیات کا ہے اصوات قینات سے دوسری یہ ہے کہ جب انپر رحمن
کی آیتین پڑھی جاتی ہین تو ادب و خشیت و رجا و محبت و فہم و علم سے سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر پڑتے
ہین کما قال سبحانہ وتعالی إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ
إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ وقال تعالی وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا یعنی انکے سننے کے وقت اُنسے متشاغل و لاہی غافل نہین ہوتے ہین بلکہ انکی
طرف کان لگاتے اُنکے معانی کو سمجھتے جانتے ہوتے ہین تبھی تو اُسی لیے جو اُنکے ساتھ عمل کرتے ہین اور انکے پڑھتے
وقت سجدہ کرتے ہین سو بصیرت سے نہ جہل و نادانی سے اور اپنے غیر کی متابعت سے تیسری وجہ یہ ہے کہ وقت
سماع آیات کے ادب کا لزوم کیے ہوتے ہین جسطرح کہ صحابہ رضہ تھے کہ وقت سننے کلام اللہ تعالی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تلاوت سے بال کھڑے ہو جاتے تھے اُنکے چمڑون پر پھر نرم ہو جاتے تھے مع اُنکے دلون کے طرف ذکر کے
وہ زبردستی چیخنے چلاتے نہ تھے اور نہ تکلف کرتے تھے ساتھ اُس شی کے جو انمین نہ تھی بلکہ انکے پاس ثبات و
سکون و ادب و خشیت سے اُسقدر تھا جسمین انکے ساتھ کوئی ملحق نہین ہو سکتا ہے اسی لیے انکو یہ رتبہ عالی نصیب
ہوا کہ رب اعلی نے دنیا و آخرت مین اُنکی مدح فرمائی عبدالرزاق نے کہا ہمکو حدیث کی معمر نے کہا قتادہ رح
نے یہ آیت پڑھی تقشعر منہ الآیہ کہا یہ صفت ہے یعنی صفت ہے اولیاء اللہ کی اللہ عز وجل نے انکی یہ صفت کی ہے

کر بال کہڑے ہو جاتے ہین انکی کہالون پر اور روتی ہین انکی آنکہین اور چین پکڑتے ہین انکے دل طرف ذکر اللہ کے انکی یہ صفت نہین کی کہ انکی عقلین جاتی رہتی ہین اور انپر غشی طاری ہوتی ہے یہ جو ہے سو اہل بدع مین ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہے سُدی نے کہا ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ ای الی وعد اللہ قولہ ذلک ہدی اللہ الآیہ یعنی یہ صفت ہے اس شخص کی جسکو اللہ نے ہدایت کی اور جو شخص اسکے برخلاف ہی تو وہ انہین سے ہے جنکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ف فتح البیان کا بیان شرح صدر یہ ہے کیا پہر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع وفراخ کر دیا ہے واسطے قبول حق کے اور اسکو کہولدیا ہے واسطے راہ پانیکے طرف راہ خیر کے سُدی نے کہا وسیع کر دیا اسکے سینے کو واسطے اسلام کے واسطے خوش ہونیکے ساتہ اسلام کے اور واسطے چین پکڑنے کے طرف اسکے شرح صدر للاسلام عبارت ہے کامل کرنے استعداد کی واسطے اسلام کے اسلیے کہ سینہ جگہ ہے قلب کی کون قلب جو کہ منبع ہے روح کا کون روح جس سے متعلق ہوتا ہے نفس جو کہ قابل ہے واسطے اسلام کے پس کہلنا سینے کا مستدعی ہے دل کے کہلنے کا ہمزہ وفا بین کلام دلیل ہے جیسا کہ امن خق مین گزر چکا ہے کلمہ من مع اپنے ماتحت کے مبتدا ہے خبر اسکی محذوف ہی تقدیر یہ ہی کمن قسی قلبہ وطبع اللہ علیہ وحرج صدرہ فلم یہتد اس خبر محذوف پر یہ قول دال ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم معنی یہ ہین کیا پہر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع کر دیا ہے واسطے اسلام کے سو اسنے اسکو قبول کر لیا اور اسکی چال چلا پس وہ بسبب اس وسیع کرنے کے بیان وبصیرت ویقین وہدایت پر ہے طرف سے اپنے رب کی وہ اسپر اسکا افاضہ کرتا ہے مثل اس شخص کے ہے جسکا دل سخت پڑ گیا اور اللہ نے اسپر مہر لگا دی اور اس کا سینہ تنگ ہو گیا بسبب اسکی سوء اختیار کے سو وہ گمراہی کی اندہیریون مین اور جہالت کی بلاؤن مین ہو گیا قتادہ نے کہا کہ نور اللہ کی کتاب ہے اسی کے ساتہ اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کی طرف انتہا کیا جاتا ہے زجاج نے کہا تقدیر آیت کی یہ ہے افمن شرح اللہ صدرہ کمن طبع علی قلبہ فلم یہتد لقسوتہ یعنی کیا پہر وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے کہولدیا مثل اس شخص کے ہے جسکے دل پر مہر کی گئی سو اسنے راہ نہ پائی بسبب اسکی سختی کے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا من شرح اللہ صدرہ للاسلام حضرت ابو بکر صدیق رض ہین ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رض سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ہمنے عرض کیا یا نبی اللہ کیونکر ہے کہلنا اسکے سینے کا آپنے فرمایا کہ جس وقت نور دل میں داخل ہوا تو وہ کہل گیا اور فراخ ہو گیا ہمنے عرض کیا پہر اسکی علامت کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والتاہب للموت قبل نزول الموت یعنی رجوع ہونا طرف گہر ہمیشگی کے اور جدا ہونا دہوکے کے گہر سے اور تیار ہونا واسطے موت کے قبل نزول موت کے واخرج ابن مردویہ عن محمد بن کعب القرظی نحوہ مرسلا حکیم ترمذی نے نوادر الا

ہین حضرت ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہی کہا ایک شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ ای المؤمنین اکیس یعنی کون شخص
مومنون کا زیادہ تر ہوشمند ہے آپنے فرمایا اکثر انکا از روے ذکر کے واسطے موت کے اور خوبتر انکا واسطے اسکے
از روے تیاری کرنیکے اور جس وقت داخل ہوا نور دل مین تو وہ فراخ و وسیع ہوگیا پس صحابہ نے عرض کیا
یا نبی اللہ اسکی کیا نشانی ہے فرمایا اَلْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ
الْمَوْتِ وَاَخْرَجَهٗ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمِسْوَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِمْ قِيْلَ اَفَمَنْ شَرَحَ
اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ **قولہ تعالی** فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فراء و زجاج نے کہا عن ذکر اللہ کما تقول
اتخمت عن طعام اکلتہ ومن طعام اکلتہ یعنی یہ ہیں کہ انکے دل غلیظ و جافی و سخت ہوگئے ہیں تیرا ہست ذکر اللہ کے
قسوۃ وہ جمود و صلابت ہے جو دل میں حاصل ہوتی ہے عرب لوگ بولتے ہیں قسی القلب جبکہ دل سخت ہوجاے
قلب قاسی یعنی سخت دل جو کہ نرم نہیں ہوتا ہے [illegible] انکا معنی یہ ہے [illegible] ذکرہ الذی من شانہ [illegible]
الصدور و تطمئن القلوب یعنی انکے دل سخت ہیں [illegible] کراہت کرتے ہیں [illegible] یہ بات ہے کہ اسکے واسطے سینے
کھل جائیں اور اس سے دل چین پکڑیں [illegible] یہ ہیں کہ جس وقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو منقبض ہوجاتے
ہیں والا دل ولی جس شخص [illegible] عن ذکر اللہ [illegible] قراءت اسکی تائید کرتی ہے یعنی جس وقت انکے نزدیک
اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے یا اسکی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو انکے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے جیسے قولہ تعالی فزادتہم
رجسا الی رجسہم [illegible] تو انکا [illegible] ذکر اللہ
کو سوا سختی و کدورت کے اور کچھ انکو زیادہ نہیں کرتا ہے جیسے سورج کی گرمی کہ موم کو تو نرم کرتی ہے اور نمک کو
بستہ کرتی ہے سو اسی طرح قرآن شریف [illegible] کے سننے سے مومنین کے دلوں کو تو نرم کرتا ہے اور کافروں کے
دلوں کو قسوت و سختی کے اور کچھ [illegible] نہیں ملتا [illegible] نہیں مارا گیا کوئی بندہ ساتھ
کسی عقوبت کے کہ جو بڑھ کر ہو دل کی سختی سے اور نہیں [illegible] کسی قوم پر مگر کھینچ لی اس نے رحمت حضرت
ابن عمر رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت کثرت کرو کلام کی بغیر ذکر
اللہ کے پس تحقیق کثرت کلام کی بغیر ذکر اللہ کے سختی ہے واسطے دل کے اور تحقیق [illegible] لوگوں کا اللہ سے
قلب قاسی ہے یعنی دل سخت و درشت اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ شَاهِيْنَ فِی التَّرْغِيْبِ
الذِّكْرِ وَالْبَيْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ **قولہ تعالی** اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یعنی یہ لوگ جنکے دل سخت ہیں ظاہر
واضح گمراہی میں ہیں پھر اللہ پاک نے اپنی کتاب عزیز کے بعض اوصاف ذکر فرماے اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ
الْحَدِيْثِ یعنی اللہ نے نازل کی بہترین حدیث مراد قرآن شریف ہے جس میں کہ باقی احادیث سے کفایت ہے
قرآن شریف کا نام حدیث اس لیے رکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کو اسکے ساتھ حدیث کیا کرتے

تھے اور انکو خبر دیتے تھے اُس شی کی جو اسمین سے آپ پر نازل ہوئی تھی اسمین بیان ہے اسکا کہ احسن قول جسکا
سابق مین ذکر ہوا ہے وہ قرآن شریف ہی کلام مبارک اللہ کو مبتدا ٹھیرایا اور نزول اسکی خبر قرار دی سو
اسمین تفخیم شان ہے احسن الحدیث کی یعنی اللہ پاک جو کہ مستجمع جمیع صفات کمال ہے اسنے اس احسن حدیث
کو نازل کیا ہے تو معلوم ہوا کہ احسن الحدیث بڑی معظم و مکرم شے ہے قرآن شریف کو جو موصوف
با حسن حدیث فرمایا سو واسطے دو وجہ کے ہے ایک تو لفظ کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن افصح و اجزل
و ابلغ کلام سے ہے اور شعر کی جنس سے نہین ہے اور نہ جنس خطب و رسائل سے بلکہ وہ ایک ایسی نوع ہے
کہ اپنے اسلوب و طرز مین سب کی مخالف ہے دوسرے معنی کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب
مبارک ہے کہ تناقض و اختلاف سے منزہ و مبرا ہے اور مشتمل ہے اخبار ماضین و قصص اولین و اخبار غیوب کثیرہ
و وعدہ و وعید و جنت و نار وغیرہ پر کتابا بدل ہے احسن الحدیث سے یا حال ہے اُس سے متشابہا صفت ہے
کتابا کی یعنی اللہ نے نازل کی خوبتر ین حدیث وہ کون ہے ایک کتاب ہے ایسی کتاب جسکا بعض
مشابہ ہے بعض کی حسن احکام و صحت معانی و قوت مبانی مین اور اسکے پہونچنے مین طرف اعلی درجات
بلاغت کے اور دلالت کرنے مین منافع عامہ پر قتادہ نے کہا کہ مشابہ ہے بعض اُسکا بعض کو آیتون مین
اور حروف مین کسی نے کہا کہ مشابہ ہے اللہ کی کتابون کو جو کہ انبیاء اللہ پر نازل کی گئی ہین مثانی دوسری
صفت ہے کتابا کی جمع ہے مثنی بضم میم و فتح ثاء مثلثہ و نون مشددہ کی یا مثنی بفتح میم و تخفیف نون کے
بر خلاف قیاس کیونکہ قیاس مثنیات ہی ماخوذ ہے تثنیہ بمعنی تکریر سے یعنی ایسی کتاب کہ دوہرائے جاتے
ہین اسمین قصص اور مکرر ذکر کیے جاتے ہین اسمین مواعظ و احکام کسی نے کہا کہ قرآن دوہرایا جاتا ہے تلاوت مین
پس اسکا سامع ملول نہین ہوتا ہے اور نہ قاری اسکے پڑھنے سے اکتاتا ہے جمہور نے مثانی بفتح یائے
تحتیہ پڑھا ہے اور ہشام نے ابن عامر سے اور بشیر نے بسکون یا واسطے تخفیف کے اور واسطے ثقیل جاننے
اُسکی تحریک کے یا اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدای محذوف کی ای ہو مثانی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ قرآن سارا
مثانی ہے ایک قول انکا اول گذر چکا ہے تیسر الفظ انکا یہ ہے کہ کتاب اللہ مثانی ہے ثنی فیہ الامر مرارا
یعنی دوہرایا گیا اسمین امر بار بار امام رازی نے مثانی کے معنی بیان کرنے مین فرمایا ہے کہ اکثر چیزین جو
قرآن مین مذکور ہین مکرر ہین جو ڑے جو ڑے جیسے امر و نہی عام و خاص مجمل و مفصل احوال سموات و ارض
جنت و نار نور و ظلمت لوح و قلم ملائکہ و شیاطین عرش و کرسی وعد و وعید رجا و خوف مقصود اس سے بیان
ہے اس بات کا کہ ہر شے اسکے سوا حق کے زوج ہے اور فرد واحد حق اللہ ہی سبحانہ سر کلام مین جو کہ مکلف
بہ مقصود تنزیل ہے وہ مخفی نہین ہے اب رہی یہ بات کہ کتابا تو واحد ہے اُسکی صفت مثانی جمع

کیونکہ آئی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ کتاب ایک جملہ ذات تفاصیل ہے اور تفاصیل شی کے وہی جملہ شی ہے دیکھو پھر کیا
تم نہین دیکھتے ہو کہ کہتے ہو قرآن اسباع و اخماس و سُور و آیات ہے پس اسی طرح کہتے ہو کہ احکام و اقاصیص و
مواعظ مکررات ہے نظیر اسکی تمہارا یہ قول ہے کہ انسان عروق و عظام و اعصاب ہے یا یون کہو کہ منصوب ہے
بنا بر تمیز متشابہا سے جسطرح کہتے ہو کہ رایت رجلاً حسنا شمائل ای متشابہۃ شمائلہ یعنی ایسی کتاب کہ اُسکے ٹکڑے
متشابہ ہین مطلب یہ ہے کہ جو چیزین بار بار قرآن مین مذکور ہین وہ باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہین شان نزول
اللہ نزل الآیہ کا یہ ہے کہ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول
اللہ کاش آپ ہم سے حدیث بیان فرماتے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ابو السعودؒ نے کہا مروی ہے
کہ ان الصحابۃ ملوا ملۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدثنا حدیثا حسنا فنزلت والمعنی ان فیہ مندوحۃ
عن سائر الاحادیث انتہی جملہ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ الآیہ صفت ہے کتاب کی یا اُس سے حال ہے اگرچہ وہ
نکرہ ہے لیکن صفت سے اُسکو تخصیص حاصل ہو گئی ہے یا استانفہ ہے مقصود اُس سے بیان کرنا اُس تاثر کا ہے
جو اُسکے سامعین کو وقت اُسکے سننے کے حاصل ہوتا ہے اقشعرار کہتے ہین تقبض کو یعنی سکڑنے کو جبکہ کسی کا
چمڑہ خوف کے مارے سکڑ جائے اور جمع ہو جائے اور اُسکے بال کھڑے ہو جائین تو اُسوقت محاورہ مین یون بولتے
ہین کہ اقشعر جلدہ یعنی اُسکی کھال سکڑ گئی اسی معنی سے قشعریرہ ہے معنی یہ ہین ایسی کتاب ہے کہ مضطرب ہوتی ہین
حرکت کرتی ہین سکڑتی ہین اُسکے سننے سے کھالین اُن لوگون کی جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہین اور پکڑ لیتی ہے
اُنکو کپکپی زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ جب ذکر کی جاتی ہین آیتین عذاب کی تو بال کھڑے ہو جاتے ہین اُنکے
کھال پر اُن لوگون کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہین پھر نرم ہوتی ہین کھالین اُنکی اور دل اُنکے جبکہ ذکر کی جاتی
ہین آیتین رحمت کی قشعریرہ ایک تغیر ہے کہ پیدا ہو جاتا ہے انسان کی کھال مین وقت وعید و خوف و خشیت
کے واحدی نے کہا یہ قول ہے سارے مفسرین کا کسی نے کہا کہ جلود سے مراد قلوب ہین لیکن قول اول اولی ہے
اسواسطے کہ قلوب کا ذکر تو مابعد مین موجود ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ جبکہ قرآن غایت جزالت و بلاغت مین
ہے پھر جس وقت اپنا عجز اُسکے معارضہ و مقابلہ سے دیکھتے تو واسطے اُسکے اعظام کے اور واسطے تعجب کے
اُسکے حسن و بلاغت سے اُنکے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے تلین کو متعدی بالی کیا ہے اس لیے کہ تضمین ہے ایک
فعل کو جو کہ متعدی بالی ہوتا ہے گویا یون کہا گیا کہ تسکن و تطمئن الی ذکر اللہ لینۃ غیر منقبضۃ یعنی پھر ساکن ہو جاتے
ہین چین پکڑتے ہین طرف ذکر اللہ کے نرم ہو کر اور مفعول ذکر اللہ کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے الی ذکر اللہ
رحمتہ وثوابہ و جنتہ بسبب اُسکے معلوم ہونے کے حذف کیا گیا حضرت عبد اللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے
کہا مین نے اپنی مان اسما سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسطرح کرتے تھے جبکہ قرآن پڑھا جا

توکہا کہ وہ ویسے تھے جیسے کہ اللہ نے انکی صفت کی ہے انکی آنکھین بہتی تہین اور بال انکے چمڑون پر
کھڑے ہوتے تھے مین نے کہا کہ کچھہ لوگ یہان ہین جسوقت وہ اسکو سنتے ہین تو پکڑ لیتی ہے ان کو اسپر غشی
بی بی اسماء نے فرمایا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ اہل عراق مین کا ایک
شخص پر انہون نے گذر کیا وہ گرا پڑا تہا تو فرمایا اسکا کیا حال ہے لوگون نے کہا کہ اسپر جسوقت قرآن پڑہا جاتا
ہے یا وہ ذکر اللہ سنتا ہے تو گر پڑتا ہے پس حضرت ابن عمر نے فرمایا بیشک ہم البتہ ڈرتے ہین اللہ سے اور گر
نہین پڑتے یہ بھی انسے مروی ہے کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے جوف مین ایک انکے اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا یہ کام نہ تہا حضرت ابن سیرین رض کے پاس ان لوگونکا ذکر کیا گیا جو کہ پچھاڑے جاتے
ہین جبکہ انپر قرآن پڑہا جاتا ہے تو فرمایا درمیان ہمارے اور انکے یہ شرط ہے کہ بیٹھے ایک انکا گہر کی پشت پر
اپنے دونون پانون پہیلائے ہوئے پہر اول سے آخر تک اس پر قرآن پڑہا جائے پس اگر وہ اپنی جان پہینکدے
تو وہ سچا ہے نکتہ اول تو تنہا ذکر جلود کا کیا پہر دوبارہ اسکے ساتھہ قلوب کو قرین کیا اس لیے کہ محل خشیت کا
دل ہے تو اسکا ذکر متضمن ہو گیا ذکر قلوب کو کسی نے کہا کہ مکاشفہ مقام رجا مین کامل تر ہوتا ہے اس سے
مقام خوف مین اسواسطے کہ خیر مطلوب بالذات ہے اور خوف مطلوب نہین ہے اور جسوقت خوف حاصل ہوا
تو اس سے چمڑے پر بال کھڑے ہو گئے اور جب رجا حاصل ہو گئی تو قلب اسکی طرف چین پکڑا اور چمڑا نرم پڑ گیا
بعض عارفین نے فرمایا ہے اذا نظروا الی عالم الجلال طاشوا واذا لاح لہم الجمال عاشوا قولہ تعالی ذٰلِكَ
هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ یعنی یہ کتاب جو موصوف بصفات مذکورہ ہے ہدایت ہے اللہ کی ہدایت
کرتا ہے اسکے ساتھہ جسکو ہدایت کرنا چاہتا ہے اپنے بندون مین سے کسی نے کہا کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف
خشیت عذاب اللہ و رجاء ثواب اللہ کے جو اللہ نے ان لوگون کو بخشے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ
یعنی اور وہ شخص جسکے دل کو اللہ تاریک و سخت و غیر قابل کرے واسطے حق کے تو نہین ہے واسطے اسکے کوئی
ہادی کہ ہدایت کرے اسکو طرف حق کے اور پہیر لائے اسکو گمراہی سے جمہور نے من ہاد نہین پڑہا ہے اور ابن کثیر
و ابن محیصن نے ہادی پڑہا پہر جب اللہ پاک نے سخت دل والون پر ایک حکم لگا دیا دنیا مین یعنی گمراہی کا تو انپر ایک
اور حکم لگایا آخرت مین یعنی عذاب کا پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَشْعُرُوْنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ بھلا
ایک وہ جو روکتا ہے اپنے مونہہ پر برا عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافون کو چکھو جو تم کماتے تھے
جھٹلا چکے ہین انسے اگلے پہر پہونچا انپر عذاب جہان سے خبر نہ رکھتے تھے پہر چکہائی انکو اللہ نے رسوائی

دنیا کی جیتے اور عذاب آخرت کا تو اور بڑا ہے اگر یہ سمجھ رکھتے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا پھر وہ شخص جو روکتا ہے اپنے موتھ پر برا عذاب اور توبیخ کیا جاتا ہے پھر اُس سے اور اُسکی مثل اور ظالموں سے یون کہا جائیگا کہ چکھو جو تم کماتے تھے مثل اُس شخص کے ہے جو کہ آئیگا قیامت کے دن بے خوف ہو کر کہا قال عز وجل أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وقال تعالیٰ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ وقال تبارک وتعالیٰ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اس آیت میں ایک قسمین کیساتھ دوسری قسم کو اکتفا کیا ہے مثل اس شعر کے

فَمَا أَدْرِي إِذَا يَمَّمْتُ أَرْضًا	أُرِيدُ الْخَيْرَ أَيُّهُمَا يَلِينِي

یعنی الخیر او الشر قولہ تعالیٰ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ گذشتہ امتین جو رسولون کی جھٹلانیوالی تھیں اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر ڈالا بسبب انکے گناہون کے اور نہ تھا واسطے انکے اللہ کے عذاب سے کوئی بچانیوالا قولہ تعالیٰ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا یعنے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو چکھائی رسوائی زندگی دنیا میں یہ سبب اُس عذاب و نکال کی جو انپر نازل کیا اور مومنین کی انسو تشفی کردی پس چاہیے کہ مخاطب لوگ اس سے سمجھتے رہین کیونکہ انہون نے تو اشرف رسل وخاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی ہے اور وہ سخت عذاب جو اللہ عز وجل نے انکے واسطے آخرت میں تیار رکھا ہے وہ زیادہ تر بڑا ہے اُس عذاب سے جو دنیا مین انکو پہونچا اسی لیے یون فرمایا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ **ف** فتح البیان کا بیان خاتم یہ ہے کہ استفہام انکاری ہے بیان اسکا اور اس حرف فا کا اوّل گزر چکا ہے کلمہ من مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے اس لیے کہ مقام سے معلوم ہوتی ہے معنی یہ ہین کیا پھر وہ شخص جسکا یہ حال ہے کہ بچاتا ہے اپنے نفس کو ساتھ موتھ اپنے کے کون موتھ جو کہ اسکا اشرف اعضا ہے برے عذاب سے قیامت کے دن کیونکہ اسکے ہاتھ تو گردن کیطرف بندھے ہوسے ہونگے مثل اُس شخص کے ہے جو کہ بیخوف ہے ان باتون مین سے کوئی بات اُسکو پیش نہین آتی ہے اور نہ اُسکو بچانے کی حاجت ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کیا پھر وہ شخص جو بچاتا ہے اپنے موتھ سے بُری عذاب کو مثل اُس شخص کے ہے جو داخل ہوتا ہے جنت مین عطا ابن زید نے کہا کہ وہ پھینکا جائیگا مشکین بندھا ہوا آگ مین پس اول شی جسکو آگ چھوے گی اُسکے بدن مین سے اُسکا موتھ ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا اُسکو لیجائینگے طرف آگ کے مشکین بندھا ہوا پھر اُسکو اسمین پھینکدینگے پس اول اُس شے کا جسکو آگ چھوئی گئی اُسکا موتھ ہے مجاہد نے کہا کہ کھینچا جائیگا اُسکے موتھ کے بل آگ مین اخفش نے کہا معنی یہ ہین کیا پھر وہ شخص جو بچائیگا اپنے موتھ سے برے عذاب کو افضل ہے یا وہ شخص جو سعید و نیکبخت ہوا پھر اللہ پاک نے اُس بات کی خبر دی جسکو دوزخ کے داروغہ کفار سے کہین گے وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ الآیہ یہ جملہ معطوف ہے یعنی پر ای ...

دیقال لہم ماضی کا صیغہ اسلیے ہے کہ تحقیق پر دلالت کرے اسم ظاہر بجاے ضمیر اسواسطے رکہا کہ منظور
تسجیل ظلم کی ہے اور اشعار ہے اس بات کا کہ ذوقوا کے امر کی علت یہی ظلم ہے عطا نے کہا ذوقوا ما کنتم
تکسبون کے یہ معنی ہین کہ چکہو تم بدلا اس شیٔ کا جسکو تم کماتے تھے اسکی مثل یہ آیت ہے ھٰذا ما کنزتم
لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ذوق کے معنی کئی جگہہ گزر چکے ہین پہر اللہ پاک نے انسے اگلو
کفار کی خبر دی فرمایا کذب الذین من قبلہم الآیۃ یعنی جہٹلایا ان کافرون نے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے ہمعصر کفار سے پہلے تھے اپنے رسولونکو پہر آیا انکو عذاب اس جہت سے جس سے عذاب کر آنے کا خیال
نہین کرتے تھے یعنی اسوقت آیا کہ وہ بے خوف اور غافل تہے اللہ کی عقوبت سے بسبب انکی تکذیب کے پہر اللہ تعالیٰ
نے انکو چکہائی ذلت وخواری زندگی دنیا مین ساتہ مسخ وخسف وقتل وقید وجلاے وطن وغیرہ کے اور البتہ
عذاب آخرت کا بہت بڑا ہے اس لیے کہ وہ غایت شدت مین ہے مع اسکے دوام کے اگر وہ ہوتے ان لوگون مین
سے جو کہ اشیا کو جانتے ہین اور انمین فکر وغور کرتے ہین اور اپنے علم کے مقتضا پر عمل کرتے ہین تو البتہ وہ
ایمان لاتے یا تکذیب کرتے مبرد نے کہا یقال لکل ما نال الجارحۃ من شیٔ قد ذاقتہ اے وصل الیہا کما
تصل الحلاوۃ والمرارۃ الی الذائق لہما کہا اور خزی کہتے ہین مکروہ کو ولقد ضربنا للناس فی ھٰذا القراٰن
من کل مثل لعلہم یتذکرون ۝ قراٰنا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون ۝ ضرب اللہ
مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ہل یستویٰن مثلا الحمد للہ
بل اکثرہم لا یعلمون ۝ انک میت وانہم میتون ۝ ثم انکم یوم القیٰمۃ عند ربکم
تختصمون ۝ اور ہمنے بیان کی لوگون کو اس قرآن مین سب چیز کی کہاوت کہ شاید وہ سوچین قرآن ہے
عربی زبان کا جسمین کجی نہین کہ شاید وہ بچ چلین اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک مرد ہے کہ اسمین کئی شریک
ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کوئی برابر ہوتی ہے انکی کہاوت سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت
لوگ سمجھ نہین رکہتے بیشک تو بہی مرتا ہے اور وہ بہی مرتے ہین پہر مقرر تم دن قیامت کے اپنے رب کے آگے جہگڑو گے ف
ایک غلام جو کئی شخص کا ہو کوئی اسکو اپنا نہ سمجہی تو اسکی پوری خبر نہ لے اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اسکو اپنا سمجہے اور پوری خبر لیجے
یہ مثال ہے انکی جو ایک کے بندے ہین اور جو کئی رب کے بندے ہین ف کافر کہینگے کہ ہمکو کسی نے حکم نہین پہنچایا پہر فرشتونکی گواہی سے اور
آسمان زمین کی اور ہاتہہ پاؤن کی گواہی سے ثابت ہوگا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد ضربنا للناس فی ھٰذا
القرآن الآیۃ یعنے البتہ مقرر بیان کیا ہمنے واسطے لوگون کے اس قرآن مین ساتہ بیان کرنے مثلون کے شاید وہ سوچین اسلیے
کہ بعض مضمون کی طرف معنی کو قریب کر دیتی ہے کما قال تعالیٰ ضرب لکم مثلا من انفسکم یعنی بیان کی واسطے تمہارے مثل کہ جانتے ہو تم
اسکو اپنی جانون سے وقال عز وجل وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون وقولہ قرآنا عربیا غیر ذی عوج

یعنی یہ ایک قرآن ہے کھلی ہوئی عربی زبان میں جسمین کسی طرح کی کجی وانحراف نہین ہے اور نہ کسی طرح کا
التباس بلکہ وہ ایک بیان واضح وبرہان ہے اللہ پاک نے جو اسکو ایسا کیا اور نازل فرمایا سو اسی لیے کہ
شاید وہ بچکر چلین اُس وعید سے جو اُسمین ہے اور جو وعدہ اُسمین ہے اُسپر عمل کرین پھر اللہ پاک نے فرمایا
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الآیۃ یعنی اللہ نے بیان کی ایک مثل ایک غلام شترک ہے کئی شریکون مین وہ اُسمین جھگڑتے
ہین اور ایک غلام سالم وخالص ایک شخص کا ہے اُسکے سوا کوئی اُسکا مالک نہین ہے کیا یہ دونون برابر ہوتے
ہین مثل مین یعنے یہ اُسکے برابر نہین ہے اسی طرح وہ مشرک ہے کہ پوجتا ہے معبودون کو اللہ پاک کے ساتھ اور
مومن مخلص جو کہ نہین پوجتا ہے مگر اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو پس یہ کہان اور وہ کہان حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و
مجاہد وغیر واحد نے کہا ہے کہ یہ آیت مثل بیان کی گئی ہے واسطے مشرک ومخلص کے چونکہ یہ مثل نہایت ظاہر
وباہر وجلی وواضح تھی اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنے سب تعریف اللہ کو ہے اسپر کہ حجت اُنپر قائم
ہوگئی بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی بلکہ اکثر اُنکے جانتے نہین ہین پس اسی لیے اللہ کے ساتھ شرک کرتے
ہین قولہ تعالے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یہ آیت اُن آیتون مین سے ہے جنکے ساتھ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وقت وفات شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استشہاد کیا یہانتک کہ لوگون نے
آپکی وفات مبارک کا یقین کیا مع اس آیت کے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِي
اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ معنے آیت کے یہ ہین کہ تم عنقریب منتقل ہوگے اس دار فنا سے اور جمع ہوگے
آخرت مین نزدیک خالق انس وجان کے اور جس توحید وشرک مین تم دنیا مین ہو یہین جھگڑوگے روبرو
اللہ عزوجل کے پھر وہ تمہارے درمیان چکوتی کریگا اور حق کو کہدیگا وہ بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا
ہے پس مومنین مخلصین موحدین کو تو نجات دیگا اور کافرین جاحدین مشرکین کو عذاب کریگا پھر یہ بات ہے
کہ اگرچہ سیاق اس آیت کا حق مین مومنون کافرون کے ہے اور ذکر اُنکی خصومت باہمی کا دار آخرت مین
لیکن یہ شامل ہے واسطے ہر دو جھگڑنے والون کے دنیا مین کیونکہ دار آخرت مین اُنپر خصومت کا اعادہ
کیا جائیگا ابن ابی حاتم نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الآیۃ
نازل ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا مکرر کیجاے گی ہمپر خصومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہان حضرت زبیر نے کہا مقرر امر آپ کو البتہ سخت ہو اسی طرح امام احمد رحمہ نے سفیان رحمہ سے اسکو روایت کیا
ہے اُنکے نزدیک اتنا زیادہ ہے اور جب نازل ہوئی آیت ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ تو حضرت زبیر
نے کہا ای رسول اللہ کون سی نعیم ہے کہ ہمسے اُسکا سوال ہوگا حالانکہ ہماری نعیم تو یہی اسود ان ہین یعنے

کھجورا اور پانی آپنے فرمایا خبردار بیشک یہ عنقریب ہوگا اس نعمت کو ترمذی وابن ماجہ نے حدیث
سفیان سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا حسن ہے نیز امام احمد نے عن عبداللہ بن الزبیر عن
ابیہ روایت کیا ہو کہا جبکہ یہ ایت انک میت الآیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو زبیرؓ
نے عرض کیا ای رسول اللہ کیا مکرر کی جائیگی ہمپر وہ شے جو درمیان ہمارے تھی دنیا میں مع خواص
ذنوب کے تو آپنے فرمایا ہان البتہ مکرر کیجائیگی تمپر یہانتک کہ ادا کیا جائیگا طرف ہر صاحب حق کے حق
اسکا زبیرؓ نے عرض کیا واللہ بیشک امر البتہ سخت ہو رَوَاهُ التِّرمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو
بِهٖ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ امام احمد نے عقبہ بن عامر رضہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے اول دو خصم قیامت کے دن دو پڑوسی ہیں تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ نیز امام احمد نے حضرت
ابو سعید خدری رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قسم ہے اُس ذات
کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ جھگڑینگے حتی کہ دو بکریاں ہیں کہ ایکنے دوسری کو سینگ مارا
تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ مسند میں حضرت ابو ذر رضہ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا
دو بکریوں کو کہ ایکدوسری کو سینگ مارتی ہیں پس آپنے فرمایا کیا تو جانتا ہے کس شے میں ایکدوسری کو
سینگ مارتی ہیں لے ابو ذر میں نے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا لیکن اللہ تعالی جانتا ہے اور عنقریب فیصلہ
کریگا درمیان اُنکے حافظ ابو بکر بزار نے حضرت انس رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لایا جائیگا امام جابر خائن قیامت کے دن پھر اُس سے رعیت جھگڑیگی پھر وہ اسپر فتح
دیے ہی جائینگے تو اُس سے کہا جائیگا کہ بند کر ایک رکن یعنی جانب کو ارکان جہنم سے پھر کہا ہے کہ اغلب
بن میمون راوی حافظ نہیں ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضہ سے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الآیہ کی
تفسیر میں یہ ہے کہ جھگڑیگا صادق کاذب سے اور ظالم مظلوم سے اور مہتدی ضال سے اور ضعیف مستکبر سے
ابن مندہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضہ سے کتاب الروح میں یہ ہے کہ جھگڑینگے لوگ قیامت کے
دن یہانتک کہ جھگڑے گی روح ساتھ جسم کے پس روح جسم سے کہے گی کہ تو نے کیا اور جسم روح سے کہے گا کہ
تو نے امر کیا اور تو نے زینت دی پھر اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجے گا کہ درمیان اُنکے فیصلہ کرے تو
اُن سے کہیگا کہ بیشک مانند مثل تمہاری ایک وہی اپاہج آنکھوں والے کے ہے اور دوسرا ضریر یعنی ضعیف البصر
نابینا دونوں ایک باغ میں داخل ہوئے پس اپاہج نے اندھے سے کہا کہ میں یہاں میوے دیکھ رہا ہوں
لیکن میں ان تک پہونچ نہیں سکتا تو اندھے نے اُس سے کہا کہ تو مجھپر سوار ہوجا پھر تو انکو لے پس وہ
اپاہج اسپر سوار ہو گیا پھر اُسنے میوے لیے پس ان میں سے کون متعدی و ظالم ہے تو روح و جسم کہیں گے کہ دونوں

لیں فرشتہ ان سے کہیگا کہ مقرر تمہین نے اپنی جانون پر ظلم کیا یعنی جسم روح کیواسطے مثل سواری کے ہے اور روح
اُسپر سوار ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہی کہا نازل ہوئی یہ آیت اور ہم نہین جانتے
تھے کہ کس شی مین اُتری ثم انکم یوم القیامۃ الآیۃ ہمنے کہا کہ ہم کس سی جھگڑینگے درمیان ہمارے اور اہل کتاب کے
کوئی خصومت نہین ہی پھر کس سی ہم جھگڑینگے یہانتک کہ فتنہ واقع ہوا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا یہ وہ شے ہے کہ
جسکا ہمارے رب عز وجل نے ہمسے وعدہ کیا ہی کہ ہم اسمین جھگڑینگے رواہ النسائی عن محمد بن عامر
عن منصور بن مسلمۃ بہ ابو العالیہ نے ثم انکم یوم القیمۃ الآیہ مین کہا ہے یعنے اہل قبلہ ابن زید نے
کہا یعنی اہل اسلام و اہل کفر ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ صحیح عموم ہے واللہ سبحانہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان
خلاصہ یہ ہے کہ حرف لام لقد مین توطیہ قسم کا ہے ای واللہ لقد اور ضربنا بمعنے جعلنا و اوجدنا و بینا ہے تحقیق
مثل کی اور کیفیت اُسکی ضرب کی کئی جگہ گزر چکی ہے من کل مثل کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے قرآن شریف
مین وہ کل مثلین بیان کی ہین جنکی طرف لوگ اپنے امر دین مین محتاج ہین یہ مراد نہین ہے کہ ساری مثلین
بیان کی ہین پس اسجگہ من کل مثل ایسی ہی جیسے کہ اس آیت مین کلمہ من شی ہے ما فرطنا فی الکتب من شیء
یعنی وہ شے جسکی طرف لوگ اپنے امر دین مین حاجتمند ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ گذشتہ امتون کا ہلاک کرنا
جو ہمنے ذکر کیا ہے وہ مثل ہی واسطے ان لوگون کے لعلہم یتذکرون یعنی شاید وہ نصیحت پذیر ہون تو عبرت لین
قرآنا عربیا منصوب ہے بنا بر حال کلمہ ہذا سے اور یہ حال موکدہ ہے اسکو حال موطئہ بھی کہتے ہین اس لیے کہ
حقیقت مین حال عربیا ہے اور قرآنا اسکا توطیہ ہے جیسے جاءنی زید رجلا صالحا اخفش نے اسی طرح کہا ہے
یہ بھی جائز ہے کہ بنا بر مدح منصوب ہو ای امدح قرآنا عربیا زجاج نے کہا کہ عربیا منصوب بنا بر حال ہے
اور قرآنا تاکید ہے غیر ذی عوج یعنے ایسا قرآن عربی ہے کہ اسمین کسی طرح کا اختلاف نہین ہی بوجہ من الوجوہ
ضحاک نے کہا غیر مختلف نحاس نے کہا جو کچھ اُسکے معنے مین کہا گیا ہے خوبتر اسمین کا قول ضحاک ہے کسی نے کہا
غیر متضاد کسی نے کہا غیر ذی لبس یعنے اسمین کسی طرح کا التباس و شبہہ نہین ہی کسی نے کہا غیر ذی لحن یعنی اسمین
کسی طرح کی غلطی و خطا نہین ہے کسی نے کہا غیر ذی شک کما قال الشاعر ۔ ولقد اتاک یقین غیر
ذی عوج ۔ من الالہ وقول غیر مکذوب ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا غیر مخلوق کسی نے کہا کہ
معنی اسکے صحیح و مستقیم و درست و راست ہین سمجھے جاتے ہین اور ملتبس نہین ہوتے بخلاف اسکے جو کہ باطل ہی
لعلہم یتقون دوسری علت ہی بعد اول علت کی وہ لعلہم یتذکرون ہے یعنی تاکہ وہ بچین کفر و کذب سے کسی نے
کہا کہ یہ علت ہے لعلہم یتذکرون کی پس اول سبب ہے ثانی مین پھر اللہ پاک نے واسطے تذکیر و ایقاظ کے امثال
قرآنیہ مین سے ایک اور مثل ذکر کی فرمایا ضرب اللہ مثلا یعنی بیان کی اللہ نے تمثیل ایک حالت عجیبہ کی

ساتھ دوسرے کی جو اُسکے مثل ہے پھر اس مثل کا بیان کیا فرمایا رَجُلًا فِیهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ ۝
کسائی نے کہا کہ نصب رجلا کا اس لیے ہے کہ مثلا کی تفسیر ہے کسی نے کہا کہ منصوب ہے نزع خافض سے اسی ضرب
اللہ مثلاً برجل کسی نے کہا کہ رجلا مفعول ہے اول اور مثلا مفعول ثانی اول مفعول کو اس لیے موخر کیا کہ جو اسکا
تتمہ ہے اُس سے وہ متصل ہو جاوے سورہ یٰس مین اسکی تحقیق گذر چکی ہے جملہ فیہ شرکاء محل نصب مین صفت ہے
رجلا کی تشاکس کہتے ہین تخالف کو اصل اسکی سوء خلق ہے یعنی بدخلقی یہی تخالف وتشاجر وتخاصم کا
سبب ہوتا ہے فراء نے کہا متشاکسون بمعنی مختلفون ہے کسی نے کہا متنازعون مبرد نے کہا متعاسرون ماخوذ ہے
شکس یشکس سے کہا فہو شکس سے جیسے عسر یعسر عسرا فہو عسر شکس بسکون کاف ہی قیاس ہے جوہری نے کہا تشاکس
اختلاف سے کہا اور رجل شکس بسکون کاف ہی بولتے ہین اور صعب الخلق یعنی مرد سخت خلق یہ مثل ہے
اُسکی جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور بہت سے معبودون کو ٹھہرایا پھر فرمایا وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ یعنی اور ایک مرد خالص
ہے واسطے ایک مرد کے یہ مثل ہے اُسکی جو اللہ وحدہ لا شریک لہ کو پوجتا ہے جمہور نے سلما کو بفتح سین
ولام پڑھا ہے اور سعید بن جبیر وعکرمہ وابو العالیہ نے بکسر سین وسکون لام اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ
نے سالما بالف وکسر لام اسم فاعل سلم یسلم سے پڑھا سالم کا اس قراءت کو ابو عبید نے اختیار کیا ہے کہا اسواسطے کہ سالم
بمعنی خالص ضد ہے مشترک کی اور سلم ضد حرب ہے حرب کا بیان کوئی موقع نہین ہے اسکا یون جواب دیا
ہے کہ حرف کے جب دو معنے ہون تو حمل نہ کیا جاوے گا مگر اس پر جو ان مین سے اولے ہوگا پس
سلم گو حرب کی ضد ہے لیکن اسکے ایک اور معنی ہین بمعنی سالم آتا ہے سلم لہ سے جب کوئی شے کسی کے
واسطے خالص ہوتی ہے تو بولتے ہین سلم لہ کذا دوسرے یہ کہ ابو عبیدہ نے جس بات کے ساتھ الزام دیا ہے
وہی سالم مین بھی اُسکو لازم آویگی اس لیے کہ محاورے مین یون بولتے ہین شئے سالم یعنی اسمین کوئی
آفت وبیماری نہین ہے ابو حاتم نے قراءت اول کو اختیار کیا ہے حاصل یہ ہے کہ قراءت جمہور کی بنا وصف
بالمصدر پر ہے واسطے مبالغے کے یا بنا بر حذف مضاف کے ذا سلم اور اسی کے مثل سعید بن جبیر وغیرہ کی
قراءت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رجلا سلما لرجل کے یہ معنی ہین کہ اسمین کسی کا کچھ نہین ہے یعنی پورا
کا پورا ایک ہی شخص کا ہے پھر اللہ پاک نے وہ بات بیان کی جو دال ہے اسپر کہ درمیان دونون مردون کے
بڑا تفاوت ہے پس فرمایا هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا یہ استفہام انکار واستبعاد کا ہے معنی یہ ہین بھلا کوئی برابر ہوتا ہے
یہ شخص جو خدمت کرتا ہے ایک جماعت شرکا کی جنکی عادتین مختلف اور قصد متباین ہر ایک اُن مین کا اُس سے
خدمت لیتا ہے سو تھکتا ہے اور رنج ومشقت مین پڑتا ہے ہر طرح کی ایذا اٹھاتا ہے اسپر طرہ یہ کہ ہر ایک اُن مین کا
اُسکی خدمت سے راضی نہین اور یہ شخص جو ایک کی خدمت کرتا ہے اُسکے سوا کوئی اُس سے نزاع نہین کرتا جب

اُسکی اطاعت کرتا ہے تو اُس سے خوش ہوتا ہے اور جسوقت اُسکی نافرمانی کرتا ہے تو اُسکو معاف کر دیتا ہے
پس بیشک درمیان ان دونون کے وہ ظاہر و باہر خلاف ہے کہ اُسکے ہوتے کوئی عاقل اپنے مونہہ سے اُنکی
برابری کا حرف نہین نکال سکتا ہے کیونکہ انمین کا ایک تو عالی سے عالی منازل مین ہے اور دوسرا ادنی
سے ادنی نشیب مین پڑا ہوا ہے نصب مثلاً کا بنابر تمیز ہے جو کہ فاعل سے محول ہے اسلیے کہ اصل یہ ہے ہل یستوی مثلہما یعنے
کیا برابر ہوتی ہے اُنکی حالت وصفت ہرگز نہین تو ہی یہ بات کہ تمیز کو مفرد ذکر کیا نہ تثنیہ سو اسکی وجہہ یہ ہے کہ اصل
تمیز مین افراد ہے اسلیے کہ وہ مبین ہوتا ہے جنس کا بعضون نے کہا کہ تمیز اسواسطے مفرد لایا گیا کہ اول اُسپر اقتصار کیا گیا
ہے ضرب اللہ مثلاً مین کسی نے مثلین پڑھا ہے تو اب رجلین کے حالین پر مطابق ہوگا جملہ الحمد للہ معترضہ ہے مقصود
اس سے ماقبل مین جو نفی استوا استفہام انکاری سے مفہوم ہوتی ہے اسکی تقریر و تاکید ہے اور آگاہ کرنا ہے موحدون
کو اس بات پر کہ انکو جو مزیت و شرف حاصل ہو وہ صرف اللہ کی توفیق سے ہے اور اس پر کہ یہ توحید ایک نعمت
عظیم و موہبت جسیم ہے اُن پر واجب کرتی ہے اس بات کو کہ اللہ تعالی کی حمد و عبادت پر مداومت و استمرار کرین
بالجملہ اللہ پاک نے اول تو درمیان شخصین مذکورین کے عدم استوا بروجہ مذکور بیان کیا پھر جملہ معترضہ سے اسکی تقریر
کی بعد اسکے اس سے اضراب و انتقال کر کے فرمایا بل اکثرہم لا یعلمون یعنے بلکہ اکثر لوگ مراد مشرک ہین اسکو نہین
جانتے ہین باوجود اسکے کمال ظہور و وضوح کے پھر ورطۂ شرک و ضلال مین گرتے ہین واحدی و بغوی نے
کہا کہ مراد اکثر سے کل ہے انتہے فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے ظاہر خلاف ہے اس بات کے جو ان دونون نے
کہی اسلیے کہ مومنین باللہ جانتے ہین توحید مین جو رفعت شان و علو مکان ہے اور جانتے ہین کہ شرک اُس کا
مماثل و مساوی نہین ہے بوجہ من الوجوہ کسی وصف مین اوصاف سے اور جانتے ہین کہ اللہ سبحانہ اس نعمت پر مستحق
حمد کا ہے اور حمد اُسکے ساتھہ مختص ہے انتہی کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ واحدی و بغوی کی غرض
یہ ہے کہ ضمیر اکثرہم کی مشرکین کیطرف راجع ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اکثر مشرک امور مذکورہ کو نہین جانتے ہین اور
بعض جانتے ہین حالانکہ کل مشرکین نہین جانتے اگر جانتے تو شرک کیون کرتے لیں اسیلیے یہان کلمہ اکثر بمعنے کل ہے
جیسا کہ محاورہ عرب مین آیا کرتا ہے اور شیخین کے اعتراض کا یہ منشا ہے کہ ضمیر اکثرہم کی عموم ناس کیطرف راجع ہو
اور مراد اکثر سے کل مشرکین ہین تو معنی یہ ہوئے کہ آدمیون مین سے جو مشرک ہین وہ امور مذکورہ کو نہین جانتے ہین اور
جو مومنین باللہ و بالرسل ہین وہ انکو جانتے ہین واللہ اعلم و علمہ اتم بالجملہ پھر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ
خبر دی کہ لامحالہ موت انکو پا لیگی اور مشرکین کو پس فرمایا انک میت وانہم میتون کافر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی وفات کا انتظار کرتے تھے سو اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ موت ان سب کو عام ہوگی تو انتظار کرنے کی اور شماتت فانی کی ساتھہ
فانی کے کچھہ معنی نہین ہین قتادہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات مبارک کی موت کی خبر دی گئی اور ان لوگون

کو بھی اُنکے مرنے کی اطلاع دیگئی یا وجہ اس خبر دینے کی اعلام کرنا ہے صحابہ کو اس بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پائینگے کیونکہ بعض صحابہ کو یہ اعتقاد تہا کہ آپ انتقال نہ فرمائینگے اسکے ساتہہ ہی یہ بات بہی ہے کہ اسکے عقب مین جو خصام یوم القیامۃ کا ذکر آتا ہے اُسکے واسطے تمہید و توطیہ ہو جاوے یعنی قولہ تعالیٰ ثُمَّ اِنَّکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ معنی یہ ہین کہ اے لوگو تم سب تمہاری مومن کافر قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جہگڑوگے ان مظالم مین جو تمہارے آپس مین ہین کسی نے کہا کہ مراد جہگڑنا محق و مبطل کا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین ای محمد تو جہگڑیگا اُنسے اور اُنپر حجت قائم کریگا اسکی کہ تو نے اُنکو رسالت پہونچا دی اور اُنکو ڈرا دیا اور وہ تجہسے جہگڑین گے یا مومن کافر سے اور ظالم مظلوم سے جہگڑیگا نسائی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے کہا البتہ مقرر ہم ٹہیرے ایک مدت ہمارے زمانے سے اور ہم یہ خیال کرتے تہے کہ یہ آیت ہم مین اور اہل کتابین مین جو ہم سے قبل ہین نازل ہوئی ہے یہانتک کہ مینے دیکہا کہ بعض ہمارے مارتے ہین وجوہ بعض کو تلوار سے تو مین پہچان گیا کہ یہ ہمارے حق مین نازل ہوئی ہے بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہو پاس اُسکے کوئی مظلمہ واسطے اپنے بہائی کے آبرو کا یا مال کا تو چاہیے کہ معاف کرالے اُسکو آج کے دن قبل اسکے کہ نہو کوئی دینار اور نہ کوئی درہم اگر ہے اُسکے واسطے کوئی عمل صالح تو لیا جائیگا اُس سے بقدر اُسکے مظلمہ کے اور اگر نہین ہین اُسکے واسطے حسنات تو لیے جاوینگے اُسکے صاحب کے سیات سے پہر وہ اُسپر لادی جاوینگے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا تم جانتے ہو کون ہے مفلس صحابہ نے عرض کیا مفلس ہم مین وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے نہ درہم ہو نہ متاع تو آپنے فرمایا بیشک مفلس وہ ہے کہ آویگا قیامت کے دن نماز و زکوۃ و روزہ لیکر اور آویگا کہ مقرر گالی دی اسکو اور بہتان لگایا اسکو اور مال کہایا اسکا اور خون بہایا اسکا اور مارا اسکو پہر دیا جائیگا یہ اُسکے حسنات سے اور یہ اسکی حسنات سے پہر اگر فنا ہو جاوینگے اُسکے حسنات قبل اسکے کہ ادا کیا جاوے جو اسپر ہے تو لیا جائیگا انکی خطایا سے پہر وہ اسپر ڈالی جاوینگی پہر وہ ڈالدیا جائیگا آگ مین سعید بن منصور نے حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کہتے تہے کہ رب ہمارا ایک ہے اور دین ہمارا ایک ہے اور نبی ہمارا ایک ہے پہر یہ خصومت کیا ہے پہر جب صفین کا دن ہوا اور حملہ کیا بعض ہمارے نے بعض پر تلواروں سے تو ہمنے کہا ہان وہ یہی ہے ابراہیم سے مروی ہے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو لوگون نے کہا ہم کیونکر جہگڑین گے حالانکہ ہم تو بہائی ہین پہر جب حضرت عثمان قتل کیے گئے تو کہا کہ یہ ہماری خصومت ہے جمہور نے میت و میتون کو بتشدید پڑہا ہے اور ابن محیصن وغیرہ نے مائت و مائتون اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضہ نے بہی اسکو پڑہا ہے بعض مفسرین نے اس قرات کو مستحسن کہا ہے اسواسطے کہ جمہور کی قرات بہی اس معنی کے مفید ہے فراء و کسائی نے کہا کہ میت بتشدید وہ ہے جو مرا نہین اور آئندہ مریگا اور میت بتخفیف وہ ہے جو مر گیا اور روح اُس سے مفارقت کر گئی خلیل نے کہا کہ ابو عمرو نے یہ شعر پڑہا ہے ؎

له [illegible]

وما الیت الامن الی القرآن	فمن کان فی اروح فذلک بیت	فذلک ذلک قد فسرت ازکیت اتقن	وتسالنی تفسیر بیت دبیت

سین بچے کہا درمیان قرآن کے کسی طرح کا خلاف نہین نزدیکی فصل کی تفسیل نہین بالجملہ یہ اللہ تعالیٰ آیت نے ہمیں دونوں سے ہر فریق کا حال بیان کیا ایسا ارشاد فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ پھر اس سے ظالم کون ہے جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اس تک کیا نہین دوزخ مین ٹھیراؤ منکرون کا اور جو لایا سچی بات اور سچ مانا جسنے اسکو وہی لوگ ہین ڈر والے انکو ہے جو چاہین اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا نیکی والون کا تا اتارے اللہ انسے بری کام جو کیے تھے اور بدلے مین دے انکا نیک بہتر کامون کا جو کرتے تھے **ف** یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے برا کون ہے اگر وہ سچا تھا اور تمنے جھٹلایا تو تم برا کون **ف** جو سچ لایا وہ نبی جسنے سچ مانا وہ مومن لوگ **ف** مشرکون نے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کیا اور اسکے ساتھ اور معبود ٹھیرا لیے اور دعویٰ کیا کہ فرشتے دختران خدا ہین اور انکے واسطے اولاد ٹھیرائی تعالیٰ اللہ عن قولہم علوًا کبیرًا اور باوجود اسکے سچی بات کو جھٹلایا جبکہ انکے پاس آئی زبان پیغمبر رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سو اللہ پاک انکو مخاطب کرکے یون فرماتا ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ یعنے پھر کون زیادہ ظالم ہے اس سے جسنے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا حق بات کو جبکہ انکے پاس آئی مطلب یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہین ہے کیونکہ اس نے جمع کیا درمیان دونون طرفون باطل کے اللہ پر جھوٹ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی باطل کے قائل ہوئے اور حق کو جھٹلایا اسی لیے اللہ عزوجل نے انکو یہ وعید سنائی اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ یعنی کیا نہین ہے دوزخ مین ٹھیراؤ منکرین جاحدین مکذبین کا مطلب یہ ہے کہ جنکے یہ اوصاف ہین انکو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ مین رہنا ہے نعوذ باللہ منہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ یعنی اور جو لایا سچی بات مجاہد و قتادہ و ربیع بن انس و ابن زید نے کہا کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین سدی نے کہا کہ جبرئیل ہین اور صدق بہ سے مراد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وہ شخص ہے جو لا الٰہ الا اللہ لایا و صدق بہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ربیع بن انس نے وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالصِّدْقِ پڑھا ہے یعنی انبیا و صدقوا یعنی اتباع لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ پہ کہا کہ اصحاب قرآن مومنین قیامت کو دن آوینگے کہیں گے یہ وہ شے ہے جو تم نے ہمکو دی سو عمل کیا ہمنے اسمین ساتھ اس شے کے جسکا تم نے ہمکو امر کیا یہ قول جو مجاہد سے مروی ہے شامل ہے کل مومنین کو کیونکہ مومنین حق کہتے ہین اور اسپر عمل کرتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے بڑھکر مستحق ہین اسکے کہ اس آیت مین داخل ہون اس تفسیر کی بنا پر اس لیے
کہ آپ صدق کو لاسے اور رسولون کی تصدیق کی اور ایمان للائے اس شے پر جو اُن پر
نازل کی گئی طرف سے اُن کے رب کے، اور مومنین اسکے سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکے
فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اس کے رسولون پر عبدالرحمن بن زید بن اسلم
نے کہا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ مسلمان
ہین اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ وہی لوگ ہین جو کہ شرک سے
بچے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنی واسطے انکے وہ شے ہے جسکو چاہین گے نزدیک اپنے
رب کے یعنی جنت مین جب طلب کرینگے تو پائین گے ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ الآیہ جیسا کہ اللہ
عزوجل نے دوسری آیت مین فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ
عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ کذا فی ابن کثیر
ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین ہے جسنے اللہ پر جھوٹ بولا
بایطور کہ مدعی ہوا اس بات کا کہ اللہ کے اولاد ہے یا اسکا شریک ہے یا اسکے جورو ہے تعالی
اللہ عن ذلک اور تکذیب کی حق کی جبکہ اسکے پاس آیا کلمہ اذ ظرف ہے کذب بالصدق
کا یعنی قرآن کو جھٹلایا وقت اسکے آنے کے مطلب یہ ہے کہ اس کے سنتے ہی جھٹلانے
لگا بدون توقف کے اور بغیر فکر وغور کے کہ سوچ سمجھکر حق وباطل مین تمیز کرتا جیسا کہ اہل
انصاف کا طریقہ ہے کہ جس بات کو سنتے ہین اس مین فکر کرتے ہین نہ یہ کہ سنتے ہی بغیر
غور کے تکذیب کر لینے لگے مراد صدق سے وہ شے ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لیکر تشریف لائے یعنے توحید کی طرف بلانا فرائض شرائع کے ساتھ
قائم ہونے کا امر کرنا محرمات شرع سے منع کرنا بعث ونشر کی خبر دینا اور اس ثواب
کی جو مطیع کے لیے اللہ تعالے نے تیار رکہا ہے اور اس عذاب کی جو عاصی کے
واسطے مہیا کیا ہے قرآن شریف ان سب امور کا جامع ہے پس قرآن شریف کا
جھٹلانا ان سب کا جھٹلانا ہے پھر اللہ پاک نے ان افترا کرنے والون صدق ودرستی
کے جھٹلانے والون کو باستفہام تقریری یہ تہدید سنائی اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

لیکن کافرین مشہور ہی کہتے ہین مقام کہ یا نصیب ہے قوتون یا مکان اوقات مر ہے تنوین تو ادہ ثوبا
سے مثل بعضی بعضی نصارٰ و بعضہا سے ابو عبیدہ نے اسکا بیت کیا ہے کہ الموتی یا بوبہ سے
ہین اصمعی نے اسکا انکار کیا اور کہا ہے الموتی کو نعت پہچانتے ہین یا نظام ہے اللہ پاک
نے فریق مؤمنین صدیقین کا ذکر فرمایا والذی جاء بالصدق وصدق بہ موصول مبتدا
ہے اور اولئک ہم المتقون خبر ہے مراد اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے
متبعین ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ الذی جاء بالصدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما ہین اور حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے مجاہد نے کہا کہ الذی جاء بالصدق رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہین بعض قول
اول گذر چکے ہین کسی نے کہا کہ یہ عام ہے ہر اس شخص مین جسنے دعوت کی طرف
توحید اللہ کے اور راہ بتائی اس شے کی جسکو اللہ نے اپنے بندون کے لیے
مشروع فرمائی ابن جریر نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور محققین مین بھی اسی
قول کو پسند فرمایا ہے قراءت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والذین جاؤا بالصدق
وصدقوا بہ اسی کی مؤید ہے اور لفظ الذی جیسا کہ قراءت جمہور مین واقع ہوا ہے گو
مفرد ہے لیکن معنی اسکے جمع ہین اس لیے کہ مراد اس سے جنس ہے چنانچہ اولئک
ہم المتقون اسی بات کو مفید ہے یعنی جو لوگ موصوف باوصاف مذکورہ ہین وہی
متصف ہین ساتھ تقویٰ کے جو کہ عنوان نجات ہے ابو صالح نے صدق بتخفیف
پڑھا ہے اسے صدق بہ الناس یعنی لوگون کو سچے طور پر پہونچا یا جیسا نازل ہوا
یا صدق بہ کے یہ معنی ہین کہ آپ بسبب نزول قرآن کے صادق ہوے آپ کا
صدق اسکے سبب سے ظاہر ہوا اس لیے کہ قرآن آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ اللہ
کی طرف سے نبیون کی تصدیق ہوتا ہے فتح البیان مین بعد نقل کل قولون کے
فرمایا ہے کہ سب صحیح ہین علماء نے کہا ہے عربیت مین بہتر یہ ہے کہ جاء وصدق
دونون فعل ایک فاعل کے ہون اس لیے کہ اگر غیر ہون گے تو تغایر اس بات کو

چاہیے گا کہ الذی کو مفسر بانین حالانکہ یہ جائز نہین شے ہے اور اس بات کو کہ فاعل
کو مفسر کرین بدون تقدم ذکر کے اور یہ بعید ہے غرضکہ ان صادقین مصدقین
کے واسطے آخرت مین جو ثواب ہے اللہ پاک نے انکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لَهُمْ مَا
يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے انکے واسطے ہر وہ شے ہے جسکو چاہین گے درجے بلند
کیے جاینگے مضرتین دور ہونگی گناہ مٹا دیے جاینگے منافع انکو ملین گے
اور جس شے کو وہ چاہین گے فوراً انکے پاس آجاے گی یہ جو فرمایا اسمین ترغیب
عظیم و تشویق بالغ ہے ذٰلِكَ مبتدا ہے جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ خبر یعنے یہ جزا جس کا
ذکر ہوا جزا ہے ان لوگون کی جنہون نے اپنے اعمال مین احسان کا برتاؤ کیا صحیح
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت
کرے اللہ کی گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اسے نہین دیکھتا ہے تو وہ تجھے
دیکھ رہا ہے یا بالجملہ متقیون کے واسطے جو ثواب انکے رب کے پاس ہے اسمین
سے جو شے غایت ہے اللہ پاک نے انکا ذکر کیا پس فرمایا لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا یعنے تاکہ اتارے اللہ انسے بدتر عمل کو انکے اعمال سے جو
کیے تھے کیونکہ شرک کا انسے دفع کرنا یہ بزرگتر ہے ان امور کا جنکی وہ امید رکھتے ہین
اس سبب کہ اللہ تعالے نے ان کے واسطے وہ عمل بخش دیا جو کہ انکے اعمال سے
بدتر تھا تو جو اس سے کم درجے کا ہے اسکو تو بطریق اولے بخشا حرف لام متعلق
ہے یشاؤن سے یا محسنین سے گویا یون کہا گیا کہ انھون نے احسان و اخلاص کیا
واسطے تکفیر کے یعنے گناہ مٹانے کے یا متعلق ہے محذوف سے اسے یسر لہم
ذلک لیکفر الخ یعنے سہل و آسان کردیا انکے لیے یہ ثواب تاکہ مٹا دے اللہ الخ
جمہور نے اسوا بصیغہ اسم تفضیل پڑھا ہے اور تفضیل اپنے باب پر ہے معنے
وہی ہین کہ جب بدتر کو بخشا تو کمتر بطریق اولے بخشا غرضکہ بڑے چھوٹے
سب گناہ بخشدیے کسی نے کہا کہ تفضیل اپنے باب پر نہین ہے بلکہ اسوا بمعنے
سیئی ہے تو اس اعتبار سے اسوا انکے سارے معاصی کو اور احسن انکے سارے

حسنات کو عام و شامل ہو گیا ابن کثیر نے ایک روایت میں سوا یہ وزن احمال شرنیا
ہے یہ تنقیح ہے سو کی پھر حبیب اللہ پاک نے وصفے ذکر کی جو اسپر دال ہے کہ
مفسرین ان سے درگذر ہیں تو وہ شے ذکر فرمائی جو دال ہے اسپر کہ بزرگتر ثواب
انکو عطا فرمایا پس ارشاد کیا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا
يَعْمَلُونَ اضافت احسن کی طرف الذی کی اضافت مفضل ہے مفضل علیہ کے
باب سے نہیں ہے بلکہ اضافت شے الی بعضہ کے باب سے ہے واسطے قصد
توضیح کے بدون اعتبار تفضیل کے اور جسطرح اسوء عام ہے انکے سارے معاصی
کو اسی طرح احسن شامل ہے ان کے جمیع حسنات کو اور اگر یہ تاویل نہ ہو تو نظم
قرآنی اسکی مقتضی ہوگی کہ فقط ان کے اقبح سیئات کو مٹا دے گا اور فقط افضل
حسنات پر انکو جزا دے گا مقاتل نے کہا کہ جزا دے گا انکو ساتھ محاسن کے
انکے اعمال سے اور بدلا نہ دے گا ان کو ساتھ مساوی کے أَلَيْسَ اللَّهُ

بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ وَمَنْ
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ۗ
أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ
أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ
عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ
مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ مَنْ
يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝
إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ
فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝

محاسن نیک اعمال اور مساوی بد اعمال

ع ۴

کیا اللہ بس نہین اپنے بندے کو اور تجھکو ڈراتے ہین ان سے جو اُسکے سوا ہین اور جسکو راہ بہلاوے اللہ تو کوئی نہین اُسکو راہ دینے والا اور جسکو راہ دکہاوے اللہ اُسکو کوئی نہین بہلانے والا کیا نہین ہے اللہ زبردست بدلا لینے والا اور جو تو اُن سے پوچہے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہین اللہ نے تو کہہ بہلا دیکہو تو جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر چاہے اللہ مجہہ پر کچہہ تکلیف وہ ہین کہ کہولدین تکلیف اُسکی ڈالی یا وہ چاہے مجہپر مہر وہ ہین کہ روکدین اُسکی مہر تو کہہ مجہکو بس ہے اللہ اسی پر بہروسا رکہتے ہین بہروسا رکہنے والے تو کہہ اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہہ مین بہی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کس پر آتی ہے آفت کہ اُسکو رسوا کرے اور اُترتی ہے اُسپر مار سدا کی ہمنے اُتاری ہے تجہہ پر کتاب لوگون کے واسطے سچے دین کے ساتہہ پہر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بہلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے بُرے کو اور تجہہ پر اُنکا ذمہ نہین **ف** تجہکو ڈراتے ہین یعنی تو بتون کو نہین مانتا تو وہ تجہپر غضب ہون گے کچہہ تیرا اثر کر دینگے سو جسکی مدد پر اللہ ہو اُسکا بُرا کون کر سکے **ف** وہ دنیا مین یا آخرت مین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے کیا اللہ کافی نہین ہے اپنے بندے کو بعض نے عبادہ پڑہا ہے یعنی اللہ کفایت کرتا ہے اُس شخص کو جسنے اُسکو پوجا اور اُسپر توکل کیا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تہے فلاح پائی اُس شخص نے جو ہدایت کیا گیا طرف اسلام کے اور ہوئی گزران اُسکی کفاف اور اسپر قناعت کی رواہ ابن ابی حاتم ورواہ الترمذی والنسائی من حدیث حیوۃ بن شریح عن ابی ہانی الخولانی بہ وقال الترمذی صحیح قولہ تعالی ویخوفونک بالذین من دونہ یعنی مشرکین جہالت وگمراہی کے طور پر ڈراتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور دہمکاتے ہین اپنے بتون سے جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ومن یضلل اللہ الی قولہ بعزیز ذی انتقام یعنے اللہ پاک بڑا غالب اور منیع الجناب ہے جس نے اُسکی بارگاہ عالی جاہ پر تکیہ کیا اور اُسکے باب عالی کی طرف پناہ پکڑی اُسپر کوئی ظلم نہین کر سکتا ہے کیونکہ وہ تو ایسا عزیز ہے کہ اُس سے بڑہ کر کوئی عزیز نہین ہے اور نہ کوئی اُس سے زیادہ سخت انتقام لینے والا ہے اُن لوگون سے جنہون نے اللہ کے ساتہہ کفر و شرک کیا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد و دشمنی کی قولہ تعالی ولئن سألتہم الآیہ سے مراد وہ مشرکین ہین جو یہ اقرار کرتے تہے کہ ساری اشیاء کا خالق اللہ ہی ہے اور باوجود اس اقرار کے اُسکے غیر کو اُس کے ساتہہ پوجتے تہے اُن مین سے جو اُنکا نہ بُرا کرین نہ بہلا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا قل افرأیتم الآیہ یعنی وہ ضرر ونفع مین سے کچہہ بہی طاقت نہین رکہتے ہین ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے تو نگاہ رکہہ اللہ کو تو وہ تجہ کو نگاہ رکہے گا تو نگاہ رکہہ اللہ کو تو اُسے پائیگا اپنے روبرو پہچان کر اللہ کی طرف رخا مین یعنی راحت وآرام مین تو وہ مجہے پہچانیگا شدت مین جب تو سوال کرے تو

سوال کر اللہ سے اور جسوقت تو مدد مانگے تو مدد مانگ اللہ سے اور جان رکھہ کہ امت اگر جمع ہو جاوین اسپر کہ تجہے ضرر پہونچاوین ساتہہ اس شے کے جسکو اللہ تعالے نے تجہپر نہین لکہا ہے تو وہ تجہکو ضرر نہ پہونچاوینگے اور اگر وہ جمع ہو جاوین اسپر کہ نفع پہونچاوین تجہکو ساتہہ کسی شے کے جسکو اللہ نے تیرے واسطے نہین لکہا ہی تو وہ نفع نہ پہونچاوینگے تجہکو صحیفے سوکہہ گئے اور قلم اوٹہا لیے گئے اور عمل کر واسطے اللہ کے ساتہہ شکر کے یقین مین اور جان رکہہ اس بات کو کہ صبر کرنے مین اس شے پر جسکو تو مکروہ رکہتا ہی خیر کثیر ہے اور بیشک نصر ساتہہ صبر کے ہی اور بیشک کشایش ساتہہ کرب کے ہے اور بیشک ساتہہ تنگی کے آسانی ہے قولہ تعالے قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ الآیہ یعنی تو کہہ مجھے بس ہے مجہہ کو اللہ اور اسی پر مین نے توکل کیا اور اسی پر بس چاہیے توکل کرین توکل کرنے والے جیسا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا جبکہ انکی قوم نے کہا اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے جو شخص یہ دوست رکہے کہ ہووے قوی تر لوگون کا تو چاہیے کہ توکل کرے اللہ تعالی پر اور جو کوئی یہ دوست رکہے کہ ہووے غنی تر لوگون کا تو چاہیے کہ ہووے ساتہہ اس شے کے جو کہ اللہ عز و جل کے ہاتہہ مین ہے زیادہ تر بہروسا کرنے والا اس سے ساتہہ اس شے کے جو اس کے ہاتہہ مین ہے اور جو کوئی یہ دوست رکہے کہ ہووے اکرم لوگون کا تو چاہیے کہ اللہ عز و جل کا تقوی رکہے قولہ تعالی قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ الآیہ یعنی اے قوم تم عمل کرو اپنے طریقے پر یہ تہدید و وعید ہے مین عمل کرنے والا ہون اپنے طریقے و راہ پر فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ الآیہ یعنی تم عنقریب جان لوگے اسکا انجام و وبال کہ کس کو آویگا عذاب جو اوسے ذلیل و خوار کریگا دنیا مین اور نازل ہوگا اسپر عذاب الیم و مستمر کہ جس سے اسکو کوئی مفر نہ ہوگا یہ عذاب روز قیامت مین ہے اعاذنا اللہ منہ **ف** قولہ تعالے اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ ہم نے اوتارا تجہہ پر قرآن واسطے ساری خلق کے انس و جن سب ساتہہ حق کے تاکہ تو اونسے ڈرائے پہر جو راہ پر آیا سو اپنے بہلے کو یعنی اسکا نفع اوسی کے نفس کیطرف راجع ہوگا اور جو بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے برے کو یعنی اسکا وبال اوسی کی جان پر پڑے گا اور نہین ہے تو انپر وکیل یعنی تو اسپر نہین مقرر کیا گیا ہے کہ وہ راہ پا جاوین تجہپر تو یہی پہونچا دینا ہے اور ہمپر حساب ہے **ف** فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے جمہور نے عبدہ بافراد پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے عبادہ بجمع اول کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مراد ہین یا جنس عبد اور حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بدخول اولی اوسمین داخل ہین اور دوسرے کی بنیاد پر مراد انبیاء علیہم السلام ہین یا مومنین یا دونون ابو عبید نے اول کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ بعد کو ویخوفونک مین حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب ہے اللہ کاف یا یکفی عبدہ نہ فرمایا تاکہ منظور کفایت آلہی کی خبر دینا ہے بلکہ اس مضمون کو استفہام انکاری کے پیرایہ مین ادا کیا سو مقصود اس سے اللہ پاک کی کفایت بڑے مبالغہ سے

[illegible]

ثابت کرتا ہے گویا وہ کفایت ایسی کہلی ہوئی ہے کہ کسی سے اُسکا انکار نہین آتا ہے کسی نے کہا کہ عبد و عباد سے مراد بالعموم مسلم و کافر ہین جرجانی نے کہا کہ اللہ کافی ہے اپنی بندہ مومن اور بندہ کافر کو مومن کو تو ساتہہ ثواب کے اور کافر کو ساتہہ عقاب کے کسی نے بکافی عباده باضافت پڑہا ہے اور کسی نے یکافی بصیغہ مضارع قولہ تعالی ویخوفونک جملہ جائز ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال اس لیے کہ معنی یہ ہین کیا کافی نہین ہے تجہکو اللہ اس حال مین کہ وہ تجہے ڈراتے ہین اپنے معبودون سے جنکو وہ پوجتے ہین انہون نے کہا تہا البتہ تو باز رہے ہمارے معبودون کے برا کہنے سے یا البتہ تجہے اُن سے پہونچے گا فساد عقل یا جنون گویا معنی یہ ہین کہ وہ تجہکو کافی ہے ہر حال مین یہان تک کہ اس حال مین بہی اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ مستانفہ ہو قولہ تعالی وَمَن يُّضْلِلِ اللّٰهُ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص پر اُسکی گمراہی ساتہہ قضا ثابت ہو چکی یہان تک کہ وہ غافل ہو گیا اللہ تعالی کی کفایت سے واسطے اپنے بندہ مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسکو ڈرایا ایسی شے سے جو نہ نفع پہونچائے نہ ضرر تو اُس کے واسطے نہین ہے کوئی ہادی کہ اُسے ہدایت کی راہ بتائے اور گمراہی سے اُسکو پہیرائے اور جسکو اللہ ہدایت کرے تو نہین ہے اُس کے لیے کوئی گمراہ کرنے والا کہ ہدایت سے اُسکو نکالے اور ضلالت مین اُسے ڈالے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ یعنی کیا نہین ہے اللہ تعالی غالب وقاہر ہر شے پر بدلہ لینے والا جو کہ بدلا لیتا ہے اپنے نافرمانون سے ساتہہ اس عذاب کے جسکو اُنپر ڈالتا ہے اور اپنے تازیانہ عقاب کے ساتہہ جسکو اُن پر نازل کرتا ہے اسم جلیل کو جو بجائے ضمیر رکہا سو منظور اس سے مضمون کلام کی تحقیق ہے اور پیدا کرنا مہابت وخوف کا ہے قولہ تعالی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ الآیہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ جب مشرکین سے کوئی پوچہے کہ خالق کون ہے تو اقرار کرین گے اور کہین گے کہ وہ اللہ سبحانہ ہے اس لیے کہ اُس کے تفرد بالخالقیت پر واضح وظاہر برہان ہے باوجود اسکے کہ بتون کو پوجتے ہین اور اللہ کے سوا اور معبود ٹہیراتے ہین اس مین بڑی سے بڑی دلیل ہے اسپر کہ وہ ایک سخت غفلت اور عظیم جہالت مین تہے اس لیے کہ جب وہ یہہ جان چکے کہ انکا خالق اللہ ہے پہر اللہ کے سوا پوجتے ہین انکا خالق اللہ پاک ہی ہے تو خالق کل کے غیر کو پوجنا اور اپنے خالق کے ساتہہ عبادت مین مخلوق کو شریک کرنا اس بات کو انکی عقلون نے کیونکر مستحسن جانا حالانکہ اُنکا یون ذکر کیا جاتا تہا کہ اُنکی عقلین ایسی ہین اور اُنکا ادراک وفطنت کامل وتمام ہے لیکن جبکہ اُنہون نے اپنے بڑکہون کی تقلید کی اور اُنکو ساتہہ حسن ظن کے کیا تو مقتضائے عقل کو چہوڑ دیا اور جو بات محض جہل تہی اُسپر عمل کیا پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ بعد اس اعتراف اقرار کے اُنکو توبیخ وتہدید کرین پس ارشاد فرمایا قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ الآیہ ضر سے مراد شدت وبلا ہے رحمۃ سے مراد نعمت ورخا ہے جمہور نے کاشفات وممسکات کو دونو جگہہ باضافت پڑہا ہے اور ابو عمرو نے بہ تنوین ابو عبید وابو حاتم نے ابو عمرو کی قرارت کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ کاشفات اسم فاعل استقبال کے معنی مین ہے اور جو ایسا ہوتا ہے تو اُسکی تنوین اجود ہوتی ہے حضرت حسن وعاصم نے بہی اسی طرح پڑہا ہے

یعنی یہہ ہین تو کہہ تم مجھے خبر دو اپنے ان معبودون کی کہ آیا وہ قدرت رکھتے ہین اُس ضرر کے دور کرنے کی جسکا اللہ نے میرے ساتھہ ارادہ کیا یا اُس رحمت کے روکنے کی جسکا اسنے میرے ساتھہ ارادہ کیا باین طور کہ وہ خیر مجھ تک پہونچی مقاتل نے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے سوال کیا تو وہ ساکت ہوئے کسی نے کہا یہ بولے کہ وہ دفع نہین کرتے ہین کسی شے کو اللہ کی قدر سے لیکن شفاعت کرتے ہین پس یہ آیت نازل ہوئی قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ الآیہ یعنی تو کہہ کافی ہے مجھکو اللہ اپنے سارے کامون مین جلب نفع و دفع ضر مین اُسی پر اعتماد کرتے ہین اعتماد کرنے والے نہ اُس کے غیر پر پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ انکو تہدید کرین اور یہہ وعید سنائین قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ الآیہ یعنی تو کہہ اے قوم عمل کرو اپنی حالت پر جسپر تم ہو اور جمے ہوئے ہو اِنِّي عَامِلٌ أَيْ عَلٰى حَالَتِي الَّتِي أَنَا عَلَيْهَا چونکہ ماقبل سے یہ لفظ معلوم ہوتا ہے اسلیے یہان سے حذف کر دیا ہے یعنی مین عمل کرتا ہون اپنی حالت پر جسپر مین ہون اور جما ہوا ہون اور مکانت بمعنی مکان ہے پس عین کے استعارہ کیا گیا ہے واسطے معنی کے جس طرح کہ کلمہ ہنا وحیث کا استعارہ کیا جاتا ہے واسطے زمان کے حالانکہ وہ تو واسطے مکان کے ہین فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ الآیہ یعنی عنقریب تم جان لوگے کس پر آتا ہے عذاب جو اسکو ذلیل و خوار کریگا دنیا مین پھر اس وقت ظاہر ہو جاویگا کہ وہ باطل پر ہے اور اسکا خصم حق پر مراد اس سے دنیا کا عذاب ہے اور وہ قتل و قید و قہر و ذلت جو ان پر نازل ہوئی پھر عذاب آخرت کا ذکر فرمایا وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ یعنی اور نازل ہوگا اسپر عذاب دائم و مستمر دار آخرت مین یہہ وہی عذاب نار ہے عذاب کی طرف جو مقیم کی نسبت کی سو یہہ یا تو مجاز ہے طرف مین یا اسناد مین اصل اسکی یہ ہے مقیم فیہ صاحبہ یعنی ایسا عذاب کہ ہمیشہ رہیگا اُس مین صاحب اُسکا بالجملہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکین کا اصرار کرنا کفر پر گران گذرتا تھا تو اللہ پاک نے آپکو خبر دی کہ انکو صرف بیان کی تکلیف دی گئی ہے نہ اسکی جو گمراہ ہوا ہے اُسکو ہدایت کر دین پس ارشاد فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ یعنی ہمنے نازل کی تجھپر کتاب واسطے لوگون کے اور واسطے بیان اُس شے کے جسکے ساتھہ مکلف کیے گئے ہین اس لیے کہ وہ مناط ہے انکی مصالح کا انکی معاش و معاد مین سو وہ واسطے سارے لوگون کے ہے کافہ اسواسطے کہ تیری رسالت بھی ایسی ہی ہے بالحق حال ہے فاعل سے یعنی محقین یا مفعول سے ای متلبسا بالحق وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ یعنی تو انکی ہدایت کے ساتھہ مکلف و مخاطب نہین ہے بلکہ تجھپر تو صرف یہی پہونچا دینا ہے اور تو اسکو کر چکا یہ آیتین آیت سیف سے منسوخ ہین بعد اسکے اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ ان سے قتال کرین یہان تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین اور احکام اسلام کے حامل ہون پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت بالغہ و صنعت عجیبہ کے انواع سے ایک نوع ذکر کی پس فرمایا

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ اللہ کہینچ لیتا ہے جانین جب وقت ہو ان کے مرنیکا اور جو نہین مرین انکی نیند مین پہر رکہہ چہوڑتا ہے جنپر مرنا ٹہیرایا ہے اور بہیجتا ہے دوسرون کو ایک ٹہیرے وعدے تک البتہ اس مین پتے ہین ان لوگون کو جو دہیان کرین کیا انہون نے پکڑے ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے تو کہہ اگرچہ انکو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ بوجہہ تو بہی تو کہہ اللہ کے اختیار ہے سفارش ساری اسیکا راج ہے آسمان وزمین مین پہر اسی کی طرف پہیرے جاؤگے اور جب نام لیجیے اللہ کا نرا رک جاوین دل انکے جو یقین نہین رکہتے پہچلے گہر کا اور جب نام لیجیے اسکے سوا اورون کا تبہی وہ لگین خوشیان کرنے ف یعنی نیند مین پہر رکہ جان کہینچتا ہے پہر بہیجتا ہے یہی نشان ہے آخرت کا معلوم ہوا کہ نیند مین بہی جان کہچتی ہے جیسے موت مین اگر نیند مین کہچکر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جسکو ہوش کہتے ہین اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے اور نبضین ہلتی ہین اور کہانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہین کہچتی ف یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہین چہوڑتا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالی اپنی ذات پاک کی خبر دیتا ہے کہ وہ متصرف ہے وجود مین سا اس شے کے جو چاہتا ہے اور وہی جانون کو بڑی وفات دیتا ہے ان نگہبان فرشتون کے واسطہ سے جنکو بہیجتا ہے وہ انکو بدنون سے قبض کر لیتے ہین اور وفات صغری وقت سونے کے ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ اللہ پاک نے اس آیت مین دونون وفات کا ذکر فرمایا صغری کا پہر کبری کا اور یہان کی آیت مین کبری کا ذکر کیا ہے پہر صغری کا اور اسی لیے یون فرمایا ہے اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ الآیہ اس مین دلالت ہے اس پر کہ روحین ملاء اعلی مین جمع ہوتی ہین چنانچہ اس باب مین حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے جسکو ابن منده وغیرہ نے روایت کیا ہے اور صحیح بخاری ومسلم مین حدیث عبید اللہ بن عمر عن سعید بن ابی سعید عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت ٹہکانا پکڑے ایک تمہارا طرف اپنے بستر کے تو چاہیے کہ جہاڑے اسکو اپنے داخلہ ازار سے پس البتہ شک وہ نہین جانتا ہے اس شے کو جو خلیفہ ہوئی ہے اس کے اوپر پہر چاہیے کہ کہے بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ یعنی ساتھ نام

تیرے کہ اے رب میرے رکہی مین نے اپنی کروٹ اور تیرے ساتہہ اسکو اٹہاؤن گا اگر تو روک رکہے میری جان تو تو اسکو رحم کرنا اور اگر تو چہوڑ دے اسکو تو تو نگاہ رکہنا ساتہہ اُس شئے کے جسکے ساتہہ تو نگاہ رکہتا ہے اپنے نیک بندون کو **بعض سلف** نے کہا ہے کہ قبض کرتا ہے مُردون کی روحون کو جبکہ وہ مرتے ہین اور زندون کی روحون کو جبکہ وہ سوتے ہین پس زندون مردون کی روحین ایک دوسرے کو پہچانتی ہین اتنا پہچاننا جتنا اللہ تعالی چاہتا ہے پہر روک رکہتا ہے اُن روحون کو جنپر موت جاری کی جو کہ مر چکین اور بہیجتا ہے دوسری روحون کو ایک مدت مقرر تک سُدی نے کہا اپنی بقیہ اجل تک حضرت ابن عباسؓ نے کہا روک رکہتا ہے مردون کی جانون کو اور بہیجتا ہے زندون کی روحون کو اور غلطی نہین کرتا ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون قولہ تعالی ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء الآیہ اللہ پاک مشرکون کی ذم فرماتا ہے اس بات مین کہ انہون نے سفارشی ٹہیرائے ہین اللہ کے سوا یہ سفارشی بت ہین جنکو انہون نے اپنی طرف سے ٹہیرایا ہے بدون کسی دلیل و برہان کے جو انکو اس طرف راہ بتائی حالانکہ وہ کسی کام کے مالک نہین ہین بلکہ اُنکو تو عقل نہین ہے جس سے سمجہین اور نہ کان جس سے سُنین اور نہ آنکہ جس سے دیکہین بلکہ وہ تو جماد ہین اُنکا حال تو حیوان سے بہی کہین بدتر ہے پہر فرمایا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگون سے کہدے جنہون نے زعم کیا ہے کہ جنکو انہون نے پکڑا ہے وہ اُنکے لیے سفارشی ہین نزدیک اللہ کے اور خبر دے اُنکو کہ سفارش اللہ کے پاس نفع نہ دیگی مگر واسطے اُسکے جسکو وہ پسند کرے اور اُس کے واسطے اذن دے اُسی کے واسطے ہے ملک آسمان و زمین کا یعنی اس سب مین وہی متصرف ہے اور پہر اُسی کی طرف پہیرے جاؤگے یعنی قیامت کے دن پہر وہ درمیان تمہارے فیصلہ کرے گا اپنے عدل سے اور ہر ایک کو اُس کے عمل کی جزا دیگا پہر اللہ پاک نے دوسرے طور پر مشرکون کی مذمت فرمائی واذا ذکر اللہ وحدہ یعنی جس وقت کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون بالآخرة مجاہد نے کہا انقبضت یعنی تو منقبض ہو جاتے ہین دل اُنکے جو نہین مانتے ہین آخرت کو سدی نے کہا نفرت یعنی نفرت کرتے ہین قتادہ نے کہا کفرت و استکبرت امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے استکبرت یعنی اُن کے دل کفر و استکبار کرتے ہین کما قال تعالی انہم کانوا اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون یعنی جب اُن سے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ تو تکبر کرتے ہین متابعت ادا اُس کے واسطے مطیع و منقاد ہونے سے پس اُن کے دل قبول نہین کرتے ہین خیر کو اور جو کوئی خیر کو قبول نہین کرتا ہی تو قبول کرتا ہے شر کو اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے واذا ذکر الذین من دونہ یعنی اور جسوقت ذکر کیا جاتا ہے اُن کا جو اُسکے سوا ہین مراد اصنام و انداد ہین قالہ مجاہد اذا ہم یستبشرون بت ہی وہ خوش ہوتے ہین **ف** فتح البیان کا بیان یہہ ہے کہ اللہ تعالی قبض کرتا ہے روحون کو وقت حاضر ہونے

انکی جانون کے اور نکالتا ہے انکو بدنون سے اور وفات دیتا ہے ان نفسون کو جنکو اجل حاضر نہین ہوئی ہے اپنی نیند
مین اسمین اختلاف کیا ہے پس کسی نے یون کہا کہ قبض کرتا ہے انکو تصرف سے مع باقی رہنے روح کے جسم مین فرا
نے کہا معنے یہ ہین اور قبض کرتا ہے ان نفسون کو جو نہین مرے وقت پورے ہونے انکی اجل کے کہا اور کبھی انکی
توفی انکی نیند ہوتی ہے پس اس بنا پر تقدیر یہ ہوگی والتی لم تمت وفاتہا نومہا یعنی جو نفوس نہین مرے انکی
وفات انکی نیند ہے زجاج نے کہا ہر انسان کے دو نفس ہین ایک تو نفس تمیز کا ہے یہ وہ ہے جو اُس سے
مفارقت کرتا ہے جبکہ سوتا ہے تو وہ بے عقل ہوجاتا ہے دوسرا نفس حیات ہے یہ جب زائل ہوتا ہے تو اُس کے
ساتھہ نفس زائل ہوجاتا ہے اور سونے والا سانس لیتا ہے قشیری نے کہا کہ اس قول مین بعد ہے اس لیے
کہ آیت سے مفہوم یہ بات ہے کہ نفس مقبوضہ دونون حال مین ایک شے ہے اسی لیے یون فرمایا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى
عَلَيْهَا الْمَوْتَ پس اسکو نہین پہیرتا ہے طرف بدن کے وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى اور بہیجتا ہے نفس نائم کو طرف اُس کے
بدن کے وقت بیدار ہونے کے إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى یعنے اُسوقت تک جو اسکی موت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے یہہ
غایت ہے جنس ارسال کا قول زجاج کے مثل ابن انباری نے بہی کہا ہے سعید بن جبیر نے کہا اِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ
أَرْوَاحَ الْأَمْوَاتِ إِذَا مَاتُوْا وَأَرْوَاحَ الْأَحْيَاءِ إِذَا نَامُوْا فَتَتَعَارَفُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَتَعَارَفَ فَيُمْسِكُ الَّتِي
قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى فَيُعِيْدُهَا یہ قول بعینہ وہی ہے جو بعنوان بعض سلف اول گزرچکا ہے اولی
یہ ہے کہ یون کہین کہ وفات دینا نفوس کا نیند کی حالت مین باین طور ہے کہ احساس کو زائل کردیتی ہین اور حیاس
پر آفت حاصل ہوجاتی ہے محل حس مین پہر روک رکہتا ہے اُن نفوس کو جنپر موت جاری کی اور نہین پہیرتا ہے انکو
طرف اُن جسمون کے جن مین وہ تہے اور چہوڑ دیتا ہے دوسرے نفوس کو باین طور کہ اُن کے احساس کو اُنپر
اعادہ کردیتا ہے کسی نے کہا معنی یتوفی الانفس حین موتہا کی بنا برحذف مضاف یہ ہین ای عند موت اجسادہا
حضرت ابن عباس نے فرمایا ایک نفس ہے اور ایک روح ہے درمیان اُن کے مثل شعاع شمس کے ہے پس وفات دیتا ہے
اللہ نفس کو اُسکی نیند مین اور چہوڑ رکہتا ہے روح کو اُس کے جوف مین وہ تقلب کرتی رہتی ہے اور زندہ رہتا ہے
پہر اگر اُسکو یہ ظاہر ہوا کہ اُسے قبض کرے تو روح کو قبض کرلیتا ہو تو وہ مرجاتا ہے اور اگر اُسکی اجل کو تاخیر دیتا ہے
تو نفس کو اُسکے مکان کی طرف پہیر دیتا ہے جو اُس کے جوف سے ہے أَخْرَجَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ و
دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ زندون کی روحین اور مردون کی روحین خواب مین ملتی ہین پہر وہ آپس مین ایک
دوسرے سے پوچہہ پاچہہ کرتی ہین جو اللہ چاہتا ہے پہر روک رکہتا ہے اللہ مردون کی روحون کو اور چہوڑ
دیتا ہے زندون کی روحون کو طرف ان کے جسمون کے ایک مدت مقرر تک غلطی نہین کرتا ہے ساتھہ کسی شے
کے اُن مین سے أَخْرَجَهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَغَيْرُهُ تیسرا لفظ اُن کا یہ ہے ہر نفس کے واسطے ایک سبب ہے

جس مین وہ جاری ہوتا ہے پہر جب موت اسپہ جاری کی تو وہ سو گیا یہان تک کہ وہ سبب منقطع ہو جاتا ہے اور وہ
نفس جو اپنی نیند مین نہ مرا تو وہ چہوڑ دیا جاتا ہے اَخرَجَہٗ عَبدُ بنُ حُمَید عقلا نے نفس و روح مین اختلاف کیا ہی
کہ آیا وہ ایک شے ہین یا دو شی گفتگو اس باب مین بنہایت طویل ہے اس کی کتب مولفہ مین معروف و مشہور ہے اظہر یہ
ہے کہ دونون ایک ہی شے ہین آثار صحیحہ اسی پر دال ہین جمہور نے قَضٰی کو بصیغہ معروف پڑہا ہے ای قضی اللہ علیہا
الموت حمزہ وغیرہ نے بصیغہ مجہول ابو عبید و ابو حاتم نے قرارت اولی کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الاَنفُسَ
سے موافق ہے اِنَّ فِی ذٰلِکَ یعنی یہ توفی و امساک و ارسال نفوس جسکا ذکر ہوا بیشک اسمین لَاٰیٰتٍ البتہ عجیب
و بدیع نشانیان ہین جو اللہ پاک کی قدرت باہرہ پر دلالت کرتی ہین لیکن ان نشانیون کا ایسا ہونا اسکو ہر ایک نہین سمجہتا
ہے بلکہ لِقَومٍ یَتَفَکَّرُونَ یعنی اس مین عجیب و غریب نشانیان اُن لوگون کے واسطے ہین جو اس مین غور و فکر
کرتے ہین سوچتے سمجہتے ہین اور اس سے استدلال کرتے ہین اللہ سبحانہ کی توحید و کمال قدرت پر پس بے
شک اس توفی و امساک و ارسال مین ایک موعظت عظیم ہے واسطے متعظین کے اور ایک تذکرہ بلیغہ ہے واسطے
متذکرین کے مناسبت اس آیت کے ماقبل سے یہہ ہو کہ جب اللہ پاک نے اول یہ بات بیان کی کہ راہ پانا اور گمراہ
ہونا اسکا نفع و ضرر اسی کے واسطے ہے جو کہ راہ پائے اور گمراہ ہوئے تو یہ بات ذکر کی کہ ہدایت و ضلال حاصل نہین
ہوتے ہین مگر طرف سے اللہ پاک کے پس فرمایا اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الاَنفُسَ حِینَ مَوتِہَا الآیہ ہدایت کو مثل ٹہیرا لی حیات و بیداری کے
کی اور ضلال کو مثل قرار دی موت و نیند کی سو جس طرح ہے کہ حیات و بیداری و موت و نوم نہین حاصل ہوتی ہین مگر
اللہ تعالی کی تخلیق و ایجاد سے اسی طرح ہدایت و ضلال بہی حاصل نہین ہوتی ہین مگر طرف سے اللہ پاک کی یا یون
کہو کہ ایک اور حجت ذکر فرمائی اس بات کے ثابت کرنے مین کہ وہ معبود ہے عالم کا تاکہ دلالت کرے اس بات پر کہ
وہ عبادت کا زیادہ ترحق وار ہے ان بتون سے جو کہ محض جماد ہین قولہ تعالی اَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰہِ
شُفَعَآءَ کلام منقطعہ مقدر ببل و ہمزہ ہے یعنی بلکہ کیا ٹہیرائے ہین کفار قریش نے اللہ کے سوا اور معبود سفارشی
کہ وہ اُن کے واسطے سفارش کرین گے نزدیک اللہ کے اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم اُن
سے یون کہو اَوَلَو کَانُوا لَا یَملِکُونَ شَیئًا وَّلَا یَعقِلُونَ ہمزہ واسطے انکار و توبیخ کے ہی اور حرف واو واسطے عطف
کے محذوف مقدر پر ای اَیَشفَعُونَ وَلَو کَانُوا الخ اور جواب لو کا محذوف ہے وان کانوا بہذہ الصفۃ تتخذونہم شفعاء یعنی
کیا وہ سفارش کرین گے اور اگر وہ ہون اس صفت کے کہ مالک ہون کسی شے کے اور نہ سمجہتے ہون کسی شے کو اشیا
سے کیونکہ وہ تو جماد ہین انکو کسی طرح کی عقل نہین ہے تو ہی تم انکو شفیع ٹہیراو گے مطلب یہہ کہ وہ کسی شے کے مالک
نہین ہین اشیا سے شفاعت بدخول اولی اس مین داخل ہوگی بتون کے واسطے واو نون کی جمع ذکر فرمائی
حالانکہ وہ مختص ہے ساتہہ عقلا کے اس لیے کہ کفار اُن کے حق مین یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ وہ عقل رکہتے ہین ماقبل کی

اسکا یہہ ہو کہ اس سے قبل یون فرمایا ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون یعنی توفی و امساک و ارسال جو مذکور ہوا انمین
نشانیان ہین واسطے سوچنے والون کے سو کفار سے ہم اسکی طمع چہوڑ دو کہ وہ ان مین فکر کرینگے تو اللہ کی کمال قدرت
و حکمت پر استدلال کرسکے اُسکے امر و حکم کی منقاد و مطیع ہونگے اور انکی فرط جہالت کی طرف نظر کرو کہ کہان تک
پہونچی ہے انہون نے تو مارے جہل و نادانی کے ایسون کو اللہ کے نزدیک سفارشی ٹہیرایا جو کہ کسی شئے کے مالک نہین
ہین اور نہ عقل رکہتے ہین بلکہ وہ تو محض جماد ہین پس جب ان کی حماقت اس درجے کی ہے تو ان سے کیا خاک اسکی
امید ہوگی کہ یہ آیات الٰہی مین فکر کرینگے اور اگر اللہ یتوفی الانفس الآیہ کو یون قرار دین کہ یہہ واسطے استدلال
کے ہے اس بات پر کہ عاقل پر یہہ واجب ہے کہ ایسے معبود کو پوجے جو کہ اس قدرت و حکمت کے ساتہہ موصوف ہو اور بتون
کو نہ پوجے جو کہ جمادات محض اور بے شعور محبت ہین قدرت و حکمت کا کیا ذکر ہے تو ام اتخذوا الآیہ کا لگاؤ ماقبل سے
یون ہوگا کہ یہہ جواب ٹہیرے گا کفار کے اعتراض کا جسکو انہون نے سابق دلیل پر باین طور وارد کیا تہا کہ ہم بتون
کو باین اعتقاد نہین پوجتے ہین کہ وہ معبود ضار و نافع ہین ہم تو انکو صرف اس لیے پوجتے ہین کہ وہ ان شخصون کی
مورتین ہین جو اللہ کے نزدیک مقربون مین سے تہے سو ہم انکو اس غرض سے پوجتے ہین کہ وہ اکابر اللہ تعالی کے پاس
ہمارے سفارشی ہوجائین پس اللہ پاک نے اسکا یہ جواب دیا ام اتخذوا الآیہ بیان جواب کا یہ ہے کہ یہہ کفار یا تو ان
بتون کے پوجنے سے انکی شفاعت مین طمع کرتے ہین یا ان شخصون سے امیدوار شفاعت ہین جنکی یہ بت مورتین ہین
اول تو بالبداہتہ باطل ہے کیونکہ صدور شفاعت کا جماد سے متصور نہین ہے کون جماد جو کسی شئے کا مالک نہین ہے اور نہ عقل
رکہتا ہے اور دوسرے شق بہی باطل ہے اس لیے کہ روز قیامت ایک ایسا دن ہے کہ اُس مین کوئی بہی کسی شئے کا
مالک نہین ہے تو شفاعت پر کوئی قادر نہ ہوگا مگر اللہ کے اذن سے پس حقیقت مین شفیع اللہ ہی ہوگا جو کہ اُس
شفاعت مین اذن دیگا تو اُس کے غیر کی عبادت مین مشغول ہونے سے اُسی کی عبادت مین اشتغال کرنا اولی
ہے چنانچہ یہی مراد ہے اس آیت سے قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا یعنی تو کہدے کہ اللہ ہی کے واسطے ہے شفاعت
ساری پس کسی کے واسطے اُس مین سے کچہہ بہی نہین ہے مگر یہ کہ اُس کے اذن سے ہو واسطے اُس کے جسکو
وہ پسند کرے کما قال تعالی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وقال تعالی وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ
ارْتَضٰی نصب جمیعا کا بنا بر حال ہے شفاعت کی تاکید جو اُس کلمہ کے ساتہہ کی جسکے ساتہہ واحد اور دو سے زیادہ
کی تاکید کی جاتی ہے سو اس لیے کہ شفاعت مصدر ہے واحد و تثنیہ و جمع پر بولا جاتا ہے پہر اللہ پاک نے اپنے
ماقبل کی تقریر و تاکید فرمائی اور اپنی وسعت ملک کا وصف کیا پس ارشاد فرمایا لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
یعنی اُسی کا ہے ملک آسمانون اور زمین کا مطلب یہہ کہ انکا اور جو ان مین ہے اُسکا وہی مالک ہے جس طرح
چاہتا ہے اس سب مین تصرف کرتا ہے اور جو کچہہ ارادہ کرتا ہے وہ کر ڈالتا ہے پس وہ سارے ملک کا مالک ہے

کسی کو یہ قدرت نہین ہے کہ بدون اُسکے اذن ورضا کے بول سکے ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ یعنی پہر بعد بعث کے اُسی کی طرف
پہیرے جاؤ گے نہ طرف اُسکے غیر کے پس اُس وقت بہی اُسی کا ملک ہوگا پہر اللہ پاک نے انکی اعمال قبیحہ مین سے
ایک اور نوع ذکر فرمائی وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ الآیہ یعنی جس وقت تو ذکر کرے اکیلے اللہ کا باین طور کہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ
لا شریک لہ تو ظاہر ہوتے ہین آثار نفرت اُن کے دلون مین اور چہرون مین اور جب بتون کا ذکر کیا جاتا ہے تو فرح
وبشاشت کے آثار ظاہر ہوتے ہین اُنکے دلون مین اور چہرون مین یہ بات دال ہے اُنکی کمال جہالت وحماقت پر اسلیے
لیے کہ اللہ تعالی کا ذکر اور اُسکی توحید سر ہے ہر خیر کا اور کنجی ہے ہر سعادت کی اور ذکر بتون کا جو کہ خسیس وردی جمادات
ہین سر ہے ساری جہالتون حماقتون کا پس اللہ وحدہ کے ذکر سے انکی نفرت اور ان بتون کے ذکر سے انکی خوشی ہونی
ترین دلائل سے ہے جہل غلیظ وحمق شدید پر وحدہٗ کا نصب بنا بر حال ہے نزدیک یونس کے اور بنا بر مصدر نزدیک
خلیل وسیبویہ کی اشمئز از لغت مین بمعنی نفور ہے ابو عبیدہ نے کہا اشمأزت نفرت مبرد نے کہا انقبضت
اول کے قائل قتادہ اور ثانی کے مجاہد ہین معنی متقارب ہین مؤرج نے کہا انکرت ابو زید نے کہا اشمأز الرجل ذعر من
الفزع مناسب بمقام تفسیر اشمأزت کی ساتہ انقبضت کے ہے اشمئزاز اصل مین از قرار ہے مشرکون سے جب کہا
جاتا لا الہ الا اللہ تو منقبض ہو جاتے تہے جیسا کہ اللہ پاک نے ان سے نقل فرمایا ہے وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ
وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰی اَدْبَارِھِمْ نُفُوْرًا حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے اشمأزت قست ونفرت
یعنی سخت ہوتے ہین اور نفرت کرتے ہین دل ان چار آدمیون کے جو کہ ایمان نہین لاتے ہین آخرت پر ابو جہل
بن ہشام وولید بن عقبہ وصفوان وابی بن خلف اور جب ذکر کیے جاتے ہین وہ لوگ جو اُسکے سوا ہین لات وعزا
وغیرہما من الاصنام اذا ہم یستبشرون یعنی تب ہی وہ خوش ہو جاتے ہین یہ بسبب دوامر کے ہے ایک تو انکا فرط فتنہ
بتون سے دوسرا بہول جانا اُن کا حق اللہ کو اللہ پاک نے ان دونون مین خوب ہی مبالغہ کیا کہ غایت کو پہونچا
دیا اسواسطے کہ استبشار یہ ہے کہ آدمی کا دل سرور سے بہر جائے یہان تک کہ اُسکے چہرے کا چمڑہ اُسکے لیے
منبسط ہو جائے اور اشمئزاز یہ ہے کہ غضب وغم سے بہر جائے یہان تک کہ اس کے چہرے کا چمڑہ منقبض ہو جائے
کلمہ اذا جو کہ اذا ذکر اللہ مین ہے عامل اس مین فعل مابعد ہے یعنی اشمأزت اور اذا ذکر الذین کے اذا مین
وہ فعل عامل ہے جو کہ اذا فجائیہ مین عامل ہے تقدیر یہ ہے فاجئوا الاستبشار وقت ذکر الذین من دونہ بالجملہ جبکہ
کفار کے متمردون نے قبول نہ کیا دعا الی الخیر کو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر ان کے پاس آئے اور کفر پر
جمے رہے تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر کیا کہ اپنے کام کو اللہ پاک کے حوالے کرین اور
اُس کے دعا کی ساتہ التجا کرین پس ارشاد فرمایا قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ

اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ

مِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان و زمین
کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے تھے اور اگر گنہگاروں
کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ سے ڈالیں اپنی چھڑوائی میں بری طرح کی مار سے
دن قیامت کے اور نظر آیا انکو اللہ کی طرف سے جو خیال رکھتے تھے اور نظر آئے انکو برے کام اپنے جو کمائے تھے اور الٹ پڑا
انپر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے انتہی **ف** اللہ پاک نے اول تو انکی یہ مذمت کی کہ وہ شرک کو دوست رکھتے ہیں اور
توحید سے نفرت کرتے ہیں بعد اسکے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ تو دعا کر اللہ وحدہ سے جس نے آسمان و زمین
کو پیدا کیا اور بغیر مثال سابق پر انکو بنایا عالم الغیب والشہادۃ یعنی تو جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا انت تحکم بین عبادک
فیما کانوا فیہ یختلفون یعنی تو ہی عنقریب فیصلہ کریگا درمیان اپنے بندوں کے جس دن کہ انکا معاد و نشور ہوگا اور اپنی
قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے اس بات میں جسمیں وہ جھگڑتے تھے دنیا میں مسلم نے اپنی صحیح میں ابو سلمہ بن
عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کس شے کے ساتھ شروع فرماتے تھے اپنی نماز کو جبکہ قیام کرتے رات کو تو کہا جس وقت آپ قیام کرتے رات کو تو
اپنی نماز کو یوں شروع فرماتے تھے اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ
الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ **امام احمد** نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہے اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ إِنِّي أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا أَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ
لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنَّكَ إِنْ تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي تُقَرِّبْنِي مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِي مِنَ الْخَيْرِ
وَإِنِّي لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِي عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّينِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ مگر
اللہ عز وجل اپنے فرشتوں سے فرمائیگا قیامت کے دن کہ بیشک میرے بندے نے مقرر مجھسے ایک عہد کیا ہے سو تم اسکا
کر دو اس سے وہ عہد پھر اللہ اسکو جنت میں داخل کر دیگا تفرد بہ الامام احمد نیز امام احمد نے ابو عبد الرحمن
سے روایت کیا ہے کہا نکالا واسطے ہمارے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ایک کاغذ اور کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہمکو سکھاتے تھے کہ ہم یوں کہیں اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ
رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلٰهُ كُلِّ شَيْءٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ
رَسُولُكَ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى

نفسی سوءًا او اجرہ الی مسلم ابو عبد الرحمن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سکہاتے تہے عبد اللہ بن عمرو کو اور یہ
کہ کہین اسکو جب کہ ارادہ کرین سونے کا تفرد بہ احمد ایضاً نیز امام احمد نے ابو راشد حبرانی سے روایت کیا ہے کہا
مین آیا پاس عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پہر مین نے ان سے کہا آپ ہم سے بیان کرین اس شے کو جو آپ نے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تو انہون نے میرے آگے ایک صحیفہ ڈالدیا پہر کہا یہ وہ شے ہی جو میرے واسطے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکہی پس مین نے اس مین نظر کی تو ناگاہ اس مین یہ تہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ آپ مجہے سکہائین وہ شے جسکو مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ای ابو بکر تو کہہ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اَنْتَ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہٗ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِہٖ اَوْ اَقْتَرِفَ عَلٰی
نَفْسِیْ سُوْءًا اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ رواہ الترمذی عن الحسن بن عرفۃ عن اسمعیل بن عیاش بہ
وقال حسن غریب من ھذا الوجہ نیز امام احمد نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہے امر کیا کہ مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون
اور جبکہ اپنے بستر پہ آؤن رات کو اللھم فاطر السموات والارض الخ قولہ ولو ان للذین ظلموا الخ کا مطلب یہی کہ اگر ہو
واسطے مشرکون کے وہ ساری شے جو زمین مین ہے اور اتنے ہی اس کے ساتہہ اور تو البتہ فدیہ مین دی اسکو برے
عذاب سے جس کو اللہ تعالی نے ان کے واسطے واجب کیا ہے قیامت کے دن اور باوجود اسکے قبول نہ کیا جاوے گا
ان سے فدیہ اگرچہ وہ ہوز مین بہر سونا جیسا کہ دوسری آیت مین ہے وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمْ یَکُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ
یعنے ظاہر ہوا ان کے واسطے اللہ کی طرف سے وہ عذاب نکال جو نہ ان کے دل مین تہا نہ ان کے حساب مین وَبَدَا لَھُمْ
سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا اور ظاہر ہوئی واسطے ان کے جزا ان محارم و مآثم کی جو انہون نے دار دنیا مین کمائی تہی وَ
حَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ یعنی احاطہ کر لیا انکا اس عذاب نکال نے جسکے ساتہہ دنیا مین ٹہٹہا کیا کرتے
تہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے اللھم کی اصل یا اللہ ہے حرف یا حذف کیا گیا اور اسکے عوض
مین حرف میم لایا گیا بسبب اسکے قرب کے حرف علت سے اور مشدد کیا گیا تاکہ مثل معوض عنہ کے دو حرف پر ہو جاوے
اسی لیے حرف یا اور اللھم دونون جمع نہین کیے جاتے ہین پس کلام فصیح مین یا اللھم نہین بولتے ہین اما یہ قول ع

اِنِّیْ اِذَا مَا حَدَثٌ اَلَمَّا	اَقُوْلُ یَا اَللّٰھُمَّ یَا اَللّٰھُمَّا

جو مسموع ہوا ہے سو ضرورت شعری ہے کما قالہ الکرخی **فاطر** کے معنی ہین مبدع یعنی پیدا کرنے والا بغیر مثال
سابق کے **غیب و شھادۃ** وہ شے ہے جو غائب ہے اور وہ شے جو مشاہدہ کی ہوئی ہے فاطر و عالم کا نصب
بنا بر ندا ہے یعنی یا فاطر و یا عالم قولہ تعالی انت تحکم بین عبادک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تو جزا دیگا نیک کو اسکی نیکی کی

اور بد کو اُسکی بدی کی پس اس سے ظاہر ہو جائیگا وہ شخص جو کہ حق پر ہے اور وہ جو باطل پر ہے اور اسکی نزدیک خلاف مختلفین
کا اور تخاصم متخاصمین کا رفع ہو جائیگا حاصل یہہ ہے کہ جس طرح ایت دگراہی ہین بندے اختلاف کر رہے ہین تو ہر ایک کو
اُسکے عمل کا بدلا دیکر فیصلہ کر دیگا کسی نے کہا یہ محاکمہ ہے طرف سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے مشرکون کے طرف اللہ
تعالی کے ابن مسیب نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کوئی ایسی آیت کہ وہ پڑہی جائے پہر اُس کے نزدیک دعا کی جائے مگر وہ
مقبول ہو سوا اس آیت کے ربیع بن خثیم قلیل الکلام تہے یعنی بہت ہی کم بات کرتے تہے انکو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے
قتل کی خبر دی گئی لوگون نے کہا کہ اب وہ کلام کرینگے پس انہون نے اس سے زیادہ نہ کہا کہ آہ وقد فعلوا اور یہہ آیت پڑہی اللہم فاطر
السموت الآیہ یہہ بھی مروی ہے کہ انہون نے بعد اُسکے یہہ کہا کہ قتل کیا گیا وہ شخص جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنی گود مین بٹہاتے تہے اور اسکا منہ اپنے مونہہ پر رکہتے تہے بالجملہ حبیب اللہ پاک نے کفار کی طرف سے یہ بات نقل فرمائی
کہ اللہ کے ذکر کے وقت تو منقبض ہوتے ہین اور وقت ذکر بتون کے خوش ہوتے ہین تو بعد اُسکے وہ شے ذکر کی جو دال ہے
انکی شدت عذاب پر اور عظمت عقوبت پر پس فرمایا وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الآیہ اس آیت کی تفسیر سورۂ ال عمران مین
گزر چکی ہے قولہ تعالی وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ الآیہ یعنی اللہ تعالی کی اقسام عقوبات سخط و شدت عذاب سے اُن کے واسطے
وہ شے ظاہر ہوئی جو اُن کے حساب مین نہ تہی اور نہ وہ اپنے جی مین اُسکی بات کرتے تہے مطلب یہہ ہے کہ ایسے ایسے
سخت عذاب مین مبتلا ہوئے جسکا خطرہ تک اُن کے دل مین نہین گزرا تہا نعوذ باللہ الرحیم الرحمن من عذابہ وعقابہ
اس مین اُنکے واسطے ایسی وعید عظیم و تہدید بالغ ہے جسکی کوئی غایت نہین ہے مجاہد نے کہا انہون نے عمل کیے
جنکو وہم کیا کہ وہ نیکیان ہین پس ناگاہ وہ سیئات تہے اسی طرح سدی نے بہی کہا ہے سفیان ثوری رضی
اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا ہذہ آیتہم وقصتہم یعنی خرابی ہے واسطے
اہل ریا کے یہ انکی آیت ہے اور انکا قصہ ہے حکایت عکرمہ بن عمار کہتے ہین کہ محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی اپنی
موت کے وقت سخت گہبرائے تو اُن سے کہا گیا یہ کیا گہبراہٹ ہے کہا مین کتاب اللہ کی ایک آیت سے ڈرتا ہون وبدالہم
من اللہ الآیہ پس مین اس سے ڈرتا ہون کہ ظاہر ہو واسطے میرے وہ شی جسکا مین خیال نہین کرتا تہا قولہ تعالی وَبَدَا لَهُمْ
سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا یعنی ظاہر ہوئے واسطے انکی بد اعمال اُنکے شرک اور اللہ کے دوستون پر ظلم کرنا کلمہ ما
احتمال ہے کہ مصدریہ ہو اے سیئات کسبہم یعنی برائیان اُنکے کسب کی یہ بہی احتمال ہے کہ موصولہ ہو ای سیئات الذی
کسبوہ یعنی برائیان اُس شی کی جسکو کمایا جبکہ اُن کے نامۂ اعمال پیش کیے جائینگے اور وہ اُنپر مخفی تہے یا اسکا عقاب وَ
حَاقَ بِهِمْ الآیہ یعنی گہیر لیا اُنکو اور نازل ہوئی اُنپر وہ شے جس سے ٹہٹہا کیا کرتے تہے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا انذار ہے جسکے ساتہہ آپ اُنکو ڈرایا کرتے تہے مطلب یہ ہے کہ عذاب کا آپ اُنکو خوف دلایا کرتے تہے وہ
اُنپر نازل ہو گیا فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ بَلْ هِیَ

فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ سو جب لگے آدمی کو کچھہ تکلیف ہمکو پکارے پہر جب ہم بخشین اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے
یہ تو مجہکو ہے کہ آگے سے معلوم تہی کوئی نہین یہ جانچ ہے پر وہ بہت لوگ نہین سمجہتے کہہ چکے ہین یہ بات ان سے اگلے
پہر کچہہ کام نہ آیا انکو جو کماتے تہے پہر پڑین انپر برائیان جو کمائین تہین اور جو گنہگار ہین انمین سے انپر بہی اب پڑتی ہین
برائیان جو کمائی ہین اور وہ نہین تہکانے والے اور کیا نہین جان چکے کہ اللہ پہیلاتا ہے روزی جسکو چاہے اور
ماپ کر دیتا ہے البتہ اسمین پتے ہین ان لوگون کو جو مانتے ہین **ف** آگے سے معلوم تہی یعنی قیاس سے جانتا
تہا کہ یون ہو اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانچ ہے عقل اسکی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے اور قسمت
آ پہونچتی ہے **ف** یعنی عقل دوڑانے مین تدبیر کرنے مین کوئی کمی نہین کرتا پہر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو
تنگ جان لو کہ عقل کا کام نہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے
انسان کے کہ تکلیف کی حالت مین اللہ عزوجل سے تضرع وزاری کرتا ہے اسکی طرف رجوع ہوتا ہے اسکو پکارتا ہے
اور جسوقت اللہ تعالی نے اپنی طرف سے کوئی نعمت اسکو بخشی تو باغی طاغی سرکش ہوتا ہے اور کہتا ہے انما اوتیتہ علی علم
یعنی وہ تو مجہے صرف اس لیے ملی ہے کہ اللہ تعالی میرا استحقاق اسکے واسطے جانتا ہے اگر مین اللہ تعالی کے نزدیک
خصیص یعنے برگزیدہ و پسندیدہ نہوتا تو وہ نعمت مجہے نہ بخشتا قتادہ نے کہا علی علم علی خیر عندی اللہ عزوجل نے فرمایا
بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ یعنی بات ایسی نہین جیسی اس نے خیال کی بلکہ ہم نے تو اس نعمت کا انعام اسپر صرف اس لیے کیا
ہے کہ اسکو جانچین اس شے مین جسکا ہمنے اسپر انعام کیا ہے دیکہین اطاعت کرتا ہے یا نافرمانی باوجود ہمارے
علم کے جو اول ہمکو اسکا ہو چکا ہے سو یہ نعمت تو ایک جانچنا ہے لیکن اکثر ان کے اس بات کو نہین جانتے ہین اسی
لیے کہتے ہین جو کچہہ کہتے ہین اور دعوی کرتے ہین جو کچہ کرتے ہین ان سے پہلے اگلی امتون مین سے بہت لوگ یہی
بات کہہ چکے ہین اور یہی زعم و دعوی کر چکے ہین فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ الآیہ یعنی پہر ٹہیک نہوئی انکی
بات اور نہ نفع دیا انکو انکے جمع کرنے نے اور اس شے نے جسکو کماتے تہے بس پہونچین انکو برائیان اس شے کی جو کمائی
تہی قولہ تعالی وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ الآیہ یعنی اور وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ان مخاطب لوگون مین سے
عنقریب انکو پہونچین گی برائیان اس شے کی جو انہون نے کمائی ہے جس طرح کہ انکو پہونچین اور نہین ہین وہ تہکانے
والے جس طرح کہ اللہ پاک نے قارون کی طرف سے خبر دی ہے کہ اسکی قوم نے اس سے کہا لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ

اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ اَوَلَمْ
یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَھْلَکَ مِنْ قَبْلِہٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ ھُوَ اَشَدُّ مِنْہُ قُوَّۃً وَّاَکْثَرُ جَمْعًا وَلَا یُسْئَلُ
عَنْ ذُنُوْبِھِمُ الْمُجْرِمُوْنَ وقال تعالٰی وَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ قولہ
تعالیٰ اَوَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ الآیۃ یعنی کیا نہ جانی یہ بات کہ اللہ فراخی کرتا ہے روزی کی ایک
قوم پر اور تنگی کرتا ہے اسکی دوسرون پر بیشک اسمین البتہ عبرتین اور حجتین ہین واسطے ان لوگون کے جو مانتے
ہین **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے **انسان** سے مراد اس جگہہ جنس انسان ہے باعتبار اس کے بعض
افراد یا غالب افراد کے کسی نے کہا مراد اس سے فقط کفار ہین لیکن پہلا قول اولی ہے انسان کی جنس پر حمل کرنے سے اس
کا خصوص جس سبب مانع نہین ہے ہوا سلئے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے بلحاظ وفائے حق نظم قرآنی و دفاے مدلول نظم
ذوالجلالی تعنے یہ ہین کہ غالب نوع انسان کی شان یہ ہے کہ جس وقت اسکو کوئی تکلیف آلگتی ہے مرض ہو یا فقر یا کچھ
اور تو اس کے دفع و دفع مین اللہ پاک کو پکارتا ہے، اسکی طرف تضرع کرتا ہے پہر جب اس نے کوئی نعمت اسکو عطا کی ایسی
نعمت جو اس کے پاس سے ہوتی ہے تو کہتا ہے اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ یعنے سنی بوجوہ المکاسب یعنی یہ نعمت مجھے صرف اس
لیئے ملی ہے کہ مین کمائی کے طریقے خوب جانتا ہون یا علی خیر عندی یعنی بسبب کسی خیر و خوبی کے جو میرے پاس
ہے یا علی علم من اللہ بفضلی یعنے اس لیئے کہ اللہ میری فضیلت کو جانتا ہے حضرت حسن نے فرمایا علی علم علمنی اللہ ایاہ یعنی بہ سبب
علم کے جسکو اللہ نے مجھے سکہایا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین بتقریر مین نے جان لیا کہ جب مین یہ دیا گیا دنیا مین تو
بیشک میرے لیئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی مرتبہ ہے کسی نے کہا کہ اگر یہ نعمت بہرہ مندی ہے مال مین تو یون کہتا
ہے کہ یہ میری سعی و کوشش سے حاصل ہوا ہے اور اگر صحت و عافیت ہے نفس مین تو کہتا ہے کہ یہ بسبب فلان علاج
کے حاصل ہوئی ہے ان باتون مین تناقض قبیح ہے اس لیئے کہ جس وقت عاجز و محتاج تہا تو سب اور کی نسبت اللہ پاک
کی طرف کرتی اور سلامت و صحت کے حال مین انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطع کر کے اپنے کسب نفس کی جانب منسوب
کیا پس اللہ پاک نے اس کے قول کو رد کیا فرمایا بَلْ ھِیَ فِتْنَۃٌ یعنے وہ شی جو ہم نے تجھے عطا کی اس سبب سے
نہین ہے جو تو نے بیان کیا بلکہ وہ تو تیرے واسطے آزمایش اور جانچ ہے تیرے حال کی کہ تو شکر کرتا ہے یا ناشکری
سے پیش آتا ہے ولیکن اکثر لوگ اسکو نہین جانتے ہین کہ یہ ان کے واسطے اللہ کی طرف سے استدراج ہے اور امتحان ہے
شکر کا یا ناشکری کا جو ان کے پاس ہے اُوْتِیْتُہٗ مین جو ضمیر مذکر لائی باوجود اسکے کہ نعمت کی طرف راجع ہے سو
اس لیئے کہ نعمت بمعنی انعام ہے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف ما کے جو اِنَّمَا مین ہے اور وہ موصولہ ہے والاول
اولی فراء نے کہا کہ ھی ضمیر مؤنث لائی گئی بسبب تانیث فتنہ کے اگر بل ہو فرماتا تو بہی جائز ہوتا نحاس نے کہا
کہ ھی کی ضمیر راجع ہے طرف عطیہ کے ای عطیۃ فتنۃ قَدْ قَالَھَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ یعنی یہ کلمہ جو انہون نے

کہا مراد انما اوتیتہ علی علم ہے اسی کو اُن لوگون نے کہا ہے جو ان سے پہلے تھے جیسے قارون وغیرہ اسلئے کہ قارون نے یون کہا
تہا انما اوتیتہ علی علم عندی قولہ تعالی فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اول کا کلمہ ما نافیہ ہے اور دوسرا موصولہ یعنی
نہین کفایت کی اُن سے اُس متاع دنیا نے جو اُنہون نے کمائی کچہہ مطلب یہہ ہے کہ اُس مین سے کچہہ بہی اُن کے کام
نہ آیا یا کلمہ ما استفہامیہ ہے یعنی کیا کفایت کی اُن سے اُس شے نے جو کماتے تہے مطلب یہہ ہو کہ وہ کچہ کام نہ آئی فَاَصَابَهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا اے جزا سیئات کسبہم یعنی پہر پہونچی اُن کو جزا اُنکے کسب کی برائیون کی یا یہہ معنی ہین کہ پہونچین
اُنکو برائیان کہ وہ جزا ہین اُن کے کسب کی جزا کا نام سیئات رکہا اس لیے کہ وہ واقع ہے مقابلے مین اُن کے
سیئات کی پس یہہ ازدواج ومشاکلت کے باب سے ہوگی کما قال تعالی وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اس مین
اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اُن کے سارے اعمال ایسے ہی ہین پہر اللہ پاک نے وعید سُنائی اُن کافرون کو جو حضور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصر مین تہے پس ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ الآیہ حرف سین واسطے تاکید کے
ہے یعنی جن لوگون نے ظلم کیا ہے اُن کفار موجودین سے ضرور اُنکو پہونچین گی برائیان اُس شے کی جو انہون نے کمائی دنیا
مین اُنکو قحط وقتل وقید وقہر پہونچا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ یعنی نہین ہین وہ فوت ہونے والے اللہ پر بلکہ اُنکا
مرجع اُسی کی طرف ہے وہ جو عقوبت چاہے گا اُنکو کرے گا اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا مین ضمیر راجع ہے طرف اُن لوگون کے
جو قائل ہین انما اوتیتہ علی علم کے اور ہمزہ استفہام کا ہے اور واو واسطے عطف کے ہے محذوف پر اے اقالوہا
ولم یعلموا او اغفلوا ولم یعلموا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ یعنی کیا یہہ کلمہ کہا یا غافل ہو گئے اور نہ
جانا اس بات کو کہ اللہ فراخی کرتا ہے رزق کی جس کے واسطے فراخی کرنا چاہتا ہے بطور آزمایش کے اور تنگی
کرتا ہے جس پر تنگی کرنا چاہتا ہے بطور امتحان کے اگرچہ اول کے واسطے کوئی حیلہ وتدبیر وقوت نہ ہو اور
دوسرا قوی اور ہوشیار بڑا مدبر ہو کسی نے کہا یقدر کے یہ معنے ہین کہ اُسکی روزی بقدر قوت کے کرتا ہے مقاتل
نے کہا کہ اللہ نے اُنکو وعظ کیا تاکہ عبرت لین اُسکی توحید مین یہہ جب ہوا کہ سات برس کے بعد اُنپر پانی برسا پہر فرمایا اولم
یعلموا ان اللہ الآیہ پس کوئی قابض وباسط نہین ہے مگر اللہ تعالی اس پر یہہ بات دال ہے کہ ہم فراخی وتنگی رزق
مین لوگون کو مختلف دیکہتے ہین تو ضرور ہے کہ اُسکی کوئی حکمت وسبب ہو یہ سبب آدمی کی عقل وجہالت نہین ہے
کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ عاقل قادر تو سخت تر تنگی مین ہے اور جاہل ضعیف نہایت درجے کی فراخی مین اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنی بے شک اس فراخی وتنگی رزق مین جس کا ذکر ہوا البتہ بڑی بڑی نشانیان
اور نشانیان ہین واسطے اُنکے جو اللہ تعالی پر ایمان لاتے ہین مومنین کو اس لیے خاص کیا کہ آیات سے نفع پانے
والے اور اُن مین فکر وغور کرنے والے وُہی ہین پہر جب اللہ پاک نے وعید ذکر کی تو بعد اُسکے اپنی رحمت وسیعہ
ومغفرت عظیمہ کا ذکر کیا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ بندون کو اُس کی خوش خبری دین پس ارشاد فرمایا

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

کہدے اے بندو میرے جنہوں نے زیادتی کی اپنی جان پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان اور رجوع ہو اپنے رب کی طرف اور اسکی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا اور چلو بہتر بات پر جو اتری تمکو تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہونچے تم پر عذاب اچانک اور تمکو خبر نہ ہو کہیں کہنے لگے کوئی جی ہائے افسوس اس پر کہ میں نے کمی کی اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا یا کہنے لگے اگر اللہ مجھکو راہ دیتا تو میں ہوتا ڈر والوں میں یا کہنے لگ جب دیکھے عذاب کسی طرح مجھکو پھر جانا ہو تو میں ہوں نیکی والوں میں کیوں نہیں پہونچ چکے تھے تجھکو میرے حکم پھر تو نے انکو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا منکروں میں **ف** جب اللہ تعالی نے اسلام غالب کیا تو کافر دشمنی میں لگے تھے سمجھے کہ برحق اللہ اس طرف ہے اور پچتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوتے کہ ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑی ہمارے مارے تب اللہ نے یہ فرمایا ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے ناامید مت ہو توبہ لاؤ اور رجوع ہو بخشے جاؤگے مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی تب کی توبہ قبول نہیں انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ آیت کریمہ بلاتی ہے سارے عاصیوں کو کافر و غیر کافر کو طرف توبہ و انابت کے اور خبر دیتی ہے اس بات کی کہ اللہ پاک سارے گناہوں کو بخشدیگا واسطے اس شخص کے جس نے ان سے توبہ کی اور ان سے رجوع ہوا گو وہ کیسی ہوئے ہوں اور کثیر ہوں اگرچہ مثل جھاگ دریا کے ہوں اور اس آیت کو غیر توبہ پر حمل کرنا ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ شرک نہیں بخشا جاتا ہے واسطے اسکے جس نے اس سے توبہ نہیں کی ہے + امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ اہل شرک میں سے بکثرت قتل و زنا کر چکے تھے سو وہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے پھر عرض کیا کہ بیشک جو بات آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف آپ ہمکو بلاتے ہیں البتہ وہ خوب ہے اگر آپ ہمکو یہ خبر دیں کہ جو کچھ ہمنے کیا ہے اس کے واسطے کوئی کفارہ ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ اور یہ آیت اتری قُلْ يٰعِبَادِيَ الاٰیہ وَهٰكَذَا رَوَاهُ

مُسْلِمٌ وَابُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمِ الْمَكِّيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِهٖ مراد اول آیت سے قولہ تعالیٰ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا الآیہ ہے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے ثوبان کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تہے مین دوست نہین رکہتا ہون کہ میرے واسطے دنیا و ما فیہا ہو بعوض اس آیت کی یا عبادی الذین اسرفوا الی آخر الآیہ پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پہر وہ شخص جس نے شرک کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پہر فرمایا الا ومن اشرک اس کلمہ کو تین بار فرمایا تفرد بہ الامام احمد یعنی شرک توبہ سے معاف ہو جاتا ہے نیز امام احمد نے عمرو بن عنبسہ رضے اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بوڑہا اپنے عصا پر تکیہ لگائے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا پہر عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میرے واسطے غدرات و فجرات ہین سو کیا میرے لیے مغفرت کی جائے گی پس آپ نے فرمایا کیا تو گواہی نہین دیتا ہے اسکی کہ لا الہ الا اللہ اس نے عرض کیا کیون نہین اور مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہین پس آپ نے فرمایا مقرر تیرے غدرات و فجرات بخشے گئے تفرد بہ احمد نیز امام احمد نے اسماء بنت یزید رضے اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ پڑہتے تہے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اور مین نے آپ کو سنا کہ فرماتے تہے یا عبادی الذین الآیہ ولا یبالی انہ ہو الغفور الرحیم وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ثَابِتٍ بِهٖ پس یہ سب حدیثین دال ہین اس پر کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے یہہ سارے گناہ مع توبہ کے اور آس نہ توڑے کوئی بندہ اللہ کی رحمت سے اگرچہ اسکے گناہ عظیم و کثیر ہون اس لیے کہ رحمت و توبہ کا دروازہ واسع ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وقال عز وجل وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ جل شانہ و علا نے حق مین منافقون کے فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وقال جل جلالہ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پہر اللہ پاک نے فرمایا اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وقال تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا حضرت حسن بصری رضے اللہ عنہ فرماتے ہین اس کرم و جود کو تو دیکہو کہ انہون نے تو اللہ کے اولیاء کو قتل کر ڈالا اور وہ انکو بلاتا ہے طرف توبہ و مغفرت کے آیتین اس باب مین بہت سی ہین صحیحین مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ ایک شخص نے ننانوے جانین ماڑ ڈالی تہین پہر وہ نادم ہوا اور عابدان بنی اسرائیل مین سے ایک عابد سے سوال کیا کہ آیا اُس کے واسطے توبہ ہے تو اُس نے کہا وہ کون ہے جو حائل ہو درمیان تیرے اور توبہ کے پہر اُسکو امر کیا جانے کا طرف ایک گاؤن کے کہ اُس مین اللہ کی عبادت کرے پس اُس نے اُس گاؤن کا قصد کیا تو اثنائے راہ مین اُسکو موت آگئی پہر رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اُس مین جہگڑے پس اللہ عز وجل نے امر کیا کہ ناپین اُس مسافت کو جو درمیان دو زمینون کے ہے اُن مین کی جس زمین کی طرف زیادہ تر قریب ہو تو وہ اُسی سے ہو پس اُسکو زیادہ تر قریب پایا طرف اُس زمین کے جس کی طرف اُس نے ہجرت کی ہتی بالشت بہر پہر اُسکو رحمت کے فرشتون نے قبض کیا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے سینے سے دور ہو گیا تہا وقت موت کے اور اللہ تبارک و تعالی نے نیک شہر کو امر کیا کہ قریب ہو جائے اور اُس شہر کو حکم دیا کہ دور ہو جائے یہہ معنی ہین حدیث کے حافظ ابن کثیر کہتے ہین ہم نے اس حدیث کو بلفظہ دوسری جگہہ لکہا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے یاعبادی الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے اس شخص کو جس نے یہ زعم کیا ہے کہ مسیح اللہ کے فرزند ہین اور جس کا یہ زعم ہے کہ عزیر اللہ کے فرزند ہین اور جس نے یہہ زعم کیا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور جس نے یہ زعم کیا ہے کہ اللہ کا ہاتہہ مغلول ہے اور جس کا یہ زعم ہے کہ اللہ ثالث ثلاثہ ہے اللہ تعالی ان لوگون سے فرماتا ہے افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور الرحیم پہر توبہ کی طرف بلایا اُس شخص کو جو بات مین ان سب سے بڑہ کر ہے جس نے یون کہا انا ربکم الاعلی اور کہا ما علمت لکم من الہ غیری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہین کہ جس شخص نے نا امید کیا اللہ کے بندون کو توبہ سے بعد اُسکے تو مقرر اُس نے انکار کیا اللہ عز وجل کی کتاب کا لیکن بندہ قادر نہین ہے کہ توبہ کرے یہان تک کہ اللہ تعالی رجوع کرے ابن طبرانی نے بطریق شعبی سنید بن شکل سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہ وہ فرماتے تہے کہ عظیم تر آیت کتاب اللہ مین یہہ ہے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور جامع تر آیت قرآن مین خیر و شر کی یہہ ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ اور اکثر آیت قرآن مین از روئے فرح کے سورہ غرف مین یہہ ہے قل یاعبادی الآیہ اور سخت تر آیت کتاب اللہ مین از روئے تصریف کے یہہ ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ پس مسروق نے سنید سے کہا کہ تو نے سچ کہا اعمش نے عن ابی سعید عن ابی الکنود روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک واعظ پر گزرے اور وہ لوگون کو وعظ و نصیحت کر رہا تہا تو فرمایا اسے وعظ کرنے والے تو کیون لوگون کو نا امید کرتا ہے پہر یہہ آیت پڑہی قل یاعبادی الآیہ رواہ ابن ابی حاتم ذکر احادیث نفی قنوط (۱) امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اگر تم خطا کرتے یہان تک کہ بہر دیتی تمہاری خطائین آسمان و زمین کو پہر تم مغفرت مانگتے اللہ تعالی سے تو البتہ وہ مغفرت کرتا واسطے تمہارے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے اگر تم خطا نہ کرتے تو البتہ لاتا اللہ عز وجل ایک قوم کو وہ خطا کرتی پہر مغفرت مانگتی اللہ سے پہر وہ انکو بخشتا تفرد بہ احمد (۲) امام احمد نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا جبکہ انکو وفات حاضر ہوئی مقرر مین چہپاتا تہا تم سے ایک شے جس کو مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تہے کہ اگر یہہ بات نہ ہوتی کہ تم گناہ کرتے ہو تو البتہ اللہ عز وجل پیدا کرتا ایک قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پہر وہ بخشش کرتا واسطے ان کے هٰكَذَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ وَالتِّرْمِذِيُّ جَمِيعًا عَنْ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ بِهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ بِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ وَهُوَ الْأَنْصَارِيُّ صَحَابِيٌّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِهِ (۳) امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کفارہ گناہ کا ندامت ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر تم گناہ نکرتے تو البتہ لاتا اللہ تعالی ایک قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پہر وہ مغفرت کرتا واسطے ان کے تفرد بہ احمد (۴) عبد اللہ بن امام احمد نے عن ابی جعفر محمد بن علی عن محمد بن الحنیفہ عن ابیہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ وَلَمْ يَخْرُجُوْا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ یعنی بیشک اللہ تعالی دوست رکہتا ہے اس بندہ کو جو بسبب گناہ کے فتنے مین ڈالا گیا اور بہت توبہ کرنیوالا ہے (۵) ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے کہ ابلیس لعنہ اللہ تعالی نے عرض کیا یارب تو نے تو مجہے نکالا جنت سے بسبب آدم کے اور مین اسکی طاقت نہیں رکہتا ہون مگر ساتہہ تیرے سلطان کے فرمایا تو مسلط ہے عرض کیا یارب مجہے زیادہ کر فرمایا نہین پیدا کیا جائیگا واسطے اس کے کوئی بچہ مگر پیدا کیا جائیگا واسطے تیرے مثل اس کے عرض کیا یارب مجہے زیادہ کر فرمایا مین کر دونگا ان کے سینے کو مسکن واسطے تمہارے اور تم جاری ہوگے ان سے جگہہ جاری ہونے خون کی عرض کیا یارب مجہے زیادہ کر فرمایا اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُوْرًا پہر حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا یارب مقرر تو نے اسکو مسلط کر دیا مجہہ پر اور مین ممتنع نہ ہونگا مگر ساتہہ تیرے اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا نہین پیدا کیا جائیگا واسطے تیرے کوئی ولد مگر مین تعین کرونگا اسپر اس شخص کو جو اسے محفوظ رکہیگا برے ساتہیون سے عرض کیا یارب مجہے زیادہ کر فرمایا ایک نیکی کی دس نیکیان یا زیادہ دونگا اور بدی ایک یا اسکو مٹا دونگا

عرض کیا یا رب مجہے زیادہ دے فرمایا توبہ کا دروازہ کہلا ہوا ہے جبتک کہ روح جسم مین ہے عرض کیا یا رب مجہے زیادہ
دے فرمایا یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ تا الرَّحِیْمُ (۶) **محمد بن اسحاق** نے کہا کہ نافع نے عن عبد اللہ بن عمر عن
عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی حدیث مین روایت کیا ہے فرمایا ہم کہتے تہے نہین ہے اللہ قبول کرنے والا اُس شخص سے
جو فتنے مین ڈالا گیا صرف کو نہ عدل کو یعنی فرض کو نہ نفل کو نہ توبہ کو پہچانا اُنہون نے اللہ کو پہر رجوع ہو گئے طرف
کفر کے بسبب کسی بلا کے جو اُنکو پہونچی کہا اور وہ اُسکو کہا کرتے تہے واسطے اپنے نفوس کے کہا پہر جب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو اللہ تعالی نے اُن کے بارے مین اور ہمارے قول کے بارے
مین جو اُن کے واسطے اور ہمارے نفوس کے لیے تہا یہ آیت نازل فرمائی یا عبادی (تا) لا تشعرون حضرت عمر فرماتے
ہین پس مین نے اُسکو اپنے ہاتہہ سے ایک صحیفے مین لکہا اور ہشام بن العاص کی طرف اُسکو بہیجا کہا پہر ہشام نے کہا
جبکہ وہ میرے پاس آئے تو مین اُسکو پڑہنے لگا ذی طوی مین اُس کو لیکر اُس مین چڑہتا تہا اور آواز کرتا تہا اور
اُس کو سمجہتا نہ تہا یہان تک کہ مین نے کہا الہی تو اُسکو مجہے سمجہا دے کہا پہر اللہ عز وجل نے میرے دل مین یہ القا
کیا کہ وہ جو نازل کی گئی سو ہم مین اور اُس بات مین جو ہم کہتے تہے حق مین اپنے نفوس کے اور کہی جاتی تہی ہمارے
بارے مین کہا پہر مین رجوع ہوا طرف اپنے اونٹ کی تو اُسپر بیٹہا پہر مین جا ملا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
مدینے مین پہر اللہ تبارک وتعالی نے آمادہ کیا اپنے بندون کو طرف مسارعت کے توبہ کی طرف پس فرمایا وَاَنِیْبُوْا
اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ الخ یعنی تم رجوع ہو جاؤ طرف اللہ کے اور اُس کے مطیع ومنقاد ہو جاؤ قبل اس کے کہ آوے
تم کو عذاب پہر تم مدد نہ کیے جاؤ یعنی مبادرت کرو ساتہہ توبہ وعمل صالح کے قبل حلول نقمت کی اور پیروی کرو بہتر
اُس شے کی جو اُتاری گئی طرف تمہارے اپنے رب کے یہ قرآن عظیم ہے پہلے اس سے کہ آوے تم کو عذاب اچانک
اور تم کو شعور نہ ہو پہر اللہ عز وجل نے فرمایا اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ الآیہ یعنے قیامت کے دن حسرت کرے گا مجرم جس نے
توبہ وانابت مین تفریط کی ہے اور تمنا کرے گا کہ کاش وہ ہوتا محسنین مخلصین مطیعین اللہ عز وجل سے قولہ تعالی
وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِیْنَ یعنی میرا عمل جو دنیا مین تہا سو یہی عمل ٹہٹہا کرنے والے کا نہ یقین کرنے
والے نہ تصدیق کرنے والے کا قولہ تعالی اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدَانِیْ (تا) مُحْسِنِیْنَ یعنی تمنا کریگا
اسکی کہ کاش عود کیا جائے طرف دنیا کے تا کہ نیک عمل کرے **علی بن ابی طلحہ** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ پاک نے خبر دی اُس بات کی جس کو بندے کہنے والے ہین قبل اس کے
کہ کہین اور اُن کے عمل کے قبل اس کے کہ کرین فرمایا اللہ پاک نے وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ (تا)
الْمُحْسِنِیْنَ پس اللہ عز وجل نے خبر دی ہے کہ اگر پہر لائے جاتے تو بہی ہدایت پر قادر نہ ہوتے پس فرمایا
وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کل اہل نار دیکھینگے اپنے ٹھکانے کو جنت سی تو کہینگے لو ان اللہ ہدانی پس اُنپر حسرت ہوگی فرمایا کل اہل جنت دیکھینگے اپنے ٹھکانے کو نار سے تو کہینگے لولا ان اللہ ہدانی فرمایا پس اُن کے واسطے شکر ہوگا وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ بِہٖ جبکہ جرم والون نے دنیا کی طرف پہر آنے کی تمنا کی اور تصدیق آیات واتباع رسول اللہ پر حسرت وافسوس کیا تو اللہ پاک نے فرمایا بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ الآیہ یعنی اے بیجا ندامت کرنے والے اُس شی پر جو تجہہ سے صادر ہوئی مقرر میری آیتین تیرے پاس آئین دار دنیا مین اور میری حجتین تجہہ پر قائم ہوئین سو تونے اُن کو جہٹلایا اور اُن کی پیروی کرنے سے تونے تکبر کیا اور تو تہا اُن کے منکرون سے **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ جمہور نے **یاعبادی** کو باثبات یا پڑہا ہے وصل ووقف مین اور ابو بکر نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ وہ وقف کرتے تہے بغیر یا اور دونون سبعیہ ہین لا تقنطوا کو جمہور نے بفتح نون اور ابو عمرو کسائی نے بکسر نون پڑہا ہے **رحمت** سے مراد مغفرت ہے معنی یہ ہین اے میرے بندو جنہون نے افراط کیا اپنی جانون پر کفر مین یا معاصی مین اور کثرت کی اُن مین نا امید مت ہو اللہ کی مغفرت سے **اس آیت** کریمہ مین انواع معانی وبیان سے کئی اشیای حسن ہین **ایک** یہ کہ اللہ پاک اپنے بندون پر متوجہ ہوا اور بحرف یا اُن کو ندا فرمائی **دوسرے** یہ ہے کہ باضافت تشریف انکو اپنی طرف مضاف کیا **تیسرے** یہ ہے کہ تکلم سے غیبت کی طرف التفات کیا من رحمۃ اللہ فرمایا **چوتہے** یہ ہو کہ اسمائے حسنی مین سے اجل وبزرگتر اسم کی طرف رحمت کی اضافت فرمائی **پانچوین** یہ ہے کہ ان اللہ مین بلفظ اسم ظاہر کا اعادہ کیا کذا ذکرہ اسمین حضرت عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ارجی آیت ہو کتاب اللہ سبحانہ مین یعنی سب آیتون سے بڑہ کر بندون کو امیدوار مغفرت کرتی ہے اس لیے کو شتمل ہے اعظم بشارت پر کیونکہ اول تو بندون کو اپنی ذات مقدس کی طرف منسوب کیا واسطے قصد ان کے تشریف اور مزید تبشیر کے پہر اُن کا یہ وصف کہ معاصی مین مسرف اور ذنوب کے مستکثر ہین پہر ان کثرت سی گناہ کرنے والون کو نہی کی کہ رحمت سے نا امید مت ہو پس جو گناہ گار کہ مسرف نہین ہین **تو** اُن کے واسطے لا تقنطوا سے نہی بطریق اولی اور بنحو اسے خطاب ہوگی کسی نے کہا یہ آیت عام ہے حق مین ہر کافر کے جو کہ توبہ کرتا ہے اور مومن عاصی کے بارے مین جو کہ توبہ کرتا ہے پس اُس کی توبہ اُس کے گناہ کو مٹا دیتی ہے **مراد** اس سی تنبیہ ہو اس بات پہ کہ عاصی کو لائق نہین ہے کہ یہ گمان کرے کہ اُسکو عذاب سے کوئی خلاصی نہین ہے کیونکہ جو کوئی یہ اعتقاد کریگا تو وہ اللہ تعالی کی رحمت سے نا امید ہوگا اُس لیے کہ گناہ گارون مین سے کوئی نہین ہے مگر جب وہ توبہ کرے گا تو اُسکا عقاب زائل ہو جائے گا اور مغفرت ورحمت والون سے ہو جائے گا **حق** یہ ہے کہ یہ آیت توبہ کے ساتہہ مقید نہین ہے بلکہ اپنے اطلاق پر ہے **بالجملہ** جبکہ گنہ گار بندون کو نا امیدی سے نہی کی تو انکو خبر دی

اُس شے کی جو قنوط کو رفع دفع کردے اور قنوط کی جگہہ رجا و امید کو رکہہ دے اور وہ بات ذکر کی جس کے بعد کوئی شک باقی نہ رہے اور نہ اُس کے سننے کے وقت کوئی گمان دل مین چبہے پس فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ یہ الف و لام جو جمع پر داخل ہوا ہے سو اُس نے اُس کو جنس کے واسطے کردیا کون جنس جو کہ مستلزم ہے اپنے افراد کی استغراق کو پس نہ اِس قوت نین ہے کہ بیشک اللہ بخشدیگا ہر گناہ کو کوئی سا ہو مگر وہ گناہ جسکو نص قرآنی نے خارج کردیا ہے یعنی شرک کما قال تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ پہر یہ مغفرت ہر گناہ کی جو کہ جمع معرف بلام جنسی سے معلوم ہوئی اور جس کی خبر اپنے بندون کو دی اُس پر بہی کفایت نہ کی بلکہ بالتصریح اپنے قول سبارک سے اُس کی تاکید فرمائی جَمِيْعًا یعنی سارے گناہون کو بخش دیگا پس کیا کہنا ہے اِس بشارت پر بشارت کا جس کے واسطے مومنون کے دلون کی کلیان کہلتی ہین کون مومن جو اپنے پروردگار سے نیک گمان رکہنے والے ہین اپنی رجاء و امید مین صادق و درست باز ہین قنوط و ناامیدی کے لباس کو اُتارنے والے ہین بدگمانی کے چہوڑنے والے ہین اُس ذات پاک کے ساتہہ جس کے نزدیک کوئی گناہ کوئی بڑی شے نہین ہے اور نہ وہ اپنی مغفرت و رحمت کے ساتہہ بخل کرتا ہے اپنے بندون پر جو کہ اُسکی طرف متوجہ ہونے والے ہین طلب مین عفو و درگذر کے پناہ پکڑنے والے ہین اُسکی اپنے گناہون کی مغفرت مین اور کیا خوب و مرغوب ہے وہ علت جس سے اِس مضمون کی تعلیل بیان فرمائی ہے یون فرما کر کہ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی وہ سارے گناہون کو بخشدے گا اس لیے وہ کثیر و عظیم و بلیغ و واسع المغفرۃ و الرحمۃ ہے نہ اُسکی مغفرت کی کوئی حد ہے نہ اُسکی رحمت کی کوئی نہایت آسی جگہہ سے فی الجملہ سمجہانے کو شیخ شیرازی رحمہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے ؎

اگر در دہد یک صلائے کرم	عزازیل گوید نصیبے برم

دیکہو اپنی کثرت مغفرت و رحمت کو اس مختصر جملے مین کیسی دہوم دہام سے بیان فرمایا ہے اول تو غفور و رحیم دونون صیغے مبالغے کے جنسے موسلادہار مغفرت و رحمت کا مینہ برس رہا ہے پہر جملہ اسمیہ جو کہ دوام و ثبات و استمرار پر دال ہے پہر اُس کی تاکید کلمہ اِنَّ سے جو کہ مضمون جملے کی تحقیق کو محقق کر رہا ہے پہر ضمیر فصل جو کہ تاکید و حصر کو بتا رہی ہے اور اعادہ اُن دو صفتون کا جنکو آیت سابقہ متضمن ہے اب جو کوئی تفضل عظیم و عطائی جسیم و فضل عمیم و رحم وسیع کا انکار کرے اور یہ خیال مین لائے کہ اللہ پاک کے بندون کا اُسکی رحمت سے نا امید کرنا اولی تر ہے اُن کو اُس شے سے جس کی اللہ سبحانہ نے اُن کو بشارت دی تو ہمقرار اُنے بڑے سے بڑے خطا کا ارتکاب کیا اور قبیح سے قبیح غلطی کی کیونکہ خوش خبری دینا اور نا امید نہ کرنا اللہ پاک کی کتاب عزیز مین مواعید الٰہی ہی کو لے کر آئے ہین اور اسی مسلک کو رسول نے اختیار فرمایا ہے دیکہو اُنکا فرمان و جب

الاذعان ہے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا یعنی آسانی کرو مشکل مین مت ڈالیو خوشی سنایو نفرت مت دلائیو جبکہ تمہارے واسطے یہہ بات قرار پاچکی تو اب یہ سمجھو کہ اس آیت مین اور اس کریمہ مین کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ جمع یہہ ہے کہ ہر گناہ کوئی سا ہو سوا شرک باللہ کے مغفور ہے واسطے اُس شخص کے جس کے لیے اللہ بخشنا چاہے علاوہ اس کے یون کہہ سکتے ہین کہ اللہ پاک کا ہم کو یہ خبر دینا کہ وہ سارے گناہون کو بخش دے گا دال ہے اسپر کہ وہ اُن سب کا بخشنا چاہتا ہے اور یہ اسکو مستلزم ہے کہ وہ مسلمانون مین کے سب گناہ گارون کے واسطے مغفرت چاہتا ہے اب باین حیثیت دونون آیتون مین کچھہ تعارض باقی نہ رہا رہا اس بات کا مقید کرنا ساتھہ توبہ کے بعد یہ مغفور ہونگے گرتا ہون کے گناہ جس کا مفسرون کی ایک جماعت نے زعم کیا ہے اور اس کے مدعی ہوئے کہ یہ اس لیے کہا ہے کہ درمیان آیتون کے جمع ہوجائے سو یہ جمع ہے درمیان ضب و نون کے اور ملاح و حادی کے وَعَلٰی نَفْسِھَا بَرَاقِشُ تَجْنِیْ اگر یہہ بشارت عظیم مقید بتوبہ ہوتی تو اُس کے واسطے کوئی ایسا عمدہ موقع نہ ہوتا اس لیے کہ بسبب توبہ کے تو اللہ تعالی شرک کے کفر کو بھی بخش دیتا ہے باجماع مسلمین اور اسی لیے یون فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ پس اگر توبہ مغفرت مین قید ہوتی تو شرک پر نص کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا حالانکہ اللہ پاک نے تو یون فرمایا ہے وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِھِمْ واحدی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین سارے مفسرون نے کہا ہے کہ یہ آیت حق مین ایک قوم کے نازل ہوئی ہے جو اس سے ڈرے کہ اگر وہ مسلمان ہوجائین تو اُن کے واسطے وہ بڑے بڑے گناہ بخشے جائین جنکو کرچکے ہین جیسے شرک و قتل نفس و دشمنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شوکانی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین ہم نے مانا کہ آیت انہین کی شان مین اُتری ہے پھر کیا ہوا اس واسطے کہ اعتبار تو لفظ عموم کا ہو جسپر وہ مشتمل ہے نہ خصوص سبب کا چنانچہ یہ بات درمیان اہل علم کے متفق علیہ ہے اگر آیات قرآنی و احادیث نبوی اپنے اسباب نزول و ورود کے ساتھ مقید ہوتی اور اُن سے آگے نہ بڑھتی تو اکثر تکالیف و احکام شرعی اُمت سے مرتفع ہوجاتے گو کل نہ ہوتے حالانکہ لازم بالاجماع باطل ہے تو ملزوم بھی اس کے مثل باطل ہو وَفِی السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الثَّابِتَةِ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَغَیْرِھِمَا فِیْ ھٰذَا الْبَابِ مَا لَوْ عَرَفَهُ الْمُطَّلِعُ عَلَیْهِ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ وَقَدَرَهٗ حَقَّ قَدْرِهٖ عَلِمَ صِحَّةَ مَا ذَکَرْنَاهُ وَعَرَفَ حَقِیْقَةَ مَا حَرَّرْنَاهُ قَالَهُ الشَّوْکَانِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ وحشی جس وقت اسلام لایا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الآیہ وحشی اور اس کے ساتھیون نے کہا کہ مقرر ہم نے اس سب کا ارتکاب کیا ہے اسپر اللہ تعالی نے قل یا عبادی الآیہ اُتاری

بخاری نے ادب مفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک گروہ پر اپنے اصحاب کے اور وہ ہنس رہے تھے اور بات چیت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ ہنستے تم تھوڑا اور البتہ روتے بہت پھر آپ تشریف
لے گئے اور لوگوں کو رلایا اللہ تعالی نے آپکی طرف وحی بھیجی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کیوں نا امید کرتا
ہے میرے بندوں کو تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ کر تشریف لائے پھر فرمایا اَبْشِرُوْا وَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا
ابن مردویہ و بیہقی نے اپنے سنن میں حضرت عمر بن الخطاب رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی حق میں اس شخص کے جو مفتون ہوا ابن جریر نے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے
کہا حضرت علی رضے اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کون آیت زیادہ تر وسیع ہے تو لوگ ذکر کرنے لگے آیتوں
کا قرآن سے من یعمل سوءا او یظلم نفسہ الآیہ اور مثل اسکے پس حضرت علی رضے اللہ تعالی عنہ نے فرمایا نہیں ہے
قرآن میں زیادہ تر وسیع یا عبادی الآیہ سے صحیحین میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
اس شخص کی حدیث طویل ہے جس نے کہا تھا کہ مجھ کو ہوا میں برابر اڑا دینا اور سنن ابی داود میں جلیل متحابین کی حدیث ہے ترمذی نے حضرت انس
رضے اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ فرماتے تھے
اللہ عز و جل نے فرمایا ہے اے ابن آدم بیشک تو جبتک مجھے پکارے گا اور مجھ سے امید رکھے گا تو میں
بخشوں گا واسطے تیرے اوپر اس شے کے جو تجھ سے ہوگئی اور میں پروا نہیں کرتا ہوں اے ابن آدم
اگر پہونچ جائیں تیرے گناہ عنان آسمان کو پھر تو مغفرت مانگے مجھ سے تو میں مغفرت کروں واسطے
تیرے اور میں پروا نہیں کرتا ہوں اے ابن آدم اگر تو آئے میرے پاس قراب میں بھر خطایا لے کر
پھر تو مجھ سے ملے اس حال میں کہ شریک کرے تو ساتھ میرے کسی شے کو تو البتہ آؤں میں تیرے پاس
قراب میں بھر مغفرت لے کر عنان بمعنے سحاب کے ہے اور قراب الارض بضم القاف ہو ما یقارب ملأہا .
یا جملہ جبکہ اللہ پاک نے بندوں کو یہہ بشارت دی کہ وہ سارے گناہ بخش دے گا تو ان کو امر کیا کہ اسکی طرف رجوع
ہوں باین طور کہ طاعات بجا لائیں اور معاصی سے بچیں پس ارشاد فرمایا وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ یعنی رجوع ہو طرف
اپنے رب کی اس میں وہ شے نہیں ہے جو اسپر دال ہو کہ اول آیت کو توبہ کے ساتھ مقید کریں نہ تو بطابقت
اور نہ بتضمن [illegible] بالالتزام جو بات اس میں ہے غایت اسکا یہہ ہے کہ بندوں کو اس بشارت عظمی کی خوشی
سنا کر پھر ان کو خیر کی طرف بلایا اور شر سے ان کو ڈرایا علاوہ اسکے یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ جملہ مستانفہ
ہے اور کفار کو خطاب کیا ہے جو اسلام نہیں لائے ہیں بدلیل اس قول کے وَاَسْلِمُوْا لَهٗ اول تو مسلمانوں
کو خطاب دی ساتھ اول آیت کے اور انکو خوشخبری دی بعد اس کے کفار کو تحذیر کی اور انکو ڈرایا گو یہ بات بعید ہے

لیکن ممکن ہے کہ اسکے قائل ہون معنی ظاہر کی بنا پر یہ ہین کہ اللہ پاک نے اپنے بندون کو واسطے ان پاتون مین جمع کیا کہ انکو
بشارت عظیم دی اور اپنی طرف رجوع ہونیکا امر فرمایا اور اپنے واسطے اخلاص کرنے کا حکم دیا اور اپنے امر و حکم کے لیے مطیع
و خاضع و فروتن ہونیکا امر کیا اور قولہ تعالی مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ یعنی پہلے اسکے کہ آوے تمکو عذاب دنیا کا
چنانچہ قولہ تعالی من قبل ان یاتیکم اسی عذاب دنیا کو مفید ہے پس اس مین وہ شے نہین ہے جو دال ہو اوپر بات کے جسکا زعم
کرنے والونے زعم کیا اور جس سے ناامید ہونیوالون نے ورنا امید کرنے والونے تمسک فرمایا ہے والحمد للہ رب
العالمین ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ یعنی پھر تم منع نہ کیے جاؤ اُس عذاب سے اگر تم توبہ کرو قبل نزول عقاب کے **قولہ
تعالی** وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ احسن سے مراد قرآن شریف ہے یعنی حلال جانو
اُس کے حلال کو اور حرام جانو اُس کے حرام اور قرآن سارا احسن ہے حضرت حسن نے فرمایا ملتزم ہو اُس کی طاعت
کے اور بچو اُس کے معاصی سے خازن کا لفظ یہ ہے لازم کرو اللہ کی طاعت کو اور بچو اسکی معصیت سے اس واسطے
کہ نازل کیا گیا ہے قرآن مین ذکر قبیح کا تاکہ اس سے بچو اور ذکر احسن کا تاکہ اُس کو اختیار کرو اور اسکو تو سدی
نے کہا احسن وہ ہے جس کے ساتھ اللہ نے امر کیا ہے اپنی کتاب مین ابن زید نے کہا مراد محکمات آیتین ہین اور
سونپو علم متشابہ کا طرف اُس کے عالم کے کسی نے کہا پیروی کرو ناسخ کی نہ منسوخ کی کسی نے کہا عفو کی نہ انتقام
کی ساتھ اُس شے کے جس مین انتقام لائق ہے کسی نے کہا پیروی کرو احسن اُس شے کی جو تمہاری طرف نازل کی
گئی ہے اخبار امم ماضیہ سے اِسی کی مثل یہ آیت ہے اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ حقانی
نے کہا کہ احسن ما انزل قرآن ہے اس واسطے کہ ہمارے رب کی طرف سے بہت کتابین نازل کی گئی ہین احسن انکا قرآن
ہے بیضاوی کا لفظ یہ ہے القرآن او المامور بہ دون المنہی عنہ او العزائم دون الرخص او الناسخ دون المنسوخ
و لعلہ ما ہو انجی و اسلم کالانابۃ و المواظبۃ علی الطاعۃ انتہی بیان اس کا یہ ہے کہ مراد احسن ما انزل سے احسن اُس شے
کا ہے جو اُتاری گئی بنی آدم پر اس بنیاد پر کہ خطاب بنی آدم کو ہے معنی یہ ہین اتباع کرو احسن وحی کا یا احسن
کتاب کا جو نازل کی گئی طرف تمہارے اور یہ کل قرآن ہے یہ ایک معنی ہوئے دوسرے معنے یہ ہین کہ مراد احسن قرآن
سے وہ مامور بہ ہے جو اُس کے ضمن مین ہے اس لیے کہ مامور بہ لامحالہ احسن ہے منہی عنہ سے تیسرے معنی یہ ہین کہ مراد
احسن قرآن سے عزیمتین ہین اس لیے کہ وہ احسن ہین رخصتون سے چوتھے یہ معنی ہین کہ احسن سے مراد ناسخ ہے کیونکہ
ناسخ ہمارے حق مین احسن ہے پھر اس احتمال کو ترجیح دی کہ احسن قرآن سے مراد وہ شے ہے جو کہ ظاہر تر ہو بچانے مین
طرف نجات و سلامت کے کیونکہ یہ شے فائدے مین اکثر و شامل ہے جیسے انابت اور طاعت پر مداومت کذا فی
شیخ زادہ **قولہ تعالی** مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی انابت
و اسلام و اتباع احسن ما انزل کرو قبل اس کے کہ آجائے تمپر عذاب اچانک اس حال مین کہ تم اُس سے غافل ہو اور

تم کو اُس کا شعور نہ ہو کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تم اچانک مرجاؤ تو عذاب مین پڑو لیکن قول اوّل اولیٰ ہے اس لیے کہ جو عذاب
انکو ناگہان آئے گا وہ عذاب دنیا مین ہے ساتھ قتل و قید و خوف و قہر و قحط سالی کے نہ عذاب آخرت کا اور نہ موت کیونکہ
آنے کی نسبت اس کی طرف نہین کی گئی ہے پہر اللہ پاک نے کفار سے تین قول نقل فرماتے پہلا قول یہ ہے
اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ الآیہ بصریون نے کہا تقدیر یہہ ہے حذر ان تقول کوفیون کی تقدیر یہ ہے لئلا تقول مبرد نے کہا
بادروا خوف ان تقول و حذرا من ان تقول زمخشری کی یہ تقدیر ہے کراہتہ ان تقول ابن عطیہ نے کہا وانیبوا من
اجل ان تقول ابوالبقاء حوفی نے کہا انذرناکم مخافۃ ان تقول حلبی نے بعد نقل بعض تقادیر مذکورہ کے کہا کہ انیبوا کے
ہوتے ہوئے اس عامل کے اضمار کی کچھہ حاجت نہین ہے زجاج نے کہا خوف ان تصیروا الی حال تقولون فیہا۔
یٰحَسْرَتٰی نفس نکرہ لایا گیا اس لیے کہ مراد اس سے بعض النفس ہین یعنی نفس کافرہ جو کہ متمیز ہے ساتھ لجاج و اصرار شدید
کے کفر مین یا ساتھہ عذاب الیم کے کسی نے کہا کہ مراد اس سے تکثیر ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے عَلِمَتْ نَفْسٌ
مَّآ اَحْضَرَتْ یعنی نفوس کثیرہ مراد کفار ہین اور مومنین عاصین جمہور نے یاحسرتا بالف پڑہا ہے یاء متکلم
مضاف الیہ کو الف سے بدل لیا ہے اصل مین یاحسرتی ہے اور ابن کثیر نے وقف مین یاحسرتاہ بہائے سکتہ اور
ابوجعفر نے یاحسرتی بیا بنا بر اصل حسرۃ کہتے ہین نادم و پشیمان و غمگین و محزون ہونے کو اس شے پر جو فوت
ہوگئی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ مین کلمہ ما مصدریہ ہے اے علی تفریطی و تقصیری فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ اَیْ فِیْ طَاعَتِہٖ قال
الحسن معنی یہ ہین کہ رجوع ہو طرف اپنے رب کے ناگہان عذاب آنے سے قبل واسطے خوف اس بات کے کہ کافر لوگ اور
عاصی مومن کہین ای ہماری حسرۃ و ندامت ہماری کمی و تقصیر کرنے پر اللہ کی طاعت مین ماری رنج و غم کے حسرت
و ندامت کو پکارین گے کہ او کمبخت ندامت تو کدہر گئی یہ تو تیری حضوری کا وقت ہے اس سے بڑہ کر اور کون وقت
حسرت کا ہوگا کہ کام کرنے کا وقت نکل گیا اور تدارک مشکل ہوگیا اب تو ہی مونس و ہمدم ہے ہم ہین اور تو ہے تیرے
سوا نہ کوئی یار ہے نہ مصاحب و غمخوار او حسرت و ندامت بزبان حال یون کہی ؎

	اب جگر تہام کے بیٹھو میری باری آئی		ہنس ہنس کے گلشن نادان بلبل چہچہے	

نعوذ باللہ من جمیع مکرہ اللہم اغفر لنا وتب علینا ووفقنا الصالح الاعمال قبل الموت وارزقنا التدارک قبل الفوت
آمین یا مجیب الدعا آمین جنب و جانب دونون بمعنی جہت شے ہین جو کہ محسوس ہو اطلاق جنب کا طاعت
پر مجاز استعارہ ہے باین طور کہ طاعت کو جہت سے تشبیہ دی وجہ شبہ یہ ہے کہ طاعت و جہت کو اپنے اپنے صاحب
سے تعلق ہوتا ہے پس طاعت کو اللہ کے ساتھ تعلق ہے جس طرح کہ جہت کو اپنے صاحب سے تعلق ہے ضحاک نے
کہا فی ذکر اللہ مراد ذکر سے قرآن شریف ہے اور اسپر عمل کرنا ہے ابو عبیدہ نے کہا فی ثواب اللہ کسی نے کہا فی حق اللہ
یا فی امر اللہ یا فی ذات اللہ فراء نے کہا جنب بمعنی قرب و جوار ہے یعنی فی قرب اللہ و جوارہ اسی معنی سے وَالصَّاحِبِ

بِالْجَنْبِ ہے معنی اس قول کی بنا پر یہہ ہین اے حسرتا میری اُس شے پر کہ تقصیر کی مین نے اللہ کے قرب وجوار طلب کرنے مین مراد بہشت عنبر سرشت ہے ابن اعرابی بہی اسی کے قائل ہین زجاج نے کہا اُس طریق مین جو کہ اللہ کا طریق ہے اُس کی توحید سے اور اقرار کرنے سے ساتہہ نبوت رسول اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول کی بنا پر جنب بمعنی جانب ہو یعنی تقصیر کی مین نے اُس جانب مین جو کہ بہو نجادے طرف رضاء اللہ تعالی کے محاورے مین بولتے مین انا فی جنب فلان یعنی مین فلان کی رضا مین ہون اور فلان لین الجانب والجنب ہے یعنی راضی ہے پہر کہاہے کہ فرط فی جنبہ وجانبہ یعنے فلان نے تقصیر کی فلان کے حق مین یہ باب کنایہ سے ہے جملہ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِيْنَ محل نصب مین ہے بنا برحال ضمیر فرطت سے یعنی مین نے تقصیر کی اللہ کی حق مین اس حال مین کہ مین نہین تہا مگر ان مین سے جو کہ ٹہٹہا کرتے ہین اللہ کے دین سے دنیا مین اور اُس کی کتاب و رسول ومومنین سے قتادہ نے کہا اُس کو کفایت نہ کی اس بات نے کہ اللہ کی طاعت کو ضائع کیا یہان تک کہ اہل طاعت سے سخریہ کیا پہر دوسرا قول نقل فرمایا اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ یعنی اگر اللہ مجہے اپنے دین کی راہ بتاتا تو البتہ ہوتا ان مین سے جو کہ شرک ومعاصی سے بچتے ہین یہ قول اُنہین کہوئی حجتون سے ہے جن کے ساتہہ مشرک حجت پکڑتے ہین اور اُن باطل بہانون سے ہے جن کے ساتہہ وہ بہانہ کیا کرتے ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا یس یہ ایک حق کلمہ ہے جس سے باطل مراد لیتے ہین ان کا مادہ ہی ناقابل تہا ورنہ اُن سے کیا دشمنی تہی اگر بجائے قول مذکور یون کہتے تو بجا تہا ۵

ہرچہ ہست از قامت ناساز بے اندام ہست	✤	ورنہ تشریف تو بربالائی کس کوتاہ نیست

ابو منصور نے کہا یہ کافر زیادہ تر عارف ہو اللہ کی ہدایت کا معتزلہ سے اور اسی طرح سے یہ کفار جنہون نے اپنے اتباع سے یون کہا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ولیکن اُس نے ہم سے اختیار ضلالت وغوایت جانا تو ہم کو مخذول وبے مدد چہوڑ دیا اور توفیق نہین دی معتزلہ کہتے ہین بلکہ اُن کو ہدایت کی اور توفیق عطا فرمائی لیکن راہ یاب نہ ہوئے پہر اللہ پاک نے اُن کا تیسرا قول نقل فرمایا اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی یا کہے جبکہ عذاب کو دیکہے کہ اگر میرے واسطے پہر جانا ہوتا طرف دنیا کے تو مین ہوتا اُن مین سے جو کہ اللہ پر ایمان لاتے ہین اُس کی توحید کرتے ہین اپنے اعمال مین احسان واخلاص کا برتاؤ رکہتے ہین نصب فَاَكُوْنَ کا یا تو اس لیے ہے کہ کرۃ پر معطوف ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یا اس سبب سے ہے کہ جواب ہے تمنی کا جو کہ لو ان لی کرۃ سے مفہوم ہوتی ہے کلمہ او کے ساتہہ تعبیر کی اس لیے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ نفس ان قولون سے خالی نہ ہوگا مارے تحسر وتحیر وتعلل وبہانہ جوئی کے ساتہہ

اُس بات کی جس کے تحت مین کسی طرح کا فائدہ نہین ہے تو اب کلمہ او واسطے تنویع کے ہو گا یعنی اُس دن نفس جمع باتین
کرے گا سو اسکے انکی قسمین تبانا منظور ہے یہ بہی صحیح ہے کہ او مانعۃ الخلو ہو تو اب جمع جائز ہو گی یعنی ان باتون میں سے
کوئی بات ضرور کہے گا یا سبکے گا پہر اللہ پاک نے اپنا جواب ذکر کیا جو نفس متمنی کو دیگا کون نفس جو کہ بدون علت
کے زبردستی بہانہ جوئی کرتا ہے پس ارشاد فرمایا بلیٰ قد جاءتک اٰیاتی الآیہ یعنی پہر اللہ کی طرف سے اُسکو کہا جائیگا
بلیٰ الخ گویا نفس کافر نے کہا کہ اللہ نے مجہے ہدایت نہین کی تو کہا جائیگا کیون نہین بیشک آئین تیرے پاس میری
آیتین راہ بتاتی تجہکو مراد آیات سے تنزیلی آیتین ہین یعنی قرآن شریف پہر تو نے انکو جہٹلایا وہ یہ قول ہے انکا
کہ وہ اللہ کے پاس سے نہین ہین اور تو نے تکبر کیا اُنپر ایمان لانے سے اور تہا تو باوجود اس تکذیب و استکبار کے
اُن مین سے جو کہ انکار کرنے والے ہین اللہ کا اللہ پاک نے جاءتک و کذبت و استکبرت و کنت مین مذکر کا
خطاب ذکر فرمایا اس لیے کہ نفس کا اطلاق مذکر و مونث پر ہوتا ہے مبرد نے کہا عرب لوگ کہتے ہین نفس واحد یعنے
انسان واحد یا اس کی تذکیر باعتبار اُس کے شخص کافر ہونے کے ہے جمہور نے ان جگہون مین بفتح تا پڑہا ہے
اور جحدری و ابو حیوہ و یحیی بن یعمر نے سب مین بکسر تا یہ قرات امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور انکی صاحبزادی
ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کی ہے اور ابن کثیر سے بہی مروی ہے

وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝ وَیُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ؗ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اور قیامت کے
دن تو دیکہے انکو جو جہوٹ بولتے ہین اللہ پر اُن کے منہ سیاہ کیا نہین دوزخ مین ٹہکانا غرور والون کو اور بچا دیگا
اللہ انکو جنہون نے ڈر رکہا اُن کے بچاؤ کی جگہہ نہ لگی انکو بُرائی اور نہ وہ غم کہاوین اللہ بنانے والا ہے ہر چیز
کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے اسی کے پاس ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئی ہین اللہ کی
باتون سے وہ جو ہین وہی ہین ٹوٹے مین پڑے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک
خبر دیتا ہے روز قیامت کی کہ اس ہین کتنے منہ تو سیاہ ہون گے اور کتنے منہ سفید اہل فرقت و اختلاف کی
سونہ تو سیاہ پڑجائین گے اور اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید براق ہون گے اور اس جگہہ اللہ تعالی نے
یون فرمایا ہے ویوم القیمۃ تری الذین کذبوا علی اللہ یعنی قیامت کے دن تو دیکہے گا ان لوگون کو جو اپنے اس
دعوی مین جہوٹے ہین کہ اللہ کے واسطے شریک و اولاد ہے اُن کے منہ بسبب اُن کے کذب و افترا کے
سیاہ ہون گے قولہ تعالی الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین یعنی کیا دوزخ کافی نہین ہے غرور والون
کو از روئے قید خانے اور جائے رجوع کے اُن کے واسطے اس مین رسوائی و ذلت و خواری ہے بسبب

اُن کے تکبر و تجبر کے اور بوجہ اُن کے انکار کرنے کے حق کے لیے منقاد ہونے سے **ابن ابی حاتم** نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک متکبر لوگ حشر کیے جائینگے قیامت کے دن مثل چھوٹی چیونٹیون کی صورتون مین آدمیون کے ہر قسم کی ذلت و خواری اُنپر چڑہی ہوگی یہانتک کہ داخل کیے جائینگے ایک قیدخانے مین آگ کے ایک وادی مین جسکو بولس کہتے ہین آگون کی آگ سے اور پلائی جائینگی نچوڑے اہل نار کے اور طینۃ الخبال سے **قولہ تعالی** وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ الآیہ یعنی نجات دیگا اللہ اُن لوگون کو جنھون نے ڈر رکھا بسبب اُس سعادت و فوز کے جو اُن کے واسطے سابق ہوچکی ہے نزدیک اللہ کے نہ لگے گی اُنکو برائی قیامت کے دن اور نہ وہ غم کہا وینگے یعنے فزع اکبر انکو غمگین نکرے گا بلکہ وہ بے خوف ہونگے ہر خوف و گہبراہٹ سے دور ہونگے ہر شر سے پانی والے ہونگے ہر خیر کو **قولہ تعالی** خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ الآیہ یعنی اللہ پاک خالق و رب ملیک ہے سارے اشیاء کا اور اُن مین تصرف کرنے والا ہے اور ہر شے اُس کی تدبیر و قہر و حفظ کے تحت مین ہے **قولہ تعالی** لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **مجاہد** نے کہا کہ مقالید فارسی مین مفاتیح کو کہتے ہین یعنی کنجیان اسی طرح قتادہ و ابن زید و سفیان بن عیینہ نے بہی کہا ہے **سُدی** نے کہا کہ لہ مقالید السموات والارض کے یہ معنی ہین کہ اللہ کے واسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے معنی دونون قول کی بنا پر یہہ ہین کہ کامون کی باگین اللہ تبارک و تعالی کے ہاتہہ مین ہین اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے واسطے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اسی لیے اللہ جل و علا نے یون فرمایا ہے وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ یعنی اور وہ لوگ جو منکر ہوئے اللہ پاک کی حجتون اور برہانون کے وہی ہین ٹوٹا پانے والے **ابن ابی حاتم** نے اس جگہہ ایک نہایت غریب حدیث روایت کی ہے حالانکہ اُس کی صحت مین نظر ہے لیکن ہم اُسکو ذکر کرتے ہین جیسے اُنہون نے ذکر کی ہے وہ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عمر نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لہ مقالید السموات والارض کی تفسیر پوچھی تو آپنے فرمایا اے عثمان کسی نے تیرے قبل مجہسے اسکا نہین پوچھا آپ نے فرمایا تفسیر اسکی یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اے عثمان .... جو اُسکو کہے جس وقت کہ صبح کرے دس بار تو وہ چہہ خصلتین دیا جائے گا اول اُنکی تو یہ ہے کہ حراست کیا جائے گا ابلیس سے اور اُس کے لشکرون سے دوسری یہ ہے کہ دیا جائے گا ایک قنطار اجر سے تیسری یہ ہے کہ بلند کیا جائے گا واسطے اُس کے ایک درجہ جنت مین چوتہی یہہ ہے کہ بیاہ کیا جائے گا حور عین

سے پانچوین یہہ ہے کہ بارہ فرشتے اُس کے پاس حاضر ہون گے چھٹے یہہ ہے کہ دیا جاوے گا اجر سے مثل اس شخص کے جس نے پڑہا
قرآن و توریت و انجیل و زبور کو اور واسطے اُس کے مع اُس کے اے عثمان اجر سے مثل اس شخص کے ہے جس نے حج کیا اور اسکا حج
قبول کیا گیا اور عمرہ کیا یہہ اُسکا عمرہ قبول کیا گیا پہر اگر اسی دن مرگیا تو مہر کی جاوے گی اُسپر ساتھہ طابع شہدا کے رواہ
أبو یعلی الموصلی من حدیث یحیی بن حماد بہ مثلہ وہو غریب وفیہ نکارۃ شدیدۃ واللہ اعلم

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہہ ہے کہ قیامت کے دن دیکہے گا تو ان لوگون کو جنہون نے جہوٹ بولا اللہ پر
بایں طور کہ اُس کے واسطے شریک ہے اور جورو اور اولاد منہ اُن کے سیاہ ہون گے اس لیے کہ عذاب نے اُن کا احاطہ کیا ہوگا
اور بسبب غضب و نقمت اللہ کے جس کا وہ مشاہدہ کرین گے جملہ وجوہہم مسودۃ محل نصب مین ہے بنا بر حال اخفش نے
کہا کہ ترى عامل نہین ہے وجوہہم مسودۃ مین یہ جو ہے سو مبتدا و خبر ہے اولی یہہ ہے کہ ترى اگر بصری رویت سے ہے تو جملہ
وجوہہم مسودۃ حالیہ ہوگا اور اگر قلبی رویت سے ہے تو ترى کا مفعول ثانی ٹہیرے گا **قولہ تعالی** أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِلْمُتَكَبِّرِينَ مین استفہام واسطے تقریر سیاہ ہونے ان کے چہرون کے ہے اور اُس کی تعلیل ہے گویا یون کہا کہ اُن
کے چہرے سیاہ ہوگئے اس لیے کہ ان کے واسطے جہنم مین قرارگاہ اور جائے قیام ہے کبر کہتے ہین بطر حق و غمط ناس کو جیسا
کہ صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے غرض کہ جو لوگ اللہ پاک کی طاعت و عبادت سے تکبر کرتے ہین اور حق کو نہین مانتے اور لوگون
کو حقیر جانتے ہین انکی قیام گاہ جہنم ہے اور نجات دیگا اللہ ان لوگون کو جو شرک و معاصی سے بچے حرف با بمفازتہم مین محذوف
سے متعلق ہے اور وہ حال ہے موصول سے ای متلبسین بمفازتہم یعنے نجات دیگا اللہ انکو جہنم سے اس حال مین کہ وہ متلبس ہونگے
ساتھہ مکان فوز اپنے کے جو کہ بہشت ہے بایں طور کہ اس مین رکہے جائین گے جمہور نے بمفازتہم کو بافراد پڑہا ہے
بنا بر مصدر یعنی فوز کہتے ہین ظفر مند ہونے کو ساتھہ خیر کے اور نجات کے شر سے مبرد نے کہا مفازہ بروزن مفعلہ ہے فوز
سے اور فوز بمعنے سعادت کے ہے اور اگر مفازہ جمع کیا جاوے تو بہتر ہے جیسے سعادت و سعادات کہتے ہین معنی یہ ہین کہ نجات
دیگا انکو اللہ ساتھہ فوز اُن کی کے یعنی ساتھہ نجات انکی کے نار سے اور ساتھہ فائز ہونے انکی کے جنت سے حمزہ و کسائی
و ابو بکر نے بمفازاتہم بجمع پڑہا ہے مفازہ کو جمع کیا باوجود اس کے مصدر ہونے کی بسبب اختلاف انواع کے کسی نے کہا
کہ یہان مضاف محذوف ہے تقدیر یہ ہے بدواعی مفازتہم اور باسبابہا اور مفازہ بمعنی منجاۃ ہے کسی نے کہا اسکی کچہہ حاجت
نہین ہے اس لیے کہ مفازہ سے مراد فلاح ہے اور جملہ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ اور جملہ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ مفسر ہین
بمفازتہم کے گویا کسی نے کہا کہ اُن کا مفازہ کیا ہے سو یہ اس کا جواب ہے کہ مفازہ اُن کا یہہ ہے کہ نہ چہوئے گی اُن کو
بُرائی اور نہ وہ غم کہاوین گے کسی نے کہا کہ یہہ دونون جملے محل نصب مین ہین بنا بر حال الذین اتقوا سے
یعنی اللہ انکو نجات دیگا اس حال مین کہ دور کی جاوے گی اُن سے برائی اور غم کسی نے کہا کہ حرف با بمفازتہم مین سببیہ
ہے یعنی نجات دیگا انکو اللہ بسبب انکی فوز کے مع اس کے کہ برائی اُن کو نہ لگے گی اور نہ غم اُن کے دلون کی طرف پہونچے گا

اس واسطے کہ وہ راضی ہوئے اللہ کے ثواب سے اور امن مین ہوئے اُس کے عقاب سے پھر اللہ پاک نے وعدہ وعید ہمز کلام کو طول دیا تو دلائل آلہیت و توحید کی طرف عود کیا پس فرمایا اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ یعنی اللہ سبحانہ پیدا کرنے والا ہے ہر شے کا اُن اشیا سے جو کہ موجود ہین دنیا و آخرت مین کوئی سی شے ہو بدون فرق کے ایک شے مین اور دوسری شے مین اس مین رد ہے معتزلہ و ثنویہ پر جو کہ قائل ہین اس کے کہ اللہ تعالی شر کا اور افعال عباد کا خالق نہین ہے حالانکہ اللہ تعالی نے کل شے کو شامل کیا ہے واسطے شر و خیر و کفر و ایمان کے پھر فرمایا کہ وہ ہر شے پر وکیل ہے یعنی ہر شے مین متولی تصرف کا وہی ہے ساری اشیا اسی کی طرف سپرد کی گئی ہین سو وہ اُن کے حفظ و تدبیر کے ساتھ قائم ہے بدون کسی شارک کے جملہ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مستانفہ ہے مثلاً کسی نے کہا کہ وہ ہر شے پر وکیل کیونکر ہے سو یہ اُسکا جواب ہے کہ اسی کے واسطے کنجیان ہین آسمانون کی اور زمین کی یہ کلام باب کنایہ سے ہے اس لیے کہ حافظ و مدبر خزانون کا وہی شخص ہوتا ہے جو کہ اُنکی کنجیون کا مالک ہوتا ہے پس یہ کنایہ ہے شدت تمکن و تصرف سے ہر شے مین جو کہ مخزون ہے آسمان و زمین مین اور ظاہر پر حمل کرنا اولی ہے اس جگہہ مراد مقالید سموات و ارض سے کنجیان ہین آسمان و زمین کی اور کنجیان رزق و رحمت کی جیسا کہ مقاتل و قتادہ وغیرہما نے کہا ہے حضرت ابن عباس نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ مفاتیحہا الیث نے کہا کہ مقلاد یعنی خزانہ ہے معنی آیت کے یہ ہین کہ اُسی کے واسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے ضحاک و سُدی بھی اُسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ خزائن سموات کے مطر ہے اور خزائن زمین کے نبات کسی نے کہا کہ مقالید السموات والارض یہہ کلمے ہین لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ابو یعلی و یوسف قاضی کا لفظ اُن کی سُنن مین اور ابو الحسن القطان و ابن السنی و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ کا لفظ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً یہ ہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ والحمد للہ واستغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الاول والآخر والظاہر والباطن یحیی و یمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئ قدیر اسکے اور کئی طریق ہین حضرت عثمان سے اس کے سوا اور کئی قول ہین اس قول کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ اللہ کے واسطے یہ کلمے ہین انکے ساتھ اُسکی توحید و تمجید کی جاتی ہے اور یہ کنجیان ہین خیر سموات و ارض کی جو کوئی ان کلمون کو کہے تو اس خیر کو پہنچے مقالید کا واحد مقلید و مقلاد ہے یا اُسکے لفظ سے اُس کا کوئی واحد نہین ہے مثل اساطیر کے اور اقلید و اقالید بھی کہتے ہین یا اس کلمے کی اصل فارسی ہے بنا بر اُس قول کے جو کہا ہے کہ جمع ہے اقلید معرب اکلید کی جوہری نے کہا کہ اقلید مفتاح ہی پھر کہا کہ جمع مقالید ہے قولہ تعالی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی جن لوگون نے کفر کیا ساتھہ قرآن کے اور باقی آیتون کے جو کہ دال ہین اللہ پاک پر اور اسکی توحید پر وہی ہین کامل خسران مین زیادہ مین اس لیے کہ وہ بسبب اس کفر کے آگ کی طرف گئے محلی نے کہا کہ یہ جملہ متصل ہے وینجی اللہ الخ سے اور جو کچھہ انکی

درمیان مین ہے وہ کلام معترض ہے بیضاوی نے کہا یعنی یہ اُس پر معطوف ہے عطف احد المتقابلین پر دیگر اگرچہ
معطوف جملہ اسمیہ ہے اور معطوف علیہ جملہ فعلیہ سو یہ اختلاف صحت عطف کو مانع نہین ہے غایت اسکا یہہ ہے کہ حسن عطف
سے خالی ہے انتہی شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالی کے بیان کا حاصل ہے کہ اصل کلام یون ہو ینجی اللہ المتقین بمفازتہم و
الذین کفروا اولئک ہم الخاسرون یہ عطف ہو احد المتقابلین کا دوسرے پر اس لیے کہ احد الجملتین کی مفردات دوسرے
کی مقابل ہین معنی کی جہت سے یہ دو جملے جبکہ یہ بات بیان کرنے کو لائے گئے کہ اللہ تعالی اہل تقوی و اہل کفر مین سے ہر ایک
کو جزا دیگا موافق اُن کے افعال کے تو درمیان اُن کے وہ جملہ معترضہ لایا گیا جو اس بات کی تاکید کرتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالی
ہر شے کا خالق ہوا اور ساری اشیا اسی کی طرف موکل ہوئین اور خزائن سموات و ارض کا وہی مالک ہوا تو اس سے یہ لازم
آیا کہ اللہ تعالی افعال مکلفین پر مطلع ہے اور انپر جزا دینے والا ہے ہی یہ بات کہ ینجی اللہ الذین اتقوا جملہ فعلیہ ہے اور والذین
کفروا جملہ اسمیہ اور اسمیہ کا عطف فعلیہ پر مستحسن نہین ہے سو اسکا یہ جواب ہے کہ مقتضی ظاہر کا یون تہا کہ ویہلک الکافرین
کہا جاتا مگر ایسا نہ کہا اور طرز کلام کو بدلا واسطے دو نکتون کے اول نکتہ یہہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ متقیون کو
جو بھلائی پہونچی سو وہ طرف سے اللہ تعالی کے ہے بسبب اسکے فضل و رحمت کے اور کافرون کو جو برائی پہونچی سو وہ طرف سے انکی
حالون کے سبب ہے اس لیے کہ انہون نے اپنے بہرہ و نصیب کا خسران و زیان کیا بسبب اپنی سوء اختیار کے اور دوسرے نکتہ
کا حاصل یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے بوجہ اپنی غایت کرم کے وعدۂ متقین کی تصریح فرمائی اور اپنی ذات مقدس کی طرف اسکو
نسبت کی اور وعید کفار کی تصریح نہ فرمائی اپنی طرف نسبت کرنے کا کیا ذکر ہے دوسرا قول یہہ ہے کہ والذین
کفروا متصل ہے قولہ تعالی اللہ خالق کل شیء الآیہ سے یعنی اللہ تعالی کا کمال قدرت و حکمت ایسا ہی کہ آسمان و زمین
مین اُسی اکیلے کا تصرف ہے اور وہی اُن کا حافظ و نگہبان ہے اور جو لوگ اُس کے منکر ہون تو وہی ہین کامل
زیان کار پہر اگر مقالید السموات والارض کنایہ ہوگا اللہ پاک کی قدرت سے تو آیات اللہ سے مراد دلائل قدرت
الہی ہونگی اور اگر مقالید کی تفسیر حدیث مذکور کے ساتہہ کی جاوے گی تو مراد آیات اللہ سے کلمات توحید و تمجید باری
تعالی ٹہیرینگے بالجملہ جبکہ کفار نے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بت پوجنے کی طرف بلایا جسپر وہ قائم تہے تو اللہ
پاک نے انکو امر فرمایا کہ ان سے یون کہدو قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○ وَلَقَدْ اُوْحِيَ
اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ
وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ
مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ تو کہہ اب اللہ کے سوا کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجون اے نادانون
اور حکم ہو چکا ہے تجہہ کو اور تجہہ سے اگلون کو اگر تو نے شریک مانا اکارت جاوینگے تیرے کیے اور تو ہوگا ٹوٹے مین آیا
بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ حق ماننے والون مین اور نہین سمجہے اللہ کو جیسا کچہہ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹہی ہے

اُس کی دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہین اُس کے داہنے ہاتھ مین وہ پاک ہے اور بہت اوپر اُس سے کہ شریک بتاتے ہین
ف اللہ کے فرمانے موافق اللہ کا دہنا ہاتھ کہیے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین قل افغیر اللہ الآیہ کے سبب نزول
مین وہ روایت ذکر کی ہے جو کہ ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکون نے
اپنے جہل و نادانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا طرف پوجنے اپنے معبودون کے اور وہ آپکے ساتھ اُنکو معبود کو
پوجین اسپر یہ آیت نازل ہوئی تا من الخاسرین یہ آیۃ مثل اس آیت کے ہے ولو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا
یعملون قولہ تعالیٰ بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین کا یہ مطلب ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے واسطے
اخلاص عبادت کر تو اور وہ لوگ جنہون نے تیری پیروی کی ہے اور سچا مانا ہے قولہ تعالیٰ وما قدروا اللہ
حق قدرہ الآیہ یعنی مشرکون نے قدر نہ کی اللہ کی جیسا کہ حق ہے اُسکی قدر کرنے کا جبکہ اُس کے ساتھ اُس کے غیر کو پوجا
حالانکہ وہ ایسا عظیم ہے کہ اُس سے بڑھکر کوئی عظیم نہین ہے اور قادر ہے ہر شے پر مالک ہو ہر شے کا اور ہر شے
اُس کے قہر و قدرت کے تحت مین ہے مجاہد نے کہا کہ قریش کے بارے مین نازل ہوئی ہے سدی نے کہا
کہ تعظیم نہ کی اُسکی جیسا کہ حق ہے اُسکی تعظیم کرنے کا محمد بن کعب نے کہا اگر وہ اُسکی قدر کرتے جیسا کہ حق ہے اُسکی قدر
کرنے کا تو اُسکی تکذیب کرتے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہو کہ ما قدروا اللہ حق قدرہ کفار ہین جو کہ اُسکی
قدرت پر ایمان لائے کہ اُس کو اُنپر قدرت ہو پس جو کوئی اسپر ایمان لائے کہ اللہ ہر شے پر قدیر ہے تو مقرر اُس نے قدر کی
اللہ کی حق قدرہ اس آیت کریمہ کو متعلق بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین طریق اس مین اور اس کے مثل اور آیتون
مین مذہب سلف کا ہے وہی اُنکا امرار ہے جیسے وہ آئی ہین بدون تکییف کے اور بغیر تحریف کے بخاری نے
تفسیر ما قدروا اللہ حق قدرہ مین حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک حبر آیا احبار سے
طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر کہا ای محمد بیشک ہم پاتے ہین یعنی اپنی کتاب مین کہ اللہ عز و جل رکھے گا
آسمانون کو ایک اُنگلی پر اور زمینون کو ایک اُنگلی پر اور درختون کو ایک اُنگلی پر اور پانی و ثری کو ایک اُنگلی پر اور باقی خلق
کو ایک اُنگلی پر پھر کہے گا مین ہون بادشاہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہان تک کہ ظاہر ہوگئین آپ کی
کچلیان واسطے تصدیق قول حبر کے پھر آپنے یہ آیت پڑھی ما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ
الآیہ رواہ البخاری ایضا فی غیر ھذا الموضع من صحیحہ والامام احمد ومسلم والترمذی و
النسائی فی التفسیر من سننیہما کلھم من حدیث سلیمان بن مھران الاعمش عن ابراھیم عن
عبیدۃ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بنحوہ ۲ - امام احمد نے عن علقمہ عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت
کیا ہے کہ ایک شخص آیا طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل کتاب مین سے پس کہا اے ابو القاسم کیا تجھ کو پہونچی
ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا خلائق کو ایک اُنگلی پر اور آسمانون کو ایک اُنگلی پر اور زمینون کو ایک اُنگلی پر اور

درختون کو ایک انگلی پر اور آب وثری کو ایک انگلی پر کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہنسے یہان تک کہ ظاہر ہو گئین آپکی کچلیان کہا اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وما قدروا اللہ الی آخر۔ الآیہ وھکذا رواہ البخاری ومسلم والنسائی من طرق عن الاعمش بہ ۳- امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے گزر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور آپ جلوس فرما تھے پس کہا ای ابوالقاسم تو کس طرح کہتا ہے جس دن کہ اللہ سبحانہ و تعالی رکہیگا آسمان کو اس پر اور اشارہ کیا انگشت سبابہ سے اور زمین کو اس پر اور پہاڑون کو اس پر اور باقی خلائق کو اس پر ہر ایک مین اپنی انگلیون سے اشارہ کرتا تہا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ وکذا رواہ الترمذی فی التفسیر عن عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی عن محمد بن الصلت عن ابی جعفر عن ابی کدینہ یحیی بن المہلب عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی مسلم بن صبیح بہ وقال حسن صحیح غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ ۴- پہر بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے قبض کریگا اللہ تعالی زمین کو اور لپیٹیگا آسمان کو اپنے دہنے ہاتہ مین پہر فرمائیگا مین ہون بادشاہ کہان ہین زمین کے بادشاہ تفرد بہ من ھذا الوجہ رواہ مسلم من وجہ آخر ۵- بخاری نے دوسری جگہہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تبارک و تعالی قبض کریگا قیامت کے دن زمینون کو ایک انگلی پر اور ہونگے آسمان لپٹے اسکے دہنے ہاتہ مین پہر فرمائیگا مین ہون بادشاہ تفرد بہ ایضا من ھذا الوجہ ورواہ مسلم من وجہ آخر ورواہ الامام احمد من طریق آخر بلفظ اخر ابسط من ھذا السیاق واطول عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ۶- حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ایک دن منبر پر وما قدروا اللہ تا یشرکون اور آپ یون اشارہ فرماتے تہے اپنے ہاتہ سے ہلاتے تہے اسکو آگے لیجاتے تہے اسکو اور پیچہے لاتے تہے اسکو تمجید کرتا ہے رب اپنے نفس کی مین جبار ہون مین متکبر ہون مین بادشاہ ہون مین عزیز ہون مین کریم ہون پس منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لیے ہوئے کانپا یہان تک کہ ہم نے کہا کہ البتہ وہ آپکو گرا دیگا وقد رواہ مسلم والنسائی وابن ماجۃ من حدیث عبد العزیز بن ابی حازم زاد مسلم ویعقوب بن عبد الرحمن کلاھما عن ابی حازم عن عبید اللہ بن مقسم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بہ نحوہ لفظ مسلم کا عبید اللہ بن مقسم سے اس حدیث مین یہ ہے کہ انہون نے نظر کی طرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کیسی حکایت کرتے تہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کہا کہ پکڑ لیگا اللہ تبارک و تعالی اپنے آسمانون کو اور اپنی زمینون کو اپنے ہاتہ مین اور فرماتے گا مین ہون اللہ بادشاہ اور قبض کرتے تہے اپنی انگلیون کو اور کشادہ کرتے تہے انکو مین بادشاہ ہون یہان تک کہ نظر کی مین نے

طرف منبر کے کہ وہ ہلتا تہا اپنے اسفل کی شے سے یہان تک کے البتہ مین کہتا تہا کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر گرنے والا ہے ۷- بزار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ آیت پڑہی منبر پر وما قدروا اللہ حق قدرہ یہان تک کہ پہونچے سبحانہ وتعالی عما یشرکون کو فقال المنبر ہکذا فجاء وذہب ثلاث مرات واللہ اعلم یعنی پس منبر یون ہوگیا پہر آیا اور گیا تین بار مطلب یہہ ہے کہ تین بار منبر آگے کو آیا پہر پیچہے ہوگیا وقد رواہ الامام الحافظ ابو القاسم الطبرانی من حدیث عبید بن عمیر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وقال صحیح ۸- طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کے ایک گروہ سے فرمایا مین پڑہنے والا ہون تم پر آیتون کو آخر سورہ زمر سے پس جو کوئی تم مین سے روئے گا تو واجب ہوگی اُس کے واسطے جنت پہر آپنے اُنکو پڑہا پاس سے وما قدروا اللہ حق قدرہ کے آخر سورت تک سو ہم مین سے بعض تو روئے اور بعض نہین روئے پہر جو نہ روئے اُنہون نے عرض کیا یا رسول اللہ البتہ مقرر ہم نے جہد کیا کہ ہم روئین سو نہ روئے پس آپنے فرمایا لو اب مین اُنکو پڑہتا ہون تم پر فمن لم یبک فلیتباک یعنی اب جس کو رونا نہ آئے تو چاہیے کہ رونے کی صورت بنائے ھذا حدیث غریب جدًا اُس سے بڑہ کر غریب وہ حدیث ہے ۹ جس کو طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت ابو مالک اشعری رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے تین خصلتین ہین کہ مین نے اُنکو غائب کر دیا ہے اپنے بندون سے اگر اُنکو دیکہہ لیتا کوئی شخص تو نہ کرتا کوئی برائی کبہی اگر مین کہولدیتا اپنا پردہ پہر وہ مجہے دیکہہ لیتا یہان تک کہ یقین کر لیتا اور جان لیتا کہ کس طرح مین کرون گا اپنی خلق کے ساتہ جبکہ مین اُن کے پاس آؤن گا اور قبض کرون گا آسمانون کو اپنے ہاتہ مین پہر قبض کرون گا زمینون کو پہر کہون گا مین بادشاہ ہون کون ہے وہ جس کے واسطے ملک ہے سوا میرے پہر مین اُنکو دکہاؤن گا جنت اور وہ شے جو مین نے اُن کے واسطے اُس مین تیار کر رکہی ہے ہر خیر سے پہر وہ اُس کا یقین کر لین گے اور دکہاؤن گا اُن کو نار اور وہ شے جو مین نے تیار کر رکہی ہے واسطے اُن کے اُس مین ہر شر سے پہر وہ اُس کا یقین کر لین گے ولیکن عمدًا مین نے اُنکو اُن سے غائب کر دیا ہے تاکہ مین جانون کہ وہ کیسے مجہے جانتے ہین اور مقرر مین نے اُنکو اُن کے واسطے بیان کر دیا ہے وھذا اسناد متقارب وھی نسخۃ تروی بہا احادیث جمۃ واللہ اعلم ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ہمزہ واسطے استفہام انکار توبیخی کے ہے اور حرف فا واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس طرح کہ اس کے نظائر مین ہوتا ہے اور غیر منصوب ہے اعبد سے اور اعبد معمول ہے تامرونی کا بر تقدیر ان مصدریہ کے پہر جب وہ حذف کیا گیا تو اُس کا عمل باطل ہوگیا اصل ح

ہے افتامرونی ان اعبد غیر اللہ قالہ الکسائی وغیرہ یعنی کیا پہر تم مجہے امر کرتے ہو بعد مشاہدہ کرنے ان نشانیون کے
جو کہ دال ہین اللہ کی انفراد اور توحید پر اس بات کا کہ مین پوجون اللہ کے غیر کو تیہہ بہی جائز ہے کہ غیر منصوب ہو تامرونی
سے اور اعبد اُس سے بدل اشتمال ہو اور اَن بہی اُس کے ساتہہ مضمر ہو تیہہ بہی جائز ہے کہ غیر منصوب ہو فعل مقدر سے
ای اتلزمونی غیر اللہ اے عبادۃ غیر اللہ او اعبد غیر اللہ اعبد جمہور نے تامرونی پڑہا ہے این طور کہ نون رفع
کو نون وقایہ مین ادغام کیا ہے مع اُس اختلاف کے جو اُن کے درمیان ہے حرف یا کی فتح مین اور اُس کے ساکن کرنے
مین اور نافع نے تامرونی بنون خفیفہ وفتح یا اور ابن عامر نے تامروننی بفک ادغام وسکون یا حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرف بلایا
کہ انکو مال عطا کرین تو وہ سب سے بڑہ کر غنی ہو جائین مکے مین اور نکاح کر دین اُن کا جس عورت سے وہ چاہین اور
روندین اُنکی ایڑی کو یعنی سب انکو فرمان بردار ہو کر اُن کے پیچہے اردلی مین چلین پہر قریش نے آپ سے کہا اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب تیرے واسطے ہے اور تو باز رہے ہمارے معبودون کو برا کہنے سے اور نہ ذکر
کرے تو انکا برائی سے آپ نے فرمایا یہان تک کہ مین دیکہون کہ کیا آتا ہے میرے پاس طرف سے میرے رب کے پس
اللہ یہ وحی لایا قل یا ایہا الکافرون الی آخر السورۃ اور اللہ تعالے نے آپ پر یہہ آیت نازل فرمائی قل افغیر اللہ تا من
الخاسرین اخرجہ ابن مردویۃ حرف لام لقد مین اور لئن مین دال ہے قسم مقدر پر ای واللہ لقد و
اللہ لئن اوحی نائب فاعل اوحی کا الیک ہے کسی نے کہا کہ نائب فاعل اُسکا جملہ قسم ثانی مع اپنے جواب کے ہو اے اوحی
الیک ہذا الکلام یعنی لئن اشرکت الخ کسی نے کہا کہ نائب فاعل محذوف ہے سیاق اُس پر دال ہے ای اوحے
الیک التوحید اور حرف لام لیحبطن اور لتکونن کا واقع ہے جواب مین قسم ثانی کے اور قسم ثانی مع اپنے جواب
کے جواب ہے قسم اول کے اور جواب شرط کا محذوف ہے اس واسطے کہ قسم کا جواب اُس پر دال ہے معنی یہ ہین قسم ہے اللہ کی
البتہ مقرر وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف اُن رسولون کے جو تجہہ سے پہلے تہے قسم ہے اللہ کی البتہ اگر تو اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالفرض شرک کرے گا تو البتہ اکارت جائے گا تیرا عمل اور البتہ تو ہوگا تو ٹا پانیوالون
سے اب رہی یہ بات کہ جنکی طرف لئن اشرکت الخ کی وحی کی گئی ہے وہ ایک جماعت ہین یعنی حضور صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ سے پہلے کے پیغمبر تو لئن اشرکت بصیغہ مفرد کیونکر درست ہوگا بلکہ ظاہر یہ تہا کہ لئن
اشرکتم بصیغہ جمع کہا جاتا سو اسکا یون جواب دیا ہے کہ یہان تقدیم وتاخیر ہے اصل عبارت یہہ ہو اوحی الیک
لئن اشرکت الخ والی الذین من قبلک مثلہ یعنے تیری طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو شرک کرے گا تو اکارت جائیگا
تیرا عمل اور ہوگا تو خاسرین سے اور وحی کی گئی ہے طرف ہر ایک کے اُن مین سے کہ اگر تو نے شرک کیا الخ جس طرح
کہ ایک جماعت یون کہے کہ کسانا الامیر حلۃ تو اُس کے یہ معنی ہون گے کہ امیر نے ہم مین سے ہر ایک کو جوڑا پہنایا

اسی طرح یہان بہی ہے تو اب معنی ٹہیک ہو گئے **مقاتل** نے کہا معنی یہ ہین کہ وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف
نبیون کے جو تجہ سے پہلے تہے ساتہہ توحید کے اور توحید بدلالت سیاق یہان سے محذوف ہے، پہر کہا لئن اشرکت
لیحبطن عملک یہ خطاب خاص ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **غرضکہ** اللہ پاک کو شرک کی مذمت اور شدت
بیان کرنا منظور ہے سو اُس کو پیرایہ تعریض مین ادا کیا خطاب تو فرمایا پیغمبرون کو اور مراد اُن کے سوا اور لوگ ہین
اس لیے کہ اللہ پاک نے پیغمبرون کو شرک سے معصوم کہا ہے اس طرز خاص پر بیان کرنے سے مقصود بندون کو
ڈرانا ہے شرک سے کیونکہ جب شرک موجب حبط اعمال انبیا رہے بطور فرض و تقدیر تو اُن کے سوا انکی اُمتون کے
اعمال کو بطریق اولی حبط کر دیگا کسی نے کہا یہ خاص ہے ساتہ انبیا علیہم السلام کے اس لیے کہ اُن سے شرک کا
صادر ہونا بزرگتر ہے گناہ مین بہ نسبت اُن کے غیر کے لیکن قول اول اولی ہے یعنی خطاب انبیا کو بطور تعریض
ہے اور مراد انکی اُمتین ہین جو کوئی ان مین سے شرک کرے گا اُس کے عمل باطل ہو جائین گے مگر یہ آیت شرک
پر مرنے کے ساتہ مقید ہے جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ
وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ **بالجملہ** پہر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی توحید
کا امر کیا پس ارشاد فرمایا بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ اس مین رد ہے مشرکون پر اس جہت سے کہ انہون نے آپکو بت پوجنے
کا امر کیا تہا وجہ رد کی وہ قصر و حصر ہے جس کا اسم مبارک اللہ کا مقدم کرنا فائدہ دیتا ہے یعنی انکی ایک مت سن
تو تو اکیلے اللہ ہی کو پوج زجاج نے کہا اسم مبارک اللہ منصوب ہے ساتہ اعبد کے یعنی اُس کا مفعول مقدم ہے کہا
اس مین درمیان بصریین و کوفیون کے کسی طرح کا اختلاف نہین ہے فرا نے کہا کہ باضمار فعل منصوب ہے کسائی
سے بہی مثل اس کے مروی ہے یعنی فعل ناصب اُس کا اعبد محذوف ہے جس کی تفسیر اعبد مذکور کر رہا ہے اول
اولی زجاج نے کہا کہ حرف فا فاعبد کا واسطے مجازات کے ہے اخفش نے کہا کہ زائد ہے عطا و مقاتل نے
کہا کہ فاعبد کے معنی وحّد ہین یعنی تو اللہ کی توحید کر اس واسطے کہ عبادت اللہ کی صحیح نہین ہوتی ہے مگر ساتہہ
اُسکی توحید کے خطیب نے کہا کہ بل اللہ فاعبد معطوف ہے مقدر پر جس پر سیاق کلام دال ہے ای فلا تشرک
بل اللہ فاعبد یعنی تو شرک مت کر بلکہ اللہ ہی کو پوج وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے
جو تجہ پر یہ انعام فرمایا کہ توحید کی طرف اور اپنے دین کی طرف بلانے کی تجہے ہدایت کی اور رسالت کے ساتہ تجہ کو
اختصاص بخشا سو تو اس انعام کا شکر ادا کر وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ یعنی نہین پہچانا مشرکون
نے اللہ کو جیسا کہ حق ہے اُس کے پہچاننے کا مبرد نے کہا کہ تعظیم نہ کی اسکی جیسا کہ حق ہے اسکی عظمت کا جبکہ
شریک کیا اُس کے ساتہ اُس کے غیر کو ماخوذ ہے اس قول سے کہ فلان عظیم القدر اللہ پاک نے جو مشرکون کو
اس وصف کے ساتہ موصوف کیا سو اس لیے کہ انہون نے غیر اللہ کو پوجا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کو امر کیا کہ وہ بہی شرک مین اُن کی شل ہوجائین حضرت حسن وابو حیوہ وعیسی بن عمر نے قدّروا بہ تشدید دال پڑہا ہے
پہر اللہ پاک نے اپنی عظیم قدرت وجلالت شان پر آگاہی بخشی ارشاد فرمایا وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ
الْقِیٰمَةِ قبضہ لغت مین وہ شے ہے جس پر آدمی اپنی ساری ہتیلی سے قبضہ کرے یعنی مٹہی بہر اللہ سبحانہ
اپنی قدرت عظیم کی خبر دیتا ہے کہ ساری زمین باوجود اپنی عظمت وکثافت وطول وعرض کے اُس کے
مقدور مین مثل اُس شے کے ہے جسکو قابض ہتیلی سے قبضہ کرتا ہے۔ یہ یون سمجہو کہ مثلاً کسی شے مین
کسی شخص پر تصرف آسان ہو اگرچہ وہ اُس شے پر قبضہ نہ کرے مٹہی مین نہ پکڑے اُس کے حق مین تم کہو کہ
وہ شے اُس کے ہاتہ مین ہے اُس کے قبضہ مین ہے مطلب یہ ہے کہ اُس مین تصرف کرنا اُس پر سہل ہے
اس کے نزدیک اسکی کچہ ہستی نہین ہے اسی طرح وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ کو سمجہو کلمہ ارض کا گو بظاہر مفرد
ہے مگر مراد اُس سے ساتون زمینین ہین جمیعًا کا کلمہ اس کی گواہی دیتا ہے کیونکہ اس تاکید کا داخل کرنا جیمز
نہین ہوتا ہے مگر جمع پر اسی طرح لفظ سموات کا بہی اس کا شاہد ہے اور اس لیے کہ یہ جگہہ جائے تعظیم
ہے تو تعظیم مبالغے کی مقتضی ہوتی ہے قبضہ کے دو معنی آتے ہین ایک معنی تو یہ ہین کہ ایک بار
مٹہی بہرنا یہ معنی مصدری ہین دوسرے معنی یہ ہین کہ مٹہی بہر شے کو کہتے ہین یہان دونون معنے کا احتمال
ہے اول کی بنا پر قبضتہ کے معنی ذوات قبضتہ ہین یعنے ساتون زمینین اسکی یک بار مٹہی بہرنے کی
چیزین ہین کہ اُن کو یک بار مٹہی بہرنے مین قبض کرلے گا مطلب یہ ہے کہ ساتون زمینین مع اپنی
عظمت وفراخی کے نہ پہونچینگی مگر ایک قبضہ کو اُس کے قبضات سے گویا ایک ہتیلی سے ایک بار اُن
کی مٹہی بہرلے گا۔ اور دوسرے معنی کی بنا پر معنے ظاہر ہین یعنے ساری زمینین کل کی کل بقدر
اُس شے کے ہین جس کو ایک ہتیلی سے قبض کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سب بمقدار مٹہی بہر کے ہین
ارض کو سموات پر اس لیے مقدم کیا کہ اُس پر ہستے بستے ہین اسکی حقیقت کو جانتے پہچانتے ہین *
روز قیامت کا خاص کرکے ذکر فرمایا گو اُس کی قدرت دار دنیا کو بہی عام وشامل ہے سو صرف اس
واسطے کہ اُس دن دعوے منقطع ہوجائینگے کما قال تعالی وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ وقال مٰلِكِ
یَوْمِ الدِّیْنِ اور اسی لیے حدیث شریف مین یون فرمایا ہے ثم یقول انا الملک این ملوک الارض
یعنی پہر فرمائیگا مین ہون بادشاہ کہان ہین زمین کے بادشاہ مطویات ماخوذ ہے طے سے
طے ضد نشر ہے طے لپیٹنا نشر پہیلانا ہے کما قال تعالی یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ
یمین کا ذکر واسطے مبالغے کے ہے کمال قدرت مین جس طرح کہ آدمیون سے کوئی شخص لپیٹتا
ہے اپنے سیدہے ہاتہ سے اُس شے کو جسکا لپیٹنا اُس کے مقدور اور قابو مین ہوتا ہے یمین کا لفظ

کلام عرب میں کبھی بمعنی قدرت و ملک آتا ہے اخفش نے کہا بیمینہ کے معنے ہیں فی قدرتہ مثل قولہ تعالی او ما
ملکت ایمانکم اسے ما کانت لکم قدرۃ علیہ یہہ معنی نہیں ہیں کہ ملک سیدھی ہاتھ کے لیے ہے بائوں ہاتھ اور
باقی جسم کے واسطے نہیں ہے اسی معنی سے یہ آیت ہے لاخذنا منہ بالیمین لے بالقوۃ والقدرۃ مراد
لے سے یہ نہیں ہے کہ کہڑے ہیں کہینچا کہا یعنی ہم ہی ہے محنت و مشقت اٹہا رہے ہیں اس سے تو مراد یہی
اُن کا فنا و دما ہے محاورہ عرب میں بولتے ہیں قد انطوی عنا ما کنا فیہ وجاء نا غیرہ یعنی جس حال میں ہم تہے وہ
جاتا رہا اور اُس کے سوا اور حال ہم پر آیا جملہ والارض جمیعا قبضتہ محل نصب میں ہے بنابر حال یعنی تعظیم
نہیں کی اُسکی جیسا کہ حق ہے اُس کی تعظیم کا حالانکہ وہ متصف ہے ساتہ اس صفت کی جو کہ دال ہے کمال قدرت
پر جمہور نے قبضتہ کو برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا کی اور حضرت حسن نے بنصب اور ابن خالویہ نے
اس کی یوں توجیہ کی ہے کہ بنا بر ظرفیت منصوب ہے اے فی قبضتہ جمہور نے مطویات کو برفع پڑہا ہے اس
بنا پر کہ خبر ہے مبتدا کی اور جملہ محل نصب میں ہے بنا بر حال مثل جملہ ماقبل کے کلمہ بیمینہ متعلق ہے مطویات
سے یا حال ہے مطویات کی ضمیر سے یا خبر ثانی ہے اور عیسی وجحدری نے بنصب مطویات پڑہا ہے وجہ اسکی
یہ ہے کہ السموت معطوف ہے الارض پر اور قبضتہ خبر ہے الارض والسموت کی اور مطویات حال ہے یا مطویات
منصوب ہی فعل مقدر سے اور بیمینہ خبر خازن نے کہا یمین ہمارے نزدیک بمعنی جارحہ نہیں ہے
وہ تو صرف ایک صفت ہی کہ اُس کے ساتہ توقیف آئی ہے پس ہم اُس کا اطلاق کرتے ہیں اُس طور پر جس پر
وہ آئی ہے اور ہم اُس کی کیفیت بیان نہیں کرتے اور ہم باز رہتے ہیں وہاں تک جہاں ہم کو کتاب اللہ
اور اخبار ماثورہ صحیحہ نے باز رکہا ہے یہ مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا کثر اللہ سوادہم سفیان بن عیینہ نے
کہا ہر وہ شے جس کے ساتہ اللہ نے اپنے نفس کو وصف کیا ہے اپنی کتاب میں سو تفسیر اُس کی تلاوت اسکی ہے اور
سکوت ہے اُس سے انتہی مقصود اس آیت سے اشارہ کرنا ہے طرف اس بات کی کہ جو اس طرح زمین آسمان وزمین کہ
باقی رکہنے کا متولی ہے وہی قیامت کے دن اُنکی تخریب کا متولی ہے یہ امر اس پر دال ہے کہ ایجاد و اعدام پر
اُسکو پوری قدرت ہے اور اس پر کہ وہ غنی ہے علی الاطلاق کیونکہ جس وقت وہ زمین کے خراب کرنے
کا قصد کرے گا تو اُسکو قبض کر لے گا اور اُسکو زائل کر دے گا اور آسمانوں کے تخریب کا ارادہ کرے گا
تو اُسکو مثل لپیٹے ہوئے کاغذ کے جمع کر دے گا کچھ حدیثیں اس باب کی اول گزر چکی ہیں وفی الباب
احادیث و آثار تقتضی حمل الآیۃ علی ظاہرہا من دون تکلف لتاویل ولا تعسف بقال وقیل پہر اللہ پاک نے
اپنے نفس مقدس کی تنزیہ فرمائی سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ یعنے وہ پاک اور برتر ہے اُن معبودوں
سے جنکو مشرک لوگ اُس کے واسطے شریک ٹہیراتے ہیں باوجود اس قدرت عظیم و حکمت باہرہ کے بالجملہ

جبکہ اللہ پاک نے آسمان وزمین کے فنا ہونے کا ذکر کیا تو نفخ صور کا ذکر فرمایا وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ع اور پہونکا گیا نرسنگا پہر بے ہوش ہوگرا جو کوئی ہے آسمانون مین اور زمین مین مگر جس کو پہر پہونکا گیا دوسری بار پہر تبہی وہ کہڑے ہوگئے دیکہتے اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دہرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا اُن مین انصاف سے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا اس نے اور اُس کو خوب خبر ہے جو کرتے ہین ف ایک بار نفخ صور ہے عالم کے فنا کا دوسرا ہے زندہ ہونے کا پہر تیسرا ہے بیہوشی کا بعد حشر کے چوتہا خبردار ہونے کا اُس کے بعد اللہ کے سامنے ہوجاوین گے ف۲ گواہ ہر وقت کے نیک لوگ احوال بتادین گے بُرون کی بُرائی اور بہلون کی بہلائی جو دیکہتے تہے ف۳ یعنے گواہ آتے ہین اُن کے الزام دینے کو نہین تو اللہ پر کیا چہپا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی خبر دیتا ہے روز قیامت کی اور اُن بڑی بڑی نشانیون کی اور ہولناک زلزلون کی جو اُس مین ہوسنگے پس قول تعالی ونفخ فی الصور تا من شاء اللہ سے مراد دوسرا نفخہ ہے اور یہی نفخہ صعق ہے اور اسی سے آسمان وزمین والون مین کے زندہ لوگ مر جائین گے مگر وہ جنکو اللہ چاہے گا جیسا کہ حدیث مشہور صور مین یہ بات مصرح ومفسر آئی ہے پہر باقیون کی روح قبض کی جائے گی یہان تک کہ سب مرنے والون کے پیچہے ملک الموت مرینگے اور تنہا رہ جائے گا حی قیوم جو کہ اول تہا اور وہی باقی رہے گا ساتہ دوام و بقاء اور فرمائے گا لمن الملک الیوم تین بار پہر آپ ہی خود کو جواب دے گا تو فرمائے کا للہ الواحد القہار مین وہ ہون جو تنہا تہا اور مقہور کیا مین نے ہر شئے کو اور حکم کیا فنا کا ہر چیز پر پہر سب سے اول حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور انکو حکم دیگا کہ صور مین دوسری پہونک پہونکین یہ تیسرا نفخہ نفخۃ البعث ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ یعنی وہ زندہ ہوجائین گے بعد اسکے کہ ہڈیان اور ریزے ریزے ہوگئے تہے روز قیامت کے ہولون کو دیکہتے ہون گے کما قال تعالی فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ وقال عز وجل يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا وقال تعالی وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ امام احمد نے یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا ایک شخص کو کہ اُس نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

کہ تم کہتے ہو قیامت قائم ہوگی فلان فلان مدت تک حضرت عبد اللہ نے فرمایا البتہ مقرر قصد کر لیا مین نے کہ حدیث نہ کرون تم کو کسی شے کی مین نے تو صرف یہ کہا ہے کہ عنقریب تم دیکھو گے بعد ذرا سی مدت کے ایک امر عظیم کو پہر حضرت عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نکلے گا دجال بیچ میری امت مین پہر وہ ٹہیرے گا اُن مین چالیس مین نہین جانتا ہون کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس یا چالیس رات پہر بہیجے گا اللہ تعالی عیسی ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کو گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہین پہر وہ غالب ہون گے پس ہلاک کر دے گا اُسکو اللہ تعالی پہر ٹہیرین گے لوگ بعد اُس کے سات برس نہین ہوگی درمیان دو آدمیون کے عداوت پہر بہیجے گا اللہ تعالی ایک سرد ہوا شام کی طرف سے پہر باقی نہ رہے گا کوئی جس کے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر وہ ہوا اُسکو قبض کرے گی یہان تک کہ اگر ہوتا ایک اُن کا کسی پہاڑ کے جگر مین تو البتہ وہ اُس پر داخل ہوتی حضرت عبد اللہ نے کہا کہ مین نے سنا ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور باقی رہ جائین گے بد لوگ خفت مین پرندون کے اور عقلون مین درندون کے نہ پہچانین گے کسی نیک بات کو اور نہ بُرا جانین گے کسی بُری بات کو پہر متمثل ہوگا اُن کے واسطے شیطان تو کہے گا الا تستجیبون یعنی تم کیون نہین کہا مانتے ہو پہر اُن کو بُت پوجنے کا حکم دے گا تو وہ اُن کو پوجین گے وھم فی ذلک دار رزقھم حسن عیشھم یعنی اس حال مین ان کی روزی فراخ اور گذران اچہی ہوگی پہر پہونکا جائے گا صور مین تو نہ سُنے گا اُسکو کوئی الا اصغی لیتا ورفع لیتا یعنے مگر جہکائے گا گردن کی ایک جانب کو اور اٹہائیگا دوسرے کو پہلے پہل جو اُسکو سُنے گا وہ ایک شخص ہوگا جو اپنے حوض کی اصلاح و درستی کرتا ہوگا تو وہ بیہوش ہو جائے گا پہر کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہ بیہوش ہوگا پہر بہیجے گا اللہ تعالی یا نازل کرے گا ایک باران گویا وہ طل ہے یعنی شبنم یا ظل نعمان راوی نے شک کیا ہے تو اُس سے لوگون کے جسم اُگین گے پہر اُس مین اور پہونک پہونکی جائے گی تو ناگاہ وہ کہڑے ہوے دیکہتے ہون گے پہر کہا جائے گا اے لوگو آؤ طرف اپنے رب کے وقفوھم انھم مسئولون یعنی ٹہیراؤ اُن کو اُن سے پوچہ ہوگی کہا پہر کہا جائے گا نکالو بعث نار کا یعنی اُن لوگون کو آگ کے جو دوزخ مین بہیجے جائین گے کہا پہر کہا جائے گا کہ کس قدر تو کہا جائے گا کہ ہر ایک ہزار سے نو سو ننانوے فیومئذ تبعث الولدان شیبا یعنی اس دن مبعوث ہونگے بچے بڈہے ویوم یکشف عن ساق یعنی اُس دن پنڈلی کہولی جائے گی انفرد بإخراجه مسلم فی صحیحه بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تہے کہ آپ نے فرمایا درمیان دو نفخون کے چالیس ہین لوگون نے کہا ای ابو ہریرہ چالیس دن مین انکار کرتا ہون کہا چالیس برس کہا مین انکار کرتا ہون کہا چالیس مہینے کہا مین انکار کرتا ہون آدمی بوسیدہ ہو جائیگی ہر شے انسان سے مگر عجب ذنب

نزدیک شرزین کی مظہری نے کہا کہ مراد اُس کی طول بقا ہو یا وہ نہین کہ وہ مطلقا بوسیدہ ہی نہین ہوتی کیونکہ یہ بات خلاف محسوس ہے واللہ اعلم کذا فی مجمع البحار ١٢ منہ

انکی اسی مین خلق مرکب کی جانے گی ابو یعلی نے عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جبرئیل
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کا پوچھا وَنُفِخَ فِي الصُّورِ الآیہ وہ کون ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے نہین چاہا کہ اُن کو
بیہوش کرے کہا وہ شہدا ہین گردن مین لٹکائے ہون گے اپنی تلوارین گرد عرش اُس کے کو پہنے کو
آئینگے اُن کو فرشتے قیامت کے دن یاقوت کی عمدہ اونٹنیان لیے ہوئے جنکی مہار نرم تر ہون گے حریر سے
درازی ان کے قدمون کی درازی ابصار رجال کی ہوگی سیر کرین گے جنت مین کہین گے وقت دراز ہونے
سیر کے چلو ہم کو طرف ہمارے رب کے تاکہ ہم دیکھین کس طرح فیصلہ کرتا ہے درمیان اپنی خلق کے ہنسیگا
ان کی طرف معبود میرا جس وقت ہنسا طرف کسی بندے کو کسی مقام مین تو اُس پر کچھ حساب نہین ہے
رجاله كلهم ثقات الا شيخ اسمعيل بن عياش فانه غير معروف والله سبحانه وتعالى
اعلم قولہ تعالیٰ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا یعنی روشن ہوجائیگی زمین جس وقت کہ حق جل وعلا تجلی
فرمائے گا واسطے خلائق کے فصل قضا کے لیے وَوُضِعَ الْكِتَابُ یعنی اور رکھی جائیگی کتاب یعنی وہ کہ کتاب اعمال
کی وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ یعنی اور لائے جائینگے نبی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ
گواہی دینگے امتون پر اس بات کی کہ انہون نے اللہ کی رسالتین انکو پہونچا دین وَالشُّهَدَاءِ
یعنی اور لائے جائینگے گواہ فرشتون مین سے جو کہ نگہبان تھے بندون کے اعمال خیر وشر پر وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ یعنی فیصلہ کیا جائے گا درمیان ان کے عدل سے اور ان پر ظلم
نہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا
وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ وقال تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا اسی لیے یہان پر
فرمایا ہے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ الآیہ یعنی ہر نفس کو پورا دیا جاوے گا بدلا اُس کی خیر وشر کا جو اُس
نے کیا ہے اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہین ف فتح البیان کا بیان فائدہ یہ ہے کہ اس آیت
مین نفخ فی الصور سے پہلا نفخہ مراد ہے اور صور وہ نرسنگا ہے جس مین اسرافیل علیہ السلام پھونکینگے
اسکا بیان کئی بار گذر چکا ہے کہا ہے کہ حضرت اسرافیل کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی ہون گے اس لیے
کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
ان صاحبي الصور بايديهما او في ايديهما قرنان يلاحظان النظر حتى يومران اخرجه ابن ماجة یعنی
بیشک دو صاحب صور اُن کے ہاتھون مین دو قرن ہین ملاحظہ کر رہے ہین نظر کا یہان تک کہ امر کیے
جائین ابو داؤد مین حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب صور کا ذکر

کہا اور فرمایا کہ اس کی سیدھی جانب جبریل اور اس کی بائیں طرف میکائیل علیہ السلام ہوں گے قرطبی نے اس کو ذکر
کیا ہے **صعق** کے یہ معنی ہیں کہ آسمان و زمین والوں کی عقلیں زائل ہو جائیں گی پھر وہ غش کہا کر پڑیں گے کسی نے
کہا کہ مر جائیں گے **واحدی** کہتے ہیں مفسرین نے کہا ہے کہ مر جائیں گے خوف اور گبراہٹ اور شدت آواز سے اہل
سموات و ارض **جمہور نے** صور بسکون واو پڑہا ہے و قتادہ و زید بن علی نے بفتح واو جمع صورۃ کی **استثنا**
الا من شاء اللہ میں متصل ہے اور مستثنی حضرت جبریل و حضرت میکائیل و حضرت اسرافیل و حضرت ملک الموت علیہم السلام
ہیں کسی نے کہا کہ رضوان و حاملین عرش علی و خازنین جنت و نار اور حور عین ہیں کسی نے کہا کہ تنہا باری تعالی یہ قول حضرت
حسن کا ہے اس میں نظر ہے اس لیے کہ من فی السموات و من فی الارض فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن کا استثنا
کیا ہے وہ آسمان و زمین والوں سے ہیں کیونکہ استثنا متصل ہے اور باری تعالی حیز و مکان سے پاک ہے ہاں حضرت حسن
کے قول کی بنا پر یہہ بات متعین ہو گی کہ استثنا منقطع ہو کسی نے کہا کہ مستثنی زبانیہ ہیں کسی نے کہا کہ عقارب و حیات اہل
نار ہیں یہ دو قول اول جو مذکور ہوا ہے اس میں آگئے **بخاری و مسلم** وغیرہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ یہود کے ایک شخص نے مدینہ کے بازار میں کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے برگزیدہ کیا موسی کو بشر پر پس
انصار کے ایک شخص نے اپنا ہاتھ اٹھایا پھر اسکو طمانچہ مارا اور کہا کیا تو یہ کہتا ہے حالانکہ ہم میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم ہیں پھر میں نے یہہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا ہے ونفخ
فی الصور الی قولہ ینظرون پس میں اول ان لوگوں کا ہوؤں گا جو اپنے سر اٹھائیں گے تو ناگاہ میں کیا دیکھوں گا
کہ موسی پکڑنے والے ہیں ایک پایہ عرش کے پایوں سے سو میں نہیں جانتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے پہلے اپنا سر اٹھا لیا یا
وہ ان میں سے تھے جن کا اللہ نے استثنا کیا ہے اور شہدا کی حدیث اول گذر چکی ہے جس کو ابو یعلی نے اور دار قطنی
نے افراد میں اور ابن منذر اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا اور ابن مردویہ و بیہقی نے شعب میں مرفوعا روایت کیا ہے
اور سعید بن منصور و عبد بن حمید نے قول ابو ہریرہ سے یعنی موقوفا **حضرت انس** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے الا من شاء اللہ کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جبرئیل و میکائیل و ملک الموت و اسرافیل
وحملۃ العرش ہیں اخرجہ الفریابی و ابن جریر و ابو نصر السجزی فی الابانۃ **ابن منذر** نے حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا وہ حضرت موسی علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ وہ اس سے پہلے بیہوش ہو چکے
تھے یہاں **ایک اشکال** ہے جس کو بعض سلف نے وارد کیا ہے وہ یہ ہے کہ نص قرآنی تو اس پر دال ہے کہ یہ استثنا
بعد نفخہ صعق کے ہے یعنی نفخہ اولی جس میں وہ لوگ مر جائیں گے جو روئے زمین پر باقی رہے ہوں گے اور حدیث متقدم اس پر
دال ہے کہ وہ نفخہ بعث کے بعد ہے اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت موسی ان میں سے ہوں جو کہ منجملہ انبیا نہیں مرے
سو یہ احتمال باطل ہے بسبب صحت انکی وفات کے **قاضی عیاض** نے کہا احتمال ہے کہ یہ صعقہ فزع ہو بعد نشر کی جبکہ پھر

و آسمان شق ہو جائینگے پس آیتین اور حدیثین باہم متوافق ہو جائینگی **قرطبی** نے کہا اُس کو وہ بات رد کرتی ہے جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہون گے سو یہ جو ہوگا سو وقت نفخہ بعث کے ہوگا نیز یہ ہو کہ چار نفخے ہو جائینگے حالانکہ ثقات نے اُسکو نقل نہین کیا ہے **شہاب** نے کہا پس جس شخص نے صعق کو اُس غشی پر حمل کیا ہے جو کہ ایک نفخت ہو گی بعد نفخۃ البعث کے واسطے ڈرانے اور رعب ڈالنے کے سو اُس کا کلام مردود ہے بسبب اُن باتون کے جس کو تم پہچان چکے ہو منجملہ امر غریب بات یہ ہے کہ بعض نے نفخون کو بسبب حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پانچ ٹھیرایا ہے وقد سمعنا بمن زاد فی الطنبور نغمۃ ولم نسمع بمن زاد فی الصور نفخۃ یہ ایک مثل ہے یعنی ہم نے یہ تو سنا ہے کہ کسی نے طنبور مین نغمہ زیادہ کیا اور اُس شخص کو نہین سنا جس نے صور مین نفخہ زیادہ کیا **قرطبی** نے کہا جو بات اشکال کو دور کرتی ہے وہ ہے جو ہمارے بعض مشائخ نے کہی ہے کہ موت عدم محض نہین ہے بہ نسبت انبیاء و شہداء کے کیونکہ وہ تو زندہ موجود ہین گو ہم اُن کو نہین دیکھتے ہین پھر جس وقت نفخۂ صعق ہو ...کا جائے گا تو جو لوگ آسمان و زمین مین ہین وہ سب بیہوش ہو جائینگے اور غیر انبیاء کا صعق تو موت ہے اور انبیا کا صعق غشی ہے پھر جب نفخۂ بعث کا ہو گا تو جو مر گئے ہین وہ زندہ ہو جائینگے اور جن پر غشی طاری ہو گئی تھی وہ افاقہ پا جائینگے اسی لیے صحیح مین واقع ہوا ہے پس مین اول اُن لوگون کا ہون گا جو افاقہ پائینگے کیفیت نفخ صور مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین وہ بہت سی ہین اس مقام مین سلیمان جمل نے ابن الوردی وغیرہ سے وہ اقوال ذکر کیے ہین جو کہ صور کی صورت و ہیئت و تعداد نفخات مین آئے ہین تفسیر سے انکو کچھ تعلق نہین ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ جائز ہو کہ اخری محل رفع مین ہو اس بنا پر کہ نائب فاعل ہو نفخ کا اور وہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای نفخ فیہ نفخۃ اخری یہی جائز ہے کہ محل نصب مین ہو اور نائب فاعل کلمہ فیہ ہو فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ یعنی پھر پھونکی جائیگی صور مین اور پھونک تو ناگاہ ساری خلق اپنے پاؤن پر کھڑی ہوئی دیکھتی ہوگی اُس شے کو جو اُس سے کہی جائے گی یا انتظار کرتی ہوگی اس کا استثنا اس مین بھی لحاظ کیا گیا ہے اس واسطے کہ جو نہین مرے ہین جیسے حور عین تو اُن کے واسطے یہ نہین کہا جائے گا **آیت** کریمہ اس پر دال ہے کہ نفخے دو ہین ایک تو موت کا دوسرا بعث کا جمہور اس پر ہین کہ تین ہین اول فزع کا جیسا کہ فرمایا ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ دوسرا موت کا تیسرا اعادے کا جمہور نے قیام بہ رفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے اور ینظرون محل نصب مین ہے بنا بر حال زید بن علی نے قیاما بنصب پڑھا ہے بنا بر حال اور خبر ینظرون ہے اور حال مین عامل وہ شے ہے جس نے اذا فجائیہ مین عمل کیا کسائی نے کہا جیسے تم کہتے ہو خرجت فاذا زید جالسا قولہ تعالیٰ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا اشراق بمعنی اضاءت ہو یعنی روشن ہونا جس وقت سورج روشن ہوتا ہے تو بولتے ہین اشرقت الشمس اور جب طلوع ہوتا ہے

تو کہتے ہیں اشرقت الارض سے مراد ارض سے عرصات قیامت ہے یعنی وہ جدید زمین جس کو اللہ تعالی اُس وقت ایجاد کرے گا تاکہ لوگ اُس پر حشر کیے جائیں دنیا کی زمین اُس سے مراد نہیں ہے نور رب ہا حضرت حسن وغیرہ نے کہا بعدل ربہا ضحاک نے کہا بحکم ربہا معنی یہ ہیں کہ زمین روشن ہو جائے گی بسبب اُس عدل کے جس کو اللہ تعالی دنیا و زمین والوں کے قائم کرے گا اور بسبب اُس حق کے جس کے ساتھ اُن میں فیصلہ فرماوے گا پس عدل تو نور ہے اور ظلم تاریکیاں ہیں کسی نے کہا یہ اُس وقت ہوگا کہ رب تبارک و تعالی تجلی فرماوے گا واسطے فصل قضا کے درمیان اپنی خلق کے پس باہم ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں گے اور نہ جھگڑیں گے اُس کے نور میں جس طرح کہ مخالفت و جھگڑا نہیں کرتے ہیں سورج میں جس دن کہ ابر ہو صاف روشن ہو کسی نے کہا کہ اللہ پاک ایک نور پیدا فرماوے گا قیامت کے دن جس سے زمین پر اس کو چمکا دے گا تو زمین اُس سے روشن ہو جاوے گی یہ نور نور آفتاب و ماہتاب کے سوا ہوگا اُس سے کوئی مانع نہیں ہے کہ نور اپنے حقیقی معنے پر محمول کیا جائے اس لیے کہ اللہ سبحانہ تعالی تو نور السموات والارض ہے جمہور نے اشرقت بصیغہ معروف اور حضرت ابن عباس و ابو الجوزا و عبید بن عمیر نے بصیغہ مجہول پڑھا ہے **قولہ تعالی** وَوُضِعَ الْكِتَابُ کسی نے کہا کہ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے قتادہ نے کہا کہ مراد وہ کتابیں اور صحیفے ہیں جن میں بنی آدم کے اعمال ہیں پس کوئی تو اپنے دست راست میں لینے والا ہے اور کوئی دست چپ میں مقاتل نے بھی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ یہ وضع استعارہ ہے ہو کہ محاسب کتاب محاسبہ کو اپنے روبرو رکھتا ہے یعنی رکھی جاوے گی کتاب واسطے حساب کے وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ کا یہ مطلب ہے کہ انبیاء علیہم السلام لائے جائیں گے طرف موقف کے پھر وہ پوچھے جائیں گے اُس شے سے جس کے ساتھ اُن کی اُمتوں نے اُنکو جواب دیا وَالشُّهَدَاءِ یعنی اور لائے جائیں گے گواہ جو کہ گواہی دیں گے امتوں پر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے جیسا کہ اس آیت میں ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کسی نے کہا مراد شہداء سے وہ لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالی کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں پس وہ گواہی دیں گے قیامت کے دن واسطے ہر شخص کے جس نے اللہ کے دین کو دفع کیا ہے یہ قول سدی کا ہے کسی نے کہا کہ مراد فرشتگان حافظین اعمال ہیں کما قال تعالی وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ یہ قول ابن زید کا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبیین سے مراد رسل ہیں اور شہدا سے مراد وہ لوگ ہیں جو گواہی دیں گے واسطے اُن کے رسالت پہونچانے کی نہ ہوگا اُن میں کوئی نعان زطعان یعنی لعن و طعن کرنے والے گواہ نہ ہوں گے دوسرا لفظ اُن کا شہداء کی تفسیر میں یہ ہے کہ گواہی دیں گے رسالت کے پہونچانے کی اور امتوں کے جھٹلانے کی اُن کو جبکہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ وہ ہر حق والے کو اس کا حق پہونچاوے گا تو اس مضمون کو چار عبارتوں میں ادا فرمایا پہلی عبارت یہ ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ یعنی درمیان بندوں کے عدل و صدق کے ساتھ فیصلہ کیا جاوے گا دوسری

[illegible]

یہ ہے وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ یعنی اس حال مین کہ ان کے ثواب کچھہ کم نہ کیا جائے گا اور نہ جس عقاب کے وہ مستحق ہین اُس پر کچھہ زیادتی کی جائے گی آیت کو نفی ظلم کے ساتھ ختم کیا جس طرح کہ اثبات عدل کے ساتھ اسکو شروع فرمایا تھا تیسری عبارت یہہ ہے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ یعنی پورا دیا جائے گا ہر نفس جزا خیر و شر کی جو اسنے کیا ہے چوتھی یہہ ہے وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ یعنی وہ خوب جانتا ہے اس شے کو جو وہ کر رہے ہین دنیا مین نہ کسی کاتب و حاسب کا محتاج ہے نہ کسی گواہ و شاہد کا نیاز مند اس لیئے وہ تو اُن کے افعال و اعمال کی مقادیر و کیفیات کا عالم ہے پس بھول چوک کا اُسمین داخل ہونا ممتنع ہے کذا قال الکرخی قرطبی نے کہا اور باوجود اس کے پھر نامۂ اعمال اور گواہ گواہی دین گے واسطے الزام حجت کے انتہی یعنی کتاب جو رکہی جائے گی اور انبیاء و شہدا لائے جائینگے سو صرف واسطے کامل کرنے حجت کے اور قطع کرنے عذر و معذرت کے **غرضکہ** اس سب سے اجمالاً یہ معلوم ہوا کہ ہر نفس کو اسکی کمائی کا بدلا پورا پورا ملیگا پھر اللہ پاک نے اسکی تفصیل ذکر کی پس ارشاد فرمایا وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○ اور ہانکے گئے جو منکر تھے دوزخ کو جتھے جتھے یہان تک کہ جب پہونچے اسپر کھولے گئے اُس کے دروازے اور کہنے لگے اُن کو داروغہ اسکے کیا نہ پہونچے تھے تم پاس رسول تم مین کے پڑھتے تمپر باتین تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولے کیون نہین پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکرون پر حکم ہوا کہ پیٹھو دروازون مین دوزخ کے سدا رہنے کو اس مین سو کیا بری ہے جگہ رہنے کی غرور والون کو انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ خبر دیتا ہے اشقیای کفار کی حال کی کہ وہ کیونکر ہانکے جائینگے طرف نار کے اور وہ جو ہانکے جائینگے سو سخت ہانکنے کر ساتھ زجر و تہدید و وعید کے کما قال تعالیٰ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا یعنی وہ دھکے دیے جائینگے دھکے دینے کر اور باوجود اس کے وہ پیاسے ہونگے کما قال عز و جل يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا اور وہ اس حال مین اندھے بہرے گونگے ہونگے اُن مین سے بعض لیٹے منہ کے بل چلینگے کما قال تعالیٰ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا قولہ تعالیٰ حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا یعنی یہان تک کہ جس وقت وہ پہونچے اُسکو تو مجرد اُن کے پہونچنے کے طرف جہنم کے کھولے جائینگے اُن کے لیے دروازے اس کے جلدی سے تاکہ اُن کے واسطے عقوبت کی جلدی کی جائے پھر اُس کے دار و غہ یا یہ فرشتون مین کے جو کہ سخت خو اور سخت قوی ہین بطور ڈانٹنے و دھمکا

کے اُن سے کہینگے اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ الآیہ یعنی کیا نہین آئے تمہارے پاس رسول تمہاری جنس کے جنسے
.... بات چیت کرنے پر اور اُن سے اخذ کرنے پر تم قادر تھے یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ پڑہتے تم پہ باتین
تمہارے رب کی یعنے قائم کرتے تم پر حجتین براہین صحت پر اُس شے کی جس کی طرف اُنہون نے تم کو بلایا وَ
یُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا یعنی اور ڈراتے تم کو اس دن کی برائی سے بس کفار انکو جواب دینگے
بَلٰی یعنے مقرر ہمارے پاس آئے اور ہم کو ڈرایا اور براہین حجتین ہم پر قائم کین وَلٰکِنْ حَقَّتْ الآیہ یعنی ہمنے
اُنکو جہٹلایا اور اُنکی مخالفت کی بسبب اُس شقاوت سابقہ کے جس کے ہم مستحق تھے جب تو ہم نے میل کیا حق
سے طرف باطل کے جس طرح کہ اللہ عز وجل نے انکی طرف سے دوسری آیت مین خبر دی ہو کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْھَا
فَوْجٌ سَاَلَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ
مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ
السَّعِیْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِھِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ مطلب یہ ہو کہ دوزخی اپنی جانون پر ملامت
کرنے کو لوٹ پڑے اور پشیمان ہوئے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا اب دفع ہون دوزخ والے اور نقصان و زیان مین
پڑین اور اس جگہ اللہ پاک نے یون فرمایا قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا یعنی ہر شخص جو انکو
دیکھے گا اور اُنکے حال کو جانے گا تو وہ اُن پر اس بات کی گواہی دیگا کہ وہ عذاب کے مستحق مین اسی لیے اس قول
کی نسبت کسی قائل معین کی طرف نہین کی بلکہ اُس کو مطلق چہوڑا تاکہ یہ اطلاق اس پر دال ہو کہ اُن پر اس
بات کا شاہد ہونا کہ وہ اُس عذاب کے مستحق ہین جس مین وہ ہین بسبب اُس حکم کے ہے جو کہ عادل نے جاری کر
دیا ہے اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے یون فرمایا قیل ادخلوا الآیہ یعنی اُن سے کہدیا گیا کہ تم داخل ہو دوزخ
کے دروازون مین درانحال کہ تم ہمیشہ ہمیشہ اُس مین رہنے بسنے والے ہو تمہارے واسطے نہ اُس مین
کسی طرح کا نکلنا ہے نہ تم کو وہان سے کسی طرح کا زوال ہے فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ سو تمہارا کیا برا مصیر ہے
اور کیا برا مقیل ہے یعنی دوزخ نہایت درجہ بری پہر آنے کی جگہہ اور لیٹنے کی جگہہ ہے بسبب اُسکے کہ دنیا مین
تم نے تکبر کیا اور حق کی پیروی کرنے سے باز رہے سو اسی نے تم کو پہونچایا طرف اُس عذاب کے جس مین تم ہو
پس کیا برا حال ہے اور کیا برا مآل و انجام **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کافر لوگ جہنم کی
طرف درشتی و سختی سے ہانکے جاوینگے اس حال مین کہ وہ متفرق جماعتین ہونگی بعض پیچہے بعض کے
ابو عبیدہ و اخفش نے کہا زمرا کے یہ معنی ہین کہ جماعتین متفرق ہونگی بعض اُن کے پیچہے بعض کے زمر
کا واحد زمرہ ہے زمرہ مشتق ہے زمر سے زمر کہتے ہین آواز کو چونکہ جماعت غالبا آواز سے خالی نہین
ہوتی ہے اس لیے جماعت و گروہ کا نام زمرہ رکہدیا یہ **کلمہ حتی** وہ ہو جس کے بعد جملے حکایت کیے جاتے ہین

إِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا یعنی کفار جہنم کی طرف سختی سے ہانکے جائینگے گروہ گروہ کر کے یہان تک کہ جس وقت وہ اس کے پاس پہونچین گے تو اُس کے دروازے کھولے جائین گے تاکہ اس مین داخل ہون یہ سات دروازے ہین اس سے پہلے بند تھے سورہ حجر مین اسکا بیان گزر چکا ہے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا الآیہ خزنہ جمع ہے خازن کی جیسے سدنہ جمع ہے سادن کی منکم سے مراد من انفسکم و من جنسکم ہے یومکم سے مراد وقت شدت ہے سارا روز قیامت مراد نہین ہے زمخشری نے کہا کہ استعمال یوم و ایام کا اوقات شدت مین مستفیض آیا ہے یعنی استعمال یوم و ایام کا سختی کے اوقات مین محاورہ عرب مین مشہور و معروف ہے مطلب یہ ہو کہ وقت داخل ہونے دوزخ کے توبیخ و سرزنش کرنے کو فرشتے کفار سے کہین گے کیون جی کیا تمہارے پاس رسول نہین آئے تھے تم مین کے تمہاری جنس کے کہ پڑھتے تم پر آیتین تمہارے رب کی جن کو اس نے تم پر نازل کیا اور ڈراتے تم کو اس شدت کے وقت کے ملنے سے جس مین تم پہونچے ہو پس کفار اعتراف و اقرار کا جواب دین گے اور جس جھگڑے کے ساتھ دنیا مین بہانہ جوئی کیا کرتے تھے اس پر قادر نہ ہون گے کیونکہ حال کھل گیا جہل و باطل کی رات گذر گئی حق و یقین کا دن روشن ہو گیا اسی لیے یون کہا بلیٰ یعنی بیشک رسول اللہ کی آیتین لے کر ہمارے پاس آئے اور اُس عذاب سے ہم کو ڈرایا جس کی ہم ملاقات کرین گے ولیکن ثابت ہوا کلمہ عذاب کا کافرون پر مراد کلمے سے یہ آیت ہے لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ رہی یہ بات کہ علینا نہ فرمایا علی الکافرین کہا اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہہ مین رکھا سو منظور بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ جو عذاب کے مستحق ہوئے سبب اس کا اُن کا کفر ہے پھر جب انہون نے یہ اقرار کیا تو اُن کے واسطے کہا گیا فرشتون کی طرف سے جو کہ اُن کے عذاب پر موکل و مقرر ہین ادخلوا ابواب جہنم الآیہ یعنی تم داخل ہو جہنم کے دروازون مین جو کہ تمہارے واسطے کھولے گئے ہین تاکہ تم اس مین داخل ہو اس حال مین کہ تمہارا خلود اور ہمیشہ رہنا اُس مین مقدر کیا گیا ہے خالدین حال مقدرہ ہے فبئس مثوی المتکبرین مخصوص بالذم محذوف ہے ای بئس مثواہم جہنم اور الف لام جنسی ہے اور یہان بھی اسم ظاہر یعنی متکبرین کو بجائے مثواکم کے رکھا سو اس سے بھی مقصود بیان کرنا اُن کے کفر کا سبب ہے کہ جس کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق ہوئے وہ سب کفر یہی اُن کا تکبر کرنا ہے اتباع حق سے ثوی کے معنے اقام ہے اور مثوی بمعنے جائے اقامت اس کی تحقیق کئی جگہہ گزر چکی ہے جبکہ اللہ پاک نے اول کافرون اور اُن کے ہانکے جانے اور نکلنے کا حال بیان کیا طرف جہنم کے تو بعد اس کے متقی لوگون کا اور اُن کے ہانکے جانے کا حال ذکر کیا طرف جنت کی پس ارشاد فرمایا وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ

أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

الربع ۵

اور ہانکے گئے جو ڈرتے رہے تھے پروردگار اپنے سے بہشت کو جتھے جتھے یہان تک کہ جب پہونچے اُس پر اور کہولے گئے اُس کے دروازے اور کہنے لگے اُن کو دار وغہ اُس کے سلام پہونچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو پس پیٹہو اس مین سدا رہنے کو اور وہ بولے شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہم کو اس مین کا گہر پکڑ لین بہشت مین سے جہان چاہین سو کیا خوب نیگ ہے محنت کرنے والون کا اور تو دیکھے فرشتے گہر رہے ہین عرش کے گرد پاکی بولتے ہین اپنے رب کی خوبیان اور فیصلہ ہوا ہے اُن مین انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا **ف** اُن کو حکم ہے کہ جہان چاہین رہین لیکن ہر کوئی وہی جگہہ چاہے گا جو اُس کے واسطے رکہی ہے **ف** فرشتون مین فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک تدبیر بولتا ہے پہر اللہ تعالی ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب ہوتا ہے اور قیامت مین بہی انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے حال سے سعداے مومنین کے جبکہ وہ ہانکے جائین گے نفیس وعمدہ اونٹنیون پر وفد ہو کر طرف جنت کے ایک جماعت کہ اول مقرب لوگ ہونگے پہر ابرار نیک لوگ پہر وہ جو اُن سے قریب ہین پہر وہ جو اُن سے متصل ہین ہر گروہ ہمراہ اُن لوگون کے ہوگا جو اُس کے مناسب ہین انبیا ہمراہ انبیا کے اور صدیق لوگ اپنے امثال کے ساتہ اور شہدا اپنے اشباہ کے ہمراہ اور علما اپنے ہمسرون کے ساتہ ہر صنف مع صنف کے ہر گروہ بعض اُس کا بعض کے مناسب ہوگا یہان تک کہ جب وہ پہونچین گے طرف دروازون جنت کے بعد مجاوزت صراط کے تو روکے جائین گے ایک پل پر جو کہ درمیان جنت ونار کے ہے پہر بدلا لیا جائے گا واسطے اُن کے اُن مظلومون کا جو درمیان اُن کے تہے دنیا مین یہان تک کہ جب پاک صاف کر دیے جائین گے تو اُن کو اذن دیا جائے گا دخول جنت مین **حدیث** صور مین وارد ہوا ہے کہ مومنین جس وقت پہونچین گے طرف دروازون جنت کے تو مشورہ کرین گے حق مین اس شخص کے جو کہ اذن مانگے واسطے اُن کے دخول مین پس قصد کرین گے آدم کا پہر نوح کا پہر ابراہیم کا پہر موسیٰ کا پہر عیسیٰ کا پہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہم اجمعین کا جس طرح کہ اُنہون نے عرصات قیامت مین کیا وقت طلب شفاعت اپنی کے طرف اللہ عزوجل کے تاکہ آئے گا واسطے فصل قضا کے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ظاہر ہو جائے سارے بشر پر سارے مقامات مین **صحیح مسلم** مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین اول شفیع ہون جنت مین مسلم کے ایک لفظ مین یون ہے انا اول من یقرع باب الجنۃ **امام احمد** نے عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آؤن گا مین دروازہ جنت پر قیامت کے دن پہر دروازہ کہولنے کی دعوت

کرون گا تو خازن کہے گا کون ہے مین کہون گا محمد کہا پہر وہ کہے گا تیرا ہی مجکو حکم ہوا تہا کہ کہو لون واسطے کسی کے
قبل تیرے رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِسَنَدِہٖ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِہٖ ۳۔ امام احمد
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ
جو داخل ہوگا جنت مین صورتین ان کی چاند کی صورت پر ہون گی بدر کی رات مین نہین تہوکین گے وہ اس مین
اور نہ وہ ناک سنکین گے اس مین اور نہ پاخانہ پہرین گے اس مین برتن ان کے اور کنگہیان ان کی سونا اور روپا
اور عود دان ان کی انگوٹہی ہے اور پسینا ان کا مشک ہے اور واسطے ہر ایک کے ان مین سے دو بیبیان ہین جنکی
پنڈلی کا گودا دکہائی دیگا گوشت کے ورے سے مارے حسن کے ان کے آپس مین نہ کسی طرح کا اختلاف ہوگا اور نہ
کسی طرح کا بغض دل ان کے ایک دل پر ہون گے تسبیح کرین گی اللہ تعالی کی صبح وشام رَوَاہُ
اَلْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ بِاَسَانِیْدِ ھِمَا وَکَذَا رَوَاہُ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۴۔ حافظ ابو یعلی نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ جو جنت
مین داخل ہون گے چاند کی صورت مین بدر کی رات مین اور وہ لوگ جو ان سے متصل ہین روشنی مین اس
تارے کی جو کہ نہایت درجہ روشن ہو آسمان مین پیشاب نہ کرین گے اور نہ پاخانہ پہرین گے اور نہ تہوکین گے
اور نہ ناک سنکین گے کنگہیان انکی سونا ہے اور پسینا ان کا مشک ہے اور عود انکی انگوٹہی ہے اور بیبیان انکی
حور عین ہین یعنی بڑی آنکہون والی عورتین جنکی آنکہون کی سپیدی وسیاہی گہری ہوگی اخلاق انکا ایک
شخص کے خلق پر صورت پر اپنے باپ آدم کے ساٹہ گز طول مین وَاَخْرَجَاہُ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ
۵۔ زہری نے عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے
فرمایا کہ داخل ہوگا جنت مین میری امت سے ایک زمرہ وہ ستر ہزار ہون گے روشن ہونگے چہرے ان کے
مثل روشن ہونے چاند کے شب بدر مین پس عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے پہر عرض کیا یا رسول
اللہ آپ اللہ سے یہ دعا کرین کہ وہ مجھے ان مین سے کر دے تو آپ نے فرمایا اے اللہ تو اس کو کر دے
ان مین سے پہر کہڑا ہوا ایک شخص انصار مین کا پہر عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ سے یہ دعا کرین کہ
وہ مجھے کر دے ان مین سے تو آپ نے فرمایا سبقک بہا عکاشہ یعنی عکاشہ اس کلمے کو ساتہ تجہ سے سبقت
کر گیا اَخْرَجَاہُ وَقَدْ رُوِیَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ فِی السَّبْعِیْنَ اَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ
حِسَابٍ اَلْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَعِمْرَانَ بْنِ
حُصَیْنٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَرِفَاعَۃَ بْنِ عَرَابَۃَ الْجُھَنِیِّ وَاُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

اجمعین ۶۔ **بخاری ومسلم** نے عن ابی حازم عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ داخل ہون گے جنت مین میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھہ پکڑنے والا ہوگا بعض اُنکا بعض کو یہان تک کہ داخل ہوگا اول اُنکا اور پچھلا اُنکا جنت مین چہرے اُن کے صورت پر چاند کے شب بدر مین ۷۔ **ابو بکر بن ابی شیبہ** نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے وعدہ کیا مجھ سے میرے رب عز وجل نے کہ داخل کرے گا جنت مین میری امت مین سے ستر ہزار کو ہر ہزار کے ساتہ ستر ہزار جنپر نہ کسی طرح کا حساب ہے نہ عذاب اور تین لپین میرے رب عز وجل کی لپون سے وکذا رواہ الولید بن مسلم بسند عن ابی امامۃ وغیرہ رواہ **الطبرانی** عن عتبۃ بن عبد السلمی ثم مع کل الف سبعین الفا ویروی مثلہ عن ثوبان وابی سعید الانماری ولہ شواہد من وجوہ کثیرۃ **قولہ تعالی**

حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا الآیہ یہان جواب اذا کا مذکور نہین ہوا تقدیر جواب یہ ہے سعدوا وطابوا وسروا وفرحوا بقدر کل مایکون لہم فیہ نعیم یعنی یہ ہین کہ جس وقت متقی لوگ جنت کے پاس آئین گے اور یہ امور ہون گے یعنی اُن کے اکرام وتعظیم کے لیے جنت کے دروازون کا کہولنا اور ملائکہ خازنین جنت کا بشارت وسلام وثنا کے ساتہ انکا استقبال کرنا جس طرح کہ داروغہ نار توبیخ وسرزنش وملامت کے ساتہ کفار کا استقبال کرین گے پس جب یہ امور ہون گے تو متقی لوگ سعید وبہرہ مند وشادان وفرحان ہون گے بقدر ہر اس شے کے جس مین اُن کے واسطے نعیم وراحت وعیش ہوگا جبکہ اس جگہہ جواب اذا کا حذف کیا جائے گا تو رجا وامید مین ذہن ہر طرف جائے گا اور جس کسی نے یہ زعم کیا کہ وفتحت ابوابہا مین واو ثمانیہ ہے اور اس نے اس پر استدلال کیا کہ جنت کے دروازے آٹہہ ہین تو مفسرائن نے ابعاد وتجہہ کیا اور نزع مین اغراق کیا جنت کو آٹہہ دروازے ہونا سو یہ صحیح حدیثون سے مستفاد ہوتا ہے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی خرچ کرے زوجین اپنے مال سے اللہ کی راہ مین تو وہ بلایا جائے گا دروازون سے جنت کے اور واسطے جنت کے دروازے ہین پس جو شخص ہوگا نماز والون سے تو وہ بلایا جائے گا دروازہ نماز سے اور کوئی ہوگا صدقہ وخیرات کرنے والون سے تو بلایا جائے گا دروازہ صدقہ سے اور جو کوئی ہوگا جہاد والون سے تو بلایا جائے باب جہاد سے اور جو کوئی ہوگا روزے والون سے تو بلایا جائے گا باب ریان سے پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ما علی احد من ضرورۃ دعی من ایہا دعی فہل یدعی منہا کلہا احد یعنی نہین ہے کوئی ضرورت وحاجت اُس شخص پر جو کہ سارے دروازون سے بلایا جائے اسواسطے کہ اگر وہ ایک دروازے

اس جگہہ لیے حضرت نقصان بہ عادہ کہ سب مقام قول اسکے کا ہو انتظار ہر عطا القدیر ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالی

سے بلایا گیا تو اُس کا مقصود حاصل ہوگا مقصود یہی جنت مین داخل ہونا ہے اور باوجود اس کے کہ اُسپر کوئی ضرورت اسکی نہین ہے کہ سب دروازون سے بلایا جاوے پہر آیا کوئی ایسا ہے کہ وہ سب سے بلایا جاوے گا تو آپ نے فرمایا ہان اور امید کرتا ہون اس کی کہ تو ان مین سے ہووے رواہ البخاری ومسلم من حدیث الزہری صحیحین مین سہل بن سعد رضے اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلے اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین آٹھہ دروازے ہین اُن مین سے ایک دروازہ ہے نام رکہا جاتا ہے ریان داخل نہ ہوون گے اُس مین مگر روزہ دار لوگ صحیح مسلم مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے تم مین سے کوئی کہ وضو کرے پہر مبالغہ کرے یا پہر کامل کرے وضو کو پہر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مگر کہولے جاوینگے واسطے اس کے آٹھون دروازے جنت کے داخل ہو جون سے دروازے سے چاہے حسن بن عرفہ نے حضرت معاذ رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا کنجی جنت کی لا الہ الا اللہ ہے ذکر جنت کے دروازون کی فراخی کا نسأل اللہ الکریم من فضلہ العظیم ان یجعلنا من اہلہا بکرمہ العمیم آمین صحیحین مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل شفاعت مین مروی ہے پس فرمائے گا اللہ تعالی اے محمد داخل کر اُس شخص کو جسپر کسی طرح کا حساب نہین ہے تیری امت سے دروازہ راست سے اور وہ شریک ہین لوگون کے دوسرے دروازون مین قسم ہے اسکی جس کے ہاتہہ مین محمد کی جان ہے بیشک مابین دو کواڑون کے کواڑون جنت سے مابین دو بازو دروازے کی البتہ جیسا کہ درمیان مکہ وہجر کے ہے یا ہجر و مکہ کے اور ایک روایت مین کہ و بصری ہے ۲ صحیح مسلم مین عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ انہون نے لوگون کو خطبہ سنایا تو اسکر مین کہا اور البتہ مقرر ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ مابین دو کواڑون کے جنت کے کواڑون سے چالیس برس کی راہ ہے اور البتہ آئے گا اُس پر ایک دن اور وہ پر ہوگا مارے اژدحام کے ۳ مسند مین عن حکیم بن معاویہ عن ابیہ رضے اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ ۴ عبد بن حُمید نے عن ابی سعید رضے اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ مابین دو کواڑون کے جنت مین البتہ چالیس برس کی راہ ہے قولہ تعالی وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ یعنی پاک ہوئے تمہارے اعمال و اقوال اور پاکیزہ ہوئی تمہاری سعی و کوشش اور پاک ہوئی تمہاری جزا جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا اس بات کا کہ ندا کی جائے درمیان مسلمانون کے بعض غزوات مین کہ بیشک جنت مین داخل نہ ہوگا مگر نفس مسلم ایک روایت مین

مومن ہے **قولہ تعالیٰ** فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ یعنی داخل ہو جنت مین درآن حال کہ ہمیشہ رہنے والے ہو اُس مین نہ نہین وہان سے نقل کرانا چاہین گے اور جب جنت مین وہ ثواب وافر و عطای عظیم و نعیم مقیم و ملک کبیر معاینہ کرینگے تو اُس وقت یون کہین گے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ یعنی سب خوبی ہے اُس اللہ کو جس نے سچا کیا ہم سے وہ وعدہ جو اپنے رسل کرام کی زبانون پر کیا تھا جس طرح کہ دنیا مین انہون نے یہ دعا کی تھی رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ نِ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ **قولہم** وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ الآیہ ابو العالیہ و ابو صالح و قتادہ و سُدی و ابن زید نے کہا کہ مراد ارض سے ارض جنت ہو پس یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ اسی لیے انہون نے یون کہا نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ یعنی جہان ہم چاہتے ہین نزول کرتے ہین سو کیا خوب اجر ہمارا اجر ہے اپنے عمل پر **۱ صحیحین** مین حدیث الزہری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصۂ معراج شریف مین مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا داخل کیا گیا مین جنت مین تو ناگاہ اس مین گنبد ہین موتیون کے اور ناگاہ مٹی اُس کی مشک ہے **۲ عبد بن حمید** نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابن صائد سے جنت کی مٹی کا پوچھا تو اُس نے کہا درمکۃ بیضاء مسک خالص یعنی میدہ سپید مشک خالص ہے تو آپ نے فرمایا اُس نے سچ کہا کَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ **۳** نیز مسلم نے حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ ابن صائد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جنت کی مٹی کا پوچھا تو آپ نے فرمایا درمکۃ بیضاء مسک خالص **۴ ابن ابی حاتم** نے وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الآیہ کی تفسیر مین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہانکے گئے یہان تک کہ پہونچے طرف دروازون جنت کی تو اُن کے نزدیک ایک درخت پایا جس کے تنہ کے نیچے سے دو چشمے نکل رہے ہین پھر اُن مین سے ایک کی طرف قصد کیا پھر اُس سے طہارت کی تو تازگی نعیم اُن پر جاری ہوئی پھر بعد اُس کے نہ کبھی اُن کے چہرے غبار آلودہ ہوے اور نہ اُس کے پیچھے اُن کے بال کبھی پریشان ہوے گویا انہون نے تیل لگایا ہے پھر قصد کیا طرف دوسرے چشمے کے گویا اُن کو اُس کا حکم کیا گیا تو اُس سے پیا سو اُن کے شکمون مین رنجش یا خس و خاشاک جو کچھ تھا اُس کو دور کر دیا اور جنت کے دروازون پر فرشتون نے اُن کا استقبال کیا یہ کہتے ہوے کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین اور ہر غلمان نے اپنے صاحب کا استقبال کیا اُس کے گرد پھرے

جس طرح کہ بچے اپنے رشتہ دار قریب کے ساتھ کرتے ہین جو کہ سفر سے آیا ہو تو خوش ہو جا مقرر اللہ نے تیری واسطے کرامت کے ایسا ایسا تیار کر رکھا ہے مقرر اللہ نے تیرے لیے کرامت کے ایسا ایسا مہیا کر رکھا ہے اور ایک غلام اس کے غلمان سے جاتا ہے طرف اُس کی بیبیوں کے جو کہ حور عین مین سے ہین تو کہہ رہا ہے یہ فلان شخص ہے اسکا نام لے کر جو دنیا مین تہا سو وہ کہتی ہین تو نے اُسکو دیکھا ہے تو وہ کہتا ہے ہان پہر خوشی اُنکو برانگیختہ کریگی یہان تک کہ وہ نکل آئین گے دروازے کی دہلیز تک کہا پہر وہ آوے گا تو کیا دیکھتا ہے کہ تکیے صف بصف لگے ہوئے ہین آبخورے رکھے ہوئے ہین مسندین بچھی ہوئی ہین کہا پہر وہ نظر کرے گا طرف تاسیس اپنے بنیان کے تو کیا دیکھتا ہے قد اسس علی جندل اللؤلؤ بین احمر و اخضر و اصفر و ابیض و من کل لون پہر اپنی نظر اُٹھاوے گا طرف اس کی چہت کے سو اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ نے اُسکو اُس کے لیے مقدر کیا ہے تو البتہ قریب ہوتا کہ اُس کی بینائی کو لے جائے وہ تو البتہ بجلی سا ہے پہر نظر کرے گا اپنی بیبیون کی طرف جو کہ حور عین مین کی ہین جنکی بڑی بڑی آنکھین نہایت درجہ گہری سیاہی و سپیدی پہر تکیہ لگا کر بیٹھے گا کسی چھپر کہٹ پر اپنے چھپر کہٹون سے پہر کہے گا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا و ما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ الآیہ پہر ابن ابی حاتم نے مسلمہ بن جعفر بجلی سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا ابو معاذ بصری کو وہ کہتے تہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تہے تو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے جس وقت وہ نکلین گے اپنی قبرون سے تو استقبال کیے جاینگے یا لائی جاینگی اونٹنیان جن کے پر ہونگے اور اُنپر سونے کے کجاوے ہون گے تسمے انکی جوتیون کے نور ہوگا جو کہ چمک رہا ہوگا ہر قدم اُن کا درازی نگاہ ہوگا پہر وہ پہونچین گے طرف ایک درخت کے جس کی جڑ سے دو چشمے اُبل رہے ہونگے تو اُن مین کے ایک سے تو پئین گے تو وہ دہو ڈالے گا اُس میل کچیل کو جو اُن کے شکمون مین ہوگا اور دوسرے سے نہائین گے پہر بعد اُس کے نہ اُن کے چہرے غبار آلودہ ہون گے کبہی اور نہ اُن کے بال اور جاری ہوگی اُنکی تازگی نعیم کی پہر وہ پہونچین گے یا پہر آئین گے جنت کے دروازے پر تو ناگاہ ایک حلقہ ہے یاقوت سرخ کا سونے کے پترون پر پہر وہ اُس حلقے سے اُس چہوٹے پتر پر ضرب لگائین گے تو اُسکی ایک جہنکار سنائی دیگی اے علی پہر پہونچ جائے گی ہر حور کو یہ بات کہ اُس کا خاوند آگیا پہر وہ بہیجے گی اپنے قیم کو یعنی داروغہ کارکن کو تو اُس کے واسطے کہولے گا یعنے دروازہ پہر جب اُس کو دیکھے گا تو اُس کے لیے گر پڑے گا سلمہ کہتے ہین مین گمان کرتا ہون ابو معاذ کو کہ انہون نے کہا ساجدا یعنی یہ مومن اُس داروغہ کو دیکھ کر سجدے مین گر پڑے گا پہر وہ کہے گا کہ تو اپنا سر اُٹھا لے کیونکہ مین تو تیرا قیم ہون تیرے کام پر مقرر کیا گیا ہون پہر وہ اُس کے ساتھ ہو جاویگا اور اُس کے پیچہے پیچہے چلے گا پہر اُس حور کو عجلت برانگیختہ کرے گی تو وہ موتی و یاقوت کے خیمون سے نکل آویگی

یہان تک کہ اُس ہی معانقہ کرے گی پہر کہے گی تو میرا دوست ہی اور مین تیری دوست ہون اور مین وہ ہمیشہ رہنے والی ہون کہ نہین مرون گی اور وہ آسودہ ہون کہ مفلس ہوُن گی اور وہ خوش ہنسنے والی ہون کہ خفا نہ ہوؤن گی اور وہ اقامت گزین ہون کہ کوچ نہ کرون گی پہر وہ داخل ہوگا ایک ایسے گہر مین جس کی بنیاد سے اُس کی چہت تک ایک لاکہہ گز کا فاصلہ ہی بنا اُس کی موتیون کے تختے ہ تہر ہین زرد و سبز و سرخ جن مین سے کوئی تہر اپنے ساتہی کا ہمشکل نہین ہی اُس گہر مین ستر تخت ہین ہر تخت پر ستر گدیلے ہین ہر گدیلے پر ستر بیبیان ہین ہر بی بی پر ستر حلّے ہین حلّون کے اندر سے اُس کی پنڈلی کا گودا دکہائی دے رہا ہے پورا کرے گا جماع ان سب کا ایک رات کی مقدار مین تمہاری راتون سے یہ نہر مین ہین ان کے نیچے سے بہ رہی ہین تہرین ہین مار غیر آسن کی کہا صاف پانی کی جس مین کچہ کدورت نہین ہے اور نہرین ہین دودہ کی جس کا مزا نہین بگڑا کہا جو نہین نکلا تہنون سے اور نہرین ہین شراب کی لذت ہے پینے والون کو کہا جس کو نہین نچوڑا آدمیون نے اپنے قدمون سے اور نہرین ہین عسل مصفیٰ کی کہا جو نہین نکلا مہوک کے شکمون سے چنے گا میوے پہر اگر چاہے گا تو کہڑے ہو کر اور اگر چاہیگا تو بیٹہہ کر اور اگر چاہے گا تو تکیہ لگا کر پہر یہ آیت پڑہی وَدَانِیَۃً عَلَیْہِمْ ظِلَالُہَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُہَا تَذْلِیلًا پہر چاہیگا کہانا تو آوینگے اُسکے پاس سفید یا سبز پرند پہر وہ اپنے بازو اٹہا دینگے تو کہا لیگا ان کے پہلو سے جس قسم کا کہانا چاہیگا پہر اُڑ جائینگے تو چلا جائیگا پہر داخل ہوگا فرشتہ تو کہیگا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَنْ تِلْکُمُ الْجَنَّۃُ اُوْرِثْتُمُوْہَا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور اگر ایک بال حور کے بالون سے گر پڑے زمین مین تو البتہ روشن کرے سورج اس کے ساتہ سیاہی ہوگی نور مین یہ حدیث غریب ہی اور گویا مرسل ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ وَتَرَى الْمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ الآیہ جبکہ اللہ پاک نے اپنے حکم ذکر کیا اہل جنت و نار مین اور یہ بات بیان کی کہ اس نے ہر ایک کو اُس جگہ مین اُتارا ہے جو اُس کے لائق و صالح و مناسب ہے اور وہ اس مین ایسا عادل ہے کہ جور نہین کرتا ہے تو پہر فرشتون کی خبر دی کہ وہ عرش مجید کے گرد گہرنے والے ہین تسبیح کرتے ہین اپنے رب کی حمد کے ساتہ متلبس ہو کر اور اُس کی تمجید و تعظیم و تنزیہ و تقدیس کرتے ہین نقائص و جور سے اور قضیہ فیصل ہو چکا اور امر جاری کیا گیا اور ساتہ عدل کے حکم ہو چکا اسی لیے اللہ عز و جل نے یون فرمایا وَقُضِیَ بَیْنَہُمْ یعنی درمیان خلائق کے حق کے ساتہ فیصلہ کیا گیا پہر فرمایا وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی سارا کون بولا اُس کے ناطق اور بیجان نم واسطے اللہ رب العالمین کے ساتہ حمد کے اُس کے حکم و عدل مین اور اسی لیے قول کی نسبت کسی قائل کی طرف نہین کی بلکہ اُس کو مطلق چہوڑا تو اس نے اس پر دلالت کی کہ ساری مخلوقات نے اُس کے واسطے شہادت دی ساتہ حمد کے قتادہ نے کہا کہ اللہ پاک نے خلق کو شروع کیا ساتہ حمد کے ابتدا اس قول مین الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور اختتام کیا ساتہ حمد کے اپنے اس قول مین وَقُضِیَ بَیْنَہُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان میں فاتح یہ ہے کہ سیق الذین اتقوا الآیۃ کے یہہ معنی ہین کہ ہانک لائے متقی لوگون کو فرشتے ہانکنا
اعزاز و تشریف و تکریم کا مراد اس سوق سے اُن کا جلد لانا ہے طرف دار کرامت و رضوان کے جس طرح کہ اُس
شخص کو لاتے ہین جس کا اکرام و اعزاز کیا جاتا ہے اُن لوگون مین سے جو کہ بعض ملوک کے پاس واسطے زیارت
و طلب عطا کے آتے ہین اور اول سوق جو دوزخیون کے بارے مین گزر چکا ہے مراد اُس سے اُنکا ہانکنا ہے
طرف عذاب کے ساتھہ ذلت و خواری کے جس طرح کہ قیدی کے ساتھہ معاملہ کیا جاتا ہے جبکہ اُس کو قید کی یا قتل
کی طرف ہانک لے جاتے ہین ان دونون ہانکنے مین بڑا فرق ہے وہ کہان اور یہ کہان وہ تو عذاب نیران
کی طرف ہے اور یہ روضۂ رضوان کی طرف یہہ سوق جو دونون جگہہ لایا گیا منجملہ بدائع انواع بدیع ہے وہ یہ ہے
کہ اللہ پاک ایک کلمہ حق مین کفار کے لاتا ہے تو وہ دال ہوتا ہے ان کی ذلت و عقاب پر اور وہی کلمہ بعینہ
مومنون کے حق مین لاتا ہے تو دلالت کرتا ہے اُن کے اکرام و اعظام پر ساتھہ حسن ثواب کے فسبحان
من انزلہ معجز المبانی متمکن المعانی عذب الموارد و المثانی کسی نے کہا کہ کلام بنا بر حذف
مضاف ہے ای سیقت مراکبہم یعنی انکی سواریان ہانکی گئین کیونکہ وہ نہین لائے جائین مگر سواریون پر
سوار جیسا کہ حدیثون مین وارد ہوا ہے معنی زمر کے اول گزر چکے ہین یعنے گروہ گروہ لائے جائین گے مثلاً
اہل نماز علیحدہ اور اہل صوم جدا اور اہل صدقہ الگ اسیطرح اور اعمال صالحہ والے جواب اذا کا محذوف
ہے مبرد نے کہا تقدیر یہہ ہے سعدوا و فتحت یعنی یہان تک کہ جس وقت وہ جنت کے پاس آئین گے تو بہرہ مند کیے
جائینگے اور اسکے دروازے کہولے جائینگے زجاج نے کہا قول میرے نزدیک یہہ ہے کہ جواب محذوف ہے
تقدیر کہ حتی اذا جاؤہا و کانت ہذہ الاشیاء التی ذکرت دخلوہا یعنی یہان تک کہ جب وہ آئین گے جنت کو
اور یہ چیزین ہون گی جن کا ذکر ہوا تو وہ اُس مین داخل ہون گے پس جواب دخلوہا ہے اور اس لیے حذف
کیا گیا کہ کلام مین اس پر دلیل ہے اخفش و کوفی اس کے قائل ہین کہ جواب فتحت ہے اور حرف واو زائد ہے بصریون
کے نزدیک یہ قول خطا ہے اسواسطے کہ واو حروف معانی سے ہے تو وہ زائد نہ ٹہیرایا جائے کسی نے کہا کہ
زیادتی واو کی اس پر دلیل ہے کہ دروازے اُن کے لیے کہولے گئے قبل اسکے کہ وہ آئین بسبب انکی
کرامت و عزت کے اللہ تعالی پر تقدیر یہہ ہے حتی اذا جاؤہا و ابوابہا مفتحۃ یعنے یہان تک کہ وہ آئے
اُس کو اور اُس کے دروازے کہلے ہوئے تھے بدلیل اس آیت کریمہ کے جَنّٰتُ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ
الْاَبْوَابُ اور اہل نار کے قصے مین واو اسواسطے حذف کیا گیا کہ وہ ٹہیرائے گئے نار پر اور بعد انکو
ٹہیرنے کے اُن کے دروازے کہولے گئے واسطے ذلیل کرنے کے اور ڈرانے کے نحاس نے اس کے
معنے ذکر کیے ہین منسوب کر کے طرف بعض اہل علم کے نحاس نے کہا مین نہین جانتا ہون کہ اس سے پہلے کسی نے

اس کی طرف سبقت کی ہو اس قول کی بنا پر واو حالیہ ہوگا بتقدیر قد کے لے جاؤ ہا وقد فتحت لہم الابواب کسی نے
کہا کہ واو ثمانیہ ہے عرب کی یہ عادت تہی کہ عدد مین یون کہا کرتے تہے خمسۃ ستۃ سبعۃ وثمانیۃ اس کا بیان
سورہ برات مین پورے طور پر گذر چکا ہے اور سورۂ رعد مین بہی جنت کے آٹہہ دروازے ہونے مین صحیحین
وغیرہما مین حدیثین وارد ہوئی ہین کتاب مثیر ساکن الغرام الی روضات دار السلام تالیف
سیدنا ابو الوفا الصدیق صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی احوال جنت مین احسن واجمع کتب ہے یہ کتاب
بزبان عربی ہے مطبوع ہو کر دست برد طلبۂ علم ہو چکی ہے بعد اس کے بنظر نفع عام ایک کتاب اردو مین -
ہادی القلب السلیم نام اسی باب مین تالیف فرمائی یہ بہی عجب مسند کتاب ہے طبع ہو کر مطبوع خاص و عام
ہوئی جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء بالجملہ پہر اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ جنت کے خزانچی مومنون پر سلام کرین گے
پس ارشاد فرمایا وقال لہم خزنتہا سلام علیکم یعنی سلامتی ہے تم کو ہر آفت سے بعد اس کے اب
کوئی مکروہ تمکو پیش نہ آئے گا طبتم پاک رہتے تم دنیا مین شرک و معاصی کے چرک سے میلے کچیلے نہ ہوتے
مجاہد نے کہا طبتم بطاعۃ اللہ کسی نے کہا بالعمل الصالح معنے ایک ہین کسی نے کہا طاب لکم المقام یعنی پاکیزہ
ہوا واسطے تمہارے مقام کسی نے کہا طابت حالکم وحسنت یعنی اچھا ہوا تمہارا حال دخول جنت کو
سبب ٹہیرایا طیب وطہارت کے اس لیے کہ وہ گہر ہے طیبین کا اور جائے اقامت ہے طاہرین کی اللہ سبحانہ نے
ہر میل کچیل سے اس کو مطہر کیا ہے اور ہر گندگی سے اس کو پاک صاف فرمایا ہے سو اس مین داخل ہوگا
مگر وہی جو اس سے مناسب ہو اور اس کی صفت کے ساتہہ موصوف ہوگا مقاتل نے کہا جبکہ جہنم کے پل کو قطع کر چکیں گے
تو ایک پل پر روکے جاوین گے جو کہ درمیان جنت و نار کے ہے پہر بدلا لیا جاوے گا واسطے بعض کے بعض
سے ان مظالم کا جو ان کے آپس مین تہے یہان تک کہ جس وقت پاک صاف کر دیئے جاوین گے تو رضوان
ورضوان کے اصحاب ان سے یون کہین گے سلام علیکم بخاری نے اس حدیث قنطرہ کو اپنے جامع صحیح
مین بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کیا ہے یہہ حدیث بنہایت طویل ہے فادخلوہا
خالدین یعنی اب تم داخل ہو جنت مین در الحال کہ مقدر کیا گیا ہے تمہارا ہمیشہ رہنا اس مین پس
اہل جنت اس وقت کہین گے الحمد للہ الآیہ یعنی سب خوبی ہے اللہ کو جس نے سچا کیا ہم سے وعدہ اپنا
وعدہ بعث کا اور جنت کے ساتہ ثواب دینے کا اپنے اس قول مین تلک الجنۃ التی نورث من
عبادنا من کان تقیا اور جس نے وارث کیا ہم کو ارض کا مراد ارض سے زمین جنت ہے یہ قول قتادہ و ابو العالیہ
کا ہے گویا وہ ان کے غیر سے ان کی طرف آ گئے سو وہ اس کے مالک ہو گئے اور اس مین تصرف
کیا جس طرح کہ وارث تصرف کرتا ہے اس شے مین جس کا وہ وارث ہوتا ہے پس اس معنی کی بنا پر کلام

مین مجاز ہے کسی نے کہا وہ وارث ہوئے اُس زمین کے جو اہل نار کے واسطے تہی اگر وہ مومن ہوتے اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے اس قول کی بنیاد پر وراثت اپنے حقیقی معنے پر ہے کسی نے کہا کہ مراد ارض سے ارض دنیا ہے اور کلام مین تقدیم و تاخیر ہے جملہ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ حال ہے اور نا کی ضمیر سے یعنی وارث کیا ہمکو زمین جنت کا در انحال کہ ہم ٹہیراتے ہین اُس مین منازل و مقامات سے جو چاہتے ہین جہان چاہتے ہین اس سے نہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی شخص اپنے غیر کے مکان کو پسند کر لے گا اس واسطے کہ جنت مین تو ہر ایک کو ایسی فراخ و حسین و حاجت سے زیادہ جنت ملے گی کہ بیان سے باہر ہے سو وہ اپنی ہی جنت مین جہان چاہے گا ٹہکانا پکڑے گا اپنے غیر کے جنت کی طرف اُسے حاجت نہ ہوگی کسی نے کہا کہ امت محمدی سب امتون سے پہلے جنت مین داخل ہوگی سو یہ لوگ جہان چاہین گے اُترین گے یعنی ان مین سے ہر ایک کو اختیار دیا جائے گا واسطے اُسکی تکریم کے کہ جہان چاہے اُترے اگرچہ وہ اختیار نہ کرے گا مگر اُس شے کو جو اُس کے لیے قسمت کی گئی ہے زمین اور امتین سو وہ داخل ہون گی بعد امت محمدی کے تو وہ ان مکانون مین اُترین گی جو اُس سے بچے ہون گے کسی نے کہا کہ جنت دو قسم کی ہے ایک تو جسمانی جنتین ان مین احتمال مشارکت کا نہین ہے دوسری روحانی جنتین اُن کا حصول ایک کے واسطے مانع نہین ہے اُنکے حصول سے واسطے دوسرون کے فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ مخصوص بالمدح محذوف ہے ای فنعم اجر العاملین الجنۃ یہ قول تتمہ قول اہل جنت ہے یعنے وہی جنت والے کہتے ہین کہ جب ہمارے عیش کا یہ حال ہے کہ ہم جہان چاہتے ہین اُترتے ہین جس مکان مین چاہتے ہین رہتے بستے ہین کسی طرح کی روک ٹوک نہین ہے سو کیا خوب مزدوری ہے ان کی جنہون نے دنیا مین نیک کام کیے بہ بہشت عنبر سرشت کسی نے کہا کہ یہ قول اللہ پاک کے قول سے ہے جبکہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے درجات عالیات کا ذکر کیا جو اُن کو عطا ہونے تو بعد اس کے ان اہل کرامات کا بیان کیا جنکو عبادات سے کوئی شے باز رکھنے والی نہین ہے پس خطاب کو اشرف خلق کی طرف پہیر کر ارشاد فرمایا وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ اس واسطے کہ اس رؤیت کا حق سوا آپکے اور کسی سے ادا نہین ہو سکتا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھے گا تو اس دن فرشتون کو اس حال مین کہ وہ احاطہ کرنے والے گہیرنے والے قیام کرنے والے ہونگے ساتھ جمیع حقوق کے جو اُن پر ہین عرش کی جوانب سے جنکا احاطہ کرنا ممکن ہوگا بہر بسبب ان کے احاطہ کرنے کے تسبیح و تحمید و تقدیس کی آواز سنائی دی گی کلمہ من نے یہ بات سمجھائی کہ فرشتے باوجود اپنی کثرت کہ جس کا شمار سوا اللہ عزوجل کے اور کوئی نہین کر سکتا ہے عرش کے گرد کو نہ بہرین گے یہ قول اولی ہے بیضاوی کے اس قول سے کہ کلمہ من زیادہ ہے اخفش بھی اسی کے قائل ہین کہ زائد ہے۔ یا کلمہ

سن ابتدای غایت کا ہے یعنی ابتدا فرشتون کے احاطہ کرنے کی گرد عرش سے وہان تک ہے جہان تک اللہ پاک نے چاہا ہے معنی یہ ہین کہ اُس دن دیکھنے والا اُن کو باین صفت دیکھے گا حافین جمع ہے حاف کی قالہ الاخفش ملائکہ کہتے ہین محدِق بالشی یعنی جو کوئی کسی شے کا احاطہ کرنے والا ہو تو وہ اسکا حاف ہے ماخوذ ہے حففت بالشی سے یہ جب کہو گے کہ تم اُس شے کا احاطہ کروگے اور یہ ماخوذ ہے حفاف سے بمعنی جانب ہے فرا نے کہا کہ حافین کا واحد نہین ہے اُس کے لفظ سے زمخشری نے بھی فرا کی پیروی کی ہے گویا ان دونون نے یہ خیال کیا کہ وجہ حاف نہین ہوسکتا ہے اس لیے کہ حفوف احداق و احاطہ بشئے ہے اور یہ متحقق نہین ہوتا ہے مگر جمع مین جملہ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ محل نصب مین ہے بنا بر حال حافین کی ضمیر سے یعنی وہ گھیرنے والے ہین گرد عرش سے اس حال مین کہ تسبیح کرنے والے ہین اُس کی حمد کے ساتھ متلبس ہو کر مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہین کسی نے کہا کہ یسبحون کے یہ معنی ہین کہ نماز پڑھتے ہین گرد عرش کے اپنے رب کے شکر کے واسطے یہ تسبیح تلذذ کی ہے تسبیح تعبد کی نہین ہے کیونکہ اس دن تکلیف زائل ہو جائے گی اور یہ اس بات کو مشعر ہے کہ اُن کا ثواب بعینہٖ یہی تسبیح ہے اور اس نے یہ بات بھی سمجھا دی ہے کہ درجات ولذات علیین کا سب سے بڑا استغراق ہے اللہ سبحانہ کی صفات مین اللهم ارزقنا آمین وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان ساری عباد وخلائق کے ساتھ عدل کے باین طور کہ بعض جنت مین اور بعض نار مین داخل کیے گئے کسی نے کہا درمیان انبیا کے جو کہ لائے گئے ساتھ شہدا کے اور درمیان انکی امتون کے کسی نے کہا درمیان فرشتون کے باین طور کہ اُن کو اُن کے منازل مین قائم کیا موافق اُنکے درجون کے والاول اولی وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قائل اس کے مومنین ہین اُنہون نے اللہ کی حمد کی اس پر کہ اُس نے فیصلہ کر دیا درمیان اُن کے اور اہل نار کے ساتھ حق کے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کسی نے کہا کہ اس کے قائل فرشتے ہین اُنہون نے اللہ پاک کی حمد کی اس پر کہ اُس نے حکم مین عدل کیا اور اسپر کہ اُس نے درمیان اپنے بندون کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا اللہ سبحانہ نے اس آیت کو حمد کے ساتھ شروع کیا اور اسی کے ساتھ ختم فرمایا مقصود اس سے آگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ ہر کام کی بدایت ونہایت مین اُس کی حمد کرنا چاہیے اور جبکہ پہلے حمد تو صدق وعدہ پر اور جنت کے وارث کرنے پر ہے اور یہ حمد حق کے ساتھ فیصلہ کرنے پر ہے تو اب اس مین کسی طرح کی تکرار نہین ہوئی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر آخر سورۂ زمر پڑھا تو منبر نے دو بار حرکت کی ذکرہ القرطبی رحمہ اللہ تعالی **ف** قولہ تعالی وتری الملائکۃ حافین الآیۃ مین دو احتمال ہین یا تو یہ قول واسطے شرح احوال ملائکہ کے ہے تو اب مین بعد واسطے بیان اس بات کے کہ اُن کا دار ثواب جوانب واطراف عرش

سلہ اپنے تمام امور کی وعا اس پر سبب غور پی اللہ کرو جو صاحب سارے جہان کا ہے

ملی ہے بعد شرح ثواب بشر کے اور بیان کرنے اس امر کے کہ اُن کا دار ثواب جنت ہے پس قولہ تعالی یسبحون بحمد
ربہم اس بات کو مشعر ہوگا کہ انکا ثواب بعینہ یہی تحمید و تسبیح ہو اور بزرگترین سعادات ثواب استغراق عقول عباد ہو درجات تنزیہ و منازل تقدیس میں
اور قولہ تعالی وقضی بینہم بالحق کے یہ معنی ہونگے کہ فیصلہ کیا گیا درمیان فرشتون کے ساتھ حق کے یہ بات بتانے
کو کہ وہ باب معرفت و طاعت مین درجات مختلف مراتب متفاوت پر ہین اور ہر ایک اُن مین کا اپنے مرتبے سے
آگے نہین بڑھتا ہے جو اُس کے واسطے مقرر کردیا گیا ہے پھر جب درمیان اُن کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا
تو اُنہون نے کہا الحمد للہ رب العالمین یعنے سب خوبی اللہ رب العالمین کو ہے اس پر کہ اُسنے درمیان ہمارے
حق کے ساتھ فیصلہ کیا یہان **ایک نکتہ نفیس ہے** وہ یہ ہے کہ جب فرشتون نے متقی لوگون کا باین
قول خطاب کیا کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین تو متقیون نے اس وقت یہ کہا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ
یعنی حمد ہے اللہ کو جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا جو باین لفظ کیا تھا کہ لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا
بالجنۃ بخلاف فرشتون کے کہ ان کے درمیان جبکہ حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا تو اُنہون نے یون کہا الحمد للہ
رب العالمین بسبب اس فیصلہ کے اللہ کی حمد نہ کی بلکہ اس واسطے اُس کی حمد کی کہ وہ رب العالمین ہے اور یہ اس
بات کو مشعر ہے کہ باب معرفت مین اُن کا طبقہ بلند تر ہے کیونکہ جس شخص نے منعم کی حمد کی بسبب اس کے انعام کے
جو اُس کی طرف پہونچنے والا ہے تو حقیقت مین اُس نے منعم کی حمد نہین کی اُس نے تو صرف انعام کی حمد کی رہا وہ
شخص جس نے اُس کی حمد کی بسبب اُس کی صفات کمال و علو شان و کبریائی کی سو بیشک باب معرفت مین اسکا
استغراق اتم ہے دوسرا احتمال یہ ہے کہ وتری الملائکۃ الآیۃ تتمہ شرح ثواب متقین سے ہو بیان اسکا یہ ہے کہ
یون کہین جبکہ متقیون نے الحمد للہ الذی صدقنا الآیہ کہا اور اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ جنت مین اللہ کی
حمد کے ساتھ مشغول ہین تو اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ جس طرح متقیون کا حرفہ جنت مین اشتغال ہے ساتھ
اس تحمید کے سو اسی طرح ملائکہ حافین حول العرش کا حرفہ اشتغال تسبیح و تحمید ہے پھر فرمایا وقضی بینہم بالحق
یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان بشر کے حق کے ساتھ کذا افادہ العلامۃ محی الدین شیخ زادہ رزقہ اللہ الحسنی وزیادہ

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ کہ سورہ زمر کی تفسیر محلہ امیر گنج مین بیوم ماہ ربیع الاول قریب
نصف شب یکشنبہ تمام ہوئی اللہ سبحانہ تعالی قبول فرمائے اور آئندہ لکھنے کی توفیق عطا فرماوے اللہم اغفر لنا
وتب علینا وارحمنا واحسن عواقبنا فی الامور کلہا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ آمین یا رب العالمین
وصلے اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ ما علمت وعدد ما علمت وعدد ما علمت والحمد للہ
اولا وآخرا وظاہرا وباطنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَۃُ غَافِر

اس سورۃ کو سورۃ المومن اور سورۃ الطول بھی کہتے ہین اس کی بیاسی آیتین ہین کسی نے کہا بیاسی قالہ القرطبی یہ سورت مکی ہے حضرت حسن و عطا و حضرت جابر و عکرمہ کے قول مین حضرت حسن نے فرمایا گر قولہ تعالیٰ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ اس واسطے کہ نماز ین مدینے مین نازل ہوئی ہین حضرت ابن عباس و قتادہ نے کہا مگر دو آیتین مدینے مین نازل ہوئی ہین اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ اور وہ آیت جو اسکے بعد ہے وَکَذَا نَصَّ عَلَیْہِ السُّیُوْطِیُّ فِی الْاِتْقَانِ وَفِیْ لُبِّ الْاُصُوْلِ فِیْ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اتاری گئی حٰم المومن مکے مین اَخْرَجَہُ ابْنُ مَرْدُوْیَہ واخرج ایضا عن ابن الزبیر مثلہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ساتون حوامیم نازل کی گئین مکے مین اخرجہ ابن الضریس والنحاس والبیہقی فی الدلائل حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نازل ہوئین حوامیم ساری مکے مین اَخرجہ ابن مردویہ والدیلمی **فضیلت** ۱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ نے عطا کین مجھ کو سات حوامیم بجائے توراۃ کے اور عطا کین مجھ کو الرآت طواسین تک بجائے انجیل کے اور عطا کین مجھ کو وہ جو درمیان طواسین کے ہین حوامیم تک بجائے زبور کے اور فضیلت دی مجھ کو ساتھ حوامیم و مفصل کے نہین پڑہا ان کو کسی نبی نے قبل میرے اخرجہ محمد ابن نصر و ابن مَرْدُوْیَہ ۲ **حضرت** ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین بے شک واسطے ہر شے کے ایک لباب ہے اور بیشک لباب قرآن کا آل حٰم ہے اَخْرَجَہٗ اَبُوْعُبَیْدٍ فی فضائلہ ۳ **حضرت** ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ حوامیم دیباج قرآن ہین اخرجہ ابو عبید و ابن الضریس و ابن المنذر والبیہقی فی الشعب ۴ دوسرا لفظ ان کا یہ ہے اذا وقعت فی آل حٰم وقعت فی روضات دمثات اتانق فیہن اخرجہ ابو عبید و محمد بن نصر و ابن المنذر یعنی جس وقت مین واقع ہوتا ہون ان سورتون میں جو حٰم کے اول مین ہے تو مین واقع ہوتا ہون نرم زمین کے چمنون مین ان سے خوش ہوتا ہون اور ان کے محاسن و خوبیون مین لذت لیتا ہون ۵ **حضرت** انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حوامیم دیباج قرآن ہین اخرجہ ابو نعیم و ابو الشیخ والدیلمی ۶ **خلیل** بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حوامیم سات ہین اور دروازے دوزخ کے سات ہین آئے گی ہر حٰم ان مین سے تیسرے کی ایک دروازے پر ان

دروازون سے کہی گی اسے اللہ مت داخل کر اس دروازے سے اس شخص کو جو مجھ پر ایمان لاتا تہا اور مجھ کو پڑہتا تہا
اخرجه البیهقی فی الشعب ۸ سعد بن ابراہیم کہتے ہین کہ حوامیم کا نام عرائس کہا جاتا ہے یعنی دولہنیں
ہین رواه الدارمی فی مسنده ۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے جو شخص پڑہے حم المومن الیه المصیر تک اور آیۃ الکرسی جبکہ صبح کرے تو وہ محفوظ ہوگا بسبب اُن کی یہان
تک کہ شام کرے اور جو کوئی اُنکو پڑہے جبکہ شام کرے تو محفوظ ہوگا بسبب اُن کی یہان تک کہ صبح کرے اخرجه
ابوعبید و ابن سعد و محمد بن نصر و ابن مردویه والبیهقی فی الشعب ۹ حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ان مثل القران کمثل رجل انطلق یرتاد لاهله منزلا فمر
باثر غیث فبینما هو یسیر فیه و یتعجب منه اذ هبط علی روضات دمثات فقال عجبت من الغیث
الاول فهذا اعجب و اعجب فقیل له ان مثل الغیث الاول مثل عظم القران وان مثل
هؤلاء الروضات الدمثات مثل آل حم فی القران رواه حمید بن زنجویه و ابوعبید و البغوی
یعنی مثل قرآن کی مانند مثل اُس شخص کی کہ چلا تلاش کرتا ہے واسطے اپنی گہر والون کے منزل کو پس اُس نے گزر کیا بارش کے
اثر پر سو وہ اس اثنا مین کہ اسمین جا رہا تہا اور اُس سے تعجب کرتا تہا کہ ناگاہ اترا نرم زمین کے چمنون پر
تو بولا کہ مین نے تو اول بارش سے تعجب کیا تہا سو یہ تو اُس سے بہی نہایت درجہ خوب ہے پس اس سے کہا
گیا کہ اول بارش کی مثل تو مثل ہے اکثر قرآن کی اور مثل ان نرم زمین کے چمنون کی مثل ہے حم کی قرآن مین
۱۰ ابو عبیدہ کہتے ہین ہم کو حدیث کی حجبی نے کہا ہم کو حدیث کی مسعر بن کدام نے اُس شخص سے جس نے اُن کو
حدیث کی کہ ایک شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکہا کہ وہ ایک مسجد بنا رہے ہین تو اُن سے
کہا یہ کیا ہے فرمایا ابنیه من اجل آل حم یعنی مین اُس کو بناتا ہون واسطے آل حم کے شاید یہ مسجد جو
حضرت ابو الدرداء نے بنائی وہی مسجد ہو جو اُن کی طرف منسوب ہے اندر قلعہ دمشق کے اور شاید اُس کا حفظ و صیانت
انہین کی برکت سے ہو اور اُسکے کی برکت سے ہو جس کے واسطے وہ بنائی گئی کیونکہ یہ کلام اُنکا دال ہے نصر علی
الاعداء پر جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض غزوات مین اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا
کہ اگر تم شب خون مارے جاؤ رات مین تو کہیو حم لا ینصرون ایک روایت مین لا تنصرون ہے ۱۱
بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا
ہے جو کوئی پڑہے آیۃ الکرسی اور اول حم المومن کو تو وہ بچایا جائے گا اُس دن ہر بُرائی سے پہر بزار نے کہا
لا نعلمه یروی الا بهذا الاسناد و رواه الترمذی من حدیث الملیکی و قال تکلم فیه بعض
اهل العلم من قبل حفظه ف بعض سلف کے جن مین سے ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ ہین

مکروہ رکھا ہے اس بات کو کہ حوامیم کہین اور جو کہا جاتا ہے سو آل حم ہے کما رواہ ابو عبید علی ما ذکرہ الحافظ ابن کثیر
جوہری نے فرمایا کہ آل حم کئی سورتین ہین قرآن شریف مین اب رہا قول عامہ کا الحوامیم سو یہ کلام عرب
سے نہین ہے اسی کے حریری بھی قائل ہین درۃ الغواص مین اور ابو عبید نے کہا کہ الحوامیم علی غیر قیاس ہے اولیٰ
یہی ہے کہ ذوات حم جمع کی جائے انتہی پس مجموع اخبار و آثار و اقوال سے معلوم ہوا کہ ان سات سورتون کا نام حوامیم
رکھا جاتا ہے اور آل حم بھی اور ذوات حم بھی کہتے ہین تو ان سب مین استعمال ثابت ہوئی خلاف اس شخص کے
جس نے اول کا انکار کیا ہے لیکن یہ انکار ٹھیک نہین ہے اس لیے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کلام مین وارد ہوا تو ایسا انکار کی کیا وجہ ہے گو خلاف قیاس ہو اور اس کو زبان عوام پر لانا تو نہایت
درجہ کی بے ادبی ہے بلکہ اخص الخواص کا لفظ افصح ہے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ ۚ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ
ذِي الطَّوْلِ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ اِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۔ اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ
بخشنے والا اور توبہ قبول کرتا سخت مار دیتا مقدور کا صاحب کسی کی بندگی نہین سوا اس کے اسی کی طرف پھر
جانا ہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ فرماتے ہین کہا ہے کہ حم ایک اسم ہے اللہ عزوجل
کے اسماء سے اس باب مین ایک بیت پڑھی وہ یہ ہے ؎

يُذَكِّرُنِي حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ ۔۔۔ فَهَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ

اور حم اس حدیث مین وارد ہوا ہے جس کو ابوداؤد و ترمذی نے من حدیث الثوری عن ابی اسحق عن المہلب
بن ابی صفرہ روایت کیا ہے کہا مجھے حدیث کی اس شخص نے جس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے
تھے ان بيتم الليلة فقولوا حم لا ينصرون یہ اسناد صحیح ہے ابو عبید نے اختیار کیا ہے کہ یون
روایت کی جائے فقولوا حم لا ينصروا یعنی اگر تم اس کو کہو گے تو وہ مدد نہ دیے جائین گے لا ينصروا کو فقولوا
کی جزا ٹھیرائی ہے **قولہ تعالی** تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ یعنی اتارنا اس قرآن کا طرف سے اللہ کے
ہے جو کہ عزت و علم والا پس اس کی بارگاہ عالی جاہ کا کوئی قصد نہین کر سکتا ہے اور نہ ذرہ اس سے مخفی رہ
سکتا ہے گو اس کا حجاب کثیر ہو غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ یعنی بخشدیتا ہے اس گناہ کو جو گزر چکا ہے
اور توبہ قبول کرتا ہے آیندہ مین جبکہ اس کی طرف رجوع ہو اور اس کے سامنے عاجزی و فروتنی کرے
شَدِيدُ الْعِقَابِ یعنی سخت مار دینے والا ہے اس کو جس نے تمرد و سرکشی کی اور دنیا کو اختیار کیا

اور اللہ تعالیٰ کے حکمون سے باغی و سرکش ہو کما قال تعالیٰ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ اللہ پاک قرآن شریف مین اکثر جگہہ ان دو وصفون کو یکجا ذکر فرمایا کرتا ہے تا کہ بندہ درمیان خوف و رجا کے رہے **ذِی الطَّوْلِ** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ مراد طول سے سعت و غنا ہے یعنی فراخی و غنا والا ہے اسی طرح مجاہد و قتادہ نے بھی کہا ہے یزید بن الاصم نے کہا مراد خیر کثیر ہے عکرمہ نے کہا ذی المن ہے یعنی منت و احسان والا ہے نیز قتادہ نے کہا ذی النعم والفواضل ہے معنی یہ ہین کہ اپنے بندون پر تفضل و مہربانی کرنے والا ہے ان پر منت رکھنے والا ہے ساتھ ان منتون و انعامون کے جن مین وہ ہین جن مین سے ایک کی شکر کے ساتھ قیام کرنے کی بھی طاقت نہین رکھتے ہین وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا الآیہ

از دست و زبان کہ بر آید		کز عہدۂ شکرش بدر آید
بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش		عذر بدرگاہ خدا آورد

قو رحلیت غلطت **لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ** یعنی اُس کی ساری صفات مین کوئی اُس کا نظیر نہین ہے پس سوا اُس کے کوئی معبود ہے نہ کوئی رب ہے اُسی کی طرف مرجع و مآب ہے سب کے سب اُسی کے پاس پھر جاوینگے تو وہ ہر عامل کو اُس کے عمل کا بدلا دیگا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ابوبکر بن عیاش کہتے ہین مین نے سنا ابو اسحٰق سبیعی کو وہ کہتے تہے کہ ایک شخص آیا طرف حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پھر عرض کیا یا امیر المومنین مین نے قتل کیا ہے پھر کیا میرے واسطے کوئی توبہ ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب قابل التوب شدید العقاب اور فرمایا عمل کر اور نا امید مت ہو رواہ ابن ابی حاتم واللفظ لہ وابن جریر ابن ابی حاتم نے یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ذو باس اہل شام سے تہا یعنی لڑائی والا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تہا پھر اُنہون نے اُس کو گم پایا تو فرمایا ما فعل فلان بن فلان یعنی اُس کا کیا حال ہے پس لوگون نے عرض کیا یا امیر المومنین تتابع فی ہذا الشراب یعنی وہ شراب بہت پینے لگا ہے کہا پھر حضرت عمر نے اپنے منشی کو بلایا تو فرمایا لکھہ من عمر بن الخطاب الی فلان بن فلان سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ہو الیہ المصیر پھر اپنے اصحاب سے فرمایا دعا کرو اللہ سے واسطے اپنے بہائی کے اس بات کی کہ وہ اُس کے دل کو متوجہ کرے اور اللہ اُس پر رجوع ہو پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان اُس شخص کو پہونچا تو وہ اُس کو پڑھتا تہا اور اُس کی تکرار کرتا تہا اور کہتا تہا غافر الذنب وقابل التوب مقرر اس نے ڈرایا

اپنی عقوبت سے اور مجھ سے وعدہ کیا کہ میری مغفرت کریگا اور حافظ ابو نعیم نے حدیث جعفر بن برقان سے
اسکو روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کہا پس وہ اپنی جان پر اس کی تکرار کرتا رہا پھر رویا پھر باز رہا تو اچھے طور پر باز رہا پھر
جب حضرت عمر رضے اللہ عنہ کو اُس کی خبر پہونچی تو فرمایا اسیطرح اب تم کیا کرو جبکہ دیکھو اپنے کسی بہائی کو کہ اُس نے کوئی لغزش کی
فسددوہ ووثقوہ وادعوا اللہ له ان يتوب عليه ولا تكونوا اعوانا للشيطان عليه یعنی اس کو
راہ صواب بتاؤ اسکو راست و درست کرو اور اسکو مضبوط پختہ کرو اور اس کے واسطے اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ اُسپر رجوع
ہو اور مت ہو مددگار شیطان کے اُس پر مطلب یہ ہے کہ وعظ و نصیحت مین میانہ روی کرین افراط و تفریط
سے بچین سرزنش و ملامت و سخت کلامی سے پیش نہ آئین ورنہ بجائے نفع کے ضرر نقد وقت ہے ابن ابی
حاتم نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا
سواد کوفہ مین پس مین داخل ہوا ایک باغ مین کہ دو رکعت نماز پڑھون پھر مین نے حم المؤمن شروع کی یہانتک
تک کہ پہونچا لا اله الا هو اليه المصير کو پس ناگاہ میرے پیچھے ایک شخص ابلق شہبا پر سوار ہے اس پر مقطعات
یمنیہ ہین پہر اُس نے کہا کہ جب تو کہے غافر الذنب تو یون کہہ یا غافر الذنب اغفر لی ذنبی یعنی اے بخشنے والے
گناہ کے تو میرا گناہ بخشدے اور جب تو کہے وقابل التوب تو یون کہہ یا قابل التوب اقبل توبتی یعنی اے قبول
کرنے والے توبہ کے تو میری توبہ قبول کر اور جب تو کہے شدید العقاب تو یون کہہ یا شدید العقاب لا تعاقبنی
یعنی اے سخت عقاب والے تو مجھ کو عقاب مت کر کہا پھر مین نے پھر کر دیکھا تو کسی کو نہ دیکھا پھر مین دروازے کی
طرف نکلا تو مین نے کہا کہ تم پر سے کوئی شخص گذرا ہے جس پر مقطعات یمنیہ تھے لوگون نے کہا کہ ہم نے کسی کو نہیں
دیکھا پس لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ الیاس تھے ثم رواہ من طریق اخری عن ثابت بنحوہ ولیس فیہ ذکر
الیاس واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے حم
کو باشباع فتحہ حا پڑھا ہے اور حمزہ و کسائی نے باما لہ محضہ و ابو عمرو نے باما لہ بین بین اور جمہور نے بسکون میم
مثل باقی حروف مقطعہ کے اور زہری نے بضم میم اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یا حم مبتدا اور مابعد
اُسکا خبر اور عیسی بن عمر ثقفی نے بفتح میم یہ قراءت دو وجہ کی محتمل ہے ایک یہ ہو کہ فعل مقدر سے منصوب ہے اے
اقرا حم یعنی پڑھ تو حم کو اور غیر منصرف جو ہوا یہ بسبب علمیت و تانیث کے یا بسبب علمیت و شبہ عجمہ کے اس لیے کہ عربی
اوزان مین فاعیل کا وزن نہین ہے بخلاف عجمی کے کہ اس مین یہ وزن ہے جیسے قابیل و ہابیل دوسرا احتمال
یہ ہے کہ اُس کا فتحہ بنائی حرکت ہو واسطے تخفیف کے جیسے اَینَ وکَیفَ اور ابن ابی اسحاق و ابو السماک
نے بکسر میم پڑھا ہے بسبب التقائے ساکنین کے یا بتقدیر قسم کے جمہور نے حرف حا کا میم سے وصل کیا ہے
اور ابو جعفر نے بقطع پڑھا ہے حم کے معنی مین اختلاف ہے کسی نے تو کہا کہ ایک اسم ہے اسمائے الہی سے

قال ابو امامہ یا ایک اسم ہے اسمائے قرآن شریف سے قالہ قتادۃ ضحاک وکسائی نے کہا کہ اس کے معنے قضی ہین اور اسکو
بمعنی حُتم ٹہیرایا ہے یعنی قضی و وقع کسی نے کہا مفاتیح خزائنہ یعنی حم کنجیان ہین اللہ پاک کی خزانون کی کسی نے کہا کہ اسم
اللہ الاعظم ہے کسی نے کہا کہ اسمائے الٰہی کی ابتدا ہے جیسے حمید و حکیم و حلیم و حنان اور جیسے مالک و مجید و منان و
متکبر و مصور و مومن و مہیمن کسی نے کہا اس کے معنے ہین حم امر اللہ یعنی قریب ہوئی نصر اللہ کی واسطے اپنے دوستون
کے اور نزدیک ہوا انتقام اس کا اپنے دشمنون سے یہ سب ایسا تکلف ہے کہ اس کے واسطے کوئی موجب نہین ہے
اور نہ اسکی طرف کوئی مضطر کرنے والا حق یہ ہے کہ اس سورت کا شروع کلمہ اور اسکے مثل اور شروع کے کلمے اس متشابہ
مین سے ہین جس کے معنے کا علم اللہ ہی کو ہے چنانچہ فاتحہ سورۂ بقرہ مین اسکی تحقیق خوب ہو چکی ہے **مہلب بن
ابی صفرہ** سے مروی ہے کہ مجھے حدیث کی اس شخص نے جس نے سنا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے خندق
کی رات کو ان اُتیتم اللیلۃ فقولوا حم لا ینصرون اخرجہ الترمذی والحاکم وصححہ و
ابوداؤد وابن مردویہ وابو عُبَید وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق فی المصنف
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک
تم لوگ اپنے دشمن سے تو چاہیے کہ ہو شعار تمہارا حم لا ینصرون اخرجہ ابن ابی شیبۃ والنسائی والحاکم
وابن مردویۃ **قولہ تعالی تَنْزِيلُ الْكِتَابِ** خبر ہے حم کی اس تقدیر پر کہ وہ مبتدا رہو یا یہ خبر ہے مبتدا
محذوف کی ای ہذا تنزیل یا مبتدا ہے خبر اس کی مِنَ اللّٰهِ ہے **رازی** نے کہا کہ مراد تنزیل سے منزل ہے یعنی
بے شک قرآن شریف اتارا گیا ہے اللہ کے پاس سے اُس پر جھوٹ باندھا گیا نہین ہے **الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ**
ایسا اللہ کہ منیع ہے بسبب اپنی سلطان وغلبے کے غالب قاہر ہے اپنے ملک مین بڑا جاننے والا ہے اپنے
خلق کو اور اُس شئے کو جو وہ کہتے ہین اور کرتے ہین پس یہ تہدید ہے واسطے مشرکون کے اور بشارت ہے
واسطے مومنون کے **غَافِرِ الذَّنْبِ** یعنی بخشنے والا ہے مومنین کے گناہون کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی
مروی ہے کہ ستر کرنے والا ہے گناہ کا واسطے اُس شخص کے کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے **وَقَابِلِ التَّوْبِ** اور
قبول کرنے والا ہے رجوع ہونے والون کی توبہ کا حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس شخص سے جو لا الہ الا اللہ
کہتا ہے **توب و ثوب و اوب** مصدر ہین معنی رجوع مین باہم ایک دوسرے کے بھائی **اخفش**
نے کہا کہ توب جمع ہے توبہ کی جیسے دَوم جمع ہے دومہ کی حرف واو اس وصف مین اس لیے داخل کیا ہے
کہ اس بات کا فائدہ دے کہ مذنب تائب کے واسطے دو باتین جمع کی جاتی ہین اسکی توبہ نہ قبول کرنا اور اسکے
گناہ کا مٹانا قال العمادی یا واسطے تغایر موصوفون وصفون کے واو لایا گیا اس لیے کہ کبھی اُن کے اتحاد کا
وہم کیا جاوے قال البیضاوی **شَدِيدِ الْعِقَابِ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا واسطے اُس شخص کے جو لا الہ الا اللہ

نہین کہتا ہے یا یہ معنی ہین کہ سخت عقاب والا ہے مخالفون اور کافرون پر کسی نے کہا کہ قبول کرنے والا توبہ کا ہے واسطے
اپنے دوستون کے اور شدید العقاب ہے واسطے اپنے دشمنون کے کسی نے کہا کہ قابل توبہ ہے شرک سے اور شدید العقاب ہے
واسطے اُس کے جو اُسکی توحید نہین کرتا ہے **ذی الطَّوْل** یعنی صاحب فضل ہے عارفون پر یا غنی و بے
نیاز ہے سارے عالمون سے اصل طول کی انعام و تفضل ہے یعنی صاحب انعام و تفضل ہے اپنے بندون پر حضرت
ابن عباس و مجاہد کا قول ذی الغنا و السعۃ گزر چکا ہے اسی معنی سے یہ آیت شریف وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا ای
غنی وسعۃ **جوہری** نے کہا کہ طول بالفتح من ہے اسی معنی سے ہے جبکہ کوئی شخص کسی پر منت و احسان رکھتا ہو تو محاورہ
مین بولتے ہین طال علیہ و یطول علیہ محمد بن کعب نے کہا ذی التفضل حضرت ابن عمر نے فرمایا ذی الغنا **ماوردی**
نے کہا کہ من و تفضل مین فرق یہ ہے کہ من تو عفو ہے گناہ سے اور تفضل احسان غیر مستحق ہے اللہ سبحانہ علی الدوام
ان صفات سے ہر ایک کے ساتھ موصوف ہے پس ان مین سے اضافت مشتق کی واسطے تعریف کی ہے مثل صفت
اخیرہ کے **سمین** نے کہا ان صفتون مین تین وجہ مین ایک یہ ہے کہ کل صفات ہین واسطے اسم پاک اللہ کے
دوسری یہ ہے کہ سب بدل ہین اس واسطے کہ اضافت اُن کی غیر محضہ ہے تیسری یہ ہے کہ غافر
و قابل تو نعت ہین اور شدید العقاب بدل ہے انتہی بیان اسکا یہ ہے فراء نے کہا کہ غافر و قابل و شدید کو مثل
نعت کے ٹہیرایا واسطے معرفہ کے حالانکہ وہ نکرہ ہین یعنی اُنکی اضافت لفظی ہے لیکن یہ جائز ہے کہ اُنکی اضافت
معنوی ٹہیرائی جائے جیسا کہ سیبویہ نے کہا کہ ہر وہ شے جس کی اضافت غیر محضہ ہے جائز ہے کہ وہ محضہ قرار
دی جاوے اور اُس سے معرفون کی صفت کی جاوے مگر صفت مشبہ ہے کوفی لوگ سو انہون نے کسی شے کا
استثنا نہین کیا بلکہ صفت مشبہ کو مثل اسم فاعل کے ٹہیرایا اس بات مین کہ اُس کی اضافت محضہ ٹہیرانا جائز ہے
اور یہ وہان ہے کہ اُس سے کوئی مخصوص زمانہ مراد نہ ہو پس اس جگہہ شدید مین جائز رکھتے ہین کہ اُس کی اضافت
محضہ ہو اور سیبویہ کے قول کے بنا پر اُسکی تاویل مشدد کے ساتھ کرنا ضروری ہوگا زجاج نے کہا کہ یہ تینون صفات
مجرور ہین بنا بر بدل اُن سے یہ بھی مروی ہے کہ اُنہون نے غافر و قابل کو تو مجرور بنا بر صفت ٹہیرایا ہے اور
شدید کو مجرور بنا بر بدل بالجملہ پھر اللہ پاک نے وہ شے ذکر فرمائی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ واحد ہے
اور وہی مستحق عبادت کا ہے پس ارشاد فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ یعنے نہین ہے کوئی معبود مگر وہ
اور اُس کی طرف پھر جانا ہے پچھلے دن مین نہ طرف اُس کے غیر کے حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ کفار قریش اللہ
تعالی کی توحید نہین کرتے تھے سو اُس نے اپنے نفس کی توحید کی اُسی کی طرف مصیر ہے اُس شخص کا جو لا الہ
الا اللہ کہتا ہے سو وہ جنت مین داخل ہوگا اور مصیر اُس شخص کا جو لا الہ الا اللہ نہین کہتا ہے تو وہ داخل ہوگا
نار مین جملہ لا الہ الا ہو مستانفہ ہے یا حال لازمہ ہے ابو البقا نے کہا کہ صفت ہے ابن عادل نے کہا کہ یہ قول بعید

ومن لم یستطع اور جو کوئی نہ پاوے تم مین مقدور جسکا ۱۲ منہ

ظاہر کی بنا پر فاسد ہے اس لیئے کہ بلا معرفون کی صفت نہین ہوتا ہے یہ ممکن ہے کہ اُن کی مراد یہ ہو کہ وہ صفت ہے شدید
العقاب کی کیونکہ وہ ان کے نزدیک اضافت سے معرفہ نہین ہوتا ہے کرخی نے کہا کہ الیہ المصیر مین بہی وہی احتمال ہین
جو جملہ ماقبل مین تہے اور یہ بہی جائز ہے کہ حال ہو جملہ ماقبل سے پہر حبیب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف
اللہ کی کتاب ہے اس کو اس لیئے نازل کیا ہے کہ اس سے راہ پائین تو ان لوگون کا حال ذکر فرمایا جو اس مین جہگڑتے
ہین بقصد اس کے باطل کرنے کے پس ارشاد کیا مَا یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَلَا یَغۡرُرۡکَ تَقَلُّبُہُمۡ
فِی الۡبِلَادِ ۝ کَذَّبَتۡ قَبۡلَہُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ۪ وَ ہَمَّتۡ کُلُّ اُمَّۃٍۭ بِرَسُوۡلِہِمۡ
لِیَاۡخُذُوۡہُ وَ جٰدَلُوۡا بِالۡبَاطِلِ لِیُدۡحِضُوۡا بِہِ الۡحَقَّ فَاَخَذۡتُہُمۡ ۟ فَکَیۡفَ کَانَ عِقَابِ ۝ وَ کَذٰلِکَ
حَقَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّہُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَ مَنۡ
حَوۡلَہٗ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ
شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّ عِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَ قِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ۝ رَبَّنَا
وَ اَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣ الَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ ؕ
اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝ وَ قِہِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَہٗ ؕ وَ ذٰلِکَ
ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۝ع وہی جہگڑتے ہین اللہ کی باتون مین جو منکر ہین سو نہ بہکا دے تجہکو اُن کا چلنا پہرنا
شہرون مین جہٹلا چکے ہین ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے اُن سے پیچہے اور ارادہ کیا ہر اُمت
نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیوین اور لانے لگے جہوٹے جہگڑے کہ اس سے ڈگا دین سچا دین پہر مین نے
اُن کو پکڑا تو کیسی ہوئی میری سزا دینی اور ویسی ہی ٹہیک ہو چکی بات تیری رب کی منکرون پر کہ یہ ہین
دوزخ والے جو لوگ اٹہا رہے ہین عرش کو اور جو اس کے گرد ہین پاکی بولتے ہین اپنے رب کی خوبیان
اور اس پر یقین رکہتے ہین اور گناہ بخشواتے ہین ایمان والون کے اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے
تیری مہر اور خبر مین سو معاف کر اُن کو جو توبہ کرین اور چلین تیری راہ پر اور بچا اُن کو آگ کی مار سے اے
رب ہمارے اور داخل کر اُن کو بسنے کے باغون مین جنکا وعدہ دیا تو نے اُن کو اور جو کوئی نیک ہوا اُنکے
باپون مین اور عورتون مین اور اولاد مین بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا اُن کو برائیون سے
اور جسکو تو بچاوے برائیون سے اسدن اُس پر مہر کی تو نے اور یہہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف یعنی تمنا یان رکہتے ہین شرارت
سے اس کا اندیشہ نہ کر ف یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے جو رعیت بیٹا- اور ماں- باپ
کام نہین آتا لیکن تیری حکمتین ایسی بہی ہین کہ ایک کے سبب سے کتنون کو اعلی درجے پہونچا دے اپنی عمل سے
زیادہ اور بدلا ہو اپنے ہی عمل کا وہ عمل یہ کہ آرزو رکہتے ہون کہ ہم بہی اسی کی چال چلین یہ نیت.

وقف لازم
وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ع ۱

قبول پڑ جاوے ف یعنی تیری مہربانی ہو کر برائیون سے بچو اپنے عمل سے کوئی نہین بچ سکتا تہوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے دفع نہین کرتے ہین حق کو اور نہ اس مین جہگڑتے ہین بعد بیان و ظہور برہان کے مگر وہی لوگ جو کہ اللہ تعالی کی آیتون کا اور اسکی برہانون حجتون کا انکار کرنے والے ہین سو نہ دہوکا دیوے تجہ کو ان کا چلنا پہرنا شہرون مین یعنی شہرون کے احوال و نعیم و تازگی و رونق مین کما قال تعالی لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ وقال تعالی نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ پہر جن لوگون نے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوم مین سے انکو جہٹلایا تو اس باب مین اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تسلی کی کہ تجہ کو اگلے انبیاء علیہم السلام کا اقتدا کرنا چاہیے کیونکہ ان کو ان کی امتون نے جہٹلایا اور انکی مخالفت کی اور ان مین سے ایمان نہ لائے مگر تہوڑے پس فرمایا کہ جہٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے یہ پہلے رسول ہین جن کو اللہ تعالی نے مبعوث کیا منع کرتے تہے بتون کے پوجنے سے اور کتنے فرقون نے تکذیب کی ان سے پیچہے اور ہر امت نے حرص کی اپنے اپنے رسول کے قتل پر ساتہ ہر ممکن کے اور بعض نے تو اپنے رسول کو قتل ہی کر ڈالا اور مکر کیا شبہے ڈال کر کہ واضح و جلی حق کو اس سے رد کرین ابو القاسم طبرانی نے عن عکرمہ عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جو کوئی اعانت کرے کسی باطل کی تا کہ پہسلاوے اس سے کسی حق کو تو مقرر بری ہوا اس سے ذمہ اللہ تعالی کا اور ذمہ اس کے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قولہ تعالی فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ یعنی پہر مین نے انکو ہلاک کر ڈالا ان بڑے بڑے گناہون پر جو انہون نے کیے تہے سو کیسا پہونچی تجہ کو میرا عذاب کرنا ان کو اور سہار نکال ان پر مقرر وہ نہایت سخت اور درد دہندہ تہا قتادہ نے کہا کان شدیدا واللہ یعنے قسم ہے اللہ کی وہ نہایت سخت تہا قولہ تعالی وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الآیہ یعنی جیسا کلمہ عذاب کا اگلی امتون کے کافرون پر ثابت ہوا ایسا ہی ان لوگون مین کے جہٹلانے والون پر ثابت ہو گا بطریق اولی جنہون نے اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تیری تکذیب کی ہے کیونکہ جنہون نے تجہے جہٹلایا ان پر تیرے غیر کی تصدیق کا کچہ وثوق و اعتماد نہین ہے واللہ اعلم قولہ تعالی الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ الآیہ اللہ پاک خبر دیتا ہے ملائکہ مقربین کی جو کہ چار فرشتے عرش کے اٹہانے والے ہین اور اس کے گرد کے ملائکہ کروبین اس بات کی کہ وہ تسبیح کرتے ہین درمیان تسبیح کے جو کہ دال ہے نفی نقائص پر اور تحمید کہ جو کہ مقتضی ہے اثبات صفات مدح کی وَيُؤْمِنُونَ بِهِ کے یہ معنی ہین کہ اس کے واسطے عاجزی و فروتنی کرتے ہین اور اس کے روبرو ذلیل و فرمان بردار رہتے ہین اور بخشش مانگتے ہین واسطے مومنین اہل زمین کے ان لوگون مین سے جو کہ غیب پر ایمان لائے ہین اس اللہ پاک نے انہو مقرب فرشتون کو مقرر کیا ہے اسپر کہ مومنون

کے واسطے دعا مانگیں پس پشت پیچھے اور چونکہ پس پشت دعا مانگنا ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام کے خصائل سے ہے اسپیے جو مومن اپنے بھائی مومن کے لیے پس پشت دعا مانگتا ہے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہوا ہے کہ جس وقت مسلمان اپنے بھائی کے واسطے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے واسطے ساتھ مثل اسکی کے امام احمد نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدق امیۃ بن ابی الصلت فی شیء من شعرہ فقال

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِينِهِ ۔۔۔ وَالنَّسْرُ لِلْأُخْرٰى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ ۔۔۔ حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ

تَأْبٰى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِي رِسْلِهَا ۔۔۔ إِلَّا مُعَذَّبَةً وَإِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَهٰذَا الْإِسْنَادُ جَيِّدٌ یہ حدیث اس کی مقتضی ہے کہ حاملین عرش سب آج کل چار ہیں پھر جب روز قیامت ہوگا تو وہ آٹھ ہو جائیں گے کما قال تعالی وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ یہاں ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ کیا جسم ہے درمیان اس شے کے جو اس آیت سے اور اس حدیث کی دلالت سے سمجھی جاتی ہے اور اس حدیث کو جس کو ابوداؤد نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں تھا بطحا میں ایک جماعت میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پس ان پر سے ایک بدلی نے گذر کیا تو آپ نے اس کی طرف نظر کی پھر فرمایا تم اس کا کیا نام رکھتے ہو لوگوں نے عرض کیا سحاب فرمایا اور مزن عرض کیا اور مزن فرمایا اور عنان عرض کیا اور عنان ابوداؤد نے کہا ولم اتقن العنان جیدا فرمایا کیا تم جانتے ہو دوری مابین آسمان و زمین کے عرض کیا ہم نہیں جانتے ہیں فرمایا دوری ان کے مابین کی یا ایک یا دو یا تین اور ستر برس کی ہے پھر آسمان اس کے اوپر ہے اسی طرح یہاں تک کہ سات آسمان کا شمار کیا پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے مابین اس کے اسفل و اعلی کو ایسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پھر اس کے اوپر آٹھ اوعال ہیں یعنی پہاڑی بکری درمیان ان کے کھروں کے اور گھٹنوں کے ویسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پھر ان کی پشت پر عرش ہے درمیان اس کے اسفل و اعلی کی مثل اس مسافت کے ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے ہے دوسرے تک پھر اللہ تبارک و تعالی اس کی فوق ہے ثم تعالی ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ من حدیث سماک بن حرب قال الترمذی حسن غریب یہ حدیث

شریف اسکی مقتضی ہے کہ حاملین عرش آٹھ ہین جیسا کہ شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حملۂ عرش آٹھ ہین چار
تو اُن مین سے کہتے ہین سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ اور چار یہ کہتے ہین
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ اور اسی لیے وہ کہتے ہین جبکہ مغفرت
مانگتے ہین واسطے مومنین کے رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا یعنی اے رب ہمارے تیری رحمت
سما لیتی ہے اُن کے گناہون اور خطاؤن کو اور تیرا علم اُن کے سارے اعمال و اقوال و حرکات و سکنات
کو محیط ہے فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ یعنی پس تو درگزر فرما گناہ گارون سے جبکہ وہ
توبہ و انابت کرین اور باز رہین اُس کام سے جس مین وہ تھے اور پیروی کرین اُس شئے کی جس کا تو نے اُن کو
امر کیا ہے یعنی نیکیون کا کرنا اور برائیون کا چھوڑنا وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور دور رکھ اُن کو عذاب
جحیم سے یہ وہی عذاب دردناک ہے یا درد دہندہ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنٍ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ الٰہی
جمع کر تو درمیان اُن کے اور اُن کے ماں باپ و بیبیون اور اولاد کے تاکہ اس سے اُن کی آنکھین ٹھنڈی ہون
بسبب جمع ہونے کے اُن مکانون مین جو ایک دوسرے سے لگے ہوئے ہون کما قال تبارک و تعالیٰ وَالَّذِيْنَ
وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
یعنی برابری کر دی ہم نے درمیان سب کے منزل و درجے مین تاکہ اُنکی آنکھین ٹھنڈی ہون اور کم نہین کیا ہم نے
عالی کو بیان تک کہ وہ برابر ہو وے نیچے کے بلکہ ناقص عمل والے کو ہم نے بلند کر دیا سو ہم نے اُسکو برابر کیا کثیر عمل
والے سے براہ تفضل و منت کی ہماری طرف سے سعید بن جبیر کہتے ہین جس وقت مومن جنت مین داخل کیا جاویگا
وہ پوچھے گا اپنے باپ بیٹے بھائی کا کہ وہ کہان ہین تو کہا جاوے گا کہ وہ تیرے طبقے کو نہین پہونچے عمل مین تو کہے گا کہ مین نے
جو عمل کیا تھا سو واسطے اپنے اور اُن کے پھر وہ اُس کے ساتھ ملا دئے جاوینگے وہ جیسے ہین پھر سعید نے یہہ
آیت پڑھی تا الحکیم مُطَرِّف بن عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ناصح ترین بندگان خدا واسطے
مومنون کے ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین پھر یہ آیت پڑھی اور غش ترین بندگان خدا واسطے مومنون کے شیاطین ہین اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
یعنی بیشک تو ہی غالب ہے کوئی تیری ممانعت کر سکتا ہے تجھ پر غلبہ تو جو چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا اور تو اپنی شرعی و قدری افعال و اقوال مین
بڑی حکمت والا ہے وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ یعنی اور تو انکو بچالے بُرائیان کرنے سے یا اُن کے وبال سے
جن سے وہ واقع ہو گئے ہین وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ اور جس کو تو بچالے گا بُرائیون
سے قیامت کے دن تو مقرر تو نے اُس پر لطف کیا اور اُسے نجات دی عقوبت سے وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ اور یہی ہے بڑی مراد ملنی ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ اللہ کی آیتون کے
دفع کرنے مین اور اُن کے جھٹلانے مین اُن مین طعن کرکے نہین جھگڑتے مین مگر کفار مراد جھگڑنا ہے ساتھ

باطل کے اور ساتھ قصد کرنے کے طرف پھسلانے حق کے جس طرح کہ اس آیت میں ہے وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا
بِهِ الْحَقَّ **تنبیہ** اور اس لیے جھگڑنا کہ حق کا واضح ہونا چاہیں اور ملتبس اور مشتبہ شی کو واضح کریں مشکل کو حل
فرمائیں دشوار بات کو کھولیں معانی کا استنباط کریں اور جو لوگ حق سے مائل ہو رہے ہیں انکو ان سے رد کریں اور
التباس کو دور کریں اور راجح و مرجوح محکم و متشابہ سے بحث کریں اور جو متشابہات قرآن سے اہل باطل دلیل پکڑتے
ہیں ان کو دفع کریں اور جھگڑ کر ان کو محکم کی طرف پھیر لائیں سو یہ امور منجملہ بزرگترین عبادات ہیں جن کے ساتھ قربت
چاہنے والے قربت چاہا کرتے ہیں اور بہترین ان چیزوں کے ہیں جن میں مجاہدہ و کوشش کرنے والے مجاہدہ کیا
کرتے ہیں اور اسی بات پر اللہ پاک نے اہل کتاب سے پکا عہد لیا ہے پس فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ
الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ
اور ارشاد فرمایا وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ **خلاصہ** یہ نکلا کہ جدال دو قسم ہے ایک
جدال تو تقریر حق میں ہے اور ایک جدال ہے تقریر باطل میں سو پہلا جدال تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حرفہ ہے
اسی بات سے وہ جدال ہے جس کو اللہ پاک نے طرف سے قوم نوح علیہ السلام کے نقل فرمایا ہے يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا
فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا اور دوسرا جدال سو وہ مذموم ہے اس آیت میں وہی مراد ہے پس جدال کفار کا اللہ پاک
کی آیتوں میں یہ ہے کہ قرآن شریف کی شان میں کبھی تو کہتے یہ سحر ہے کبھی کہتے کہ شعر ہے کبھی کہتے کہ کاہنوں کا
قول ہے کبھی کہتے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں کبھی کہتے کہ اس کو تو کوئی بشر سکھاتا ہے ان کی مثل اور قول
بیہودہ کہا کرتے تھے کما ذکرہ الخطیب **عبد بن حمید** و ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جدال قرآن میں کفر ہے **نیز** ان سے مروی ہے
کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مراء یعنی جھگڑنا قرآن میں کفر ہے اَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَغَيْرُهٗ *
حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ میں دوپہر کے وقت آیا طرف رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دن پھر آپ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنی کہ انہوں نے اختلاف کیا کسی آیت
میں تو آپ نکلے آپ کے چہرۂ مبارک میں غصہ معلوم ہوتا تھا پھر فرمایا انما هلك من كان قبلكم باختلافهم
في الكتاب اخرجه مسلم یعنی تم سے اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے سو بسبب ان کے اختلاف کے کتاب میں
ابو العالیہ نے کہا دو آیتیں کیا سخت تر ہیں ان لوگوں پر جو جھگڑتے ہیں قرآن میں ایک تو یہی آیت ہے
اور دوسری یہ آیت وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ **تنبیہ** مجمع البحار میں المراء في
القرآن كفر کی شرح میں کہا ہے مراء یہ ہے کہ قصد کرے تکذیب قرآن کا ساتھ قرآن کے تاکہ بعض کو بعض کے

ساتھ دفع کرے پس لائق یہ ہے کہ کوشش کرے موافق کرنے مین دو متخالف کے ایسے طور پر کہ عقیدہ سلف کے موافق ہو
پہر اگر یہ اُس کو میسر ہو تو چاہیے کہ اُسکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اس کے سوا اور قول بہی لکہے ہین واللہ ولی التوفیق بیدہ
سبحانہ اللہم وفقنا لما تحب وترضی آمین باب جملہ جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی آیتون مین باطل سے ساتہ جہگڑتے ہین جبکہ
اُنپر کفر کا حکم ہوگا یا تو آپ نے رسول نے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کیا اس سے کہ کفار کو جو حظوظ دنیوی حاصل ہین
سو اُن مین سے کسی شے کے ساتہ دہوکا کہا مین پس ارشاد فرمایا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ یعنی یہ کافر جو
شام و یمن کے شہرون مین چلتی ہوئی تجارتین کرتے ہین اور کمائیان اور نفع حاصل کرتے ہین اور مال جمع کرتے
ہین اور سالم و غانم چلے آتے ہین سو یہ بات تجہ کو دہوکا نہ دے کیونکہ یہ تو عنقریب عذاب کیے جائینگے تو انکو
مہلت دیگئی ہے پہر چہوڑ نہیں دیے جائینگے زجاج نے کہا دہوکا نہ دے تجہ کو سلامتی اُن کی بعد اُن کے کفر کے
کیونکہ انجام اُن کا ہلاک ٹہرا ابو السعود نے کہا یہ تسلی ہے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور وعید ہے کفار
کو اور حرف فا واسطے ترتیب نہی کے ہے یا وجوب نہی کے ماقبل پر یعنی حکم لگا تا ہے اُن پر ساتہ کفر کے کون کفر جس
سے بڑہ کر اللہ کے نزدیک کوئی شے مبغوض نہین ہے اور نہ اس سے زیادہ تر کہینچنے والی خسران دنیا و زیان
آخرت کی کوئی چیز ہے زاد دہ نے کہا کہ یہ جواب ہے شرط مقدر کا اسے اذا تقرر عندک ان المجادلین فی آیات اللہ کفار
فلا یغررک الخ یعنی جبکہ تیرے نزدیک یہ بات قرار پاچکی کہ اللہ کی آیتون مین جہگڑنے والے کافر ہین تو اب تجہے
دہوکا نہ دے اُن کا مہلت دنیا اور چلنا پہرنا بلاد شام و یمن مین نافع تجارتین لے کر کیونکہ وہ عنقریب پکڑے
جائینگے جیسے اُن سے اگلے پکڑے گئے جمہور نے فلا یغررک کو بفک ادغام پڑہا ہے اور زید بن علی اور عبید
بن عمیر نے با دغام پہر اللہ پاک نے اِن سے اگلون کا حال بیان کیا اور ذکر کیا کہ یہ لوگ انہین کی چال چلے
ہین پس ارشاد فرمایا كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ یعنی جہٹلانے والون سے پہلے نوح کی قوم نے نوح کو وَالْأَحْزَابُ
مِنْ بَعْدِهِمْ اور جہٹلایا اُن گروہون نے جو منتہی ہو گئے تہے رسولون پر بعد قوم نوح کے جیسے عاد و ثمود وغیرہ
اپنے اپنے رسول کو وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ یعنی نرے جہٹلانے پر بس نہ کیا بلکہ ہر امت
نے اُن جہٹلانے والی امتون مین سے قصد کیا اپنے اپنے رسول کے ساتہ جو اُنکی طرف بہیجا گیا کہ اُسپر قابو پائین
تو اُسے قید کرین اور اُسے عذاب اید ا و ضرب پہونچائین اور جو چاہین اُس کے ساتہ کرین قتادہ و سُدی نے
کہا لیقتلوہ یعنی تاکہ اُسے مار ڈالین اخذ کبہی بمعنے اہلاک آتا ہے مثل قول تعالیٰ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيرِ اور عرب لوگ اسیر یعنی قیدی کا اخیذ نام رکہتے ہین اور اخذ بمعنے اسر آتا ہے وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ یعنی اور جہگڑے اپنے رسول سے ساتہ باطل بات کے تاکہ زائل کردین اُس سے حق
کو اسی معنی سے مکان دحض ہے اسے مزلقہ و مزلۃ اقدام یعنے وہ جگہہ جہان پاؤن پہسلتے ہین اور باطل

کو داحض کہتے ہین اس لیے کہ وہ زائل ہو جاتا ہے پھسل جاتا ہے جمتا نہین ہے یحیی بن سلام نے کہا جدال کیا نبیون
سے ساتھ شرک کے تاکہ باطل کرین اُس سے ایمان کو فَاَخَذْتُہُمْ فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ یعنی پھر پکڑا مین نے
ان جھگڑنے والون کو ساتھ باطل کے سو کیسا ہوا میرا عقاب جس کے ساتھ مین نے انکو عقاب کیا عقاب اصل مین عقابی
ہے وصل و وقف مین کسرہ پر کفایت کر کے یائے متکلم حذف کی گئی ہے اس لیے کہ آیت سر ہے وَکَذٰلِکَ حَقَّتْ
کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا حَقَّتْ کے معنے ہین وجبت وثبتت ولزمت جب کوئی شے لازم و ثابت
ہو جاتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین حَقَّ الشئ جمہور نے کلمہ مفرد پڑھا ہے اور نافع و ابن عامر نے کلمات
جمع مراد کلمہ سے وعید ہے معنی یہ ہین کہ جس طرح واجب و ثابت و لازم ہوئی وعید عذاب کی اگلی جھٹلانیوالی
امتون پر اسی طرح ثابت ہوئی وعید تیرے رب کی اُن لوگون پر جنھون نے تیرا انکار کیا اور تجھسے باطل کے
ساتھ جھگڑے اور قصد کیا اُس شے کا جس کو نہ پہونچے چنانچہ اضافت اسم رب کی طرف ضمیر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی اس بات کی خبر دیتی ہے اس لیے کہ یہ اضافت اس بات پر آگاہ کرنے کو لائی گئی ہے کہ وجوب کلمۂ عذاب کا
کفار پر منجملہ احکام تربیت الٰہی ہے جس کے جملے سے مدد کرنا حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے اُن کے دشمنون
پر اور اُن کو عذاب کرنا ہے کما افادہ ابو السعود اور جملہ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ تعلیل ہے اخفش نے کہا لانہم
او بانہم یعنی کلمۂ عذاب کا اُنپر اس لیے ثابت ہوا کہ وہ نار کے مستحق ہین یہ بھی جائز ہے کہ محل رفع مین ہو بنا بر
بدل کلمہ سے محلی اسی کے قائل ہین یا تو بدل الکل من الکل ہے بنظر لفظ کلمہ ربک کے اور بنظر اتحاد اُسکے مدلول کے
ساتھ مدلول بدل کے صدق مین یا بدل اشتمال ہے بنظر اسکے کہ معنی اسکے وعید کرنا اللہ تعالی کا ہے اُن کو اپنے اس
قول سے لاملئن جہنم یا اللہ کا حکم ازلی اُنکی شقاوت کا بیضاوی کا مختار یہی قول ہے پھر جو لوگ کہ اللہ پاک کی
مین جھگڑتے ہین جبکہ اُنپر کفر کا حکم لگایا اور اسکا کہ اللہ کا کلمہ اُنپر ثابت ہوا جو کہ موجب ہے اُن کے عذاب کا
بسبب اُن کے کفر کے تو بعد اس کے فضیلت بیان کی اُن لوگون کی جو کہ آیات الٰہی کو مانتے ہین باین طور کہ اشرف
طبقات مخلوقات جو کہ حاملین عرش معلی اور اُس کے گرد حافین ہین یہ لوگ انکی شفاعت کرنے والے ہین نزدیک
اللہ کے اور اُس سے اُن کے حق مین بہت چیزین طلب کرتے ہین جنکا بیان آتا ہے پس ارشاد فرمایا اَلَّذِیْنَ
یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ مبتدا ہے اور خبر اُسکی یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہے اور جملہ مستانفہ ہے واسطے تسلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لایا گیا ہے یہ بات
بیان کر کے کہ یہ جنس فرشتون مین کی جو اُن کے طبقات مین اعلی ہین اور وجود مین اُن سے اول ملائی ہین
اپنے تسبیح و ایمان کے ساتھ مغفرت مانگنے کو واسطے اُن لوگون کے جو کہ اللہ پر اور اُس کے رسول صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے ہین اور اُن کی تصدیق کی ہے اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان مشترک

ہونا واجب ہے کہ سب پر ہکر داعی ہو طرف نصیحت و شفقت کے گو جنسین متباعد ہون اور مکانون کا بعد ہو دیکھو
انسان خاکی بنیاد اور فرشتے نوری نژاد ہیں انکا مکان یہ خاکدان فناہ نشان اور ان کا مکان عرش بریں رب من
یہ کہان وہ کہان لیکن چونکہ باہم ایمان کے شرکت ہے اس لیے اللہ پاک کی تسبیح و تحمید کے ساتھ بنظر خیر خواہی و شفقت
ایمانی مومنون کے واسطے رب العرش العظیم سے مغفرت کی دعا کرتے ہین **شہر بن حوشب** نے کہا
گویا فرشتے بنی آدم کے گناہ دیکھتے ہین اور ان کے لیے مغفرت مانگتے ہین کسی نے کہا یہ استغفار بمقابلہ ان کے
اس قول کے ہے اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ پس جب اول یہ بات ان سے
صادر ہو چکی ہے تو انہون نے اس کا یہ تدارک کیا کہ ان کے لیے مغفرت مانگتے ہین اور یہ مثل تنبیہ کی ہے
واسطے ان کے غیر کے پس واجب ہے اس شخص پر جو کسی کے حق میں ایسی بات کہے جس کو وہ مکروہ سمجھتا
ہے تو اس کے واسطے استغفار کرے ذکرہ الخازن قولہ تعالیٰ ومن حولہ محل رفع میں ہے اس بنا پر کہ معطوف
ہے الذین پر مراد اس سے وہ فرشتے ہین جو کہ تہلیل و تکبیر کہتے ہوئے عرش کا طواف کرتے ہین یہ کروبین
ہین کسی نے کہا کہ محل نصب میں ہے اس بنیاد پر کہ عرش پر معطوف ہے لیکن ظاہر و اولیٰ قول اول ہی ہے
معنی یہ ہین کہ وہ فرشتے جو عرش معلیٰ کو اٹھائے ہین اور اسی طرح وہ فرشتے جو گرد عرش کے ہین تنزیہ و پاکی
بولتے ہین اللہ کی اس کی حمد کے ساتھ متلبس ہو کر اس کی نعمتون پر اور ایمان لاتے ہین اللہ پر اور بخشش مانگتے
ہین اللہ سے واسطے اس کے مومن بندون کے غرض کہ اللہ پاک نے دونون فریق کی طرف سے یہ خبر دی کہ
وہ افعال مذکورہ کرتے ہین **تسبیح** تو منزہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا اس شے سے جو اس کے لائق نہین ہے
اور **تحمید** اقرار کرنا ہے اس کا کہ وہ منعم ہے علی الاطلاق پس تسبیح عبارت ہے نعوت جلال سے جو کہ
تنزیہ ہے اس کی ذات کی اس شے سے جو کہ موجب ہو کسی حاجت و نقصان کی اور تحمید عبارت ہے صفات
اکرام سے اور یہ صفات ثبوتیہ ہین جن کے سبب سے وہ حمد کا مستحق ہے پس یہ دونون بحد بہم قریب ہے اس آیت کے
تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ **تسبیح** کو اصل اور حمد کو حال ٹھیرایا اس لیے کہ حمد تو انکی
حال کا مقتضا ہے نہ تسبیح کیونکہ حمد ثنا کرنا ہے اس کی صفات اکرام کے ساتھ اور یہ اس کی صفات ثبوتیہ
ہین اور فرشتے اغلب احوال مین ان صفات کے ساتھ اس کا وصف کرتے ہین اور اسکی حمد کرتے ہین
اور نعوت جلال کے ساتھ جو اس کا ذکر کرتے ہین جو کہ تنزیہ ہے اس کی ذات کی عما لا یلیق بہ ہے سو اسی وقت
جبکہ ان کو حاجت ہوتی ہے رد کرنے کی اس شخص پر جو کہ اس کا وصف کرتا ہے ساتھ اس شے کے جو منزوی
ہوتی ہے طرف مالا یلیق بہ کے یا ظاہر ہوتی ہے ان کو وہ شے جو دال ہوتی ہے اس کی کمال عظمت پر پھر
اگر کوئی کہے کہ یومنون بہ کا کیا فائدہ ہے باوجود اس کے کہ کسی پر انکا ایمان باللہ مخفی نہین ہے خصوصاً

بعد اُس کے کہ اُن کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ یسبحون بحمد ربہم کیونکہ تسبیح و تحمید مین مشغول ہونا نہین ہوتا ہے مگر بعد ایمان
باللہ کے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ واجب نہین ہے کہ کلام خبری فقط واسطے فائدہ دینے نفس حکم کے یا لازم حکم کے
ہوتا ہے بلکہ وہ کبھی اور غرضون کے لیے بہی ذکر کیا جاتا ہے اس جگہہ حکمت ظاہر کرنا ایمان کے شرف و فضل کا
ہے اور اس مین رغبت دلانا جس طرح کہ کئی جگہہ قرآن شریف مین انبیاء علیہم السلام کا ایمان و صلاح کی ساتہ
وصف کیا ہی باوجودیکہ اُن کا ایمان و صلاح کسی پر مخفی نہین ہے اللہ پاک نے بعد ذکر ہر نبی کے یون فرمایا کہ انہ من عبادنا
المؤمنین و انہ لمن الصالحین واسطے ظاہر کرنے اُن کے شرف کے وجہ اظہار کی یہہ ہے کہ اُن کی صفات جمیلہ مین سے
ایمان کا خاص کرکے ذکر کرنا مدح کے مقام مین دلیل واضح ہے اُس کے شرف و فضل پر بہ نسبت اُنکی باقی اوصاف
کے باوجود اس کے کہ اُن کے سارے اوصاف شریف مین جیسا کہ کہا ہے اوصاف الاشراف اشراف الاوصاف
اور جبکہ مقام مدح مین اس کی تخصیص کرنے دلالت کی اُس کے شرف پر تو اہل ایمان کے وصف کرنے
ساتہ ایمان کے دلالت کی اُن کی تعظیم پر حالانکہ اس آیت کا لانا واسطے تعظیم اہل ایمان کے ہی جیسا کہ
گزر چکا ہے اس جہت سے کہ اشرف طبقات مخلوقات مبالغہ کرتی ہین اُن کی محبت و نصرت مین اور اُنکی
لیے دعا کرنے مین ساتہ مغفرت و خلاص کے عذاب جحیم سے دوسری حکمت اُن کی طرف سے ایمان کے خبر دینے
مین یہ ہے کہ آگاہ کرتا ہے اس بات پر کہ حاملین عرش اور حافین حول عرش جو اپنے رب کو پہچانتے ہین سو صرف
نظر و استدلال سے نہ بطریق معاینہ و مشاہدہ کے جیسا کہ فرقہ مجسمہ نے زعم کیا ہے جو اس کے قائل ہین کہ
اللہ تعالی متمکن ہے عرش پر کیونکہ حبیب اللہ پاک نے بطور مدح و ثنا کے اُن کی طرف سے یہہ خبر دی کہ وہ اللہ تعالی
کے وجود پر ایمان لاتے ہین اپنے دلون سے تو اس سے یہ بات سمجھی گئی کہ اُن کا ایمان اللہ تعالی پر جو ہے سو
برہان کے رو سے ہے نہ مشاہدہ و عیان سے اور وہ محجوب ہین اس سے کہ اپنے ابصار سے اُسکا ادراک کرین
اور اگر بات ویسی ہوتی جیسی مجسمہ نے خیال کی ہے تو حاملین عرش اور حافین عرش اُسکا مشاہدہ و معاینہ کرتے
پس تو کہنا ٹھیک نہ ہوتا کہ وہ ایمان لاتے ہین اُس پر اپنے دل سے بلکہ یہ جائز نہ ہوتا کہ اُن کا وصف کیا جاے
کہ ساتہ مشاہدہ و عیان کے اور اگر اُن کا ایمان اُس تصدیق پر محمول ہوتا جو کہ متفرع ہین مشاہدہ سے پہ تو بھی
اُنکا ایمان اللہ تعالی کے وجود پہ مدح و ثنا کا موجب نہ ہوتا اس لیے کہ کسی شے حاضر و مشاہد کے وجود کو ساتہ
اقرار کرنا مدح و ثنا کا موجب نہین ہے پس حبیب اللہ پاک نے اُنکا ایمان اللہ تعالی پر بطریق مدح و ثنا و تعظیم
ذکر کیا تو اس نے دلالت کی اُس پر کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالی پر برہان سے نہ کہ انہون اُس کا مشاہدہ کیا ہے
اس حال مین کہ وہ حاضر جالس ہے وہان امام رازی نے اس قول کو صاحب کشاف سے نقل کیا پہر فرمایا اللہ رحم
کرے صاحب کشاف پر اگر حاصل نہ ہوتا اُس کی کتاب مین مگر یہہ نکتہ تو البتہ شرف و فخر کے واسطے بہی

اُس کو کافی ہوتا بعد اس کے کہا مقرر ثابت ہوئی ہے یہ بات کہ کمال سعادت منوط ہے ساتھ دو امر کے ایک تو تعظیم و بجا لانا امر اللہ تعالیٰ کے دوسرا شفقت اللہ کے خلق پر اور یہ واجب ہے کہ اول قدم ہو ثانی پر پس یون ہے یُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ تو مشعر ہے تعظیم اللہ تعالیٰ کو اور یستغفرون للذین آمنوا مشعر ہے شفقت کو اللہ تعالیٰ کے خلق پر اس آیت کریمہ سے بہت سے علما نے حجت پکڑی ہے اس پر کہ ملک افضل ہے بشر سے کیونکہ یہ آیت اس پر دال ہے کہ جب فرشتے فارغ ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ساتھ تقدیس کے تو مشغول ہوئے مغفرت مانگنے مین واسطے مومنون کے بغیر اس کے کہ مقدم کرین استغفار کو واسطے اپنے نفوس کے یہ اس پر دال ہے کہ وہ اپنے واسطے مغفرت مانگنے سے مستغنی ہین کیونکہ اگر وہ اس کے محتاج ہوتے تو اول اپنے نفوس کے لیے مغفرت مانگتے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ابدا بنفسک یعنی تو اپنے نفس سے شروع کر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون امر فرمایا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور جبکہ اللہ نے اُن کے استغفار کا اپنے نفوس کے واسطے ذکر نہین فرمایا پس واسطے اس کے کہ خواص بشر عوام کا کیا ذکر ہے نیاز منداستغفار ہین کما قال تعالیٰ واستغفر لذنبک تو ظاہر ہوا کہ ملک افضل ہے بشر سے واللہ اعلم مختار ہمارے نزدیک یہ ہے کہ خاص بنی آدم یعنے مرسلین افضل ہین جملہ ملائکہ سے اور عوام بنی آدم . . . . . . یعنی سوا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے افضل ہین عوام ملائکہ سے اور خاص ملائکہ افضل ہین عوام بنی آدم سے پھر یہ آیت کریمہ دال ہے حصول شفاعت پر طرف سے ملائکہ کے واسطے گنہگار مومنین کے اس لیے کہ قولہ تعالیٰ ویستغفرون للذین آمنوا دال ہے اس پر کہ وہ استغفار کرتے ہین واسطے کل مومنین کے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ صاحب کبیرہ مومن ہے پس واجب ہوا دخول اُس کا تحت مین شفاعت و استغفار ملائکہ کے جو کہ طلب مغفرت ہے اور مغفرت ذکر نہین کی جاتی ہے مگر ساتھ ساقط کرنے عذاب کے گنہگار مومن سے اور یہ قول فرشتون کا کہ فاغفر للذین تابوا اس کے معنے واللہ اعلم یہ ہین کہ مغفرت کر واسطے اُن لوگون کے جنہون نے توبہ کی کفر سے اور پیروی کی راہ ایمان کی کذا افادہ شیخنا اودہ رحمہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کی صورت و عظمت و الفاظ تسبیح وصفت عرش اور اُس کے بعد وغیرہ مین احادیث و آثار وارد ہوئے ہین چنانچہ بعض اول گزر چکے ہین سو اعتماد اُن مین سے انہین پر ہے جو کہ صحیح مین وارد ہوئے ہین بالجملہ پھر اللہ پاک نے اُن کی استغفار کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا بیان قول مقدر ہے اور وہ محل نصب مین ہے بنا بر حال فاعل یستغفرون سے لے یقولون یا قائلین ربنا الخ اور نصب رحمۃ وعلما کا بنا بر تمیز کے ہے جو کہ فاعل سے منقول ہے اصل یہ ہے وسعت رحمتک وعلمک کل شئ پھر یہ ترکیب اپنی اصل سے زائل کی گئی واسطے مبالغے وصف کرنے مین اللہ پاک کے ساتھ رحمت و علم کے رحمت کو علم پر اس لیے مقدم

کیا کہ اس جگہ رحمت مقصود بالذات ہے کما قالہ البیضاوی یعنی اس واسطے کہ یہ مقام مقام استغفار ہے اور علم تو از
روے ذات کے مقدم ہے حسینی میں ہے کہ حاملان عرش بہین وغیرہم مغفرت مانگتے ہین واسطے مومنون کے اس حال
مین کہ کہتے ہین یا کہتے ہوے مین اے رب ہمارے سما لیا تیری رحمت و علم نے ہر شے کو فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا
وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ یعنی جبکہ تیری رحمت و علم ہر شے کو سمائے ہوئے ہے تو علم اسکا
مقتضی ہے کہ تجھے بندون کے اعمال کی خوب خبر ہے اور رحمت عفو و درگذر کی مقتضی ہے سو تو اپنی رحمت سے
بخشدے اُن لوگون کو جنہون نے اپنے گناہون سے یا شرک سے توبہ کر لی ہے گو اُن پر اور گناہون آوے پیروی
کی تیری راہ کی یعنی برائیان چھوڑ کر نیکیان کین یا شرک ترک کرکے دین اسلام اختیار کیا ... مخلص ہوئے
اور محفوظ رکھ اُنکو دوزخ کے عذاب سے اور کر دے درمیان اُن کے اور اُس کے بچاؤ باین طور کہ لازم کرے تو
اُن کو استقامت اور پوری کرے تو اُن پر اپنی نعمت کیونکہ تو نے اس کا وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی ایسا ہوگا تو اسکو
تو دوزخ کے عذاب سے بچانے گا اور تیرے نزدیک بات بدلی نہیں جاتی ہے گو یہ جائز ہے کہ تو جو چاہے کرے
اور ساری خلق تیری غلام و مملوک ہے کسی کا تجھ پر کچھ زور نہیں ہے اور نہ کسی طرح کا حق ہے چونکہ دفع ضرر مقدم
ہے جلب نفع پر اس لیے اول عذاب جہنم سے بچانے کی اُن کے لیے دعا کی پھر جنت مین داخل کرنے کی دعا
مانگی پس کہا رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ یعنی اے رب ہمارے اور داخل کر اُنکو
رہنے بسنے کے باغون مین جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے یہ جملہ معطوف ہے وقہم پر اور ربنا جملۂ دعائیہ کو
مکرر لا کر بقصد مبالغہ معطوف و معطوف علیہ کے وسط مین ذکر کیا ہے اول مومنین کے لیے دعا کی پھر اُن کے اقارب
کے واسطے دعا مانگی اس واسطے کہ آدمی کا پورا سرور جب ہی ہوتا ہے کہ جس عیش آرام مین وہ ہے اسی
مین اُس کے اقارب بھی ہون پس کہا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ مراد
صلاح سے اس جگہہ ایمان لانا ہے اللہ تعالی پر اور عمل کرنا ہے اُس شے کے ساتھ جس کو اُس نے مشروع کیا ہے
پس جس کسی نے یہ کیا تو مقرر وہ لائق ہوا واسطے دخول جنت کے ومن صلح معطوف ہے ادخلہم کی ضمیر منصوب پر
یعنی اور داخل کر اسکو جو نیک ہوا اُنکے باپون اور بیبیون اور اولاد مین سے یہ بھی جائز ہے کہ معطوف ہو وعدتہم
کی ضمیر منصوب پر یعنی داخل کر اُنکو جنات عدن مین جن کا تو نے وعدہ کیا ہے اُن سے اور اُس سے جو نیک ہو
اُنکے باپون اور بیبیون اور اولاد مین سے فراء و زجاج نے کہا کہ عطف من صلح کا دو جگہہ سے ہو اگر چاہے
تو ادخلہم کی ضمیر پر کر چاہے تو وعدتہم کی ضمیر پر کر ابو السعود نے کہا کہ اولی قول اول ہے اس لیے کہ اُس کی بنا پر
اُن کے واسطے داخل کرنے کی دعا کرنا صریح ہے اور دوسرے قول کی بنا پر ضمنی ہے اور صریح ضمنی سے
بہتر ہوتا ہے گو یہی ہو مطلب ہے کہ درمیان اُن کے اور اُن کے باپون وغیرہم کے مساوات کر دے تا کہ

اُن کا سرور پورا ہو جمہور نے صلح بفتح لام صلح یصلح فہو صالح باب دخل ونصر سے پڑھا ہے اور قرأت ہم بجمع اورابن ابی عبلہ نے بضم لام صلح فہو صلیح سے اور عیسی نے ذریتہم بافراد پڑھا پھر فرشتوں نے اپنی دعا کی یہ علت ذکر کی کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ یعنی ہم نے جو تجھ سے امور مذکورہ کی دعا کی تیرے نزدیک اُنکی کچھ بھی ہستی نہین ہے اس لیے کہ بے شک تو وہ بڑا ہی غالب وقاہر وزبردست بڑا حکمتون والا ہے تیرے قبضے سے کوئی شے خارج نہین ہے اور تو جو کچھ کرتا ہے حکمت کے موافق کرتا ہے اور اسی جملے سے وعدے کا وفا کرنا ہے پھر اور دعا کی وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وقایہ کے معنی یہ ہین محفوظ رکھنا بچانا جب کوئی شخص کسی کو نگاہ رکھے تو محاورے مین یون بولتے ہین وقاہ یقیہ وقایۃ اے حفظہ قتادہ نے کہا وقہم مایسوءہم من العذاب یعنی بچا اُن کو اُس عذاب سے جو اُن کو بُرا لگتا ہے سیئات کے معنی عقوبات کے ہین یا مضاف مقدر ہے ای جزاء السیئات پس مطلب یہ ہوا کہ بچا اُن کو اُن کے اعمال بد کی جزا سے اب اگر کوئی کہے کہ اس معنی مین اور وقہم عذاب الجحیم کے معنی مین کچھ فرق نہین ہے تو تکرار بلافائدہ ہوگی تو کہین گے وقہم عذاب الجحیم تو خاص دعا ہے اُن کے محفوظ رکھنے کی عذاب جحیم سے اور وقہم السیئات دعا ہے اُن کے محفوظ رکھنے کی سارے عقوبات سے یعنی عذاب جہنم وعذاب قبر وموافقف قیامت وحساب وپل صراط وسوال وغیرہ سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے دوسرا یہ جواب ہے کہ وقہم عذاب الجحیم تو دعا ہے واسطے اصول کے یعنی وہ لوگ جنہون نے توبہ کی شرک سے اور اتباع کیا راہ اسلام کا اور وقہم السیئات دعا ہے واسطے اتباع کے یہ لوگ آباء وازواج وذریات ہین یا مراد سیئات سے معاصی ہین دنیا مین پس فرشتون نے اول تو اللہ پاک سے یہ بات طلب کی کہ عذاب جحیم سے اُن کو بچائے پھر یہ درخواست کی کہ ثواب کا اُن پر تفضل فرمائے تو یون کہا وادخلہم جنات عدن پھر یہ بات چاہی کہ دنیا مین اُن کو اعمال فاسد وعقائد باطل سے محفوظ رکھے پھر اس حفاظت کے طلب کرنے کی یہ علت ذکر کی کہ دنیا مین اُن سے محفوظ رکھنا سبب ہے رحمت کا آخرت مین باین طور کہ عذاب جحیم سے بچانا اور جنات نعیم مین پہونچانا پس کہا وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ پس سیئات سے بچانے کو شرط ٹھیرایا واسطے فائز ہونے اُس رحمت کے جو کہ نعمت غیر منقطع ہے مقابلے مین اعمال منقطع کے اور ملک عظیم ہے مقابلے مین اعمال حقیر کے یومئذ مین تنوین عوض ہے اس جملے سے جو کہ عبارت مین موجود نہین ہے بلکہ سیاق سے نکلتا ہے تقدیر یہ ہے یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ ومن تشاء النار المسببۃ عن السیئات وہو یوم القیامۃ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یوم اذ تؤاخذ بہا اور جواب من کا فقد رحمتہ ہے معنی یہ ہین اور جس کو تو بچائے سیئات سے جس دن کہ تو داخل کرے جنت مین جسکو چاہے اور نار مین

جسکو چاہے کون نا جس کے سبب سیئات ہین یا جس ن تو مواخذہ کرے سیئات سے تو مقرر تو نے اُس پر رحم
کیا اپنے عذاب سے اور داخل کیا اسکو جنت مین وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنی یہ جنات عدن مین داخل کرنا
اور سیئات سے بچانا جس کا ذکر ہوا ایسی ہے وہ ظفر جس کے مثل کوئی ظفر نہین ہے اور وہ نجات ہے جس کے
برابر کوئی نجات نہین ہے کیونکہ منقطع اعمال کے بدلے مین وہ عیش و آرام پایا جو کبھی منقطع نہ ہو اور حقیر و بے
حقیقت اعمال کے عوض مین وہ ملک عظیم ملا جس کی کنہ جلالت و بزرگی کی طرف عقول کو رسائی نہین ہے
بالجملہ جو بات کہ ایمان کے فضل پر اور اہل ایمان کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے وہ یہان تمام ہوئی چونکہ
مقصود اُس کے ذکر سے کفر کی رذالت اور اہل کفر کی خواری بیان کر کے توبیخ و سرزنش کرنا اُن لوگون
کا تھا جو کہ اللہ پاک کی آیتون مین جھگڑتے ہین اس لیے اُن کے احوال کی شرح کی طرف رجوع کیا اور
بیان فرمایا کہ قیامت مین اپنے گناہون کا اقرار کرین گے اور اس کا کہ وہ عذاب کے مستحق ہین اور سوال کرینگے
کہ دنیا کی طرف پھر بھیجے جائین تاکہ تلافی مافات کرین حالانکہ یہ ممکن نہ ہوگا پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا
رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ
بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ هُوَ
الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ جو لوگ منکر ہین اُن کو پکار کر کہین گے اللہ بیزار ہوتا تہا زیادہ
اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تہے یقین لانے کو پہر تم منکر ہوتے تہے بولے
اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا ہم کو دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے
گناہون کے پہر اب بہی ہے نکلنے کو کوئی راہ یہ تم پر اس واسطے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوتے
اور جب اس کے ساتھ شریک پکاریے تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی جو کرے اللہ سب کے اوپر بڑا وہی ہے
تمکو دکہلاتا اپنی نشانیان اور اتارتا تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع
رہتا ہو سو پکارو اللہ کو نری کر کر اُس کے واسطے بندگی اور پڑے برا مانین منکر **ف** یعنی آج تم اپنے
جی کو پہٹکارتے ہو دنیا مین جب کفر کرتے تہے اللہ اُس سے زیادہ تم کو پہٹکارتا تہا اُسی کا بدلا آج
پاؤگے **ف** پہلے مٹی تہے یا نطفہ تو مردے ہی تہے پہر جان پڑی تو جی پایا پہر مرے پہر جیے یہ
ہوئین دو موتین اور دو حیاتین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے
کفار کے کہ قیامت کے دن وہ پکارے جائین گے اس حال مین کہ اُن کے گہر اہون مین اور شدتون مین

سے جلتے تپتے ہوسنگے اور یہ پکارنا بعد اس کے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب مین سے اُس عذاب کے مباشر و
ملاقی ہوئے ہون گے جسکی کسی کو طاقت نہین ہے تو اس وقت اپنی جانون کو نہایت مبغوض کہین گے اور
اور اُن سے نہایت بیزار ہون گے بسبب اُن بد عملون کے جن کو اول کر چکے ہین اور جو آگ مین داخل ہونیکے
سبب ہوئے ہین پس اس وقت فرشتے اُن کو خبر دین گے اور باواز بلند پکار کر اُن سے یون کہین گے کہ
اللہ تعالیٰ کا تم سے بیزار ہونا دنیا مین جبکہ ایمان تم پر پیش کیا جاتا تہا پہر تم منکر ہوتے تہے سخت تر تمہارے
معذب لوگو تمہارے مبغوض رکہنے سے اپنی جانون کو آج کے دن اس حالت مین **قتادہ** نے اس کی
تفسیر مین کہا ہے البتہ مقت اللہ تعالیٰ کا اہل ضلالت کو جبکہ پیش کیا گیا اُن پر ایمان دنیا مین پہر انہون
نے اُس کو چہوڑا اور انکار کیا کہ اُس کو قبول کرین زیادہ تر بڑا اُس سے جو انہون نے اپنی جانون کو مقت
کیا جبکہ . . . اللہ کے عذاب کا معاینہ کیا قیامت کے دن اسی طرح حضرت حسن بصری و مجاہد و سدی و ذر
بن عبید اللہ ہمدانی و عبد الرحمن بن زید بن اسلم و ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بہی کہا
ہے قولہ تعالیٰ قَالُوا رَبَّنَا اَمَتَّنَا الاٰیۃ **ثوری** نے بسند خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ
يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ اسی طرح حضرت ابن عباس و ضحاک و قتادہ و ابو مالک نے
بہی کہا ہے اور یہی ثواب ہے جس مین کسی طرح کا کوئی شک و شبہہ نہین ہے **سُدی** نے کہا کہ موت
دیے گئے دنیا مین پہر زندہ کیے گئے اپنی قبرون مین پہر خطاب کیے گئے پہر مارے گئے پہر زندہ کیے
گئے قیامت مین **ابن زید** نے کہا زندہ کیے گئے جبکہ اُن پر میثاق لیا گیا آدم علیہ السلام کی پشت سے
نکال کر پہر اُن کو پیدا کیا ماؤن کے رحم مین پہر اُن کو مارا پہر جلایا قیامت کے دن یہ دونون قول سدی و
ابن زید کے ضعیف ہین اسواسطے کہ اُن کو اپنے قولون کی بنا پر تین بار زندہ کرنا اور تین بار مارنا لازم
آئے گا صحیح حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس اور اُن کے تابعین کا قول ہے **مقصود** اس سب کے
یہ ہے کہ کفار رجعت کا سوال کرین گے اس حال مین کہ وہ کہڑے ہوئے ہون گے روبرو اللہ عز و جل
کے عرصات قیامت مین کما قال تعالیٰ وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُونَ پس اُن کا سوال قبول نہوگا فرمایا
اللہ پاک نے وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيَاتِ رَبِّنَا
وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا
عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ پہر جس وقت وہ آگ مین داخل ہون گے اور اس کا چہونا اور اُس کی آواز سنین گے

اور اُس کے سو گریبان اور طوق بیڑیان اور اسی قسم کے ساز و سامان عذاب کے مہیا پائین گے اور آگ کا مزا چکھین گے
تو اور بہی زیادہ رجعت کا سوال کرین گے در انحال کہ اُس مین چیختے چلاتے ہون گے کہین گے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ
فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُونَ قَالَ اخْسَئُوا
فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اور اس آیت کریمہ مین سوال مین تلطف کیا اور مطلب سے قبل ایک مقدمہ بطور تمہید
پیش کیا وہ یہ ہے کہ ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین یعنی اے ہمارے پروردگار تیری قدرت بغایت بڑی
ہے تو نے تو ہم کو زندہ کیا بعد اس کے کہ ہم مردے تھے پہر ہم کو مارا پہر جلایا سو تو قادر ہے اُس شے پر جسکو
تو چاہے اور اب مقر ہم اپنے گناہون کے معترف ہوئے اور ہم اپنی جانون کا بُرا کرنے والے تھے دنیا
مین اب کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب کیا تو ہماری یہ بات ماننے والا ہے کہ ہم کو دنیا کی طرف پہیر
لے جائے کیونکہ تو تو اس پر قادر ہے تاکہ ہم عمل کرین سوا اُس کے جو کرتے تہے اب اگر ہم پہر وہی کرین
جس مین ہم تہے تو مقرر ہم ظالم ہین پس اُن کو یہ جواب ملے گا کہ تم کو دنیا کی طرف پہیر جانے کی کوئی راہ
نہین ہے پہر اس منع کی یہ علت بیان کی کہ تمہاری خصلتین حق کو نہین مانتی ہین اور نہ اُس کی
مقتضی ہین بلکہ وہ تو اُس کو بہینکتی دور کرتی ہین اسی لیے یون فرمایا ذٰلِكُمْ بِاَنَّهُ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ
كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا یعنی تم تو ایسے ہی ہوگے گو تم دار دنیا کی طرف پہیرے جاؤ
کما قال تعالی وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ قوله تعالی فالحكم
لله العلی الكبير یعنی اللہ ہی حاکم ہے اپنی خلق مین ایسا عادل ہے کہ بالکل جور و ظلم نہین کرتا
ہے تو وہی جسکو چاہتا ہے راہ بتاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بہکاتا ہے جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے مار دیتا ہے لا الہ الا ہو قوله تعالی هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ کا یہ مطلب ہے کہ وہی ظاہر
کرتا ہے اپنی قدرت کو واسطے اپنی خلق کے ساتھ اُن بڑی بڑی نشانیون کے جو کہ دال ہین اپنے
خالق و مبدع و منشی کے کمال پر جن کا وہ مشاہدہ کرتے ہین اُس کے علوی سفلی خلق مین وَيُنَزِّلُ
لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا یعنی وہی اُتارتا ہے واسطے تمہارے آسمان سے پانی جس سے نکالتا ہے وہ
کہیتیان اور میوے جن کے رنگ مزہ و بو و شکل کا اختلاف حس سے مشاہدہ کیا جاتا ہے حالانکہ جو
پانی اُنکی پیدایش کا سبب ہے وہ ایک ہی ہے پس اُس نے اپنی قدرت عظیم سے درمیان ان چیزون کے تفاوت
کر دیا ہے وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُنِيبُ یعنی عبرت نہین لیتا ہے ان چیزون سے اور فکر نہین کرتا ہے
اُن مین اور نہین استدلال کرتا ہے اُن سے اپنے خالق کی عظمت پر مگر وہی جو رجوع کرنے والا ہوتا ہے

طرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے پھر مسلمانون کو مخاطب کر کے فرمایا فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ
الْكٰفِرُوْنَ یعنی مشرکون کا تو یہہ حال ہے جو سن چکے اور اللہ پاک کی قدرت و سنت ہر چہ مذکور ہوئی سوا تم
مسلمانون تم اللہ وحدہ کے واسطے دعا و عبادت خالص کرو اسی کو پوجو اسی کو پکارو اور مشرکون کی
راہ و روش مین ان کی مخالفت کرو امام احمد نے ابو الزبیر محمد بن مسلم بن مدرس مکی سے روایت کیا ہو
کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے پیچھے ہر نماز کے جبکہ سلام پھیرتے لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَالثَّنَاءُ الْحَسَنُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
تہلیل کرتے تھے ان کلمون سے پیچھے ہر نماز کے رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ طُرُقٍ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَجَّاجِ بْنِ اَبِي عُثْمَانَ وَمُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ ثَلَاثَتُهُمْ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَذَكَرَ تَمَامَهٗ صحیح مین حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے
ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے بعد فرض نمازون کے لا الٰہ الا
اللہ وحدہ الخ ابن ابی حاتم نے عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم دعا کرو اللہ تبارک و تعالیٰ سے اور تم یقین کرنے والے
ہو اجابت کے یعنی قبول کرنے کا یقین کر کے دعا کیا کرو اور جان رکھو کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے دعا
قلب غافل لاہی سے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہہ ہے پھر جبکہ اللہ پاک نے اصحاب نار کا ذکر کیا اور
اس کا کہ کلمہ عذاب کا اُنپر واجب ثابت ہوا تو ان کا احوال بیان کیا بعد دخول نار کے پس ارشاد فرمایا
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ کفار جبکہ اپنے اعمال دیکھینگے
اور اپنے نامۂ اعمال مین نظر کرین گے اور دوزخ مین داخل کیے جاوین گے اور اپنی جانون کو مبغوض
رکھین گے بسبب اپنے بد اعمال کے تو جس وقت اللہ کے عذاب کا معاینہ کرین گے تو ایک پکارنے والا
ان کو پکار کر یون کہے گا کہ البتہ مبغوض رکھنا اللہ تعالیٰ کا تم کو دنیا مین بزرگتر تھا تمہارے مبغوض رکھنے
سے اپنی جانون کو آج کے دن یا مبغوض رکھنے بعض تمہارے نے بعض کو آج اخفش نے کہا کہ حرف
لام لمقت کا لام ابتدا ہو واقع ہوا ہے بعد ینادون کے اس لیے کہ معنی اس کے یقال لہم ہین اور ندا
قول ہے کلبی نے کہا کہ ہر انسان اہل نار مین کا اپنے نفس سے کہے گا مقتکِ یا نفسی یعنی مبغوض رکھا مین نے

ا کلمہ چہارم ۱۲ منہ

تجھہ کو اور بیزار ہوا مین تجھسے ای بہرے نفس اس پر فرشتے اُن سے کہین گے اور وہ آگ مین ہون گے البتہ مقت اللہ کا تم کو جب کہ تم دنیا مین تہے سخت تر تہا تمہارے مقت سے اپنی جانون کو آج حضرت حسن نے فرمایا دیے جائینگے اپنی کتاب پہر جب نظر کرینگے طرف اپنے گناہون کے تو مبغوض رکہینگے اپنی جانون کو پس پکارے جائینگے البتہ مقت اللہ کا تم کو دنیا مین جبکہ تم بلائے جاتے تہے طرف ایمان کے پہر تم کفر کرتے تہے بزرگتر تہا تمہارے مقت سے اپنی جانون کو جبکہ تم نے معاینہ کیا آگ کا کلمہ اذ ظرف منصوب ہے مقدر محذوف سے جس پر مقت مذکور دال ہے ای مقتہ تعالی ایاکم وقت دعائکم کسی نے کہا کہ وہ محذوف اذکروا ہے کسی نے کہا اُسی مقت کا ظرف ہے جو اول مذکور ہو چکا ہے مقت کہتے ہین اشد بغض کو یہان مراد اُس سے اُسکا لازم ہے وہ لازم ہے اللہ تعالی کا انہر غیظ وغضب ہے اور انکی تعذیب قالہ ابو السعود کرخی نے کہا مراد اُس سے اس جگہہ اشد انکار وزجر ہے فتکفرون کا یہ مطلب ہے کہ پہر تم اصرار واستمرار کرتے تہے کفر پر اپنے نفوس امارہ کی پیروی کرنے کو اور انکی خواہش کی طرف دوڑنے کو اور اپنے دوستون گمراہ کرنے والون کی اقتدا کرنے کو اور اپنے اگلے پر کہون کی پیروی کرنے کو اور اُنکی رایون کے محبوب سمجہنے کو پہر اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی جسکو وہ دوزخ مین کہینگے پس فرمایا قالوا ربنا الخ دونون اثنتین صفت ہین مصدر محذوف کی ای اماتتین اثنتین واحیائتین اثنتین اسکی تفسیر مین جمہور کا یہ مذہب ہے وہ ول اکثر جیکو ہے حضرت ابن عباس فرماتی ہین کہ تم شی تہے قبل اسکے کہ تمکو پیدا کرے سو پیدا کیا سو نامہ پہر تمکو زندہ کیا دنیا مین یہی آیت حیات ہے پہر تم کو مارے گا تو تم رجوع کیے جاؤ گے طرف قبرون کے سو یہ دوسرا مرنا ہے پہر تم کو اُٹہا کہڑا کرے گا قیامت کے دن پس یہ دوسری حیات ہے تو یہ دو موتین اور دو حیاتین ہوئین کقولہ تعالی کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ الآیہ پہر اللہ پاک نے انکا اعتراف ذکر کیا بعد اسکے کہ وہ نار مین پہونچ گئے بسبب اُس شے کے جسکی تکذیب کی دنیا مین پس انکی طرف سے حکایت کرکے ارشاد فرمایا فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا یعنی اب ہمنے اقرار کیا اپنے گناہون کا جن کو ہم دنیا مین کرتے تہے مراد رسولون کا جہٹلانا اللہ کے ساتہ شرک کرنا اُسکی توحید کو چہوڑنا ہے پس وہان اقرار کیا جہان کہ اقرار انکو نفع نہ دے گا اور اُس جگہہ نادم ہوئے جس جگہہ ندامت انکو نفع نہ دیگی مطلب یہ ہے کہ جب انہون نے دیکہا کہ مارنا اور جلانا انکا مکرر واقع ہو چکا ہے تو جانا کہ اللہ تعالی دوبارا پیدا کرنے پر قادر ہے جس طرح کہ اول پیدا کرنے پر قادر ہے پس اب اقرار کر لیا اور اپنے اُس اقرار کو اس بات کے کہنے کا مقدمہ ٹہیرا کر فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ یعنی پہر کیا ہے واسطے ہمارے نار سے نکلنے کی اور دنیا مین پہر جانے کی کوئی راہ کہ ہم اپنے رب کی اطاعت کرین اور اب سے خلاصی پا جائین یا اُس کے سوا ناامیدی درپیش ہے تو نہ نکلنا ہے نہ اُس کی طرف کوئی راہ ہے یہ اُس شخص کی بات ہے جس کو ناامید

ناامیدی غالب ہوگئی اور وہ جو یہ بات کہیں گے سو تحیر ہوکر اسی کے مثل وہ قول ہے جو اللہ تعالیٰ نے انکی طرف
سے اور جگہہ نقل فرمایا ہے فَهَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ چونکہ ان کا یہ کہنا حیران ہوکر ہے اسی لیے موافق
اُس کے اللہ پاک نے اُن کو یہ جواب دیا ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ الآیہ ذلکم مرفوع
ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی ای الامر ذلکم یا مبتدا ہے خبر اُس کی بانہ الخ اولذالکم العذاب
الذی انتم فیہ کائن بسبب انہ ای الشان یعنی یہ عذاب جس میں تم پڑے ہو بسبب اس کے کہ شان یہ ہے کہ جس
وقت پکارا جاتا دنیا میں اللہ اکیلا نہ اُس کا غیر تو تم اُس کے منکر ہوتے اور اُس کی توحید کو ترک کرتے اور اگر شریک
کیا جاتا ساتھ اُس کے غیر اُس کا بتوں سے یا غیر بتوں سے تو تم ایمان لاتے شریک کرنے پر اور اُسکی تصدیق
کرتے اور اُس کی طرف بلانے والے کا کہا مانتے پس اللہ پاک نے اُن سے وہ سبب بیان کر دیا جو اس پر باعث
ہوا کہ اُن کی درخواست نار سے نکلنے کی قبول نہ ہوئی وہ سبب یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ اُس کے غیر کو شریک کرتے
تھے عبادت میں جسکا سر دعا ہے اور اللہ کی توحید کو ترک کرتے تھے یہاں عبارت میں حذف ہے تقدیر یہ ہے
فاجیبوا بان لا سبیل الی الرد ذلک بانکم کنتم اذا دعی اللہ وحدہ الخ یعنی انہوں نے جو دنیا کی طرف پہر آنیکا
سوال کیا تھا سو اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ کوئی راہ نہیں ہے طرف پہر جانے کی اس لیے کہ تمہارا تو یہ حال تہا
کہ جس وقت پکارا جاتا اللہ اکیلا الخ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ یعنی پس حکم اللہ اکیلے کے واسطے ہے نہ اُس کے
غیر کے اور اسی نے تم پر حکم کیا ہے ہمیشہ نار میں رہنے کا اور اُس سے نہ نکلنے کا پس عذاب کرنا اُسکا تم کو عدل
نافذ ہے اور اُسکا سلطان برتر ہے اس سے کہ اُس کا کوئی مماثل ہو اُس کے ذات وصفات میں پس اس کی قضا
رد نہیں کی جاتی ہے اور وہ بڑا ہے اس سے کہ اُس کا کوئی مثل ہو یا اُس کی کوئی جورو ہو یا لڑکا یا شریک
پس اسکی جزا حد نہیں کی جاتی ہے کہا ہے کہ فرقہ حروریہ نے اپنا قول لا حکم الا للہ اسی آیت سے لیا ہے قتادہ
نے کہا ہے جبکہ حروراء والے نکلے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کون ہیں عرض کیا گیا کہ محکمین
ہیں یعنی یوں کہتے ہیں کہ نہیں ہے حکم مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کلمۃ حق ارید
بہا الباطل یعنی یہ ایک حق بات ہے ارادہ اُس سے باطل کا کیا گیا ہے هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ الآیہ یعنے
جس ذات پاک نے اپنے عدل سے کفار پر نار میں ہمیشہ رہنے کا حکم لگایا ہے اور جسکی صفت علی کبیر ہے وہی
ہے جو اپنی توحید کی دلیلیں اور اپنی قدرت کی نشانیاں تم کو دکھاتا ہے وہ یہی ہوا و بادل و رعد و برق
ہے اور اسکی مثل اور نشانیاں اور اتارتا ہے واسطے تمہارے روزی مراد رزق سے پانی ہے اس لیے کہ
وہ سبب ہے ارزاق کا اس جگہہ اللہ پاک نے اظہار آیات و انزال ارزاق کو جمع کیا اس لیے کہ اظہار آیات
سے تو قوام ہے ادیان کا اور ارزاق سے قوام ہے ابدان کا اور یہ آیات وہی تکوینی نشانیاں ہیں جنکو اللہ

پاک نے اپنے آسمانون مین اور زمین مین اور ان اشیا مین جو زمین و آسمان مین ہین اور اُن مین جو ان کے درمیان مین ہین جمہور نے ینزل کو بہ تشدید پڑہا ہے اور ابو عمرو و ابن کثیر نے بہ تخفیف **نکتہ** چونکہ آیات مذکورہ کا دکہانا اور پانی کا آسمان سے نازل کرنا متجدد و مستمر رہتا ہے اس لیے دونو جگہہ صیغہ مضارع کا ذکر فرمایا ہے جو کہ تجدد و استمرار پر دال ہے **قولہ تعالی** وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ یعنی وہ کہلی کہلی نشانیان جنکا ذکر ہوا اُن سے نصیحت پذیر نہین ہوتا ہے اور توحید و صدق وعدہ و وعید پر اُن سے استدلال نہین کرتا ہے مگر وہی جو کہ رجوع کرتا ہے طرف طاعت اللہ تعالی کے بسبب اُس شے کے جس کو اللہ کی آیتون مین نظر و غور کرنے سے حاصل کرتا ہے اور وہ جو توبہ کرتا ہے شرک سے اور رجوع ہوتا ہے طرف اللہ کے اپنے سارے کامون مین اس لیے کہ جو معاند ہے وہ نہ اُن مین غور کرتا ہے نہ نصیحت پذیر ہوتا ہے **پہر جبکہ اللہ پاک** نے وہ دلیلین ذکر کین جنکو اپنی توحید و تقریر پر قائم کیا تو اپنے بندون کو امر فرمایا کہ اُس کو پکارین اور اُس کے واسطے دین کو خالص کرین پس ارشاد فرمایا فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الآیہ یعنی جب دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے تو اب تم اُس کو پکارو اُس کے واسطے دین کو خالص کرکے یا جیسا کہ بات ویسی ہے جیسی ذکر کی گئی کہ نصیحت پذیر ہونا اُسی کے ساتہ خاص ہے جو کہ انابت کرتا ہے اور رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اللہ تعالی کے تو تم اُس اکیلے کو پکارو اس حال مین کہ خالص کرنیوالے ہو اُس کے لیے عبادت کو جسکا اُس نے تم کو امر فرمایا ہے گو کافر لوگ اُسکو مکروہ رکہین پس تم انکی کراہت کی طرف کچہہ التفات مت کرو اور اُن کو چہوڑ دو کہ وہ اپنی غیظ مین مرین اور اپنے حسرت و افسوس مین ہلاک ہون تم ہرگز اُن کا کچہ خیال مت کرو تم اُسی کو خالص کرکے پوجو کیونکہ مستحق عبادت کا وہی یکتا و بے ہمتا ہے **پہر اللہ پاک نے** اپنے اور اوصاف ذکر فرمائے رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ

عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۝ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۝ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

ع ۲ / ۱۱

صاحب اونچے درجون کا مالک تخت کا اُتارتا ہے بہید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندون مین کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے جس دن وہ لوگ نکل کہڑے ہون گے چہپی نہ رہے گی اللہ پر اُنکی کوئی چیز کس کا راج ہے اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا بدلا پاوے گا ہر جی جیسا کما یا ظلم نہین

آج بیشک اللہ شتاب بینی والا ہے حساب اور خبر سنا دے انکو اُس نزدیک آنیوالے دن کی جس وقت کہ دل پہونچین گے گلون کو تو دبا رہے ہون گے کوئی نہین گنہگارون کا دوست اور نہ سفارشی جس کی بات مانی جاوے وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینون مین اور اللہ چکاتا ہے انصاف اور جنکو پکارتے ہین اُس کو سوائے نہین چکاتے ہین کچھ بیشک اللہ جو ہے وہی ہے سنتا دیکھتا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر لکھتے ہین اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے اپنی عظمت و کبریائی اور اپنے عرش عظیم کے ارتفاع کی جو کہ اُسکی ساری مخلوقات کے اوپر ہے مثل سقف کے کما قال تعالیٰ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ اسکا بیان آئے گا کہ یہ مسافت مابین عرش کے ہے ساتوین زمین تک قول مین ایک جماعت کے سلف و خلف سے اور انشاء اللہ تعالیٰ راجح تر یہی قول ہے غیر واحد نے ذکر کیا ہے کہ عرش یاقوت سرخ . . . . کا ہے وسعت اُس کی دو قطر کے مابین کی پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور اونچان اُس کی ساتوین زمین سے پچاس ہزار برس کی راہ حدیث اوعال مین وہ بات گزر چکی ہے جو اس پر دال ہے کہ ارتفاع اُسکا ساتون آسمانون سے بہت کچھ ہے قولہ تعالیٰ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ الآیہ مثل اس آیت کے ہے يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ وکقولہ تعالیٰ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ اور اسی لیے اللہ عز وجل نے یہان یون فرمایا ہے لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ **علی بن ابی طلحہ** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یوم التلاق ایک نام ہے روز قیامت کے نامون سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو اُس سے ڈرایا ہے ابن جریج نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی فرمایا ہے کہ ملین گے اُس مین حضرت آدم اور اُن کا آخر بیٹا۔ ابن زید نے کہا کہ اس مین بندے ملین گے **قتادہ** و سدی و بلال بن سعد و سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ملین گے اُس مین آسمان والے اور زمین والے **قتادہ** و سدی نے کہا ملین گے اُس مین آسمان والے اور زمین والے اور خالق و خلق **میمون بن مہران** نے کہا کہ ملے گا ظالم و مظلوم اور کبھی یون کہا جاتا ہے کہ یوم التلاق اس سب کو شامل ہے اور شامل ہے اسکو کہ ہر عامل عنقریب ملیگا اُس خیر و شر کے جو اُس نے کیا ہے جیسا کہ دوسرون نے کہا ہے **قولہ جل جلالہ** يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ وہ سب ظاہر ظہور کھلے ہوئے ہون گے کوئی شے اُنکو نہ چھپائے گی نہ اُن پر سایہ کرے گی اسی لیے یون فرمایا یوم ہم بارزون لا یخفی علی اللہ منہم شیء یعنی سب کے سب اُس کے علم مین برابر ہو گئے **قولہ تبارک و تعالیٰ** لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

حدیث مین گزر چکا ہے کہ اللہ تعالی لپیٹ لیگا آسمانون کو اور زمین کو اپنے ہاتھ مین پہر فرمائے گا مین ہون بادشاہ مین ہون جبار مین ہون متکبر کہان ہین بادشاہ زمین کے کہان ہین جبار کہان ہین متکبر حدیث صور مین ہے کہ اللہ عزوجل جسوقت قبض کرے گا اپنی ساری خلق کی روحون کو پہر باقی نہ رہے گا سوا اُس وحدہ لا شریک لہ کے تو اُس وقت فرمائے گا لمن الملک الیوم تین بار یعنی کس کا ملک ہے آج پہر آپ ہی اپنے آپ کو جواب دے گا یہ کہہ کر کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی اُسی اکیلے نے مقہور کر لیا ہے ہر شے کو اور اس پر غالب ہوا ہے محمد بن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے آگے ایک ندا کرنیوالا یہ ندا کرے گا یَا اَيُّهَا النَّاسُ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ یعنی لوگو آئی تم کو قیامت پس اُسکو زندے مردے سن لین گے کہا اور نازل ہوگا اللہ عزوجل طرف آسمان دنیا کے اور فرمائے گا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار **قولہ جلت عظمتہ** اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ الآیۃ اللہ تعالی خبر دیتا ہے اپنے عدل کی جس کا برتاؤ اپنی خلق سے فیصلے مین کرے گا کہ وہ ظلم نہ کرے گا ذرہ برابر خیر سے نہ شر سے بلکہ جزا دے گا بعوض ایک نیکی کے اُس کے دس گنے کی اور بعوض ایک بدی کے ایک اسی لیے یون فرمایا کہ لا ظلم الیوم یعنی آج کسی طرح کا ظلم نہین جیسا کہ **صحیح مسلم** مین حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عزوجل سے حکایت فرماتے ہین کہ اُس نے فرمایا اے میرے بندو بیشک مین نے حرام کیا ہے ظلم اپنے نفس پر اور ٹہرایا مین نے اُسکو درمیان تمہارے حرام کیا ہوا سو تم باہم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو یہان تک فرمایا اے میرے بندو وہ جو ہین سو تمہارے اعمال مین احصا کرتا ہون مین اُن کا تم پر پہر مین بہر پور دون گا تم کو وہ پس جو کوئی پاوے کسی خیر کو تو چاہیے حمد کرے اللہ تبارک وتعالی کی اور جو کوئی پاوے غیر اُس کا تو ملامت نہ کرے مگر اپنی جان کو۔ **قولہ عزوجل** اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ یعنی وہ حساب لیگا ساری خلائق سے جس طرح کہ حساب لے گا ایک نفس سے کما قال جل وعلا مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وقال جل جلالہ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ **قولہ تعالی** وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ یوم الازفہ ایک نام ہے اسمائی قیامت سے بسبب اُس کے قریب ہونے کے یہ نام رکہا ہے کما قال تعالی اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ **وقال تعالی** اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ **وقال جل جلالہ** اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ **وقال سبحانہ وتعالی** اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ **وقال تعالی** فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الآیہ **قولہ تبارک وتعالی** اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ **قتادہ** نے کہا آ ٹہیرین گے دل گلون مین مارے خوف کے

کے سو وہ تو نہ نکلیں گے اور نہ رجوع کریں گے طرف اپنی جگہہ کے عکرمہ و سُدی وغیرہ واسطے نے بھی اسی طرح کہا ہے کاظمین
کے معنی ہیں ساقطین یعنے وہ خاموش ہوں گے کوئی بات نہ کرے گا مگر اس کے اذن سے کما قال تعالیٰ یَوۡمَ یَقُوۡمُ
الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا **ابن جریج** نے
کہا باکین یعنی وہ روتی ہوں گی **قولہ تعالیٰ** مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ حَمِیۡمٍ وَّلَا شَفِیۡعٍ یُّطَاعُ یعنی جنہوں نے
اپنی جانوں پر شرک کرکے ظلم کیا ہے اُن کے واسطے نہ کوئی اُن کا ناتے والا ہے کہ اُن کو نفع پہونچائے اور
نہ کوئی سفارشی کہ اُن کے بارے میں سفارش کرے بلکہ ہر بھلائی سے اُن کے سارے اسباب ورشتے ٹوٹ
چکے **قولہ تعالیٰ** یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ الآیۃ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے کامل پورے علم کی خبر دیتا ہے
جو کہ ساری چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے بڑے رتبے کی ہوں یا چھوٹے درجے کی بڑی ہوں یا چھوٹی باریک
ہوں یا باریک سے باریک اُس کے علم سے کچھ بھی باہر نہیں ہے تاکہ لوگ اُس کے علم کا حذر کریں جو اُن میں ہے
پھر اللہ تعالیٰ سے شرمائیں جیسا کہ شرمانے کا حق ہے اور تقویٰ رکھیں اُس کا جیسا کہ حق ہے تقویٰ رکھنے کا
اور پاس و لحاظ کریں اسکا مثل لحاظ رکھنے اُس شخص کے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے کیونکہ وہ تو
چور آنکھ کو جانتا ہے گو وہ آنکھ ظاہر کرے امانت کو اور جانتا ہے چھپی باتوں کو جن پر سینوں کی پوشیدگیاں
لپٹی ہوئی ہیں حضرت **ابن عباس** نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے یہ وہ شخص ہے کہ داخل ہوتا ہے گھر
والوں پر اُن کے گھر میں اور اُن میں خوبصورت عورت ہوتی ہے یا اُسپر اور اُن پر خوبصورت عورت گذر
کرتی ہے پس جب گھر والے غافل ہوتے ہیں تو وہ شخص اُس عورت کی طرف دیکھتا ہے پھر جب وہ ہوشیار ہو جاتے
ہیں تو اپنی نگاہ اُس سے نیچی کر لیتا ہے پھر جب وہ غافل ہوتے ہیں تو دیکھتا ہے پھر جسوقت وہ ہوشیار
ہوتے ہیں تو پست کر لیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ مطلع ہو چکا ہے اُس کے دل سے اس پر کہ اُس نے یہ بات دوست
رکھی ہے کہ کاش وہ مطلع ہوتا اُس عورت کی شرمگاہ پر ابن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا ہے **ضحاک** نے کہا
کہ خائنۃ الاعین غمز ہے یعنی آنکھ سے اشارہ کرنا ہے اور آدمی کا یہ کہنا ہے کہ میں نے فلاں شے دیکھی حالانکہ
اُس نے نہیں دیکھی یا میں نے نہیں دیکھی حالانکہ دیکھی ہے حضرت ابن عباس کا دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ جانتا ہے آنکھ سے اسکی نظر کرنے میں کہ آیا وہ ارادہ کرتی ہے خیانت کا یا نہیں اسی طرح مجاہد و
قتادہ نے بھی کہا ہے حضرت ابن عباس نے وما تخفی الصدور کی تفسیر میں فرمایا ہے اللہ جانتا ہے اس
بات کو کہ جب تو اس عورت پر قادر ہوگا تو آیا اُس سے زنا کرے گا یا نہیں **سُدی** نے کہا اللہ تعالیٰ
جانتا ہے اُس وسوسہ کو جسے سینے چھپاتے ہیں **قولہ تعالیٰ** وَاللّٰہُ یَقۡضِیۡ بِالۡحَقِّ یعنی اللہ حکم کرتا ہے
ساتھ عدل کے **اعمش** نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

قادر ہے اس پر کہ جزا دے بعوض نیکی کے نیکی اور بدلے بدی کے بدی ان اللہ ھو السمیع البصیر جس شے کے ساتھ حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر کی ہے مثل اس آیت کی ہے لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی **قولہ تعالی** والذین یدعون من دونہ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جن اصنام واوثان وانداد کو وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا نہیں مالک ہیں وہ کسی شے کے اور نہ وہ حکم کرتے ہیں ساتھ کسی شے کے بیشک اللہ اپنی خلق کی باتیں سننے والا ہے انکو دیکھنے والا ہے پس جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ان سید بن حاکم عادل وہی ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ رفیع الدرجات مرفوع ہے اس بنا پر کہ دوسری خبر ہے مبتدائے مقدم کی اے ھو الذی یریکم آیاتہ وھو رفیع الدرجات اسی طرح ذو العرش تیسری خبر ہے یہ بھی جائز ہے کہ دونوں خبریں ہوں مبتدائے محذوف کی رفیع صیغہ صفت مشبہہ ہے بمعنی مرتفع اس بنا پر درجات سے مراد اللہ پاک کی صفات جلال و کمال ہونگی یعنی اس کی صفتیں عظیم ہیں اور وہ مرتفع ہے بسبب اپنی عظمت کے صفات جلال و اکرام میں اور اپنی وحدانیت میں مستغنی و بے نیاز ہے اپنے کل ماسوا سے اور ساری خلق اسکی محتاج ہے یہ بھی احتمال ہے کہ رفیع بمعنی رافع ہو اس بنا پر درجات سے مراد حضرات انبیاء و اولیاء کے درجات ہوں گے جنت میں اور درجات فرشتوں کے یعنی اُن کے چڑہنے کی جگہیں اور مراتب مخلوقات کے علوم و اخلاق فاضلہ میں اور ارزاق و آجال میں کلبی و سعید بن جبیر نے کہا کہ رفیع السموت السبع یعنی درجات سے مراد ساتوں ہیں ذو العرش کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالے عرش کا مالک و خالق ہے اور اس میں تصرف کرنے والا ہے اسکو پیدا کیا ہے مطاف واسطے فرشتوں کے اسکو اپنے آسمانوں کے اوپر رکہا ہے بالجملہ رفیع الدرجات سے اللہ پاک کا علو صمدیت بتانا منظور ہے بطور معقول کے کون علو جو کہ دال ہے اس کے متفرد ہونے پر الوہیت میں اس لیے کہ رفیع بمعنے مرتفع ہے اور درجات سے مراد اس کے صفات کمال ہیں جو کہ جملہ معقولات سے ہیں پس جب ذات پاک کے صفات کمال و جلال ایسی مرتفع و بلند ہیں کہ ان کے ورے کوئی کمال ظاہر نہیں ہوتا ہے تو ٹہیک نہیں ہے کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اسی طرح ذو العرش سے اسکی علو صمدیت پر آگاہی بخشنا مقصود ہے بطور محسوس کے اسواسطے کہ عرش جنس اجسام محسوسہ سے ہے اور اصل ہے عالم جسمانی کا پس جو ذات پاک ایسے خلق عظیم کا خالق و مالک و مدبر ہے لائق نہیں ہے کہ کسی کو اُس کے ساتھ شریک کریں ان دونوں مضمون سے معلوم ہوا کہ ان کا موصوف علی الشان عظیم السلطان ہے پس اسی کے واسطے عبادت و اخلاص لائق و واجب ہے اور اگر درجات سے مراد مراتب مخلوقات ہوں تو رفیع بمعنی رافع ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالی نے انبیاء و اولیاء کے درجے جنت میں بلند کیے ہیں اور علوم و اخلاق فاضلہ و ارزاق و آجال میں خلق کے درجے

بلند فرمائے ہین اور فرشتون مین سے ہر ایک کے واسطے ایک درجہ معین ٹھیرایا ہے جیسا کہ ملائکہ کی طرف سے نقل
فرمایا وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور علماء مین سے ہر ایک کے لیے ایک درجہ معین قرار دیا ہے کما قال تعالیٰ
يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اور اجسام مین سے ہر نوع کے واسطے
ایک درجہ معین کیا ہے سو بعض کو تو ارضی سفلی کدر کیا اور بعض کو فلکی علوی روشن بنایا ہے اور بعض کو جواہر
عرش و کرسی سے اور اگر درجات سے مصاعد ملائکہ مراد لیے جائین یہان تک کہ عرش کو پہونچین تو دو وزن
احتمال ہین کہ رفیع بمعنی رافع و مرتفع ہو یعنی وہ بلند کرنیوالا ہے جاہای صعود ملائکہ کو یا اُس کے ملائکہ
کے صعود کی جگہین مرتفع ہین اسی طرح اگر درجات سے سموات مراد لین تو بھی رفیع بمعنی رافع و
مرتفع ہو سکتا ہے یعنی اُس نے آسمانون کو بلند کیا ہے یا اس کے آسمان بلند ہین جیسا کہ سعید بن جبیر سے
مروی ہے کہ وہ ایک آسمان سے اوپر ایک کے اور عرش اُن کے اوپر ہے غرض کہ جو ایسا عظیم الشان
باہر البرہان کام کرنے والا ہے وہی عبادت و اخلاص کا مستحق ہے جملہ يُلْقِي الرُّوْحَ محل
رفع مین ہے اس بنا پر کہ یہ بھی خبر ہے مبتدا ئے متقدم کی یا خبر ہے مبتدائے مقدر کی مقصود اس
سے یہ بات بتانا ہے کہ جس طرح جسمانیات اُس کے زیر تسخیر ہین اسی طرح روحانیات بھی اس کے امر کے مسخر
ہین اس لیے کہ ماسوا اللہ پاک کا یا تو جسمانی ہے یا روحانی سو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین بیان فرمادیا
کہ دونون قسمین اُسکی زیر تسخیر مسخر ہین جسمانی مین تو سب سے بڑا عرش معلی ہے سو ذو العرش فرما کر بتا دیا کہ
وہ کل عالم اجسام پر مستولی ہے اور يلقي الروح الخ سے اس پر آگاہی بخشی کہ روحانیات بھی مثل جسمانیات
کے اُس کے امر کے مسخر ہین دوسری بات یہ ہے کہ بعد تقریر توحید کے نبوت کی تمہید شروع فرمائی
روح سے مراد وحی ہے وحی کا نام روح اس لیے رکھا ہے کہ لوگ بسبب وحی کے موت کفر سے زندہ
ہوتے ہین جس طرح کہ ابدان ارواح سے زندہ ہو جاتے ہین اس کے مثل یہ آیت ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا
اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یہان مراد روح سے وحی ہے کسی نے کہا کہ وحی سے مراد حضرت جبریل علیہ
السلام ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ وکما قال تعالیٰ
نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ قولہ تعالیٰ مِنْ اَمْرِهٖ متعلق ہے یلقی سے یہ بھی جائز ہے
کہ محذوف سے متعلق ہو کر حال ہو واسے کائنا من امرہ او ناشئا او مبتدئا من امرہ اور حرف من
واسطے ابتدائے غایت کے ہے یا بیان ہے روح کا جس کے معنی وحی کے ہین یا صفت ہو روح کی ای
یلقی الروح الکائن من امرہ یا حرف من سببیہ ہے لے من اجل امرہ و لسبب امرہ اور مراد امر سے
قول ہے جیسا کہ محلی نے کہا ہے یا مراد اُس سے قضا ہے جیسے حضرت ابن عباس ہین کما فی الخازن

عَلٰی مَن یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ جمہور نے بصیغۂ معروف ونصب یوم پڑھا ہے اور فاعل اللہ پاک ہے یا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا من یشاء اور منذر بہ یعنی جس شے سے ڈرایا وہ محذوف ہے لینذر العذاب یوم التلاق یعنی وہی اللہ پاک جس کی قدرت وعظمت ومنت وتوحید مذکور ہوئی ڈالتا ہے وحی ایسی حق جو کہ اُس کے قول یا قضا سے ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تاکہ ڈراوے اللہ یا رسول اُس عذاب سے جو کہ ملاقات کے دن ہوگا حضرت اُبیؓ اور ایک جماعت نے بصیغۂ معروف ورفع یوم پڑھا ہے بنا بر فاعلیت مجازًا یعنی تاکہ ڈراوے یوم التلاق حضرت ابن عباس وحسن وابن سمیفع نے بتائی فوقیہ اس بنا پر کہ فاعل ضمیر مخاطب ہو یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ضمیر راجع ہو طرف روح کے اس لیے کہ روح کی تانیث جائز ہے اور یمانی نے بیائے تحتیہ بصیغۂ مجہول ورفع یوم بنا بر نیابت فاعل اور یوم التلاق کو ابن کثیر نے باثبات یا وقف ووصل میں اور قالون نے باثبات وصل میں بخلاف عنہ اور ورش نے وصل میں باثبات اور باقی قراء نے وقف ووصل میں بحذف یا پڑھا ہے فاسی نے شرح شاطبیہ میں اس کی توجیہ ذکر کی ہے اُس کی مراجعت کی جائے کذا ذکرہ الکرخی یوم التلاق کی وجہ تسمیہ میں جو اقوال ہیں وہ اول گزر چکے ہیں ایک یہ ہے کہ اُس میں عابدین ومعبودین ملیں گے قالہ ابو العالیہ ومقاتل کسی نے کہا کہ اولین وآخرین ملیں گے کسی نے کہا کہ جزائی اعمال کی اور عمل کرنے والے ملیں گے **قولہ تعالیٰ یَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ** کا یہ مطلب ہے کہ جس دن وہ نکلنے والے ہوں گے اپنی قبروں سے نہ چھپائے گی اُن کو کوئی شے نہ پہاڑ نہ کوئی ٹیلہ نہ کوئی بنا اس لیے زمین تو اس دن ایک برابر میدان ہوگی اور اُن پر کچھ کپڑے نہ ہوں گے وہ تو ننگے کھلے ہوئے ہوں گے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حشر کیے جائیں ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ یوم بدل ہے یوم التلاق سے بدل الکل من الکل اور یوم ظرف مستقبل ہے مثل اذ کے مضاف ہے طرف جملۂ اسمیہ کے طریقہ اخفش پر اور حرکت یوم کی حرکت اعراب ہے بنا بر مشہور کسی نے کہا کہ حرکت بنا ہے چنانچہ کوفی اسی طرف گئے ہیں کلمۂ یوم یہاں اور سورۂ ذاریات میں جدا لکھا جاتا ہے اصل یہی ہے جیسا کہ سمین نے کہا ہے اور مثل اسکو شرح جزریہ شیخ الاسلام میں یہی ہے اس لیے کہ کلمہ ہم تو مرفوع بابتدا ہے تو مناسب قطع ہے اور ان دو کے ماسوے جیسے یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ اور حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ موصول ہے اس واسطے کہ ان میں هُمْ مجرور ہے تو مناسب وصل ہے ابن عطیہ نے کہا کہ یوم منصوب ہے لا یخفیٰ علی اللہ سے کسی نے کہا کہ منصوب باضمار اذکر ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے اور جملہ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْهُمْ شَیْءٌ میں تین وجہ میں ایک یہ ہو کہ مستانفہ ہے اُن کے خروج کے بیان کو لایا گیا ہے یعنی اُنکی ذات واحوال واعمال سے کوئی

شے اللہ سے مخفی نہین رہے کی کون اعمال جو کہ دنیا مین کر چکے ہین دوسری یہ ہے کہ بارزون کی ضمیر سے حال ہے یعنی وہ قبرون سے نکلین گے اس حال مین کہ اللہ تعالی پر اُن سے کوئی شے مخفی نہ ہوگی تیسری یہ ہے کہ کلمہ ہم کی دوسری خبر ہے **قولہ تعالی** لِمَن خبر مقدم ہے اور اَلْمُلْكُ اَلْيَوْمَ مبتدا ہے موخر ہے اور جملہ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ اُس دن جو خلائق خارج ہوگی تو اس سے اُس وقت کیا کہا جائے گا سو یہ اس کا جواب ہے کہ یون کہین گے کہ آج کس کا ملک ہے مفسرین نے کہا ہے کہ بسیاری آسمان و زمین والے ہلاک ہو جائین گے تو رب تبارک و تعالی یہ فرمائے گا پھر اُسے کوئی جواب نہ دیگا تو وہی خود کو جواب دیگا فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یہ خبر ہے مبتدا ئے محذوف کی ای ہو للہ حضرت حسن نے فرمایا وہی سائل اور وہی مجیب جبکہ کوئی اُسے جواب دیگا تو وہی خود کو جواب دیگا کسی نے کہا کہ اللہ پاک ایک منادی کو حکم دے گا کہ اُسکی ندا کرے تو اہل محشر کے مومن و کافر کہین گے للہ الواحد القہار کسی نے کہا کہ اس منادی کو جواب اہل جنت دین گے اہل نار نہ دین گے افادہ الزمخشری کسی نے کہا یہ حکایت ہے اُس بات کی جس کے ساتھ زبان حال ناطق ہوگی اُس دن بسبب منقطع ہونے دعاوی مبطلین کے جس طرح کہ آیت مین ہے وَمَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ **قرطبی** نے کہا یہ قول وقت فنائے خلق کے ہوگا کسی نے کہا کہ اللہ تعالی درمیان دو نفخون کے اسکو فرمائے گا اور بعد چالیس برس کے خود کو جواب دیگا **قولہ تعالی** اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تتمہ جواب ہے بنا بر اُس قول کے کہ جواب دینے والا خود اللہ پاک ہے تا وہ قول کہ مجیب سارے بندے ہین یا بعض سو اس کی بنیاد پر کلام مستانف ٹھیرے گا واسطے بیان اُس بات کے جسکو اللہ تعالی بعد اُن کے جواب کے فرمائے گا یعنی آج بدلا دیا جائے گا ہر نفس ساتھ اُس شے کے جو اُس نے کی ہے دنیا مین خیر و شر سے کسی طرح کا ظلم نہین ہے آج کسی پر اُن مین سے باین طور کہ اُس کے ثواب سے کچھ کم کیا جائے یا اُس کے عقاب مین کچھ زیادتی کی جائے بیشک اللہ سریع الحساب ہے یعنی اُس کا حساب سریع ہے کیونکہ اُسکو امعان فکر و غور کرنے کی حاجت نہین ہے جس طرح کہ اور لوگ اُس کے حاجت مند ہوتے ہین اس لیے کہ اُس کا علم تو ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے تو اس سے تو ذرا بھر غائب نہین ہوتا ہے سرعت حساب مین کہا ہے کہ دنیا کے دنون مین سے بقدر آدھے دن کے ساری خلق کا حساب لیگا اس واسطے کہ اللہ پاک کو ایک حساب دوسرے حساب سے باز نہین رکھتا ہے وہ تو ایک وقت مین ساری خلق سے حساب لے گا بسبب ایک حدیث کے جو اس باب مین وارد ہوئی ہے **عبد بن حمید** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

سے روایت کیا ہے کہ جمع کرے گا اللہ ساری خلق کو قیامت کے دن بصعید واحد بارض بیضا کانہا سبیکۃ فضۃ
یعنی ایک میدان مین زمین سفید کے گویا وہ تہکیا ہے چاندی کی جسمین کبھی اللہ کی نافرمانی نہین کی گئی پہر
پہلی بات جو کرے گا وہ یہ ہے کہ ندا کرے گا ایک منادی لمن الملک الیوم الی قولہ الحساب پہر اول جس شے کی
ساتہ ابتدا کی جائے گی خصومات سے وہ خون ہین یہ آثار اُس قول کا موید ہے جو اول گذر چکا ہے **پہر اللہ پاک**
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ اُس کے بندون کو ڈرائین پس ارشاد فرمایا وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ
الْاٰزِفَةِ مراد روز قیامت ہے بسبب اُس کے قرب کے یہ نام اُسکا رکہا ہے محاورے مین بولتے ہین ازف فلان
او الرحیل اسے قریب یا ازف ازفا من باب تعب ازوفا دنا و قرب کسی نے کہا کہ یوم الآزفہ موت کے حاضر ہونے
کا دن ہے لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا قیامت کو آزفہ اس لیے کہا گیا کہ وہ قریب ہے گو لوگون نے
اُس کے امر کو بعید سمجہا ہے جو شے ہونے والی ہے تو وہ قریب ہے **قولہ تعالی** اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى
الْحَنَاجِرِ یعنی جبکہ دل مارے خوف کے اپنی جگہہ سے زائل ہو جائین گے اور اوپر کو چڑہ آئین گے یہانتک
کہ حنجرہ کو پہونچین گے اور ان کے حلق سے بلجائین گے پہر نہ تو وہ نیچے کو عود کرین گے کہ سانس لینے سے
راحت پائین اور نہ وہ نکل جائین گے کہ مر کر راحت پا جائین کما قال تعالی وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ
کلمہ حناجر جمع ہے حنجور کی جیسے وزن و معنی مین مثل حلقوم کے ہے یا جمع ہے حنجرہ کی حنجرہ وہی یعنی حلقوم ہے
کاظمین کے معنی ہین مغموم مکروبین ممتلئین غما یعنی غم و بیقراری سے بہرے ہون گے زجاج نے کہا
معنی یہ ہین کہ جس وقت دل لوگون کے نزدیک حناجر کے ہون گے اُنکی حالت غم مین قتادہ نے کہا کہ
واقع ہون گے دل اُن کے حناجر مین مارے خوف کے پہر وہ نہ تو نکلین گے اور نہ اپنی جگہہ عود کرین گے۔
کسی نے کہا یہ تو نہایت گہبراہٹ کی خبر دی ہے یعنی یہ بات حقیقۃ نہین ہے بطور مجاز کے غایت مدہوشی کی
گہبراہٹ کو اس عبارت مین ادا کیا ہے جس طرح کہ ہندی محاورے مین بولتے ہین کلیجا منہ کو چلا آتا ہے
اب رہی یہ بات کہ کاظمین حال ہے قلوب سے تو کاظمۃ ہوتا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ کاظمین باعتبار اہل قلوب
کے کہا ہے اس لیے کہ معنی یہ ہین اذ قلوب الناس لدی حناجرہم یعنی جبکہ دل لوگون کے نزدیک اُن کے
حلق کے ہون گے کاظمین حال ہوگا ناس سے کسی نے کہا کہ یہ حال ہے قلوب سے اس حال کو بصیغہ جمع
مذکر سالم جو کہ عقلا کی ساتہ خاص ہے اسلیے ادا کیا ہے کہ قلوب کی طرف وہ چیز نسبت کی گئی ہے جو کہ عقلا کی طرف منسوب ہوتی ہے تو انکو عقلا ہی کی جمع مین ادا کیا
پہر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس دن کافرون کو کوئی نفع نہ پہونچائے گا پہر فرمایا مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ یعنی نہ ہوگا واسطے
ظالمون کے کوئی قریب و محب جو ان کو نفع پہونچائے حمیم تیرا وہ تیرا قریب و رشتہ دار ہے جس کے کام
کا تو اہتمام کرتا ہے وَلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اور نہ کوئی سفارشی کہ اُن کے واسطے شفاعت کرنے مین اُس کی بات

اسکی بات مانی جائے کلمۂ یطاع محل جر مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہے شفیع کی کرخی نے کہا کہ حقیقت اطاعت
کی یہان نہین ہو سکتی ہے اس لیے کہ مطاع رتبے مین فوق مطیع ہوتا ہے تو اسکا مقتضا یہ ہے کہ شفاعت کرنیوالا
فوق ہو اُس شخص سے جسکو پاس شفاعت کی جاتی ہے حالانکہ یہ بات یہان محال ہے کیونکہ اللہ پاک کے فوق
کوئی شے نہین ہے تو اب یہ مجاز ہوگا اور معنی یہہ ہون گے ولا شفیع یشفع یعنی نہ کوئی ایسا شفیع ہوگا جسکو شفاعت
مین اذن دیا جائے یا اُس کی شفاعت قبول کی جائے محلی نے کہا کہ اس صفت کا کوئی مفہوم مخالف نہین ہے
اس لیے کہ ان کے واسطے تو اصلاً کوئی شفیع نہین ہے یعنی نہ مطاع نہ غیر مطاع پھر اللہ پاک نے اپنے شمول علم کا
ذکر کیا کہ وہ ہر شے کو عام شامل ہے گو وہ شے غایت درجے کی خفا ہی مین کیون نہ ہو پس فرمایا یَعْلَمُ خَائِنَةَ
الْاَعْیُنِ یہ جملہ ایک اور خبر ہے ہو الذی یریکم کی یا چوتھی خبر ہے اس مبتدا کی جسکی خبر رفیع وما بعد رفیع
ہے اس کے سوا اور قول بھی ہین لیکن ظاہر قول اول ہے **خائنہ** مصدر ہے مثل عافیہ عاقبہ کے یعنے
جانتا ہے آنکھون کی خیانت کو وہ خیانت یہی چور نظر سے دیکھنا ہے طرف اس شے کے جسکی طرف نظر کرنا
آدمی کو حلال نہین ہے **مؤرج** نے کہا اس مین تقدیم و تاخیر ہے اے یعلم الاعین الخائنۃ یعنی اضافت
صفت کی طرف موصوف کے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھون کو کسی نے کہا
کہ اضافت بمعنی من ہے اے الخائنۃ من الاعین یعنی آنکھون مین سے جو آنکھ خیانت کرنے والی ہے
اسکو جانتا ہے **قتادہ** نے کہا خائنۃ الاعین الہمز بالاعین فیما لا یحب اللہ یعنی آنکھ سے اشارہ
کرنا اُس شے مین جسکو اللہ تعالیٰ محبوب نہین رکھتا ہے **سُدی** کا لفظ انہ الرمز بالعین ہے **سُفیان**
نے کہا کہ نظر بعد نظر ہے فراء بھی اسی کے قائل ہین اول اولی ہے اور مجاہد بھی اسی کے قائل ہین —
ابو داؤد و نسائی و ابن مردویہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب فتح
مکہ کا دن ہوا تو امن دیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو مگر چار مردون کو اور دو عورتون کو اور فرمایا
کہ قتل کرو ان کو اگرچہ انکو پاؤ لٹکتے ہوئے کعبے کے پردون سے ان مین سے عبد اللہ بن سعد بن ابی
سرح ہے سو وہ چھپ گیا نزدیک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو بلایا طرف بیعت کے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ انکو لیکر آئے پھر عرض کیا
یا رسول اللہ آپ بیعت کرین عبد اللہ سے تو آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا پھر تین بار اسکی طرف نظر کی ہر بار
اسکی بیعت سے انکار فرماتے تھے پھر اس سے بیعت کی پھر اپنے اصحاب پر متوجہ ہوئے تو فرمایا کیا
نہ تھا تم مین کوئی مرد رشید کہ کھڑا ہو طرف اُس کے جبکہ اُس نے دیکھا تھا مجھے کہ مین نے روک لیا
اپنا ہاتھ اُس کی بیعت سے پھر اُسے قتل کر ڈالے تو صحابہ نے عرض کیا کون چیز معلوم کرائی ہے ہمکو

یارسول اللہ وہ تھے جو آپکے جی مین ہے کیون نہین اشارہ فرما دیا آپنے ہماری طرف اپنی آنکھہ سے پس آپنے فرمایا
بیشک شان یہ ہے کہ لائق نہین ہے واسطے کسی نبی کے کہ اُس کے واسطے خائنۃ الاعین ہو وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ
یعنی اور جانتا ہے اللہ تعالی اُن چھپی باتون کو جنکو دل چھپاتے ہین اور وہ اللہ کی نافرمانیان جنکو وہ پوشیدہ
رکھتے ہین یا امانت وخیانت وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ یعنی اللہ فیصلہ کرتا ہے ساتھ حق کے تو جزا دے گا
ہر ایک کو ساتھ اُس شے کے کہ جسکا وہ مستحق ہے خیر وشر سے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے
مروی ہے کہ یعلم خائنۃ الاعین فرمایا جبکہ اس نے نظر کی طرف اُس عورت کے تو وہ ارادہ کرتا ہے خیانت
کا یا نہین وما تخفی الصدور فرمایا کہ جب وہ قادر ہوگا اُسپر تو آیا اُس سے زنا کرے گا یا نہین کہا خبر دون
مین تم کو اُس آیت کی جو بعد اس کے ہے واللہ یقضی بالحق اللہ قادر ہے اسپر کہ جزا دی ساتھ نیکی کے نیکی
کی اور ساتھ بدی کے بدی کی اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ
فِی الْحِلْیَۃِ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الشُّعَبِ **قولہ تعالی** وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ
بِشَیْءٍ یعنی وہ لوگ جنکو مشرکین پکارتے ہین اللہ کے سوا نہین فیصلہ کرتے ہین ساتھ کسی شے کے کیونکہ
وہ تو نہ کسی شے کو جانتے ہین اور نہ کسی چیز پہ قدرت رکھتے ہین پہر وہ کس طرح شریک ہوسکتے ہین اللہ
پاک کے جو کہ فیصلہ کرتا ہے ساتھ حق کے اور جس کا علم وسیع اور قدرت تام ہے یہ بطور تہکم کے فرمایا
ہے کہ لا یقضون بشیء اس لیے کہ جو شے قدرت کے ساتھ موصوف نہین ہوتی ہے جیسے جماد اُس کے
حق مین یون نہین کہتے ہین کہ یقضی یا لا یقضی جمہور نے یدعون بیائے تحتیہ پڑھا ہے ضمیر راجع ہے طرف
ظالمین کے ابو عبید وابو حاتم نے اس کو اختیار کیا ہے نافع وشیبہ وہشام نے بتائے فوقیہ اس
بنا پر کہ ظالمین کو ...... خطاب کیا ہے دونون قراتین سبعیہ ہین پہر اللہ پاک نے اپنے علم تام
وقضائے بالحق کی تقریر وتاکید وتعلیل ذکر فرمائی اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنی اللہ پاک جو آنکھون
کی خیانت کو اور دلون کی چھپی باتون کو جانتا ہے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس لیئے وہ تو بڑا
سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے سننے اور دیکھنے کی چیزون سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شے بہی اُسپر
مخفی نہین ہے اس مین ظالمین اور مشرکین کو وعید وتہدید بہی ہے کہ وہ اُن کے اقوال وافعال کو
سنتا دیکھتا ہے اور اُن کو اُن پر عقاب کرے گا اور اُن کے معبودون کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نہ
سنتے ہین نہ دیکھتے ہین نرے جماد بے حس وحرکت ہین ایسون کا پوجنا کیا ○

آن بت کہ گہ از چوب گہ از سنگ تراشی — بگذار خدائے کہ بصد رنگ تراشی

بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے احوال آخرت سے اُن کو ڈرایا تو بعد اُس کے احوال دنیا سے اُن کو ڈراتا

شروع کیا پس ارشاد فرمایا اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ کیا پہرے نہین ملک مین کہ دیکہتے آخر کیسا ہوا انکا جو تہے انسے پہلے وہ تہے ان سے سخت زور مین اور جو نشان چہوڑ گئے زمین مین پہر انکو پکڑا اللہ نے ان کے گناہون پر اور نہ ہوا انکو اللہ سے کوئی بچانے والا یہ اسپر کہ ان پاس آتے تہے ان کے رسول کہلی نشانیان لے کر پہر منکر ہوئے پہر پکڑا ان کو اللہ نے البتہ وہ زور آور ہے سخت مار دینے والا انتہی

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا یہ لوگ تیرے رسالت کے جہٹلا نیوالے پہرے نہین ملک مین کہ دیکہتے آخر کیسا ہوا انکا جو ان سے پہلے تہے یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی جہٹلانے والی امتین جو عذاب و نکال ان پر نازل ہوا باوجود اسکے کہ وہ زور مین ان سے سخت تر تہے اور نشانیان چہوڑنے مین وہ بڑے بڑے مکانات و محل اور گہر زمین مین نشان چہوڑ گئے جن پر ان کو قدرت نہین ہے کما قال عز و جل وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وقال تعالی وَاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا یعنی باوجود اس قوت عظیم و باس و شوکت شدید کے اللہ تعالی نے انکو پکڑا بسبب انکے گناہون کے وہ گناہ یہی ان کا انکار کرنا تہا اپنے رسولون کا وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ یعنی کسی نے اللہ کے عذاب کو ان سے دفع نہ کیا اور نہ کسی پہیرنے والے نے اسکو پہیرا نہ کسی بچانیوالے نے ان کو بچایا پہر ان کے پکڑنے کی علت ذکر کی اور ان کے گناہ جن کے وہ مرتکب ہوئے بیان فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ یعنی یہ پکڑ اسپر ہوئی کہ ان کے رسول کہلی کہلی دلیلین بکی بکی برہانین لیکر ان کے پاس آتے تہے سو انہون باوجود اس بیان و برہان کے انکار کیا تو اللہ تعالی نے انکو ہلاک کر ڈالا اور ملیا میٹ کر دیا و للکافرین امثالہا یعنے جواب کر کافر و منکر ہین انکی بہی یہی گت ہوئی ہے اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ بڑے زور والا اور سخت عذاب والا ہے اور اسکا عقاب سخت و درد دینے والا ہے اعاذنا اللہ تبارک و تعالی منہ آمین **ف** ہمزہ استفہام کا ہے اور حرف واؤ واسطے عطف کے ہے فعل محذوف پر اے اغفلوا ولم یسیروا اور فینظروا یا مجزوم ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے یسیروا پر یا منصوب ہے بجواب استفہام کیف خبر مقدم ہے کان کی اور عاقبۃ اس کا اسم ہے اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر مفعولیت ینظروا کے عاقبت بمعنی حال و صفت ہے یا بمعنی

مآل وانجام کار کانوا اشد منہم قوۃ وآثارا بیان ہے تفاوت کا جو کہ درمیان کفار مکہ کے اور اگلی امتون کے
ہے وآثارا معطوف ہے قوۃ پر آثار جمع ہے اثر کی اثر کہتے ہین نقش قدم کو مراد وہ نشانیان ہین جو آدمی
اپنے بعد چھوڑتا ہے جیسے مکانات وغیرہ جمہور نے منہم پڑھا ہے ابن عامر نے منکم بنا بر التفات غیبت سے طرف
خطاب کے جملہ کانوا ہم الخ جواب ہے کیف کا حرف واو اس کا اسم ہے اور اشد اُس کی خبر اور کلمہ ہم ضمیر فصل ہے
یہان ضمیر فصل درمیان معرفہ ونکرہ کے واقع ہوئی ہے حالانکہ وہ واقع نہین ہوتی ہے مگر درمیان دو معرفون
کے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ یہان اشد نکرہ مشابہ معرفہ ہے اس جہت سے کہ الف ولام کا داخل ہونا اُس پر ممتنع ہے
اس لیے کہ جو فعل تفضیل مقرون بمن ہوتا ہے اُس پر الف ولام داخل نہین ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک
مکے والون کو اپنے غیر سے عبرت لینے کا ارشاد کرتا ہے کیونکہ عاقل وہی ہے جو کہ اپنے غیر کے حال سے عبرت
لیتا ہے پس فرماتا ہے کیا غافل ہو گئے اور پہرے نہین زمین مین کہ دیکھتے کیسا ہوا حال یا مآل ان سے
اگلی اُمتون کا جنہون نے اپنے رسولون کی تکذیب کی جیسے عاد وثمود اور ان کے مثل اور تہین وہ سخت
تر تہے ان کفار حاضرین سے ازروے قوۃ وزور کے اور ازروے آثار کے زمین مین اُنہون نے
مضبوط مضبوط قلعے بنائے بلند بلند محفوظ مکان اور پختہ پختہ محل اُٹہائے اور آدمیون کے شمار مین
اور ساز وسامان دنیا مین نہایت درجہ ان سے بڑہ کر تہے پہر اللہ تعالی نے انپر عقاب نازل کیا اور
انکو ہلاک کر ڈالا بسبب اُن کے گناہون کے اور جہٹلانے کے اپنے رسولون کو اور نہین تہا واسطے
اُن کے اللہ سے کوئی بچانے والا کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور اُن کو بچائے یہ اُن کا پکڑنا اور
ہلاک کرنا اس سبب سے تہا کہ آتے تہے اُن کے پاس رسول اُنکے کہلی کہلی حجتین اور ظاہر ظاہر معجزے لیکر
سو اُنہون نے اُس کا انکار کیا جس کو وہ لیکر اُن کے پاس آئے اس پر اللہ تعالی نے اُن پکڑا بیشک
اللہ زبردست ہے جو چاہتا ہے وہ کر ڈالتا ہے کوئی شے اسکو عاجز نہین کرتی ہے سخت عقاب والا
ہے واسطے اُس کے جس نے اُسکی نافرمانی کی اور اُس کی طرف رجوع نہ ہوا کذا فی فتح البیان یہ تو ہلاک
شدہ امتون کا ذکر بالاجمال تہا پہر اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ ذکر کیا
تاکہ اُس سے عبرت لین پس ارشاد فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی
فِرْعَوْنَ وَھَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا
اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ وَاسْتَحْیُوْا نِسَآءَھُمْ ۝ وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ
ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّہٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ
دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْھِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ

ع ۷

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۵ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیان دیکر اور کھلی سند فرعون اور ہامان
اور قارون پاس پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا پھر جب پہونچا اُن پاس لے کر سچی بات ہمارے پاس سے
بولے مار و بیٹے اُن کے جو یقین لائے ہین اُس کے ساتھ اور جیتی رکھو اُن کی عورتین اور جو داؤ ہے
منکرون کا سو غلطی مین اور بولا فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالون مین موسیٰ کو اور پکارے اپنے رب کو
مین ڈرتا ہون کہ بگاڑے تمہاری راہ یا کھڑا کرے ملک مین خرابی اور کہا موسیٰ نے مین پناہ لے چکا ہون
اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کا دن **ف** قارون تہا بنی
اسرائیل مین لیکن مرضی مین موافق تہا فرعون والون کے اور انہین کی دولت سے کماتا تہا مال **ف**
فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو شاید اُس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہون گے مارنے کا اس سے کہ معجزہ دیکھ
کر ڈر گئے تہے کہین اُسکا رب بدلا نہ لے **ف** جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرنے لگا

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو قوم نے جھٹلایا سو اس بارے مین
اللہ پاک اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے اور اُن کو خوشخبری دیتا ہے کہ انجام نیک
اور نصرت دنیا و آخرت مین انہین کو ہو گی جسطرح کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا ماجرا گذرا
اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کہلی کہلی نشانیان اور واضح واضح دلیلین دیکر اُن کو بھیجا اس لیے یون فرمایا
بآیاتنا و سلطان مبین سلطان سے مراد حجت و برہان ہے طرف فرعون کے یہ قبطیون کا بادشاہ تہا دیار مصر
مین اور ہامان کے یہ شخص اُسکی مملکت مین اُسکا وزیر تہا اور قارون کے یہ اُس کے وقت مین سب
لوگون سے بڑھ کر تہا مال و تجارت مین پہر ان سب نے کہا کہ موسیٰ جادوگر جھوٹا ہے یعنی اُن کی تکذیب
کی اور اُن کو ساحر و مجنون و ملمع کار و کذاب ٹہیرایا اس بات مین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بھیجا ہے یہ آیت
مثل آیت کے ہے كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ
أَتَوَاصَوْا بِهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ پہر جب موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس آئے برہان قاطع
لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو کہ دال تہی اس پر کہ اللہ عزوجل نے اُن کو بہیجا ہے طرف اُن کے
تو کہا مار ڈالو اُن کے بیٹون کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے ہین اور زندہ رکھو اُن کی عورتون کو یہ دوسرا
حکم ہے طرف سے فرعون کے ذکور بنی اسرائیل کی قتل کا اور اول حکم سو وہ اس لیے تہا کہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام کے وجود سے احتراز ہو یا واسطے ذلیل کرنے اس قبیلہ بنی اسرائیل کے اور واسطے کم کرنے
اُن کے عدد کے یا واسطے دونون کامون کے اور دوسرا حکم قتل کا سو واسطے علت ثانی کے ہے اور
واسطے ذلیل کرنے اس قبیلے کے اور تاکہ نامبارک سمجھین موسیٰ علیہ السلام کو اور اسی لیے انہون نے

یون کہا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّکُمْ وَ
یَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ **قتادہ** نے کہا یہ امر ہے بعد امر کے اللہ عزوجل نے
فرمایا وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ یعنی نہین ہے مکر و قصد اُن کا جو کہ کم کرنا بنی اسرائیل کے
عدد کا ہے تاکہ وہ اُن پر منصور نہ ہون مگر وہ جانے والا اور ہلاک ہونے والا ہے غلطی مین وَقَالَ
فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی یہ عزم ہے فرعون ملعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر
یعنی اپنی قوم سے کہا تم مجھہ چھوڑو یہان تک کہ مین تمہارے واسطے اُس کو مار ڈالون وَلْیَدْعُ
رَبَّهٗ یعنی چاہیے کہ وہ پکارے اپنے رب کو مین اُسکی کچھہ پروا نہین کرتا ہون یہ بات غایت جحد
و تجہم و عناد مین ہے **قولہ قبحہ اللہ** اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی
الْاَرْضِ الْفَسَادَ یعنی فرعون ڈرتا ہے اس بات سے کہ موسیٰ علیہ السلام لوگون کو گمراہ کر دین گا اور
اُن کے رسوم اور عادات کو بگاڑ ڈالین گے یہہ ویسی بات ہے جو مثل مین کہتے ہین کہ صار فرعون
مذکرا یعنی فرعون واعظ بن گیا کہ موسیٰ علیہ السلام سے لوگون پر خوف کرتا ہے **جب** حضرت
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرعون کی یہ بات پہونچی کہ ذرونی اقتل موسیٰ تو انہون نے کہا مین نے
پناہ لی اللہ کی اس کے شر سے اور اُس کے امثال کے شر سے اسی لیے یون کہا اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ
وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ یعنی مین پناہ لے چکا ہون اپنے رب کی اور تمہارے
رب کی اے مخاطب لوگو ہر تکبر کرنے والے سے جو کہ حق سے تکبر کرتا ہے اور مجرم ہے ایمان نہین
لاتا ہے روز حساب پر اسی لیے حدیث شریف مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کسی قوم سے خوف کرتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَأُ بِكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ یعنی الٰہی ہم پناہ مین آتے تیری انکی بدیون
سے اور ہم دفع کرتے ہین ساتھ تیرے اُن کے سینون مین **ف** بِاٰیٰتِنَا باعتبار متعلق کے حال
ہے موسیٰ کے سے اسے متلبسا بہا اور آیات سے مراد وہی نو نشانیان ہین جنکا ذکر کئی جگہہ ہو گیا ہے
سلطان مبین یعنی واضح و روشن حجت مراد توریت شریف ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے
خود وہی آیات ہین اور عطف بسبب تغایر عنوانی کے ہے یا اس سے مراد اُن مین کی بعض مشہور
نشانیان ہین جیسے ید بیضا و عصا اُن کے اعتبار و اہتمام کے واسطے علیحدہ کر کے اُن کو ذکر کیا ہے باوجود
اس کے کہ آیات کے تحت مین وہ مندرج ہین معنی یہ ہین کہ البتہ مقرر بھیجا ہم نے موسیٰ کو اس حال
مین کہ وہ لیے ہوئے تھا ہماری نشانیون کو اور حجت واضح کو طرف فرعون و ہامان و قارون کے

خاصکر کے ان تینون کا ذکر اسلیے کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی عداوت مین مدار تدبیر کا انہین پر تہا اس واسطے کہ مکذبین
موسیٰ علیہ السلام کے سردار یہی تہے پس فرعون تو بادشاہ تہا اور ہامان وزیر اور قارون صاحب اموال وکنوز تہے
فقالوا ساحر کذاب پس بولے کہ جادوگر جہوٹا ہے اس شے مین جسکو انکے پاس لیکر آیا ہے قائل اس قول کا
فرعون اور اسکی قوم ہے رہا قارون سو اسنے یہ بات نہین کہی تو اب کلام مین تغلیب ہوگی اسی طرح قالوا اقتلوا
مین بہی کہین گے کما قال الخفاجی خطیب نے کہا کہ فرعون وہامان وقارون اور ان کے ساتہ والون نے حضرت
موسیٰ کے حق مین کہا ساحر ہین اس لیے کہ ان کے مقہور کرنے سے عاجز ہوے قارون کے سوا جو لوگ تہے
سو انہون نے تو اول وآخر بالقوہ وبالفعل یہ بات کہی رہا قارون سو اسنے آخر کو کہی بیان کیا گیا ہے کہ
وہ کفر پر مطبوع ومخلوق ہوا تہا اگرچہ اول ایمان لے آیا اور یہ قول اسکا تہا گو بالفعل اس وقت اس نے نہین
کہا پس اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ ہمیشہ اسی کا قائل رہا کیونکہ اسنے اس سے توبہ نہین کی پہر فرعون والون
نے حضرت موسیٰ کو کذاب کہا موصوف کذب کیا اس خوف سے کہ لوگ کہین ان کی تصدیق نہ کرین **ابو السعود**
نے کہا ساحر کذاب کے یہ معنی ہین کہ جو معجزے اس نے ظاہر کیے اس مین تو جادوگر ہے اور یہ دعوی کہ رب
السموٰت نے اسکو بہیجا ہے اس مین جہوٹا ہے **قولہ تعالیٰ** فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا۔ الآیۃ
یعنی پہر جب آیا ان کے پاس حق لے کر ہمارے پاس سے مراد ظاہر وواضح معجزے ہین تو بولے مار ڈالو بیٹے
ان لوگون کے جو اسکے ساتہ ایمان لائے قتادہ نے کہا کہ یہ قتل غیر ہے قتل اول کا اسواسطے کہ وقت
پیدا ہوجانے حضرت موسیٰ کے فرعون لڑکون کے قتل سے رک گیا تہا پہر جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو
رسول کرکے بہیجا اور فرعون نے معلوم کیا کہ جو بات واقع ہونی تہی وہ واقع ہوچکی تو مارے غیظ وغضب کے
بنی اسرائیل پر قتل کو عود کیا سو وہ حکم دیا تہا لڑکون کے قتل کا اور لڑکیون کے چہوڑنے کا اسی کی مثل یہ
قول ہے فرعون کا سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ معنی یہ ہین کہ تم عود کرو انپر اس
شے کو جو تم اول کیا کرتے تہے یہ خیال کرکے کہ بسبب اس قتل کے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کی مدد کرنے
سے باز رکہے گا اور یہ گمان کرکے کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتہہ پر ان کے ملک جانیکا نجومی وکاہنون نے
حکم لگایا ہے سو اللہ پاک نے طرح طرح کے عذاب انپر نازل کرکے انکو اس سے مشغول کردیا وہ عذاب
یہی مینڈک وجہیجریان اور خون اور طوفان تہا یہان تک کے مصر سے نکلے پہر ان کو اللہ تعالیٰ نے غرق کردیا
واستحیوا النساءہم کے یہ معنی ہین کہ باقی رکہو انکی بیٹیون کو واسطے خدمت کے **قولہ تعالیٰ** وَمَا كَيْدُ
الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ یعنی نہین ہے مکر کافرون کا مگر زیان ونقصان اور ضائع ہونے
مین اور وبال مین اس لیے کہ وہ بیکار جائے گا اور اس سے کسی شے کو نفع نہ کرے گا اور جس عذاب کا

ع
یعنی ہاتہ سے
وجہ ہے
کہ

اللہ عزوجل نے ارادہ کیا ہے وہ اُنپر نازل ہوگا اور لوگ ایمان لانے سے باز نہ رہین گے گو اُن کے ساتھ
ایسا معاملہ کیا جاے بلکہ لامحالہ قدر مقدر و قضاے محتم اُنپر نافذ ہوگی **الف و لام** الکافرین کا یا تو
واسطے عہد کے ہے یعنی وہی کفار مذکورین یا جنسی ہے یا جنس کفار یہ ہون یا اُن کی مثل اور کفار مذکورین
بدخول اولی اس مین داخل ہون گے رہی یہ بات کہ کیدھم نہ کہا بلکہ بجاے ضمیر اسم ظاہر رکھا سو منظور اس
سے انکی ذم کرنا ہے ساتھ کفر کے اور خبر دینا ہے علت حکم کی مطلب یہ ہے کہ اُنپر جو یہ حکم لگایا کہ اُن کا مکر زیان
مین ہے سو اس کی علت یہی اُن کا کفر ہے **جملہ** مذکورہ معترضہ ہے فرعون والون کے باطل باتون کے
نقل کرنے کے اثنا مین اس کو لائے ہین سو مقصود اُس سے یہ ہے کہ جس بات کو انہون نے ظاہر کیا ہے
اُس کے بالکل باطل و مضمحل ہونے کا بیان جلدی سے ہو جاے اگر یہ قصد نہ ہوتا تو جب اُنکی ساری باتیں
نقل ہو چکتین اُن کے آخر مین یہ جملہ ذکر کیا جاتا پھر اللہ پاک نے فرعون لعین کی اور باطل بات نقل فرمائی
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِيٓ أَقْتُلْ مُوسَىٰ یعنی فرعون بولا مجھے چھوڑو کہ مین اسے مار ڈالون اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو حضرت موسی کے قتل سے لوگ منع کرتے تھے جب تو اس نے کہا مجھے چھوڑو سو
بعض نے کہا ہے کہ فرعون کے خاص لوگون مین سے کچھ لوگ تھے کہ اُس کو قتل سے روکتے تھے اس
روکنے مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ شاید اُن مین وہ شخص ہو جو حضرت موسی کے صادق ہونے کا معتقد ہو
سو وہ حیلہ گری کرتا ہو فرعون کے منع کرنے مین اُن کے قتل سے دوسری وجہ یہ ہے حضرت حسن نے
فرمایا کہ فرعون کے مصاحبون نے اُس سے کہا کہ تو اُسکو مت قتل کر وہ تو یہی ایک کم ور جادوگر ہے اور
وہ ہمارے جادو پر غالب نہیں ہو سکتا ہے پھر اگر تو اُس کو مار ڈالے گا تو لوگون پر شبہہ داخل کریگا
لوگ کہین گے کہ وہ حق پر تھا یہ لوگ اُس کے جواب سے عاجز ہوے تو اُسے مار ڈالا تیسری وجہ یہ ہے کہ
وہ لوگ حیلہ گری کرتے تھے فرعون کے روکنے مین اُن کے قتل سے اس لیے کہ فرعون کا دل حضرت
موسی کے ساتھ مشغول رہے قبطی قومون کی تادیب و تنبیہ کے واسطے فارغ نہ ہو کیونکہ امرا کی شان
سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے دل کو کسی خارجی خصم کے ساتھ مشغول رکھتے ہین یہان تک کہ خود پر
اُس بادشاہ کے لوٹنے سے امن مین ہو جائین کذا ذکر الخطیب **ابو السعود** نے بعد ذکر وجہ دوم کے کہا ہے
کہ ظاہر حال لعین سے یہ ہے کہ اُس نے اس کا یقین کر لیا تھا کہ وہ نبی ہین اور جو کچھ وہ لائے ہین حق
ہے لیکن وہ اس سے ڈرتا تھا کہ اگر اُن کے قتل کا قصد کرے گا تو جلد ہلاک کر دیا جائے گا اور یہ جو اُس نے
کہا کہ ذرونی اقتل موسی سو صرف اس بات کا وہم ڈالنے اور ملمع کرنے کو کہ موسی کے قتل سے وہی لوگ
اُسکو مانع ہین اگر وہ نہ ہوتے تو ضرور ہی اسکو قتل کر ڈالتا باوجود اس کے کہ اُسکو نہیں منع کیا مگر اُسی

ہولناک خوف نے اُسکے جی مین بسا ہوا تہا اور یہ جو کہا وَلْيَدْعُ رَبَّهُ سو یہ تکلف دلیر بنتا ہے اور بے پروائی
ظاہر کرتا ہے حالانکہ سب لوگون سے بڑہ کر حضرت موسیٰ سے خائف تہا یعنی چاہیے کہ پکارے اس شخص کو جسکا دعو
کرتا ہے کہ اُس نے ہماری طرف اسکو بہیجا ہے تو چاہیے کہ وہ اُسکو قتل سے منع کرے اگر وہ اُسپر قادر ہے
مطلب یہ ہے کہ یہہ بات تم کو ہول مین نہ ڈالے کیونکہ حقیقۃً اُسکا کوئی رب نہین ہے بلکہ انا ربکم الاعلیٰ یعنی مین ہی
تمہارا رب سب سے بڑا ہون پہر لعین نے وہ علت ذکر کی جسکے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا قصد کیا
پس کہا اِنِّیٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ یعنی بیشک مین ڈرتا ہون اگر اُسکو قتل نہ کرون اس بات سے
کہ بدل دے تمہارے دین کو جسپر تم ہو وہ یہی غیر اللہ کا پوجنا ہے اور داخل کرے تم کو اپنے دین مین جو اللہ
وحدہ کا پوجنا ہے اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ یا ڈال دے زمین مین درمیان لوگون کے خلاف
و فتنہ جس شے کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعوت کی اُس کے ظاہر ہونے اور پہیلنے کو زمین مین اور
لوگون کے اسطرف راہ پانے کو لعین نے فساد ٹہیرایا حالانکہ فساد وہی ہے جسپر وہ اور اُس کے تابعین ہین
معنی یہ ہین کہ ان دو امر سے ایک کا یا دونون کا وقوع ہونا ضروری ہے اول معنی کی بنا تو کوفیین و یعقوب
کی قرارت پر ہے انہون نے او ان یظہر یا کو پڑہا ہے جو کہ واسطے ابہام کے ہے اور دوسری معنی کی بنیاد
باقی قرار کی قرارت پر ہے انہون نے و ان یظہر بدون الف پڑہا ہے نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے ان
کو بفتح یا اور نافع و ابو عمرو و حفص نے یظہر بضم یا و کسر ہا باب افعال سے پڑہا ہے اور ضمیر اس مین راجع ہے
طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور الفساد کو منصوب بنا بر مفعول یہ اور باقی قرار نے بفتح یا و ہا و رفع فساد
بنا بر فاعلیت **علامہ نسفی** نے قرارت ضم یا و نصب دال کو اولیٰ کہا ہے واسطے موافقت یبدل کے
حافظ ابن کثیر نے تین قراتین ذکر کی ہین ایک تو او کی دوسری واو کی تیسری بضم دال فساد
جبکہ لعین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دہمکی دی تو انہون نے کہا اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ
الآیۃ یعنی اس ملعون کی شدت کے دفع کرنے مین اور کچہہ نہ کیا مگر یہ کہ اللہ عزوجل کے ساتہہ پناہ
چاہی ہر اُس شخص سے جو کہ اپنے آپ کو بڑا سمجہنے والا ہے اللہ پر ایمان لانے سے اور غیر مومن
ہے بعث و نشور پر اور اللہ تعالیٰ پر بہروسا کیا سو بالضرور اللہ پاک نے اُنکو ہر بلا سے محفوظ و مامون
رکہا کل متکبر کی عموم مین فرعون بدخول اولیٰ داخل ہے **فرعون** کا نام نہ لیا بلکہ اسکا ذکر ایسے
وصف کے ساتہہ کیا جو اُسکو اور اُس کے غیر کو عام ہے جو کہ جبارون مین سے ہین سو دو واسطے ایک تو
استعاذہ کا عام کرنا مقصود ہے دوسری قساوت و جرأت علی اللہ تعالیٰ کی علت بتانا منظور ہے
اسکی علت یہی تکبر ایمان سے اور عدم ایمان بعث پر **نافع وغیرہ** نے عذت کو باد غام ذال باقی

قرار نے بااظہار ڈرتا ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا
أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ
صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝
يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِن بَأْسِ اللَّهِ إِن جَاءَنَا ۚ قَالَ
فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ اور بولا ایک مرد
ایماندار فرعون کے لوگون مین جو چھپاتا تھا اپنا ایمان کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہے
میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تم پاس کھلی نشانیان تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اُسپر پڑیگا
اُسکا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑے گا کوئی وعدہ جو دیتا ہے بیشک اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو
بے لحاظ جھوٹا اے قوم میری تمہارا راج ہے آج چڑھ رہے ہو ملک مین پھر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی
آفت سے اگر آگئی ہم پر کہا فرعون نے مین وہی سوجھاتا ہون تم کو جو سوجھا مجھ کو اور وہی راہ بتاتا ہون
جس مین بھلائی ہے ف یعنی اگر جھوٹا ہے تو جسپر جھوٹ بولتا ہے وہ سزا دے رہیگا شاید سچا ہو
تو اپنا فکر کرو انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین مشہور ہے کہ یہ مرد مومن قبطی تھا فرعون کے لوگون
مین کا سُدی نے کہا کہ فرعون کے چچا کا بیٹا تھا اور کہتے ہین یہ وہی ہے جس نے نجات پائی ہمراہ موسیٰ
علیہ السلام کے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور جو شخص اس طرف گیا ہے کہ وہ اسرائیلی
تھا اُس کے قول کو رد کیا ہے اس لیے کہ فرعون اُس کی بات سے منفعل ہوا اور اُسکو سُنا اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے قتل سے رُک گیا اور اگر وہ اسرائیلی ہوتا تو قریب تھا کہ اُسپر جلد عقوبت کی جاتی اس سبب سے
کہ وہ اُن مین کا تھا ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایمان نہ لایا
لوگون مین سے سوا اس مرد کے اور فرعون کی بی بی کے اور اس شخص کے جس نے یہ کہا يَا مُوسَىٰ إِنَّ
الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ (رواہ ابن ابی حاتم) یہ شخص اپنا ایمان چھپاتا تھا اپنی قوم قبط
سے سوا اس نے ظاہر نہ کیا مگر اس دن جبکہ فرعون نے کہا ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ پس اس شخص کو پکڑا غصہ
لنے واسطے اللہ عز و جل کے افضل جہاد کلمہ عدل کا ہے نزدیک سلطان جائر کے یعنی بادشاہ ظالم
چنانچہ یہ بات حدیث شریف مین ثابت ہوئی ہے نہین ہے عظیم تر اس کلمے سے نزدیک فرعون کے کوئی
کلمہ وہ کلمہ یہی اسکا کہنا ہے اتقتلون رجلا الآیہ اللھم مگر وہ جسکو بخاری نے اپنی صحیح مین عروہ بن
زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا مین نے کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے
تو مجھے خبر دے سخت ترشے کی جو مشرکون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کی عبد اللہ

نے کہا اس اثنا مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے صحن مین نماز پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ عقبہ بن ابی
معیط آیا تو اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مونڈھا پکڑا پھر آپکا کپڑا آپ کی گردن مبارک مین مروڑا پھر زور
سے آپکا گلا گھونٹا پس حضرت ابوبکر رضے اللہ تعالی عنہ آئے تو اُسکا مونڈھا پکڑا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو
دفع کیا پھر کہا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم انفرد بہ البخاری من حدیث
الاوزاعی قال وتابعہ محمد بن اسحق عن ابراھیم بن عروۃ عن ابیہ بہ **ابن ابی حاتم**
نے حضرت عمرو بن العاص رضے اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے ان سے کسی نے پوچھا کیا سخت تر ستانا
شے کا کہ دیکھا تو نے قریش کو کہ پہونچے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو یعنی وہ ایذا اتنا جو
سب سے بڑھکر اُنہون نے آپکو پہونچائی ہو تو عمرو نے کہا کہ ایک دن آپ اُنپر گذر کیا پس اُنہون نے آپ سے
کہا تو ہم کو منع کرتا ہے اس سے کہ ہم پوجین اُس شے کو جسے ہمارے باپ دادے پوجتے چلے آئے
تو آپنے فرمایا مین وہی ہون پھر وہ آپکی طرف کھڑے ہوئے تو آپکے مجامع ثیاب کو پکڑا پس مین نے حضرت
ابوبکر رضے اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپکو گود مین لیے ہوئے تھے آپکے پیچھے سے اور وہ اپنی بلند آواز سے چلاتے
تھے اور اُنکی آنکھین بہ رہی تھین اور کہہ رہے تھے یاقوم اتقتلون رجلا یہان تک کہ ساری آیت سے فارغ
ہوئے وھکذا رواہ النسائی من حدیث عبدۃ فجعلہ من مسند عمرو بن العاص رضی اللہ
تعالی عنہ **قولہ تعالی** وَقَدْ جَآءَكُم بِالْبَيِّنٰتِ مِن رَّبِّكُمْ یعنی تم کیونکر مارے ڈالتے
ہو ایک مرد کو اس سبب سے کہ وہ یون کہتا ہے کہ رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ قائم کر چکا واسطے تمہارے
دلیل اُس شے کی سچائی پر جسکو وہ لے کر تمہارے پاس آیا ہے حق سے پھر اس لئے تنزل کیا اُن کے ساتھ
بات چیت کرنے مین تو یون کہا وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ الآیہ یعنی جبکہ ظاہر نہو تم کو صحت
اُس شے کی جسکو وہ لے کر تمہارے پاس آیا ہے تو پوری عقل و رائے و حزم و دور اندیشی کی یہ بات
ہے کہ تم اُسے اور اُسکی جان کو چھوڑ دو تو اُسے ایذا نہ دو کیونکہ اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اللہ پاک عنقریب اُسکو
جزا دیگا اُس کے جھوٹ پر ساتھ عقوبت کے دنیا و آخرت مین اور اگر وہ سچا ہوگا اور تمنے اُسے ایذا دی تو پہونچیگا
تم کو بعض اُس شے کا جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے کیونکہ وہ تو تم کو وعید سناتا ہے کہ اگر تم نے اُسکی مخالفت
کی عذاب کی دنیا و آخرت مین پس منجملہ جائز تمہارے نزدیک یہ بات ہی کہ وہ سچا ہو تو اس بنا پر لائق یہ ہے
کہ تم اُسکو مت چھیڑو بلکہ تم تو اُس کو اور اُسکی قوم کو چھوڑ دو وہ اُنکو دعوت کرے اور وہ اُسکی پیروی کرین
اسی طرح اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے کہ اُنہون نے فرعون سے اور
اُس کی قوم سے موادعت طلب کی کہ تم ہم سے تعرض مت کرو ہم کو چھوڑ دو وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ

قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے فرمایا تہا کہ وہ اُنکو چھوڑ دین کہ بُلائین اللہ کی طرف اللہ کے بندون کو اور اُن کو کچھہ ایذا نہ پہونچاوین اور درمیان اُن کے اور اُن کے جو ناتا ہے اُسکو ملائین اس بات مین کہ اُن کو ایذا نہ پہونچائین اللہ تعالی نے فرمایا ہے قُلْ لَّآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی تم مجھے ایذا مت پہونچاؤ اس قرابت مین جو میرے اور تمہارے درمیان مین ہے پس تم مجھے مت ستاؤ اور چھوڑ دو درمیان میرے اور لوگون کے اور اسی بنیاد پر صلح حدیبیہ واقع ہوئی اور وہ ایک فتح مبین تہی یعنی اُسکا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے مکہ فتح کر دیا قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ یعنی اگر یہ شخص جو دعوی کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اُسے بہیجا ہے طرف تمہارے جہوٹا ہوتا جیسا تم خیال کرتے ہو تو اُسکا حال کہلا ہوا ہوتا اُس کے اقوال و احوال مین ہر ایک کو ظاہر ہو جاتا پس وہ غایت درجے کی اختلاف و اضطراب مین ہوتے حالانکہ ہم اُسکے حال کو درست اور اُسکی راہ کو راست دیکھتے ہین اور اگر وہ مسرفین کذابین مین سے ہوتا تو تم جو اُس کے حال اور کام کو درست دیکھہ رہے ہو اللہ تعالی اُسکو اُسکی طرف کبھی راہ نہ بتاتا پھر اُس مرد مومن نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا کہ اللہ تعالی کی نعمت اُن سے زائل ہو جائے گی اور اُس کا عذاب اُن پر نازل ہوگا پس کہا يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالی نے تم پر یہ انعام کیا ہے کہ تم کو اس ملک مین حکومت و بادشاہت اور بڑی جاہ دی ہے تمہارا حکم سب پر خوب غلبے سے چلتا ہے پس تم اللہ تعالی کا شکر اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کر کے اس نعمت کو نگاہ رکہو اور اللہ تبارک و تعالی کے عذاب سے ڈرو اگر تم نے تکذیب کی اُس کے رسول علیہ السلام کی فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَاۗءَنَا یعنی یہ لشکر تو ہین تمہارے کچھ کام نہ آئین گی اور نہ کبھی شئے کو ہم سے دور کرین گے اگر اللہ تعالی ہمارے ساتھ کسی بُرائی کا ارادہ کرے گا غرض کہ اس مرد صالح و نیک راہ یاب دانشمند نے جو کہ فرعون سے بڑھ کر مستحق بادشاہی کا تہا جس بات کا مشورہ دیا فرعون نے اُسکو رد کر کے اپنی قوم سے کہا مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى یعنی مین تم سے وہی کہتا ہون اور اُسی بات کا مشورہ دیتا ہون جسکو اپنی جان کے واسطے پسند کرتا ہون یہ بات فرعون نے جہوٹ کہی کیونکہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کی صدق و راستی کو خوب

جانتا تہا اس حالت مین جسکو وہ لے کرآئے تہے انہون نے یون کہا تہا لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ اور اللہ تعالی نے فرمایا وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا

پس اُس نے اپنے اس قول مین کہ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى جہوٹ بولا اور افترا کیا اور اللہ تبارک و تعالی کی اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اپنی رعیت کی خیانت کی اور اُن سے فریب کیا اور انکی خیر خواہی نہین کی اور اسی طرح اُسکا یہ قول ہے وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ یعنی نہین بلاتا ہون مین تم کو مگر طرف راہ حق وصدق وہدایت کے اسمین بہی اُس نے جہوٹ بولا اگرچہ اُسکی قوم نے اُسکی اطاعت وپیروی کی اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ اور فرمایا: وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى **حدیث شریف** مین آیا ہے کہ نہین ہے کوئی امام کہ مری جس دن کہ مرے اس حال مین کہ وہ خیانت کرنے والا ہے اپنی رعیت کی مگر نہ سونگہے گا بوجنت کی حالانکہ اُس کی بو البتہ پائی جاتی ہے پانسو برس کی راہ سے واللہ سبحانہ وتعالی ہو الموفق للصواب **ف رجل** کو جمہور نے بضم جیم اور اعمش وعبد الوارث نے بسکون جیم پڑہا ہے یہ لغت ہے تمیم ونجد کا اور کسی نے بکسر جیم پڑہا ہے لیکن لغت اول فصیح ہے حضرت حسن ومقاتل وسدی نے کہا ہے کہ یہ شخص قبطی تہا فرعون کے چچا کا بیٹا اور اسی نے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتہہ نجات پائی اور یہی مراد ہے اس آیت مین وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى الآیہ کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل مین کا تہا اور آل فرعون سے نہ تہا یہ قول ہر آیت کے خلاف ہے کیونکہ اس مین صریح مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ موجود ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ اس قول کے بنانے کو یون تکلف کیا کہ آیت مین تقدیم تاخیر ہے تقدیر یہ ہے وقال رجل من بنی اسرائیل یکتم ایمانہ من آل فرعون **قشیری** نے کہا ہے اس شخص کو اسرائیلی ٹہیرانا اس کے قول مین بعید ہے اس لیے کہ محاورہ عرب مین کتمہ امر کذا بولتے ہین اور کتمہ منہ نہین کہتے کما قال سبحانہ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا دوسری بات یہ ہے کہ فرعون ایسا نہ تہا کہ بنی اسرائیل سے ایسی بات کی برداشت کرے **اس شخص** کے نام مین اختلاف ہے سو کسی نے تو کہا حبیب ابو اسحق سے بہی یہی مروی ہے کسی نے کہا شمعون صحیح تر یہی ہے جیسا کہ مبہمات القرآن مین ہے کسی نے کہا کہ حزقیل حضرت ابن عباس اور اکثر علما اسی کے قائل ہین ابن المنذر نے بہی یہی کہا ہے وہب نے کہا کہ جبریل نام تہا ان کے سوا اور اقوال بہی ہین بالجملہ مومن صفت اول ہے رجل کی اور مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ دوسری صفت اور يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ تیسری صفت ہے اور استفہام اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مین واسطے انکار کے ہے اور اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ موضع النصب مین ہے بنزع خافض ای لان یقول او کراہۃ ان یقول زمخشری نے کہا ہے وقت ان یقول اسکو یون رد کیا ہے کہ نحویون کی نص اسکے خلاف ہے **امام تاج الدین بن مکتوم** نے کہا

کہ ابن جنی نے اسکو جائز رکہا ہے لو اب تو ایک بڑے نحوی نے اسکو جائز کہا لیکن قول اول اولی ہے ربی اللہ
کے یہ معنے ہین کہ وہ تمہارا بہی رب ہے نہ تنہا اُسی کا رب ہے اس مین اشارہ ہے طرف توحید کے اور یہ اُس مرد
مومن کی طرف سے ایک انکار عظیم ہے گویا یون کہا کیا تم مرتکب ہوتے ہو ایسے فعل زشت کے جو کہ قتل کرنا ایک نفس
محترم کا ہے بدون فکر و تامل کے اُسکے حال مین اور بغیر اطلاع پانے کے کسی سبب پر جو کہ اُسکے قتل کا موجب
ہو اور تمہارے واسطے اس فعل بد کے ارتکاب مین کوئی علت نہین ہے مگر کلمۂ حق وہ یہی اسکا قول ہے کہ
ربی اللہ جملہ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی اور حال یہ ہے کہ وہ لا
چکا تمہارے پاس واضح واضح معجزے اور ظاہر ظاہر دلیلین اپنی نبوت پر اور صحت رسالت پر مطلب
ہے کہ اپنی بات کے صحیح کرنے کو ایک بینہ حاضر نہین کیا و لیکن وہ تو بینات لایا اس کے پاس سے جسکی طرف ربوبیت
منسوب ہوتی ہے غرض اسکی اس کہنے سے سچ سچ اُتارنا ہے اپنی قوم کا اس طرف کے رب العالمین کا اقرار
کر لین بزار و ابو نعیم نے فضائل صحابہ رضے اللہ عنہم مین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضے اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ انہون نے فرمایا لوگو تم مجہے خبر دو کون ہے شجاع تر لوگون کا عرض کیا کہ آپ فرمایا
بے شک نہین مبارزہ کیا مین کسی سے مگر مین نے اُس سے بدلا لیا و لیکن تم تو مجہے خبر دو اشجع الناس کی عرض کیا
ہم نہین جانتے ہین پہر کون ہے فرمایا ابو بکر رضہ مین نے دیکہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور پکڑا
آپکو قریش نے فهذا يجنبه وهذا يتلتله یعنی پس ایک تو آپکے پہلوے مبارک مین مار رہا ہے اور
ایک جہنجوڑ رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہین کہ تجہی نے معبودون کو ایک معبود کر ڈالا ہے فرمایا پس قسم ہے
اللہ کی نہین قریب ہوا ہم مین سے کوئی مگر ابو بکر یہ مار رہا ہے اور یہ آڑتا ہے اور یہ جہنجوڑتا ہے ہلاتا ہے اور
ابو بکر کہہ رہے ہین تمہارا برا ہو کیا تم مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس لئے کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے
پہر انہون نے بلند کی ایک چادر جو انپر تہی پہر روئے یہان تک کہ انکی ڈاڑہی تر ہو گئی پہر فرمایا یعنے حضرت
علی نے مین تم کو قسم دیتا ہون کیا مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابو بکر پس لوگ چپ ہے تو فرمایا تم کیون نہین جواب
دیتے ہو پس قسم ہے اللہ کی البتہ ایک گہڑی ابو بکر کی بہتر ہے مثل مومن آل فرعون سے وہ تو ایک مرد
تہا کہ اپنے ایمان کو چہپاتا تہا اور یہ ایسے مرد ہین کہ اپنے ایمان کو ظاہر کیا **بالجملہ** پہر اُس مرد نے اپنی قوم کے
واسطے تلطف کیا دفع کرنے مین حضرت موسی علیہ السلام سے اور بطریق تقسیم اُن پر حجت قائم کی پس کہا وَ
اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ الآیہ یہ ایک ایسا کلام ہے کہ غایت انصاف و عدم تعصب سے صادر ہوا ہے
اسی لیے تردید کی دو شقون سے اُن کے کاذب ہونے کی شق کو مقدم کیا ہے معنی یہ ہین کہ اگر وہ جہوٹا ہوگا
تو اُس کے جہوٹ کا ضرر اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوگا تو پہونچے گا تم کو بعض اُس عذاب کا جسکا تم کو وعدہ

دیتا ہے عاجلًا مراد دنیا کا عذاب ہے یہ عذاب بعض ہے مطلق عذاب کا جو کہ شامل ہے عذاب دنیا و عذاب آخرت کو
اس عذاب سے جو اُن کو ڈرایا سو صرف واسطے قصر کرنے کے اس عذاب پر جو کہ ظاہر تر احتمال تہا نزدیک اُن کی
اور یہ قول اسکی طرف سے شک نہین ہے کیونکہ وہ تو مومن تہا جیسا کہ اللہ پاک نے اسکو موصوف بایمان کیا ہے
اور مومن شک نہین کرتا ہے **یا یون** کہو کہ بعض کا لفظ جو اس نے کہا بطور تنزل و تلطف کے ہے واسطے
مبالغہ کرنے کے اُنکی نصیحت مین تا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی طرف مائل ہونے کی اُسے تہمت نہ لگاوین
مطابق ہے کہ سچے ہونے کی حالت مین اگر کل نہ پہونچا تو کم سے کم بعض تو پہونچیگا خاصکر جبکہ تم اُس کسی
برائی کے ساتہہ پیش آو **ابو عبیدہ و ابو الہیثم** نے کہا کہ بعض اس جگہہ بمعنے کل ہے یعنی پہونچے گی تم کو کل
وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے ابو عبیدہ نے اس کی سند مین لبید کا یہ شعر پڑہا

	تَرَّاكُ اَمْكِنَةٍ اِذَا لَمْ اَرْضَهَا		اَوْ يَرْتَبِطْ بَعْضَ النُّفُوْسِ حِمَامُهَا

یعنی کل النفوس کسی نے اس قول پر اعتراض کیا دوسرے نے اسکا یہ جواب دیا کہ لغت عرب مین بعض بمعنی
کل مستعمل ہے جس طرح کے شاعر کے قول مین ہے

	قَدْ يُدْرِكُ الْمُتَاَنِّيْ بَعْضَ حَاجَتِهٖ		وَقَدْ يَكُوْنُ مَعَ الْمُسْتَعْجِلِ الزَّلَلُ

کسی اور نے کہا ہے

	اِنَّ الْاُمُوْرَ اِذَا الْاَحْدَاثُ دَبَّرَهَا		دُوْنَ الشُّيُوْخِ تَرٰى فِيْ بَعْضِهَا خَلَلًا

ان دونون شعرون مین دعوی مدعی پر دلیل نہین ہے بلکہ کلمہ بعض اپنے معنی پر ہے تو ہی لبید کی بیت
سو بعض النفوس سے مراد خود اُسکا نفس ہے **نسفی** رحمہ اللہ کہتے ہین کہ تفسیر البعض بالکل مزیّف انتہی
یعنی تفسیر بعض کی کل کے ساتہہ کہوٹی ہے ہم کہتے ہین کوئی ضرورت اس طرف بلجی نہین ہے کہ بعض کا کلمہ
جو آیت مین ہے اسکو کل پر محمول کرین کیونکہ اُس مومن کی مراد تو تنزل ہے قوم کے ساتہہ اور ان کے وہم
مین یہ بات ڈالتا ہے کہ وہ حضرت موسی کی صحت نبوت کا معتقد نہین ہے چنانچہ یکتم ایمانہ اسی بات کا
مفید ہے **اہل معانی** نے کہا ہے کہ مومن کا قول بظاہرت فی الحجاج کی بنا پر ہے گویا اس نے یون کہا کہ
کم سے کم جو شے اُس کے صدق مین ہوگی وہ یہ ہے کہ پہونچیگا تم کو بعض عذاب جس کا تم کو وعدہ دیتا
ہے اور اُس کے بعض مین تہاری ہلاکی ہے تو گویا جو بعض سے حاصل ہے وہی کل سے حاصل ہے **لیث**
نے کہا کہ بعض اس جگہہ زائد ہے یعنی پہونچے گی تمکو وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے کسی نے کہا کہ حضرت
موسی علیہ السلام نے انکو ثواب و عقاب کا وعدہ دیا تہا پس جب انہون نے کفر کیا تو انکو عذاب پہونچیگا
اور یہ بعض ہے اُس شے کا جس کا اُن کو وعدہ دیا **کلمہ یک** دونون جگہہ اصل مین یکن ہے نون کو

واسطے تخفیف کے حذف کر دیا ہے بسبب کثرت استعمال کے جیسا کہ سیبویہ نے کہا ہے **قولہ** اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ تتمہ کلام مرد مومن سے ہے اُس نے یہ اور حجت ذو وجہین اُنپر قائم کی سب ایک
وجہ تو یہ ہے کہ اگر موسی علیہ السلام مسرف و کذاب ہوتے تو اللہ تعالی اُن کو بینات کی طرف راہ نہ بتاتا اور
نہ معجزات سے اُنکی تائید فرماتا دوسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ ایسے ہوتے تو انکو اللہ تعالی بے مدد چھوڑ دیتا اور
ہلاک کر ڈالتا پس تم کو اُن کے قتل کی کوئی حاجت نہیں ہے مسرف وہ ہے جو معاصی پر مقیم ہوتا ہے اور
بکثرت گناہ کرتا ہے **کذاب** سے مراد مفتری ہے **پھر** اُس مومن نے اپنی قوم کو ملک و سلطنت یاد دلائی
جسمین وہ تھے پس کہا يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ تاکہ اللہ پاک کا شکر ادا کرین
اور اپنے کفر مین بڑھتے نہ جائین یعنی اے میری قوم تمکو ملک حاصل ہے آج اس حال مین کہ تم لوگون پر
غالب ہو اور تم کو اُنپر غلبہ و علو حاصل ہے زمین مصر مین بادشاہی کر رہے ہو فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ
اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا غرض اسکی اس بات سے قوم کو ڈراتا ہے اللہ کے عذاب سے اور اُس عذاب نازل کرنے
سے اُنپر یعنی اگر وہ بسبب خصوصی کفر کے تمپر عذاب اتارے تو پھر کون ہے کہ ہم کو اُس کے عذاب روکے
اور اُس کے آنے کے وقت درمیان ہمارے اور اُس کے حائل ہو جائے آور یہ جو اُس نے ملک و غلبے کی
نسبت اُن کی طرف کی جو کہ اُن کو مسرور کرتا ہے اور اللہ کے عذاب کا آنا جو کہ اُنکو مغموم و مہموم کرتا ہے اپنے
اپنے نفس کو اُن کے جملے مین داخل کیا سو منظور اس سے اُن کے دلون کا خوش کرنا ہے اور اُنکو اُسپر آگاہی
بخشنا ہے کہ وہ خیر خواہی و سعی و کوشش کرنے والا ہے اُس شے کے حاصل کرنے مین جو اُنکو نفع دے
اور دفع کرنے مین اُس شے کے جو انکو ضرر پہونچاوے اور ہلاک کر دے تاکہ وہ اُسکی نصیحت و خیر خواہی و
دلسوزی سے اثر پذیر ہون **پھر** جب **فرعون** نے اس مرد مومن کی صحیح نصیحت و خیر خواہی کی
تقریر سُنی تو ایک مراوغہ لایا جس سے اپنی قوم کے دل مین یہ وہم ڈالتا ہے کہ وہ اُن کے واسطے غایت
درجے کا ناصح و مراعی ہے اور اُن کو وہی راہ چلاتا ہے جس مین اُن کے نفع کا کھینچ لانا ہے اور ضرر کا
اُن سے دفع کرنا ہے اسی لیے یون کہا مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى اے ما اشیر علیکم الا بما اری
لنفسی قالہ ابن زید یعنی مین تمکو اسی بات کا مشورہ دیتا ہون جس کو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہون
یہ تفسیر بال معنی کی ہے اور وہ تفسیر جو ہر لفظ کے مطابق ہے وہ ہے جو ضحاک نے کہی ہے ما اعلمکم الا
ما اعلم من الصواب یعنی مین تمکو نہین بتاتا ہون مگر وہ صواب جسکو مین جانتا ہون مراد حضرت موسی
علیہ السلام کا قتل ہے رؤیۃ اس جگہہ قلبی اعتقادی ہے بصری عینی نہین ہے پس دو مفعول کی
طرف متعدی ہے دوسرا مفعول الا ما اری ہے **قولہ** وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ یعنی مین

تم کو ہدایت نہین کرتا ہون اور نہ تم کو بلاتا ہون اس راے سے مگر طرف راہ حق و ہدایت کے جمہور نے
رشاد کو بتخفیف شین پڑہا ہے اور حضرت معاذ رضے اللہ عنہ نے بتشدید شین اس بنا پر کہ صیغہ مبالغہ ہے
مثل ضراب کے نحاس نے کہا کہ یہ قراءت لحن ہے یعنے خطا ہے اسکی کوئی وجہ نہین ہے پہر مرد مومن
نے اپنی قوم کے وعظ و نصیحت کرنے کی اور ان کے ڈرانے کی تکرار کی کہ کہین انپر وہ عذاب نازل ہو
جو ان سے اگلون پر اتر چکا ہے پس اللہ پاک نے اسکی طرف سے حکایت فرمائی وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ
اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۙ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ وَيٰقَوْمِ اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ
مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ
بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ
رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ
مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ
اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ
وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ اور کہا اس ایمان دار نے اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ آوے
تمپر دن ان فرقون کا سا جیسے رسم پڑی قوم نوح کی اور عاد اور ثمود کی اور جو ان کے پیچھے ہوئے اور
اللہ بے انصافی نہین چاہتا بندون پر اور اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ تمپر آوے دن ہانک پکار کا
جس دن بہاگوگے پیٹھ دیکر کوئی نہین تم کو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی مین ڈالے اللہ تو کوئی
نہین اسکو سمجھانے والا اور تم پاس آ چکا ہے یوسف اس سے پہلے کہلی باتین لے کر پہر تم رہے دہوکے
ہی مین ان چیزون سے جو وہ لایا یہان تک کہ جب مر گیا کہنے لگے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اسکے بعد کوئی
رسول اسی طرح بہکاتا ہے اللہ اسکو جو ہو زیادتی والا شک کرتا وہ جو جھگڑتے ہین اللہ کی باتون
مین بغیر کچھ سند کے جو پہونچی ہو انکو انکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہان اور ایماندارون کے
یہان اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے اور بولا فرعون اے ہامان بنا واسطے
میرے ایک محل شاید مین پہونچون رستون مین آسمانون کے پہر جہانک دیکھون موسی کے معبود
کو اور میری اٹکل مین تو وہ جہوٹا ہے اور اسیطرح بہلے دکہائے تہے فرعون کو اس کے برے کام
اور روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تہا فرعون کا سو کہپنے کے واسطے ف ہانک پکار کا دن اسپر آیا

جسن دن غرق ہوئے قلزم مین ایک دوسرے کو پکارنے لگے ڈوبتے مین یہ اُسکو کشف سے معلوم
ہوا ہوگا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسیطرح آتا ہے **ف** حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی
مین قائل نہ ہوئے بعد اُن کی موت کے جب سلطنت مصر کا بندوبست بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف
کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تہا ایسا نبی کوئی نہ ہوگا یا وہ انکار یا یہ اقرار یہہ ہی زیادہ گوئی ہے
انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ عز و جل خبر دیتا ہے طرف سے اس صالح
مومن کے جو کہ فرعون والون مین کا تہا کہ اُس نے اپنی قوم کو اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرایا جو
کہ دنیا و آخرت مین ہوگا پس کہا اے میری قوم مین ڈرتا ہون تمپر مثل یوم احزاب سے یعنی وہ لوگ
جنہون نے اللہ تعالی کے رسولون کی تکذیب کی زمانہ قدیم مین جیسے قوم نوح علیہ السلام اور عاد
و ثمود اور وہ جہٹلانے والی اُمتین جو اُن کے بعد ہوئین کیسا اُنپر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور
کسی پہیرنے والے نے اُسکو اُن سے نہین پہیرا اور نہ کسی روکنے والے نے اُسکو اُن سے روکا اور
نہین ہے اللہ کہ ارادہ کرے ظلم کا واسطے بندون کے یعنے اللہ تعالی نے جو اُنکو ہلاک کیا سو بسبب
اُن کے گناہون کے اور بسبب اُن کے جہٹلانے کے اُس کے رسولون کو اور بسبب اُنکی مخالفت
کے واسطے امر اللہ تعالی کے پس اُس نے اپنی قدر اُن مین نافذ کر دی پہر کہا اے میری قوم مین ڈرتا
ہون تمپر روز تناد سے مراد روز قیامت ہے اسکی وجہ تسمیہ مین کئی قول ہین (۱) **بعض** نے کہا اس کا نام یوم التناد
اس لیے رکہا کہ حدیث صور مین یون آیا ہے کہ جس وقت زمین ہلائی جاویگی اور ایک قطر سے دوسرے قطر
تک شق ہو جاوے گی اور موج مارے گی اور کانپے گی پہر لوگ اسکی طرف نظر کرین گے تو جاوین گے بہاگے
ہوئے بعض بعض کو پکارتا ہوگا (۲) دوسرون نے کہا جن مین سے ضحاک ہین بلکہ یہ اُس وقت ہوگا
کہ جہنم لائی جائیگی تو جاوینگے لوگ اُس سے بہاگتے ہوئے پہر فرشتے اُن کے سامنے آوین گے تو مقام
محشر کی طرف اُنکو پہیر لے جاوین گے وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا وقال تعالی
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا
لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (۳) حضرت ابن عباس و حضرت حسن و ضحاک سے مروی ہے کہ اُنہون نے
یوم التناد بتشدید دال پڑہا ہے ماخوذ ند البعیر اذا شرد و ذہب سے (۴) کسی نے کہا کہ میزان کے
پاس ایک فرشتہ ہوگا جس وقت بندے کا عمل تولا جائیگا پہر وہ بہاری ہوگا تو فرشتہ اپنی بلند آواز سے
ندا کرے گا خبردار فلان فلان کا بیٹا مقرر ایسا سعید و نیکبخت ہوا کہ بعد اُس کے کبہی شقی و بدبخت ہوگا
اور اگر اُسکا عمل ہلکا ہو تو ندا کرے گا کہ مقرر شقی ہوا فلان بن فلان الخ اسی وجہ سے روز قیامت کا

نام یوم التناد رکھا ہے ۵۔ قتادہ نے کہا کہ ہر قوم اپنے اعمال کے ساتھ ندا کی جائیگی ندا کرین گے اہل جنت اہل جنت کو اور اہل نار اہل نار کو ۶۔ کبھی نے کہا اس لیے یوم التناد نام رکھا ہے کہ اہل جنت اہل نار کو یون ندا کرینگے کہ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ اور اہل نار اہل جنت کو یون پکارین گے اَنْ اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ اور اعراف والے اہل جنت و اہل نار کو ندا کرین گے جیسا کہ سورۂ اعراف مین مذکور ہے بغوی وغیرہ نے یہ بات پسند کی ہے کہ اسکا نام یوم التناد اس سب کی وجہ سے رکھا ہے یہ قول حسن وجیہ ہے اللہ اعلم +

قولہ تعالی یَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ یعنی جس دن تم پیٹھ پھیر وگے چلتے بہاگتے ہوئے کما قال تعالی كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ اسی لیے اللہ عز وجل نے یون فرمایا ہے مَا لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ یعنی نہین ہے واسطے تمہارے کوئی منع کرنے والا کہ اللہ کے پاس وعذاب سے تمکو منع کرے وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو نہین ہے کوئی ہدایت کرنیوالا اس کو سوا اس کے

قولہ تعالی وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے مصر والون مین ایک رسول بہیجا حضرت موسی علیہ السلام سے پہلے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام یہ اہل مصر کے عزیز اور رسول تھے اپنی امت کو اللہ تعالی کی طرف بلاتے تھے ساتھہ عدل کے سو مصر والون نے اُن کی اطاعت نہ کی مگر بوجہ وزارت اور جاہ دنیوی کے اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا یعنی تم نا امید ہو گئے تو تم نے کہا طمع کر کے کہ ہرگز نہ بہیجے گا اللہ بعد اُسکے کوئی رسول یہ بات اُنہون نے سبب اپنے کفر و تکذیب کے کہی تہی كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ یعنی مثل تمہارے اس حال کے ہوتا ہے حال اُس شخص کا جس کو اللہ گمراہ کرتا ہے بسبب اُسکے حد سے بڑہنے کے اپنے افعال مین اور بسبب شک کرنے اُس کے دل کے پھر اللہ عز و جل نے فرمایا اَلَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي اٰيَاتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ اَتَاهُمْ یعنی جو لوگ کہ دفع کرتے مین حق کو باطل سے اور جہگڑتے ہین حجتون سے بغیر کسی دلیل و حجت کے جو اُن کے پاس ہو طرف سے اللہ تعالی کے پس بیشک اللہ عز و جل سخت بغض رکھتا ہے اس بات پر اسی لیے یون فرمایا ہے كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ اٰمَنُوا یعنی اور مومنین بہی اس شخص کو مبغوض رکھتے ہین جسکی یہ صفت ہے کیونکہ جسکی یہ حالت ہوتی ہے اللہ تعالی اُسکے دل پر مہر لگاتا ہے سو وہ بعد اُسکے کسی نیک بات کو پہچانتا ہے نہ کسی بُری بات کو بُرا سمجھتا ہے اسی لیے اللہ تعالی یون فرماتا ہے كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنی اسی طرح اللہ مہر کرتا ہے

ہر دل پر اس شخص کے جو کہ حق کی پیروی کرنے سے تکبر و سرکشی کرتا ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت
کیا ہے اور شعبی سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ ان دونوں نے کہا ہے کہ انسان جبار نہیں ہوتا ہے یہاں تک
کہ دو جانوں کو قتل کرے ابو عمران جونی وقتادہ نے کہا ہے کہ جبارون کی نشانی ہے قتل کرنا بغیر حق
کے واللہ تعالی اعلم وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا الآیہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے فرعون کے
تمرد و سرکشی اور اس کے افترا کی جو اس نے حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب مین کیا وہ یہ ہے کہ اس نے اپنے
وزیر ہامان کو حکم دیا کہ اس کے واسطے ایک صرح بنائے صرح کہتے ہین بلند اونچے محل کو یہ محل پکی ہوئی
اینٹون سے بنایا تھا جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ
فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا اسی لیے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مکروہ رکھتے تھے یعنی
سلف صالح پکی اینٹون سے گھر بنانے کو اور اسکو کہ اپنی قبرون مین اُسے لگائین رواہ ابن ابی
حاتم سعید بن جبیر وابو صالح نے کہا کہ ابواب السموت سے مراد آسمانون کے دروازے ہین کسی
نے کہا کہ آسمانون کی راہین اور یہ جو کہا فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا سو اس کے کفر و تمرد کی باتون
مین سے ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب کئے اس بات مین کہ اللہ عز وجل نے انکو اُسکی طرف بھیجا ہے
اللہ تعالی نے فرمایا وَكَذَلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ یعنی اسی طرح
بھلے دکھائے تھے فرعون کو اُس کے برے کام اور روکا گیا راہ سے یعنی بسبب اُس کو کرنے کے اس
کام کو جس سے اُس نے چاہا کہ اپنی رعیت کے جی مین یہ وہم ڈالے کہ وہ ایسی شے بناتا ہے جس سے
حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب کی طرف پہونچ جائے گا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا وَمَا كَيْدُ
فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا الا فی خسار یعنے نہین مکر فرعون کا مگر نقصان
و زیان مین **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ مثل یوم الاحزاب سے مراد مثل یوم عذاب
الاحزاب ہے یعنی وہی مرد مومن اپنی قوم سے کہتا ہے کہ مین تمپر ڈرتا ہون اگلی امتون کے روز عذاب
سے جو کہ اپنے نبیون پر جمع ہو گئی تھین لگین ویسا عذاب کا دن تمپر نہ آجائے یوم الاحزاب فرمایا
ایام الاحزاب نہ کہا باوجود اس کے کہ احزاب جمع ہے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ احزاب کی جمع لانے نے یوم
کی جمع لانے سے بے نیازی کر دی اور احزاب پر جو عذاب نازل ہوا سو کچھ ایک دن مین سب پر نازل
نہین ہوا بلکہ وہ نا کے مختلف و مترتب دنون مین اُترا پھر مرد مومن نے احزاب کی تفسیر کی تو کہا مثل
داب قوم نوح الآیہ یعنی مثل حال قوم نوح وغیرہ کے یا مثل اُنکی عادت کے تکذیب پر قائم رہنے مین
یا مثل جزا اُس کفر و تکذیب کے جسپر وہ تھے وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ کہ یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نہیں

گناہ کے بندون کو عذاب وعقاب نہین کرتا ہے اور نہ اُن مین کے ظالم کو بدون انتقام کے چھوڑتا ہے یا جتقدر
عذاب کے وہ مستحق ہین اُس سے زیادہ نہین کرتا ہی یا ان کو ہلاک نہین کرتا ہے مگر بعد حجت قائم کرنے کے اُنپر مطلب یہ ہے کہ انکا ہلاک کرنا
عدل تہا اس لیے کہ وہ بسبب اپنے اعمال بد کے مستحق ہلاک ہوچکے تھے اس آیت مین بہ نسبت وَمَا
رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ کے مبالغہ زیادہ ہے اس جہت سے کہ اس مین ارادۂ ظلم کی نفی کی ہے اور کلمۂ ظلم کو
نکرہ ذکر کیا ہے پس جو ذات پاک کہ کسی قسم کے ظلم کے ارادے سے مبرا ہے تو ظلم کرنے سے تو بغایت
مبرا ومنزہ ہوگا معتزلہ نے جو یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ ارادہ نہین کرتا ہے واسطے بندون کے کہ وہ ظلم کرین
سو بعید ہے کیونکہ اہل لغت نے کہا کہ جب کوئی شخص دوسرے سے کہے لا ارید ظلما لک تو اسکے یہ معنی ہین کہ مین ارادہ
نہین کرتا ہون اسکا کہ تجہپر ظلم کرون بالجملہ اول مرد مومن نے عذاب دنیا سے ڈرایا پہر اپنے وعظ ونصیحت مین
زیادتی کی اور عذاب آخرت کے خوف دلایا پس کہا وَيَا قَوْمِ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ جمہور نے
بتخفیف دال وحذف یا پڑہا ہے اصل مین تنادی ہے بروزن تفاعل ندا سے محاورے مین بولتے
ہین تنادی القوم یعنی بعض نے بعض کو پکارا حضرت حسن وغیرہ نے باثبات یا پڑہا ہے بنا بر اصل اور حضرت
ابن عباس وضحاک وعکرمہ نے بہ تشدید دال پڑہا ہے بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ لحن ہے یعنی خطا ہے اس لیے
کہ ماخوذ ہے نَدَّ یَنِدُّ سے جب بولتے ہین کہ کوئی شخص گزر گیا اپنے منہ پر بہاگتا ہوا نحاس نے کہا یہ بات
غلط ہے اور قراءت حسن ہے بنا بر معنے ثانی ضحاک نے اسکے معنے مین کہا ہے کہ جسوقت جہنم کا چیخنا سنینگے
تو تند واہر با یعنی بدکین گے بے تاب ہو بہاگین گے پہر نہ آئین گے کسی طرف کو اطراف زمین سے مگر پائین گے فرشتون
کی صفون کو تو لوٹ آئین گے طرف اُس جگہہ کے جس مین تہے پس وہ یہہ قول ہے اللہ تعالی کا یوم التناد اور
جمہور کی قراءت پر معنی یہ ہین کہ بعض بعض کو پکارین گے یوم التناد مین جو اقوال ہین وہ اول گزر چکے ہین
ایک اور قول یہ ہے کہ اُس مین ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے امام وپیشوا کے ساتہہ پکارے جائین گے دوسرا
یہ ہی کہ ندا کی جائیگی جس وقت کہ موت ذبح کی جائیگی ای اہل جنت خلود ہی بلا موت اور اہل نار خلود ہی بلا موت تیسرا
یہ ہی کہ مومن ندا کریگا هَاؤُمُ اقْرَؤُوْا كِتَابِيَهْ یعنی آؤ جی میرا نامۂ اعمال پڑہو اور کافر ندا کرے گا يَا لَيْتَنِيْ
لَمْ اُوْتَ كِتَابِيَهْ یعنی ای کاش مین اپنی کتاب نہ دیا جاتا قوله يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ بدل ہی یوم
التناد سے یا منصوب ہے بتقدیر اعنی اور عطف بیان نہین ہوسکتا اس لیے کہ وہ معرفہ اور یہ نکرہ یعنی یوم
التناد وہ دن ہے جس دن تم پیٹہہ پہیروگے اس حال مین کہ تم رجوع ہونیوالے ہوگے موقف سے طرف
نار کے یا بہاگنے والے ہوگے نار سے اس حال مین کہ عاجز کرنے والے نہ ہوگے قتادہ ومقاتل نے کہا کہ رجوع
ہونے والے ہوگے طرف نار کے بعد حساب کے پہر اُس مومن نے اپنی تہدید کی یہ تاکید کی کہ مَا لَكُمْ

مَّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی تم نار کی طرف جاؤ گے اس حال مین کہ اللہ کے
عذاب سے تمہارا کوئی بچانے والا نہ ہوگا کہ تم کو اُس سے بچائے پھر اپنی قوم کی قوت ضلالت و شدت جہالت
پر تنبیہ کی تو یون کہا وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ہَادٍ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اس کے واسطے کوئی ہادی
نہین ہے کہ اُسے ہدایت کی راہ بتائے ہاد کو باثبات و حذف یا پڑہا ہے وقف مین اور وصل مین بحذف
یا مع اُس کے حذف کے خط مین بہی کما فی الجمل قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ الآیہ
مومن آل فرعون کے تتمۂ وعظ سے ہے کسی نے کہا کہ منجملۂ قول موسیٰ علیہ السّلام ہے لیکن قول اول اولیٰ
ہے مرد مومن اُنکی قدیم سرکشی اُن کو یاد دلاتا ہے جسکو وہ انبیا پر اول سے کرتے چلے آئے ہین کہتا
ہے کہ تم تو پرانے متمرد و سرکش ہو موسیٰ علیہ السّلام سے پہلے یوسف علیہ السّلام ظاہر ظاہر معجزے
واضح واضح نشانیان لے کر تمہارے پاس آئے یعنی تمہارے باپ دادون کے پاس چونکہ ابنا سرکشی
مین مثل آبا کے تہے اس لیے آبا کی طرف آنے کو ابنا کی طرف آنا ٹہیرایا پس تم یعنے تمہارے باپ دادے
ہمیشہ رہے شک مین اُن نشانیون سے جنکو وہ لے کر تمہارے پاس آئے اور اُنپر ایمان نہ لائے یہانتک
کہ جب یوسف علیہ السّلام مر گئے تو تم نے یعنی اسلاف نے کہا کہ ہرگز نہ بہیجیگا اللہ بعد اُن کے کوئی رسول
پس یوسف علیہ السّلام کے ساتہ کفر کیا اُن کی حیات مین اور بعد اُن کی موت کے اُن رسولون کے ساتہ
کفر کیا جو اُن کے بعد ہون گے اور یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ اُنپر حجت کی تجدید نکریگا یہ بات صرف بطور
تشہی و تمنی کے کہی بدون کسی حجت و برہان کے تاکہ اُن کے لیے یہ ایک بنیاد ہو جائے تکذیب رسل مین جو اُنکے
بعد آئینگے اور یہ بات اُنکی طرف سے یوسف علیہ السّلام کی رسالت کا کچھہ اقرار نہین ہے بلکہ اُنکی رسالت مین
جو اُنکو شک تہا اُسکے ساتہ اُن کے بعد کے رسولون کی رسالت کی تکذیب کو ملاتا ہے ہذا حاصل ما افادہ الخطیب
والخازن یوسف مین تین قول ہین ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہین
محلی نے کہا عمر الی زمن موسیٰ انتہی یعنے یوسف بن یعقوب زندہ رہتے چلے آئے زمانہ موسیٰ کلیم
اللہ تک سلیمان جمل نے کہا کہ یہ بات محلی کے سوا کسی اور مفسر نے نہین کہی بعد جستجو کے انتہا کی بات جو
پائی گئی وہ یہی ہے جو شہاب نے نقل کی ہے باین قول کہ بعض تواریخ مین ہے کہ وفات یوسف علیہ
السّلام کی چونسٹھہ برس قبل موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہوئی ہے قاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ
جس کی عمر بڑی ہوئی وہ فرعون موسیٰ علیہ السّلام ہے اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پایا اور جیا یہانتک
کہ موسیٰ علیہ السلام اُسکی طرف بہیجے گئے چار سو چالیس برس کی اُسکی عمر ہوئی انتہی سیوطی
نے تحبیر مین کہا ہے کہ یوسف بن یعقوب ایک سو بیس برس زندہ رہے اُن کے اور موسیٰ علیہ السّلام کے

درمیان چارسو برس کی مدت ہے۔ انتہی کسی نے کہا کہ وہ کوئی اور فرعون ہے۔ بالجملہ اس قول کی بنا پر کہ یوسف سے مراد یوسف بن یعقوب ہیں بینات سے مراد رویائے یوسف علیہ السلام ہوگا کما قالہ ابن جریج کسی نے کہا کہ مراد ان کا یہ قول ہے ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد یوسف سے یوسف بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں یہ یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کے پوتے ہوتے قبطیوں میں بیس برس نبی رہے تیسرا قول ہے نقاش نے ضحاک سے حکایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی طرف ایک رسول بھیجا جن سے جسکو یوسف کہتے تھے علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قول اول اولیٰ ہے بالجملہ غرض مرد مومن کے کلام مذکور سے وعظ و نصیحت ہے اپنی قوم کو دیکھو کہ کیا کھلی گمراہی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام رسول ہوکر آئے تو تمہارے پرکھے ان سکے منکر ہوئے اور جب فات پائی تو بے دلیل کوری تمنا کرکے کہدیا کہ ان کے بعد کوئی رسول نہ آئیگا سو یہ یون کہ اَلَّذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ یعنی مثل اس گمراہ کرنے تمہارے کے جو کہ ظاہر باہر ہے گمراہ کرتا ہے اللہ اس شخص کو جو کہ حد سے بڑھنے والا ہے معاصی میں کثرت کرنے والا ہو گناہوں میں یا شرک کرنے والا ہے شک کرنے والا ہے اللہ کے دین میں اور اسکی وحدانیت و عدو و عید میں قولہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ الآیہ میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ کلام مرد مومن ہو اس بنیاد پر محل نصب میں ہوگا بنا بر بدل کلمہ من سے اور جمع لانا باعتبار معنی من کے اور مفرد لانا ضمیر کا باعتبار لفظ من کے ٹھیرے گا یا اس بنا پر کہ بیان ہے لفظ من کا یا اس کی صفت ہے یا باضمار اعنی منصوب ہے یا محل رفع میں ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہم الذین اور بغیر سلطان متعلق ہے یجادلون سے اور اتاہم صفت ہے سلطان کی معنی یہ ہین کہ مرد مومن کہتا ہے کہ مسرف مرتاب وہ لوگ ہیں جو کہ جھگڑتے ہیں باطل کرنے میں اللہ کی آیتوں کے بغیر کسی حجت واضح و برہان ساطع کے جو ان کے پاس آئی ہو یہ صفت فرعون میں اور اسکی قوم میں موجود تھی تو چاہیے تھا یوں کہنا کہ تم مسرف و مرتاب ہو اللہ کے معجزوں میں بے دلیل جھگڑتے ہو لیکن چونکہ مرد مومن کو انکا نصیحت کرنا اور ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنا منظور تھا اس لیے خطاب ترک کرکے ان کے حال کو بپیرایہ اسم غائب میں اور بطور عموم ادا کیا تاکہ نصیحت پذیر ہوں اور اپنے حال میں غور کریں خیر خواہ خوش تقریر بلیغ ناصحوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

اور سنی طریقہ بھی یہی ہے دیکھو حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وعظ فرماتے تو ما بال اقوام

فرمایا کرتے تھے کسی شخص خاص کو خطاب فرماتے بالجملہ یہان یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ مسرف مرتاب گون
کا کیا حال ہے نزدیک اللہ تعالی کے سو یہ اسکا جواب دیا کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا کبر مین دو احتمال ہین یا تو مراد اس سے تعجب و استعظام ہے یا مراد ذم ہے مثل کلمہ بئس کے اور
ضمیر راجع ہے طرف من کے باعتبار لفظ یا طرف جدال کے جو کہ یجادلون سے سمجھا جاتا ہے یعنی وہ مسرف
مرتاب لوگ بڑے ہین یا برے ہین از روے بغض کے یا بڑا ہے یا برا ہے جدال انکا براہ بغض کے
مطلب یہ ہے کہ بڑا ہے یا برا ہے بغض انکا یا ان کے جدال کا نزدیک اللہ کے اور نزدیک مومنین
کے اللہ پاک کا ان سے بغض کرنا تو انکی ذم کرنا اور انکو لعنت کرنا اور ان پر عذاب نازل کرتا ہے اور
مومنین کا بغض یہ ہے کہ ان سے سخت تر بغض رکھنا اور نہایت درجہ ان سے کراہت کرنا ہے -
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنی جیسے ان مسرف مرتاب مجادل لوگون
کے دلون پر نہایت محکم و مضبوط گمراہی کی مہر لگا لی ہے کہ باوجود روشن دلیلون کے بے دلیل انکے
باطل کرنے مین جھگڑتے ہین ویسے ہی اللہ مہر لگاتا ہے ہر دل پر متکبر جبار کے دوسرا قول یہ ہے
کہ الذین یجادلون ابتداے کلام ہے طرف سے اللہ پاک کی مومن کا کلام مرتاب تک تمام ہوگیا اس
بنا پر الذین مبتدا ہے اور کبر خبر بنا بر حذف مضاف اے جدال الذین یجادلون کبر مقتا محلی نے اسکو
اختیار کیا ہے اور ابو حیان نے نہر مین اسکو اولی کہا ہے جمل نے کہا یہ اولی و احسن ہے ان دس
وجہون کا جنکو سمین نے ذکر کیا ہے قاضی نے اسکو بلفظ یجوز ادا کیا ہے یا خبر بغیر سلطان ہے تقدیر
یہ ہے الذین یجادلون فی آیات اللہ کائنون او مستقرون فی غیر سلطان اتاہم اور فاعل کبر کا
کذلک ہے اے کبر مقتا مثل ذلک الجدال القبیح اے یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار کلام مستانف ہے ۱۲
غرض اس سے اس شے کا بتانا ہے جو کہ ان کے جدال کی موجب ہوئی وہ شے یہی اللہ پاک
کا مہر کرنا ہے ان کے دلون پر پس بجاے علی قلوبہم کے علی کل قلب متکبر جبار کہا اس لیے کہ تکبر
تجبر کی انپر تسجیل ہو جاے اور مہر لگانے کی علت معلوم ہو جاے انکی جدال کا موجب تو مہر کرنا
ہوا اور مہر کرنے کی علت انکا تکبر و تجبر ہوا تکبر و تجبر نہ کرتے تو مہر نہ ہوتی اور مہر نہ ہوتی تو جدال
نکرتے اس سے معلوم ہوا کہ جس دل مین تکبر و تجبر گھر کر لیتا ہے اسپر گمراہی کی مہر لگ جاتی ہے
پھر کوئی خیر اس مین گھسنے نہین پاتی تو اس کا یہی دھندا ہوتا ہے کہ بے دلیل اندھا دھند اللہ پاک
کی کھلی باتون مین جھگڑتا رہتا ہے ابن جریج نے کہا کہ الذین یجادلون سے مراد یہود ہین -
فتح القدیر وغیرہ مین ایک وجہ لکھی ہے کہ الذین مبتدا اور یطبع خبر لیکن اسکی توجیہ سمجھ مین

نہین آتی واللہ اعلم جمہور نے یون پڑہا ہے کہ قلب کو متکبر کی طرف مضاف کیا ہے ابو حاتم و ابو عبید نے
یہ قرارت پسند کی ہے تقدیر یہ ہے کذٰلک یطبع اللہ علی کل قلب ای متکبر دوسرے لفظ کل کو بسبب دلالت اول کے
حذف کر دیا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جمیع متکبرین جبارین کے دلون پر مہر کر دیتا ہے ابو عمرو وغیرہ نے
بہ تنوین قلب پڑہا ہے اس بنا پر کہ متکبر صفت قلب ہی پس قلب سے مراد جملہ ہوگا اس لیے کہ قلب محل تکبر
ہے اور باقی اعضا اس باب مین اُس کے تابع ہین یہ دونون قرا‌تین سبعیہ ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ نے علی قلب کل متکبر پڑہا ہے زمخشری کے نزدیک دوسری قرارت کی تقدیر یہ ہے علی کل ذی
قلب متکبر صفت کو صاحب قلب کے واسطے ٹہیرایا ہے شیخ نے کہا کہ اعتبار حذف کی طرف کوئی ضرورت
داعی نہین ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین بلکہ یہان حذف کی ضرورت ہے وہ
یہہ ہے کہ حذف ماننے سے دونون قرا‌تین باہم موافق ہوجائین گی اس لیے کہ دونون مین موصوف
ایک ہوجائے گا یعنی صاحب قلب بخلاف عدم تقدیر کے کہ ایک مین تو موصوف قلب ہوگا اور دوسرے
مین صاحب قلب اسی طرح جمل نے بہی کہا ہے محلی فرماتے ہین کہ کلمہ کل کا دونون قرارتون کی
بنا پر واسطے عموم ضلال کے ہے سارے قلب کو یعنے گمراہی نے اُسکے دل کے سارے اجزا کو گہیر لیا
ہے کوئی جگہہ اس مین قابل ہدایت پانے کے باقی نہین ہے عموم قلب کے واسطے نہین ہے یعنی افراد
قلوب کے عموم کے لیے نہین ہے حفناوی نے اسپر یون اعتراض کیا کہ یہ کاریگری تو کل کو نکالنا
ہے اُس کے موضع سے وہ یہ ہے کہ کل جب داخل ہو نکرہ پر مطلقا یا معرفہ مجموع پر تو عموم افراد کے
لیے ہوتا ہے اور جب داخل ہو معرفہ مفرد پر تو عموم اجزا کے واسطے ہوتا ہے اور اس جگہہ نکرہ پر داخل
ہوا ہے تو حق اُسکا یہ ہے کہ عموم افراد کے لیے ہو نہ عموم اجزا کے جیسے کہ شارح راہ چلے ہین فلیتامل
اگرچہ قاعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حفناوی فرماتے ہین لیکن چونکہ یہان لفظ کل قلب پر داخل ہوا ہے اور اس
سے پہلے طبع کا ذکر ہے اسیلیے مفہوم طبع اسی کا مقتضے ہے کہ عموم اجزا‌ے قلب مراد ہو کیونکہ جب کسی
دل پر گمراہی کے ساتہہ مہر کر دی گئی تو وہ گمراہی اس کے سارے اجزا کو عام ہو گئی اب کوئی جز ایسا نہ بچا کہ ہدایت
کے قابل ہو واللہ اعلم بالجملہ جب فرعون نے مرد مومن کا وعظ سنا تو اس کے قبول سے اعراض و نفرت کی
اس لیے کہ اُس کے دل پر تو گمراہی کی مہر ہو چکی تہی اور اپنے تکبر و تجبر کی طرف رجوع ہوا اور کہا یٰہَامٰنُ
ابْنِ لِیْ صَرْحًا یعنی او ہامان بنا میرے لیے ایک قصر مشید محل محکم و پختہ جس طرح کہ اسکی تفسیر سورہ قصص مین
گزر چکی ہے کسی نے کہا صرح سے مراد بنا‌ے ظاہر ہے جو کہ ناظرین پر مخفی نہ ہے گو وہ دور ہو اسی معنی سے
یہ ہے کہ جب کوئی شے ظاہر ہوتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین صرح الشی یعنی وہ شے ظاہر ہوئی مسلم

مین ہے الصرح بیت واحد یبنی منفرداً طویلاً ضخماً سمین نے کہا صرح قصر ہے یا صحن خانہ یا بلاط جو کہ شیشے سے بنایا جاتا ہی
اصل اسکی تصریح سے ہے اور تصریح بمعنے کشف ہے لَعَلِّیٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ شاید مین پہونچون اسباب کو یعنی
راہون کو ایک آسمان سے طرف دوسرے آسمان کے قتادہ و زہری و سدی و اخفش نے کہا کہ اسباب سے مراد
ابواب ہین یعنی اُس کے دروازے جو کہ اُسکی طرف موصل ہین اسباب السموٰت بیان ہے اسباب کا اس لیے کہ
شے جب ابہام کی جاتی ہے پہر تفسیر کی جاتی ہے تو نفوس مین زیادہ ترجمتی ہے اور اُسکی شان کی زیادہ تر فخامت
و بزرگی ہوتی ہے یا بدل ہے اسباب سے اخفش نے اس آیت کی تفسیر کے وقت زہیر کی یہ بیت پڑہی ہے

وَلَوْ رَامَ اَسْبَابَ السَّمَآءِ بِسُلَّمِ		وَمَنْ هَابَ اَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهٗ

یعنی جو کوئی ڈرے موتون کے اسباب سے تو وہ اُسکو پہونچین گے اگرچہ قصد کرے آسمان کے دروازون
کا ساتہہ زینے کے مطلب یہ ہی کہ اسباب جنی ابواب ہے کسی نے کہا ابواب السموٰات وہ امور ہین جن سے تک کیا
جاتا ہے شعبی نے کہا اسباب سے مراد طرق و ابواب ہین اور وہ شے جو انکی طرف مودی ہو اور ہر شے جو تجہے کسی شے
کی طرف پہونچا دے تو وہ اسکی طرف سبب ہے مثلاً رسی ڈول سبب ہین پانی بہرنے کی قلم دوات کاغذ سبب
ہین لکہنے کی فَاَطَّلِعَ اِلٰٓی اِلٰهِ مُوْسٰی جمہور نے برفع پڑہا ہے ابلغ پر عطف کیا ہے اس بنا پر یہ داخل ہے
ترجی کے تحت مین معنی یہ ہین کہ شاید مین پہونچون اسباب السموات کو اور شاید مین مطلع ہون بعد اسکے یعنی
معبود موسی کے طرف نظر کرون اور اُسکے حال پر اطلاع پاؤن اعرج سلمی وغیرہ نے بنصب ع پڑہا ہے اس بنا پر کہ جواب ہے
لعلی کے امر کا یہ رائے ہے بصریون کی یا بنا بر جواب ترجی جیسا کہ ابو عبید وغیرہ نے کہا ہے اور یہ رائے ہی
کوفیون کی نحاس نے کہا نصب کے معنی خلاف معنی رفع ہین اس لیئے کہ نصب کے یہ معنی ہین کہ جب مین اسباب
کو پہونچون گا تو مطلع ہو جاؤن گا اس کے سوا اور کچہہ بہی کہا ہے اس مین دلیل ہے اثبات پر کہ فرعون بڑا ہی
جاہل تہا اور حقائق اشیا کے سمجہنے سے نہایت ہی دور پڑا ہوا تہا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا یعنی اور بیشک مین البتہ
گمان کرتا ہون موسی کو جہوٹا اس دعوی مین کہ اُسکا ایک معبود ہے میرے سوا مستوی عرش پر فوق السموات
یا رسالت مین جسکا وہ دعوی کرتا ہے فرعون نے جو یہ بات کہی سو واسطے ملمع کاری و مکاری کی اور
خلط ملط کرنے کے اپنی قوم پر ورنہ وہ تو جانتا پہچانتا اعتقاد رکہتا تہا حقیت الہ کا اور اسکا کہ وہ کسی جہت مین
نہین ہے لیکن اُس نے اپنی قوم پر خلط ملط کرنے کا ارادہ کیا اس لیے کہ اُسکو دیکہ کرے اُن کو باقی رہنے کا کفر پر
سو گویا وہ یون کہتا ہے کہ اگر معبود موسی کا موجود ہوتا تو اُس کے واسطے کوئی محل ہوتا اور اُسکا محل زمین
ہوتی یا آسمان اور ہم نے اُسکو زمین مین نہ دیکہا تو اب یہ باقی رہا کہ وہ آسمان مین ہو اور آسمان کی طرف پہونچ نہین
سکتے ہین مگر زینے کی ذریعہ سے کذا قالہ الخفاجی یہ تو سن چکے اب ذرا شیخ محی الدین محشی بیضاوی شریف

کا بیان واضح سنو تاکہ مطلب آیت کا ذہن مین خوب جم جائے فرماتے ہین اگر پہلے ہی سے یون کہدیا جاتا
کہ لعلی ابلغ اسباب السمٰوٰت تو مقصود پورا ہو جاتا مگر فرعون نے اول تو اسباب کا ذکر کیا بطور ابہام پھر اسباب
السمٰوٰت سے انکو واضح کیا واسطے دو فائدون کے اول فائدہ تو تفخیم شان اسباب ہے جن کے پہونچنے کی اُس نے
آرزو کی ہے اس لیے کہ ایضاح شے کا بعد اسکے ابہام کے جو ہوتا ہے سو واسطے اسکی شان کی اعتنا و اہتمام کے اور اسکی
جلالت قدر پر آگاہ کرنے کے دوسرا فائدہ مشتاق کرنا سامع کا ہے طرف معرفت اسباب کے کیونکہ نفس جس شے کو
نہین پہونچتا ہے اُسکی طرف بغایت آرزومند ہوتا ہے سو اسباب کا ذکر مبہم کیا تاکہ اسباب سے جو مراد ہے اُسکی
معرفت کی طرف ہامان کا نفس مشتاق ہو پھر انکی توضیح کر دی تاکہ انکا وارد کرنا ایسی نفس پر ہو جو کہ بیدار
ہوشیار مشتاق ہو چکا ہے طرف انکی معرفت کے تو جو ان کے وارد کرنے سے مقصود ہے وہ حاصل ہو جائے اور
فرعون نے جو ہامان کو قصر بنانے کا حکم دیا سو ظاہر یہ ہے کہ اُس نے یہ قصد نہین کیا کہ وہ اسکے واسطے
کوئی بنا ے رفیع بنائے جس سے وہ آسمان کی طرف چڑھے کیونکہ فرعون ان دیوانون مین سے نہ تھا جو بالبداہت
اسکے امتناع کو نہین جانتے ہین ورنہ اللہ پاک کی طرف سے یہ بات صحیح نہ ہوتی کہ وہ اسکی طرف کوئی رسول بھیجے
اور اُس پر ایمان لانیکا اور اسکے حکم کی بجا آوری کا اُسکو مکلف کرے اور اُسکی طرف سے یہ حکایت نہ مانی کہ
اُسکی طبیعت سخت ہے اور اسراف مین اُسکو غلو ہے اور ہمارا یہ کہنا کہ اس بات کا امتناع بالبداہت معلوم ہے سو اس
لیے کہ ہر کوئی بالبداہت اس بات کو جانتا ہے کہ بشر کی قدرت مین یہ امر نہین ہے کہ وہ ایسا محل بنائے جو بلند
تر ہو بلند ترین جبال سے اور جو شخص نظر کرے طرف آسمان کے اُس پہاڑ کے نیچے سے جو کہ بلند ترین جبال ہے
پھر آسمان کی طرف نظر کرے اُس پہاڑ کی چوٹی سے تو وہ آسمان کی نسبت مین اپنی طرف کسی طرح کا تفاوت
نہ پائے گا بایں طور کہ ایک حالت مین تو آسمان اسکی طرف زیادہ تر قریب ہے بہ نسبت اسکی دوسری حالت
مین باوجود اس علم کے عاقل کیونکر قصد کریگا اسکا کہ ایک ایسا مکان بنائے جس سے آسمان کی طرف چڑھ جائے
حالانکہ وہ عقلا مین سے تھا تو اب اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ اس کی طرف ایسے قصد کی نسبت کی جائے
اگرچہ بعض مفسر اس طرف گئے ہین کہ فرعون نے محل بنانیکا قصد کیا اور اسکے بنا کی کیفیت مین ایک طویل حکایت
ذکر کی ہے چونکہ یہ قول بعض کا بغایت بعید تھا اس لیے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسکی توجیہ مین دو وجہین
ذکر کی ہین اول یہ ہے کہ مراد فرعون کی صرح سے رصد ہے جائے بلند مین اور اسباب سے مراد تارے ہین
جو کہ اسباب سماوی ہین جن سے توصل کیا جاتا ہے طرف اطلاع کے حوادث ارضی پر اور انکا مطلع ہونا ادھر ہے
پر سوا اسکے یہ مراد ہو کہ مطلع ہو اسپر کہ آیا اُس نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا ہے یا نہین دوسری وجہ یہ ہے
کہ فرعون فرقۂ دہریہ مین سے تھا دہریہ ایک فرقہ ہے اگلون مین کا یہ لوگ صانع مدبر عالم قادر کے منکر

ہین اور خیال کرتے ہین کہ عالم ہمیشہ سے موجود چلا آیا ہے بدون اس کے کہ نسبت کیا جاے طرف کسی صانع
کے جو کہ خارج ہو مجموع من حیث ہو مجموع سے اور مثلاً حیوان نطفہ سے اور نطفہ حیوان سے ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے
نہ طرف کسی نہایت کے یہہ لوگ زندیق ہین اور فرعون انہین مین سے تہا غرض اسکی اس کلام سے شبہہ کا وارد
کرنا ہے نفی صانع مین جو کہ معبود عالم ہے تقریر اُس کی یہ ہے کہ ہم نہین دیکھتے ہین ایسی شے جسپر حکم لگائین
کہ وہ الٰہ عالم ہے پہر کیونکر ہم حکم کرین اُس شے کے وجود کا جسکو ہم نے نہین دیکھا ہم جو اسکو نہین دیکھتے ہین
سو اس لیے کہ اگر وہ موجود ہوتا تو آسمان مین ہوتا اور جو شے آسمان مین ہے اسکو زمین والے نہین دیکھ سکتے
مگر آسمان پر چڑھنے سے اور آسمان کی طرف چڑھنے کی ہم کو کوئی راہ نہین ہے تو اب ہم کو کوئی راہ
نہین ہے طرف دیکھنے اس معبود کے جو کہ رب ہے موسیٰ کا اور حکم کرنا اسکے وجود کا نہین ہے مگر بسبب تقلید
ایک شخص کے جسکو ہم جانتے نہین ہین کہ آیا وہ سچا ہے یا جھوٹا پہر فرعون نے مبالغہ کرنا چاہا اس امر کو بیان
کرنے مین کہ آسمان کی طرف چڑھنا ممکن نہین ہے پس اُس نے ہامان کو حکم دیا کہ اسکے لیے ایک محل بنائے
جس سے وہ آسمان کی طرف چڑھے تاکہ معترف ہو اپنے عاجز ہونیکا اس سے باوجود اُس کے کہ وہ اقدر اہل الارض
ہے تو آسمان کی طرف چڑھنے کا امتناع ثابت ہو جائے اور اس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ الٰہ عالم کی طرف وصول بطریق
رویت و احساس ممتنع ہے حالانکہ یہ شبہہ فاسد ہے کیونکہ طریق علم کے تین ہین حس سلیم و خبر صادق و نظر عقل اور یہ
بات کہ حس کا اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف طریق ہونا ممتنع ہے اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ اسکی معرفت مطلقاً
ممتنع ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے یہ بات بیان کر دی کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف جو راہ ہے
سو وہ یہی نظر و استدلال ہے ساتھ آثار کے کما قال رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ وقال رَبُّ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مگر فرعون نے بسبب اپنی خبث و مکر کے اس سے تغافل کیا اور جاہلون کی طرف یہ
شبہہ ڈالا کہ جب اس معبود کے احساس کی طرف راہ منتفی ہے تو واجب ہے اسکی نفی کرنا اور تکذیب اُس شخص
کی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اسکی طرف سے رسول ہے وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ
عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ یعنی جس طرح کہ شیطان نے فرعون کو یہ بات اچھی کر دکہائی
کہ جاہلون کے گمراہ کرنے کو قول مذکور کہا اسی طرح اُس کو اُسکا بُرا کام اچھا کر دکہایا یعنی شرک و تکذیب اور
ہدایت کی راہ سے اُسکو روکا پس وہ گمراہی مین پڑ رہتا رہا اور طغیان و سرکشی پر جا رہا اور نہین تہا مکر فرعون
کا آیات موسیٰ علیہ السلام کے باطل کرنے مین مگر خسارہ و ہلاک مین حضرت ابن عباس نے فرمایا تباب یعنی
خسران ہے یعنی نقصان و زیان اسی معنی سے تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ ہے جمہور نے صد کو بفتح صاد و
دال پڑہا ہے یعنی روکا فرعون نے لوگون کو راہ ہدایت سے اور کوفیون نے بضم صاد و بصیغہ مجہول اور عبیدہ

وابوحاتم نے اسکو اختیار کیا ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہو کہ زین میں جو قرار کا اجماع ہے صیغہ مجہول پر سو یہ اسکے مطابق ہے یہ دونوں قرائتیں سبعیہ ہیں یحییٰ بن وثاب وعلقمہ نے صد بکسر صاد پڑھا ہے اور ابن ابی اسحق وعبدالرحمن بن ابی بکرہ نے بفتح صاد وضم دال منون اس بنا پر کہ مصدر ہے معطوف ہے سوء عملہ پر اسے زین لہ الشیطان سوء العمل والصد مزین شیطان ہے بسبب بہکانے وسوسے کے لقولہ تعالیٰ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ یا اللہ پاک ہے کما قال تعالیٰ وَزَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ معتزلہ نے چونکہ تزیین وصد کی نسبت کرنے کا اللہ پاک کی طرف انکار کیا تو کہا مزین وصاد شیطان ہی ہے اور ہم یوں کہتے ہیں کہ اگر مزین فرعون کے واسطے شیطان ہی ہو تو شیطان کے واسطے مزین اگر اور شیطان ہو لا الی النہایہ تو شیاطین میں تسلسل لازم آئے گا یا دور حالانکہ یہ باطل ہے اور جب یہ باطل ہوا تو واجب ہوا انتہا اسباب ومسببات کا طرف واجب الوجود کے اور اللہ ہی حقیقی فاعل ہے اور آیت مذکور میں جو شیطان کی طرف نسبت تزیین کی کی ہے سو اس اعتبار سے ہے کہ اسکو دخل ہے یہ بسبب اسکے وسوسے کے غرضکہ مرد مومن نے پیر تذکیر وتحذیر کی طرف رجوع کیا جس طرح کہ اللہ پاک نے اس کی طرف سے یہ حکایت فرمائی ہے وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ اور کہا اس ایمان دار نے اے قوم میری راہ چلو پہونچادوں تمکو نیکی کی راہ پر اے قوم یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے ٹھیراؤ کا گھر جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاوے گا اُس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاوینگے بہشت میں روزی پاوینگے وہاں بے شمار لیکھے

ف مرد مومن اپنی قوم کے لوگوں سے جو کہ ستم دوست سرکش ہوئے اور دنیا کی زندگی کو اختیار کر بیٹھے جبار اعلیٰ کو بھول گئے کہتا ہے اے قوم تم میری راہ چلو میں تمکو پہونچادوں نیکی کی راہ پر نہ جیسا کہ فرعون نے اپنے اس کہنے میں جھوٹ کہا وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ پھر انکو بے رغبت کیا دنیا میں جسکو وہ آخرت پر اختیار کر بیٹھے اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول کی تصدیق سے انکو باز رکھا پس کہا اے قوم یہ دنیا کی زندگی تو قلیل زائل فانی ہے عنقریب جاتی رہیگی مضمحل ہو جائے گی اور آخرت جو ہے وہی جاؤ کا گھر ہے جسکو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ اُس سے کسی نوع کا انتقال نہ اُس سے اور کہیں کوچ بلکہ یا تو نعیم ہے یا جحیم اسی لیے اللہ پاک نے یوں فرمایا ہے کہ جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاویگا

اُس کے برابر یعنے اُسکے مثل اور جس نے کی ہے بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاوینگے
بہشت مین روزی پاوینگے وہان بے شمار یعنے جزا کے ساتھہ اسکا اندازہ نہ کیا جاوے گا بلکہ اللہ عز وجل
اسکو ایسا بہت سا ثواب دیگا جسکو نہ تمام ہوتا ہے نہ نبڑتا واللہ تعالی ہو الموفق للصواب کذا فی ابن کثیر اللہ پاک
ہم کو تم کو عمل صواب کی توفیق دے صواب یہ ہے کہ عمل موافق سنت کے ہو اور خلاص کے ساتھہ ہو اس سے خاص اللہ
پاک کی ذات مقصود ہو ریا و سمعہ یا اور کوئی غرض نہ ہو ایسے عمل کا ثواب بحساب ملتا ہے اللہم وفقنا آمین
ف اولی یہ قول ہے کہ یہ آیت منجملہ قول مرد مومن ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے قول سے ہے
اتبعون مصحف مین بدون یا واقع ہوا ہے اور اسی طرح ابو عمرو و نافع نے وقف مین بحذف یا اور
وصل مین باثبات یا پڑھا ہے اور یعقوب و ابن کثیر نے وصل و وقف مین باثبات یا باقی قرا نے وصل
و وقف مین بحذف یا اثبات و حذف یا دونون قرات سبعیہ مین یہ اثبات و حذف تو بنظر لفظ ہے اور رسم
مین محذوف ہی ہے اس لیے کہ یا آت زوائد سے ہے پس جس نے یا کو ثابت رکہا ہے تو بنا بر اصل
ہے اور جس نے حذف کیا ہے سو اس لیے کہ وہ مصحف مین محذوف ہے **رشاد** کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
عنہ نے بہ تشدید شین پڑہا ہے چنانچہ عنقریب فرعون کے قول مین گذر چکا ہے معنی یہ ہین اے قوم تم میرا
اقتدا کرو دین مین اور عمل کرو میری نصیحت پہ پہونچا دون گا تم کو راہ ہدے و صواب پہ رشاد ضد ہے غی
کی غی بمعنی گمراہی ہے اس مین تعریض شبیہ بتصریح ہے طرف اسکے کہ فرعون اور اُسکی قوم جس طریق پر ہین وہ گمراہی
کی راہ ہے **متاع** کی تنوین واسطے تقلیل کے ہے یعنی اے قوم یہ جو زندگی دنیا کی ہے سو ایک ذرا سی برتنے
کی شے ہے جس سے چند دن برت لیا جاتا ہے پہر وہ منقطع و زائل ہو جاتی ہے پس اسکی طرف جہکنا اصل ہے
شر کی اور منبع ہے فتنون کا اور سر ہے ہر بلا و آفت کا اور پچہلا گہر وہی ہے گہر استقرار و ثبات کا پس اُس سے
کسی طرح کا انتقال نہین ہے کیونکہ وہ تو دائم ہے منقطع نہ ہوگا اور مستمر ہے زائل نہ ہوگا اور باقی بہتر ہے فانی
سے **بعض عارفین** نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا سونا فانی ہوتی اور آخرت خزف باقی تو بہی آخرت دنیا سے
بہتر ہوتی پہر کیونکر بہتر نہ ہوگی حالانکہ دنیا تو خزف فانی ہے اور آخرت سونا باقی ہے **حضرت** ابن عباس رضی
اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا ایک جمعہ ہے آخرت کے جمعون سے سات ہزار برس کا **ابن** مردویہ نے حضرت ابو
ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک حیات
دنیا ایک متاع ہے اور نہین ہے اُسکی متاع سے کوئی شے افضل صالح عورت سے کہ جب تو نظر کرے طرف
اسکے تو وہ تجہے خوش کر دے اور جب تو اُس سے غائب ہو تو وہ تیری حفاظت کرے اپنی جان و مال
مین **من عمل سیئۃ** الخ منجملہ کلام مرد مومن ہے یعنی جو کوئی کرے دار دنیا مین کوئی گناہ گناہون کے

کوئی سا گناہ ہو تو وہ جزا نہ دیا جائے گا مگر مثل اُسکے اور عذاب کیا جائے گا مگر بقدر اُسکے ظاہر شمول آیت کا ہے ہر
اس شے کو جسپر اسم سیئہ اطلاق کیا جاتا ہے کسی نے کہا کہ شرک کے ساتھ خاص ہے حالانکہ اُسکی کوئی وجہ نہین ہے
اور جس نے کیا کوئی عمل صالح مرد ہو یا عورت اور وہ عمل صالح کرنیوالا مومن بھی ہو یعنی ایمان لانیوالا اللہ پر اور
اُس شے پر جسکو اُس کے رسول لائے تو یہ لوگ جنہون نے جمع کیا درمیان ایمان و عمل صالح کے داخل ہونگے جنت
مین رزق دیئے جائینگے وہان رزق واسع بغیر اندازہ و محاسبہ کے مقاتل نے کہا کہ اُنپر کسی طرح کا مواخذہ نہ
ہوگا اُس خیر مین جو اُنکو جنت مین عطا کی جائے گی کسی نے کہا کہ عمل صالح سے مراد لا الہ الا اللہ ہے جمہور
نے یدخلون کو بفتح یائے تحتیہ بصیغہ معروف پڑھا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے بصیغہ مجہول یہ دونو سبعیہ ہین یہ
مرد مومن نے مکرر اپنی قوم کو اللہ پاک کی طرف بلایا اور اپنے ایمان کی تصریح کی اور اگلی راہین زیادہ یہ تھین
کہ اپنی قوم کے وہم مین یہ بات ڈالتا تھا کہ وہ انہین مین سے ہے اور اُنکے وعظ و نصیحت کے درپے جو ہوا ہے
سو صرف اس خوف سے کہ جس بات کی موسی علیہ السلام اُنکو وعید سناتے ہین کچھ اس مین سے کہین اُنکو پہنچ
جائے جس طرح کہ اپنی قوم سے دوست آدمی کہتا ہے اُنکو ڈراتا ہے اُس شے مین واقع ہونے سے جس مین
واقع ہونے کا اُنپر خوف کرتا ہے اب کی بار ایسا نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا ذکر تصریح کر دیا پس کہا وَيٰقَوْمِ مَا لِيٓ

اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ
وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا
فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ
لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ اور اے قوم مجھکو کیا ہوا ہے بلاتا ہون مین تمکو
بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھکو آگ کی طرف تم بلاتے ہو مجھکو کہ منکر ہو وُن اللہ سے اور شریک ٹہیراؤن
اُسکا جسکی مجھے خبر نہین اور مین بلاتا ہون تمکو اُس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ
جسکی طرف مجھکو بلاتے ہو اُسکا بلاوا کہین نہین دنیا مین نہ آخرت مین اور یہ کہ ہمکو پہر جانا ہے اللہ کے پاس
اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ کے لوگ سو آگے یاد کروگے جو مین کہتا ہون تمکو اور مین سونپتا
ہون اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ مین ہین سب بندے پہر بچا لیا موسی کو اللہ نے بُرے داؤن
سے جو کرتے تھے اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکھا دیتے ہین اُنکو صبح اور
شام اور جس دن اُٹھے گی قیامت داخل کرو فرعون والون کو سخت سے سخت عذاب مین ف اپنے

اوپر دھر کر کہا انکو سنایا **ف** یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اُسکا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور قیامت کو اس مین بٹھیگی
اور مومن کو بہشت اسکو **ف** مومن کہتا ہے کیا حال ہے میرا مین تو بلاتا ہون تم کو طرف نجات کے مراد یہ جنا
ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کا اور سچا جانا ہے اُس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسکو اس نے بھیجا ہے
اور تم بلاتے ہو مجھکو طرف آگ کی تم بلاتے ہو مجھکو کہ منکر ہون اللہ کا اور شریک ٹھیراؤن اسکا جسکی مجھے خبر نہین
یعنی بے جانے بوجھے بدون کسی دلیل کے اور مین تمکو بلاتا ہون طرف اُس ذات پاک کی جو کہ باوجود اپنی عزت و
غلبہ و کبریا و بزرگی کے بخشدیتا ہے گناہ اُس شخص کا جو اُسکی طرف رجوع ہو **سُدّی** و ابن جریر نے کہا کہ جرم
بمعنی حقا ہے ضحاک نے کہا لا کذب علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے بلی ان الذی تدعوننی الیہ من
الاصنام والانداد لیس لہ دعوۃ فی الدنیا ولا فی الآخرۃ یعنی ہان سچی پکی بات یہ ہے کہ بیشک جن بتون شریکون
کی طرف تم مجھے بلاتے ہو انکا بلاوا نہین دنیا مین نہ آخرت مین **مجاہد** نے کہا الوثن لیس لہ شے یعنی بت کے
واسطے کچھ بھی نہین **قتادہ** نے کہا یعنے بت نہ نفع دیتا ہے نہ ضرر **سُدّی** نے کہا جواب نہین دیتا ہے اپنے
پکارنے والے کو نہ دنیا مین نہ آخرت مین **ف** علت یہ ہے کہ نکما بیکار ہے کسی مصرف کا نہین یہ آیت مثل اس آیت
کے ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ
دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ اور فرمایا اِنْ تَدْعُوْهُمْ
لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ **قولہ تعالی** وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ یعنی اور پکی
بات ہے یہ کہ بیشک پھر جانا ہمارا طرف اللہ کے ہے دار آخرت مین پھر وہ بدلا دیگا ہر ایک کو اس کے عمل کا اور
اسی لیے یون کہا وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ یعنی اور پکی بات ہے یہ کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ
کے لوگ یعنی ہمیشہ رہنے والے اس مین بسبب اپنی زیادتی کے وہ زیادتی یہی ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ
شرک کیا پس آگے تم یاد کروگے جو مین کہتا ہون تم کو یعنی آیندہ تم جان لوگے سچائی اُس بات کی جسکا مین نے
تمکو امر کیا اور جس سے مین نے تم کو نہی کی اور تمہاری خیرخواہی کی اور کھولکر تم سے بیان کر دیا اور تم اسکو
یاد کروگے اور پشیمان ہوگے وہان جہان تمکو پشیمانی نفع نہ دیگی اور مین سونپتا ہون اپنا کام اللہ کو اور اسپر بھروسا
کرتا ہون اور اُس سے مدد چاہتا ہون اور تم سے قطع کرتا ہون اور تم سے دوری اختیار کرتا ہون بیشک
اللہ پاک خوب دیکھنے والا ہے سارے بندون کو پس وہ راہ بتاتا ہے اُنکو جو راہ بتانے کا مستحق ہے اور بہکاتا
ہے اُسکو جو بہکانے کے لائق ہے حجت بالغہ و حکمت تامہ و قدرت نافذ اُسی کو ہے پھر بچا لیا اُسکو اللہ نے بُرے
داؤن سے جو کرتے تھے یعنی دنیا و آخرت مین دنیا مین تو یون کہ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ اُسکو نجات
دی اور آخرت مین یون کہ جنت عطا فرمائی اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب وہ یہی اُنکا ڈوبنا ہے

دریا مین پہر وہان سے نقل کرتا ہے طرف دوزخ کے اس لیے کہ انکی روحین پیش کی جاتی ہین آگ پر صبح و شام قیامت قائم ہونے تک پہر جب قیامت کا دن ہوگا تو انکی روحین اور جسم آگ مین جمع ہوجاینگے اسی لیے یون فرمایا ہے اور جس دن قائم ہوگی قیامت داخل کرو فرعون والون کو اشد عذاب مین یعنی ایسا عذاب جو کہ سخت تر ہے درد والے مین اور بزرگ تر ہے نکال مین اہل سنت کثرہم اللہ تعالی نے جو استدلال کیا ہے عذاب برزخ پر قبور مین سو یہ آیت یعنی قولہ تعالی اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا اس باب مین ایک اصل کبیر ہے لیکن یہان ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ بیشک یہ آیت مکی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے عذاب قبر پر برزخ مین امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت انکی خدمت کیا کرتی تہی پس نہین کرتین حضرت عائشہ طرف اسکے کوئی نیکی مگر وہ ان سے کہتی وقاک اللہ عذاب القبر یعنی اللہ تمکو عذاب قبر سے بچاوے علامت ہے جب وہ اسکے ساتہ کچہ احسان کرتین تو وہ یہی دعا دیتی تہی حضرت عائشہ فرماتی ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجہپر داخل ہوئے تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہے واسطے قبر کے کوئی عذاب قبل روز قیامت کو آپنے فرمایا نہین کس نے اسکا زعم کیا عرض کیا کہ اس یہودیہ نے مین نہین کرتی ہون طرف اسکو کوئی نیکی مگر وہ کہتی ہے وقاک اللہ عذاب القبر آپنے فرمایا جہوٹ کہا یہود نے اور وہ اللہ پر سب سے جہوٹ باندہنے والے ہین نہین ہے کوئی عذاب ورے روز قیامت کے پہر آپ ٹہیرے بعد اس کے جس قدر چاہا اللہ نے کہ ٹہیرے پہر آپ نکلے ایک دن دوپہر کے وقت اپنا کپڑا اوڑہے ہوئے سرخ ہورہی تہین آپکی دونون آنکہین اور اپنی بلند آواز سے ندا فرماتے تہے کہ قبر مثل ٹکڑون اندہیری رات کے ہے اے لوگو اگر تم جانو جو مین جانتا ہون تو روؤ بہت اور ہنسو تہوڑا اے لوگو پناہ مانگو اللہ کے ساتہ عذاب قبر سے پس بے شک عذاب قبر کا حق ہے ۔ هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ وَلَمْ یُخْرِجَاهُ امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ ایک یہودی عورت نے ان سے سوال کیا تو انہون نے اسکو دیا پس اس نے ان سے کہا وقاک اللہ من عذاب القبر تو حضرت عائشہ نے اسکو اوپرا سمجہا پہر جب انہون نے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکہا تو آپ سے عرض کیا پس آپنے فرمایا نہین حضرت عائشہ نے کہا پہر ہم سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعد اس کے اور بیشک شان یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف میری کہ بیشک تم مفتون ہوتے ہو اپنی قبرون مین وهذا ایضا علی شرطهما پس تحقیق ہین پہر کیا جمع ہے درمیان اس حدیث کے اور اس کے کہ آیت مکی ہے اور اسمین دلالت ہے عذاب برزخ پر سو اسکا یہ جواب ہے کہ آیت اسپر دال ہے کہ روحین صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہین برزخ مین اور اسمین اس بات پر دلالت نہین ہے

کہ ارواح کا دردمند ہونا اس دردمندی کا اتصال انکے جسمون کے ساتہہ ہوتا ہو جو کہ قبرون مین ہین کیونکہ ہوسکتا ہے
کہ یہہ روح کے ساتہہ مختص ہو آب ماحصل اسکا واسطے جسم کے برزخ مین اور دردمند ہونا جسم کا بسبب الم روح کے
سوا اسپر دال نہین ہے مگر سنت جو کہ احادیث مرضیہ مین مذکور ہے جنکا ذکر آگے آتا ہے کبہی یون کہتے ہین کہ یہ آیت
جو دال ہے سو صرف عذاب کفار پر ہے برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ مومن عذاب کیا جائے اپنی قبر مین بسبب
کسی گناہ کے اسکی ادلہ مین سے ایک حدیث ہے جو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انپر داخل ہوئے اور انکے پاس ایک عورت تہی یہود کی اور وہ کہہ رہی تہی کیا تونے جانا کہ تم مفتون
ہوتے ہو اپنی قبرون مین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گہبرائے اور فرمایا انما یفتن یہود یعنی مفتون تو یہود
ہوتے ہین حضرت عائشہ نے کہا پس ہم کئی رات ٹہیرے پہر آپنے فرمایا خبردار بیشک تم مفتون ہوتے ہو قبرون مین
حضرت عائشہ نے فرمایا پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اسکے پناہ مانگتے تہے عذاب قبر سے وہکذا رواہ
مسلم بسندہ عن الزہری بہ کبہی یون کہتے ہین کہ یہ آیت دال ہے عذاب ارواح پر برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم
آتا ہے کہ وہ متصل ہو ساتہہ جسمون کے جو کہ اپنی قبرون مین ہین پہر جب یہ بات مین بخصوصہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف وحی کی گئی تو آپنے اس سے پناہ مانگی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بخاری کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے یہہ ہے کہ ایک یہودیہ انپر داخل ہوئی تو کہا نعوذ باللہ من عذاب القبر پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے عذاب قبر کا پوچہا تو آپنے فرمایا ہان عذاب قبر کا حق ہے حضرت عائشہ نے فرمایا پہر مین نے نہین
دیکہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد اسکے کہ کوئی نماز پڑہی مگر پناہ مانگی عذاب قبر سے پس اس پر
کہ آپنے مبادرت فرمائی طرف تصدیق یہودیہ اس خبر مین اور اسپر تقریر کی اور سابق حدیثون مین یہہ ہے کہ آپنے
اسکا انکار فرمایا یہانتک کہ آپکے پاس وحی آئی پس شاید یہ دونون دو قصے ہون واللہ سبحانہ تعالی اعلم حدیثین
عذاب قبر کی بہت سی ہین قتادہ نے غدوا وعشیا کی تفسیر مین کہا ہے صبح وشام جب تک کہ دنیا باقی رہیگی انکی
توبیخ وسرزنش کے واسطے اور انکو ذلیل کرنے کو ان سے کہا جائیگا اے آل فرعون یہ تمہارے منازل ہین
ابن زید نے کہا وہ اسی مین ہین آج یعنی انکو صبح لے جاتے ہین اور شام کو لے جاتے ہین یہانتک کہ قیامت
قائم ہو ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک شہیدون کی روحین
سبز پرندون کے جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین اور بیشک مومنین کے بچون کی روحین
چڑیون کے جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین پہر پہیر لیتی ہین طرف قندیلون کے جو
کہ عرش مین لٹکی ہوئی ہین اور بیشک روحین آل فرعون کی سیاہ پرندون کے جوفون مین ہین صبح کو جاتی
ہین جہنم پر اور شام کو جاتی ہین اس پر سو یہ ہے انکا عرض اور سدی نے بہی اسیطرح کہا ہے حدیث اسرا

ہین یہ روایت ابو ہارون عبدی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے آپ نے
فرمایا ہے پہر مجہے لے گئے ایک خلق کثیر کے خلق اللہ سے کہ یہ مرد تہے ہر مرد اُن مین کا شکم اسکا مثل خانہ سطبر کے
بند ہے جکڑے ہوئے طوقون سے آل فرعون کی گذرگاہ پر اور آل فرعون پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح و شام
اور جس دن قیامت قائم ہوگی داخل کرو آل فرعون کو سخت تر عذاب مین اور آل فرعون مثل اُن اونٹون کی ہین
جنکو چراگاہ مین چرنے کو چہوڑتے ہین ہاتہہ پانون مارتے ہین پتہرون پر اور درختون پر اور عقل نہین رکہتے۔
ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
راوی ہین فرمایا نہین کا احسان کیا کسی محسن نے مسلم ہو یا کافر مگر اللہ تعالی اسکو ثواب دیگا کہا ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ کیا ہے ثواب دینا اللہ کا کافر کو تو فرمایا اگر اس نے صلہ رحم کیا یا کوئی صدقہ دیا یا کوئی نیکی کی تو
ثواب دیگا اسکو اللہ تبارک و تعالی مال و اولاد و صحت اور مثل اسکے ہم نے عرض کیا پہر کیا ہے ثواب دینا
اُسکا آخرت مین فرمایا عذابا دون العذاب یعنی عذاب کی کمی ہوگی اور یہ آیت پڑہی ادخلوا آل فرعون اشد
العذاب رواہ البزار فی مسندہ عن زید بن ارقم ثم قال لا نعلم لہ اسنادا غیر ہذا **ابن جریر**
نے حماد بن محمد فزاری بلخی سے روایت کیا ہے کہا مین نے اوزاعی کو سنا اور ان سے ایک شخص نے پوچہا
یس کہا اللہ تجہپر رحم کرے ہم نے پرندون کو دیکہا ہے کہ وہ دریا سے نکلتے ہین ناحیہ بحر غربی کو سپید گروہ
گروہ ہوکر نہین جانتا ہے انکی گنتی کو مگر اللہ عز و جل پہر جب شام ہوتی ہے تو لوٹتے ہین مثل انکے سیاہ۔
قال وفطنتم الی ذلک قال نعم یعنی تم نے اس بات کو جانا ہے اُس شخص نے کہا ہان اوزاعی نے فرمایا
بیشک یہ پرندے انکے پوٹون مین آل فرعون کی روحین ہین پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح و شام پہر وہ
لوٹتے ہین اپنے گہونسلون کی طرف اس حال مین کہ اُن کے پر جل چکے اور سیاہ ہوگئے ہین پہر رات کو سفید پر
اُنپر اگ آتے ہین اور سیاہ جہڑ جاتے ہین پہر وہ صبح کو جاتے ہین غدوا و عشیا پہر
لوٹ آتے ہین طرف اپنے گہونسلون کے سو یہ اُن کا طریقہ ہے دنیا مین پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی
فرماے گا ادخلوا آل فرعون اشد العذاب کہا اور کہتے ہین کہ وہ چہہ لاکہہ آدمی لڑنے والے تہے **امام احمد** نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک ایک تمہارا
جبکہ مرتا ہے پیش کیا جاتا ہے اُسپر ٹہکانا اسکا صبح اور شام اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اہل جنت سے اور اگر اہل نار سے
ہے تو اہل نار سے پہر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹہکانا ہے یہانتک کہ اُٹہاوے تجہکو اللہ عز و جل طرف اُسکی قیامت کے
دن اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث مالک بہ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان غافر یہ ہے کہ ندا
ثانی مین حرف عطف کو ترک کیا اس لیے کہ وہ تفصیل ہے اجمال اول کی اور یہان حرف عطف ذکر کیا اس واسطے

کہ یہ ندا ویسی نہین ہے کیونکہ یہ کلام اول وثانی کے مباین ہے پس اس مین واو عاطفہ کا لانا حسین ہوا اسی کو مثل زمخشری
نے بہی فرمایا ہے یَا قَوْمِ مَا لِیْ مین ندا کے مکرر لانے کا یہ فائدہ ہے کہ قوم کے ہوشیار کرنے مین اور خواب غفلت سے
اُن کے بیدار کرنے مین زیادتی ہو جائے اور اسمین یہ ہی کہ مرد مومن آل فرعون سے ہو اور وہ اسکی قوم ہین معنی یہ ہین
کہ تم مجہے اپنی خبر دو کہ یہ کیا حال ہے کہ مین تمکو بلاتا ہون اس طرف کہ اللہ تعالی پر ایمان لا کر اور اسکے رسولون کا کہا
مانکر آگ سے بچو اور جنت مین داخل ہو اور تم مجہے بلاتے ہو طرف آگ کی بسبب شرک کی جسکو تم مجہسے چاہتے ہو کسی نے کہا معنے
یہ ہین مالکم ادعوکم جیسے تو کہتا ہے مالی اراک حزینا اے مالک پہر دونون کی تفسیر کی پس کہا کہ تم بلاتے ہو مجہکو کہ
مین منکر ہون اللہ کا اور شریک کرون اُس کے ساتہ اس شے کو جسکا مجہے کچہ علم نہین یعنی جسکو شریک ہونیکا واسطے
اللہ کے مجہہ کو کسی طرحکا علم نہین مراد نفی علم سے نفی معلوم کی ہے بالکل مراد معبود ہی اسکی عبادت کا کیا ذکر ہے
دوسرا تدعوننی بدل ہے پہلے سے بطور بیان کے جملہ فعلیہ مین اسپر دلالت ہے کہ انکا بلانا باطل ہے اُسکے واسطے کوئی
ثبوت نہین ہے اور انا ادعوکم مین جملہ اسمیہ اس لیے ہی کہ اسکی دعوت کے ثبوت وتقویت پر دال ہو معنی یہ ہین
اور مین بلاتا تمکو طرف اُس ذات مقدس کے جو کہ غالب ہے اپنے کام پر اور لینے انتقام لینے مین کافرون سے اور
بڑا بخشنے والا ہے مومن و تائب کے گناہ کو لا جرم کی تفسیر سعدہ ہود مین گزر چکی ہے جرم فعل ماضی بمعنی حق ہی اور
حرف لا جو اسپر داخل ہے واسطے نفی ورد کرنے اُس شی کے ہی جسکا انہون نے دعوی او زعم کیا ہے فاعل اس فعل کا
قول اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ یعنی تمہارا مجہکو بلانا اور تمہارا دعوے
وخیال مردود ہے حق و واجب ثابت یہ بات ہی کہ بیشک جس شے کی طرف تم مجہے بلاتے ہو اُسکے واسطے
کوئی بلاوا نہین دنیا مین و آخرت مین مطلب کہ اسکی دعوت کا بطلان حق و واجب ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین
نہین ہے واسطے اُس کے قبول کرنا کسی دعا کا جو نفع دے کسی نے کہا نہین ہی اسکے لیے کوئی بلانا جو اسکے واسطے الوہیت
کا موجب ہو کلبی نے کہا نہین ہے واسطے اسکے کوئی شفاعت کلمہ ما بمعنے الذی ہی تو اسکا حق یہ تہا کہ نون جدا لکہا
جاتا جیسا کہ قاعدہ ہے لیکن مصحف امام مین نون کے ساتہہ ہی لکہا ہوا ہے جیسا کہ ابن جزری نے اسطرف
اشارہ کیا ہے وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ معطوف ہے انما پر یعنی ادرحق و واجب بات ہے کہ بیشک ہمارا مرجع ومصیر یعنے
پہر جانا طرف اللہ کے ہے اول تو مر کر پہر آخر کو مبعوث ہو کر پس وہ جزا دیگا ہر ایک کو اُس خیر وشر کی جسکا وہ مستحق
ہے وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ بہی انما پر معطوف ہے یعنی ادرحق و واجب بات ہے کہ بیشک کثرت
سے کرنے والے معاصی اللہ کے وہی ہین دوزخ کے مصاحب قتادہ و ابن سیرین نے کہا کہ مراد مسرفین سے مشرکین
ہین مجاہد و شعبی نے کہا کہ سفہا بکثرت سے ناحق خونریزی کرنے والے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول
بہی یہی ہے عکرمہ نے کہا کہ جبارین متکبرین ہین کسی نے کہا وہ ہین جو کہ اللہ پاک کی حدود سے آگے بڑہتے مسرفین

ایک ایسا کلمہ ہے کہ یہ سب حالی اس مین داخل ہین پھر جب مرد مومن وعظ کرتے کرتے یہان تک پہونچا تو اپنی بات کو ایک خاتمہ لطیف سے ختم کیا پس کہا فَسَتَذْكُرُونَ مَا اَقُولُ لَكُمْ یعنی اب آیندہ تم یاد کروگے اُس بات کو جو مین تم سے کہتا ہون جبکہ تم پر عذاب نازل ہوگا اور جان لوگے کہ نیچ تمہارے وعظ ونصیحت مین مبالغہ کیا یہ ایک عجیب مجمل مبہم کلام ہے اس ابہام واجمال مین وہ تخویف وتہدید ہے جو مخفی نہین ہے قولہ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ کلام مستانف ہے یعنی مین توکل کرتا ہون اللہ پر اور اپنا کام اُسکو سونپتا ہون کہتے ہین یہ اُس نے جب کہا کہ اُسکو ایذا دینے کا ارادہ کیا مقاتل نے کہا کہ یہ مومن پہاڑ کی طرف بہاگا تو اُسکو طلب کیا پس اُس پر قابو نہ پایا کسی نے کہا کہ قائل اس قول کے حضرت موسی علیہ السلام ہین والاول اولی اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ بیشک اللہ پاک کو بندونکی خوب خبر ہے محق کو مبطل سے جانتا ہے فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَکَرُوْا یعنی جن برے مکر کا اُس کے ساتہہ ارادہ کیا اور جس طرح طرح کے عذاب کرنے کا اپنے مخالف کے ساتہہ قصد کیا اللہ پاک نے اُس سے اُسکو بچا لیا قتادہ نے کہا کہ بنی اسرائیل کے ساتہہ غرق سے اللہ تعالی نے اُسکو نجات دی وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ یعنی احاطہ کیا آل فرعون کا برے عذاب نے اور اُنپر نازل ہوا کسائی نے کہا جب کوئی شے نازل ولازم ہو تو محاورے مین بولتے ہین حاق یحیق حیقا وحیوقا کلبی نے کہا کہ ڈوبے دریا مین اور داخل ہوے آگ مین مراد آل فرعون سے فرعون اور اُسکی قوم ہے اُسکی تصریح نہ کی اسلیے کہ قوم کے ذکر سے اُسکے ذکر کا استغنا ہو گیا کیونکہ وہ قوم سے بڑہکر عذاب کا مستحق تہا یا مراد آل فرعون سے خود فرعون ہے قول اول اولی ہے اسلیے کہ دنیا مین وہ سب غرق کے ساتہ عذاب کیے گئے اور آخرت مین آگ کے ساتہہ معذب ہونگے اول اللہ پاک نے سوء العذاب کو مجمل ذکر کیا پہر اُسکو بیان فرمایا اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا پس رفع النار کا بنابر بدل ہے سوء العذاب سے کسی نے کہا خبر ہے مبتدائے محذوف کی یا مبتدا ہے خبر اُسکی یعرضون ہے لیکن اول اولی ہے اور اسی کو زجاج نے راجح کہا ہے آخیر کی دو وجہ پر جملہ مستانفہ جواب ہوگا سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ سوء العذاب کیا ہے سو یہ اُسکا جواب ہے کہ النار کسی نے النار کو نصب پڑہا ہے بر تقدیر فعل جسکی تفسیر یعرضون کرتا ہے من حیث المعنی یعنی یصلون النار یعرضون علیہا یا بنابر اختصاص فراء نے جر بہی جائز کہا ہے اس بنا پر کہ عذاب سے بدل ہو معنی یہ ہین کہ پیش کی جاتی ہین روحین اُنکی نار پر صبح وشام اُن کے مرنے سے لے کر قیامت قائم ہونے تک عرض سے مراد اُن کا جلانا ہے آگ سے محاورے مین یون ہے کہ جسوقت امیر قیدیون کو تلوار سے قتل کرے تو اُس وقت کہتے ہین عرض الامیر الاساری علی السیف مطلب یہ کہ ان دو وقتون مین آگ سے اُنکو عذاب کیا جاتا ہے اور اُن کے مابین مین یا تو اور جنس کے عذاب سے معذب ہوتے ہون یا اُنکو چہٹی ملتی ہو یہ بہی جائز ہے کہ صبح وشام سے مراد دوام ہو بعض اہل علم نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے اعاذنا اللہ

تعالی منہ بسند وکر آئین و بہ قال مجاہد و عکرمہ و محمد بن کعب کلہم صاحب فتح البیان و ترجمان القرآن رحمہ اللہ المنان
نے کتاب ثمار التنکیت فی شرح ابیات التثبیت مین اسکی خوب تحقیق فرمائی ہے جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء ورحمہ رحمۃ واسعۃ
پھر جمہور اسطرف گئے ہین کہ یہ عرض برزخ مین ہے کسی نے کہا کہ آخرت مین فراء نے کہا کہ آیت مین تقدیم و تاخیر ہوگی
ای ادخلوا آل فرعون اشد العذاب النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا حالانکہ اس تکلف کی طرف کوئی حاجت نہین ہے
اسواسطے کہ قولہ تعالی وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ مین واضح دلالت ہے
اسپر کہ یہ عرض جو ہوتی ہے سو برزخ مین ہے یعنی جسدن قیامت قائم ہوگی تو فرشتون سے کہا جائیگا کہ داخل کرو آل فرعون
کو اشد العذاب مین مراد عذاب نار ہے کیونکہ یہ زیادہ تر سخت ہے اُس عذاب سے جسمین وہ تھے کسی نے کہا کہ مراد
انواع عذاب ہین بعض انواع بعض سے سخت تر ہین سوای اُن نوعون کے جنکے ساتھ وہ معذب ہوتے تھے جبکے
کہ غرق کیے گئے حمزہ وکسائی ونافع وحفص نے ادخلوا بقطع ہمزہ وکسر خا پڑھا ہے یہ قراءت بر تقدیر قول ہے جیسا
کہ ترجمہ مین گذرا ہے باقی قراء نے ادخلوا بہمزہ وصل پڑھا ہے دخل یدخل سے اس مین امر ہے آل فرعون کو
دخول کا بتقدیر حرف ندا اے ادخلوا یا آل فرعون اشد العذاب یعنی داخل ہو اے آل فرعون سخت سے سخت عذاب
مین بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے آل فرعون کے قصے کو آیت مذکورہ پر ختم کیا اور اس مین احوال نار کا بیان آگیا تو
بعد اُسکے اُن مناظرون کا قصہ ذکر فرمایا جو درمیان رؤسا واتباع کے ہونگے پس ارشاد کیا وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ

فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا
مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ
فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم
بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ اور جب آپس مین جھگڑینگے آگ

ع ۵ ۱۳ ۱۰

مین پھر کہینگے کمزور غرور کرنے والون کو ہم تھے تمہارے پیچھے پھر کچھ تم ہم پر سے اُٹھا لوگے حصہ آگ کا کہینگے جو غرور کرتے
تھے ہم سب ہی پڑے ہین اُسمین اللہ فیصلہ کر چکا بندون مین اور کہینگے جو لوگ پڑے ہین آگ مین دوزخ کے
داروغون کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کرے ایک دن تھوڑا عذاب وہ بولے کیا نہ آتے تھے تم پاس تمہارے رسول
کھلی نشانیان لے کر کہینگے کیون نہین بولے پھر پکارو اور کچھ نہین پکارنا کافرون کا مگر بھٹکنا ف۱ یعنی اب
جگہ نہین رہی کہ کوئی کسی کے کام آوے ف۲ دوزخ کے فرشتے کہینگے سفارش کرنی ہمارا کام نہین ہم تو
عذاب پر مقرر ہین سفارش کام ہے رسولون کا سو رسولون سے تم برخلاف رہے تھے انتہی ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے اہل نار کے باہم حجت کرنے کی نار مین اور انکے جھگڑنیکی فرعون اور اُسکی قوم ہی انکے جملے سے ہین
پس اتباع کہینگے اپنے پیشواؤن اور سردارون اور بڑون سے کہ ہم تو تمہاری تابع تھے یعنی دنیا مین جس کفر و گمراہی

کی طرف تم سے ہم کو بلایا ہم نے اس مین تمہاری اطاعت کی سو کیا تم ہو دفع کرنے والے ہم سے کوئی حصہ آگ کا کہ اسکو ہم سے اٹہا لو تو وہ کہینگے کہ ہم سب اس مین ہین یعنی ہم تم سے کچہہ نہ اٹہا سکین گے ہم کو تو وہی عذاب و نکال کافی ہے جو ہمارے پاس ہے اور جسکو ہم نے اٹہایا ہے اللہ تو فیصلہ کر چکا بندون مین یعنی اسنے ہم مین عذاب بانٹ دیا بقدر اسکے جسکا ہم مین سے ہر ایک مستحق ہے کما قال تعالیٰ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ اور جب دوزخیون نے یہ بات جان لی کہ اللہ عز و جل انکی دعا نہ سنیگا اور نہ قبول کریگا بلکہ وہ تو یون فرما چکا کہ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ تو خازنون سے جو کہ مثل داروغون کے ہین واسطے اہل نار کے یہہ سوال کرینگے کہ وہ اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کرین اس لیے کہ کافرون سے عذاب کی تخفیف کرے گو ایک ہی دن کی ہو تو خازن لوگ انپر رد کرکے یون کہینگے کیا تم یہ کہتے ہو اور نہین آتے تہے تمہارے پاس رسول تمہارے بنانے کو یعنی کیا حجتین قائم نہین ہو چکین تم پر دنیا مین رسولون کی زبان پر کہینگے کیون نہین فرشتے کہینگے پہر تم پکارو یعنی اب خود تم اپنے واسطے دعا کرو ہم تو نہ تمہارے واسطے دعا کرین نہ تمہاری بات سنین نہ تمہاری خلاصی کو دوست رکہین اور ہم تو تم سے بیزار ہین پہر ہم تمکو یہ خبر دیے دیتے ہین کہ تم پکارو یا نہ پکارو دونون برابر ہین نہ تمہاری دعا قبول ہوگی نہ تم سے تخفیف کیجائیگی اسی لیے فرشتون نے یون کہا اور نہین ہے پکارنا کافرون کا مگر ضلال مین یعنی جانے مین بیکار غیر مستجاب ہوگا بیکار جائے گا کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہہ ہے کہ کلمہ اذ ظرف ہوا ذکر محذوف سے منصوب ہے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب ہے کہ نار مین کفار کے باہم جہگڑنے کا وقت اپنی قوم سے ذکر کر پہر اللہ پاک نے اس جہگڑنے کو بیان فرمایا کہ وہان کیون جہگڑین گے ضعیف کم زور تابع لوگ کہین گے اُن لوگون سے جنہون نے انبیا کے واسطے فرمانبردار ہونے اور پیروی کرنے سے تکبر کیا یہ لوگ کفر کے سردار ہین کہ ہم تو تمہارے تابع تہے سو تم نے ہم کو بے کار لوگون پر تکبر کیا اب کیا تم دفع کروگے ہم سے کوئی حصہ آگ کا یا اسکو ہمارے بدلے اٹہاوگے تَبَعًا جمع ہے تابع کی جیسے خدم جمع ہے خادم کی یا مصدر ہے کہ اسم فاعل کے موقع مین واقع ہوا ہے یعنی تابعین یا بنا بر حذف مضاف ہوا ای ذوی تبع یعنی صاحب پیروی بصریون نے کہا ہے کہ تبع واحد و جمع دونون ہوتا ہے کوفی کہتے ہین کہ جمع ہے اسکا واحد نہین ہے نَصِيْبًا کا نصب فعل مقدر سے ہے جسپر مُغْنُوْنَ دال ہے اسے ہَلْ تَدْفَعُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا یا خود مُغْنُوْنَ عامل ہوا اس بنا پر کہ حاملون کے معنی کو متضمن ہے اسے ہَلْ اَنْتُمْ حَامِلُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا اور مِنَ النَّارِ صفت ہے نَصِيْبًا کی اسے نَصِيْبًا كَائِنًا مِّنَ النَّارِ جملہ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ مستانفہ جواب سوال مقدر ہے گویا کسی نے کہا کہ مستکبرین نے ضعفا کو کیا جواب دیا سو یہ اسکا جواب ہے کہ انہون نے کہا کہ ہم سب اسمین ہین جمہور نے کل برفع پڑہا ہے بنا بر ابتدا اور فیہا اسکی خبر ہے اور جملہ خبر ہے ان کی یہ قول اخفش کا ہے ابن سمیفع و عیسی بن عمر نے کلا بنصب پڑہا ہے

کسائی اور فراء نے کہا کہ نصب اس بنا پر ہے کہ اسم انّ کی تاکید ہے بمعنی کلنا اور تنوین عوض ہے مضاف الیہ سے
کسی نے کہا کہ منصوب بنا بر حال ہے ابن مالک نے اسکو ترجیح دی ہے معنی یہ ہین کہ بیشک ہم اور تم جمیعاً جہنم مین ہین
پھر ہم کیونکر تم سے دفع کرین اعدا اگر ہم قادر ہوتے تو ہم اپنی ہی جانون سے دفع کرتے بیشک اللہ فیصلہ کر چکا
ہے درمیان بندون کی باین طور کہ ایک گروہ جنت مین ہے اور ایک گروہ دوزخ مین سو اب کوئی کسی
سے کچھ دفع نہین کر سکتا ہے پس اسوقت تابعین کو متبوعین سے یاس حاصل ہوگا تو سب کے سب خزنۂ جہنم
کی طرف رجوع کرینگے اون سے سوال کرینگے جیسا کہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ
الآیہ یعنی وہ کافر اشقیا جو نار مین ہین اون کے متکبر و ضعیف سب ملکر خزنۂ جہنم سے کہین گے کہ تم پکارو اپنے
رب سے کہ ہلکا کرے ہم سے ایک دن عذاب کا مراد یوم سے یہ ہے کہ کچھ عذاب بقدر ایک دن کی ایام دنیا
سے کیونکہ آخرت مین نہ رات ہے نہ دن خزنۃ جمع ہے خازن کی یہ وہ فرشتے ہین جو تعذیب اہل نار کے
منتظم ہین یہ بات کہ لخزنتہا نہ کہا لخزنۃ جہنم کہا سو اس لیے کہ جہنم کے ذکر مین تہویل و تفظیع ہے یا اس واسطے کہ نار
مین جو انکا محل ہے اسکا بیان کرنا منظور رہتے کیونکہ جہنم بعید تر نار کا ہے نہ مین ماخوذ ہے اس قول سے کہ جسر
کنوئین کی تہ بعید ہوتی ہے اسکو بئر جہنام بولتے ہین اور جہنم مین بڑے عالی طاغی سرکش کافر ہین پس شاید
جو فرشتے ان لوگون کے عذاب پر مقرر ہین انکی دعا زیادہ تر قبول ہوتی ہو بسبب انکو زیادہ قرب کے اللہ
پاک سے سو اس واسطے اہل نار نے اون سے دعا طلب کرنے کا قصد کیا جملہ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ
بِالْبَیِّنٰتِ مستانفہ جواب سوال مقدر ہے اور استفہام واسطے تقریع و توبیخ کے ہے یعنی فرشتون نے توبیخ و سرزنش
کرکے انکو جواب دیا کیون جی کیا نہین آتے تھے تمہارے پاس رسول تمہاری کھلی نشانیان لیکر قَالُوْا بَلٰی یعنی
بولے کیون نہین وہ انکو لیکر ہمارے پاس آئے سو ہم نے انکو جھٹلایا اور ہم نہ انپر ایمان لائے اور نہ اون واضح
حجتون پر جنکو وہ لیکر آئے پھر جب اقرار کیا تو خازنین جہنم نے اون سے ٹھٹھا کرکے کہا فَادْعُوْا یعنی جب بات
یون ہے تو خود تم پکارو کیونکہ ہم دعا نہین کرتے ہین اسکے واسطے جو اللہ کا منکر ہوا اور اسکے رسولون کو جھٹلایا
بعد اسکے کہ واضح دلیلین لیکر آئے پھر انکو یہ خبر دی کہ انکی دعا کچھ نفع نہ دیگی پس کہا وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ
اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ اسے فی ضیاع و بطلان و خسار و تبار و انعدام یعنی دعا کافرون کی ضائع و باطل و منعدم ہے
اس مین انکو امید کرنا ہی قبول دعا سے کسی نے کہا کہ یہ آیت اللہ پاک کا قول ہے ہوا پنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو خبر دیتا ہے و قول مابعد کے ساتھ زیادہ تر مناسب ہے اسی پر محلی و شہاب بھی چلے ہین اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْهُدٰی وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ ۝

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولونکو
اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور جسدن کہڑے ہونگے گواہ جسدن کام نہ آویگا منکرون کو انکی بہانے اور انکو
پہٹکار ہے اور انکو برا گہر اور ہمنے دی موسی کو راہ کی سوجہہ اور وارث کیا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب کا سجہانا
اور سجہانی عقلمندون کو سو تو ٹہیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹہیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب
کی خوبیان شام کو اور صبح کو جو لوگ جہگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر کچہہ سند جو پہنچی ہو انکو اور کچہہ نہین انکے
جی مین غرور ہے کہ کبہی نہ پہونچینگے اُس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہے سنتا دیکہتا **ف** حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دن مین سو سو بار استغفار کرتے گناہ سو ہر بندے سے قصور ہے اُسکے موافق ہر کسی کو ضرور ہے
استغفار **ف** غرور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر رہین یہ ہونا نہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
ابو جعفر ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے انا لننصر رسلنا الآیۃ کی تفسیر مین ایک سوال وارد کیا ہے پس کہا ہے
کہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ بعض انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو تو انکی قوم نے بالکل مار ہی ڈالا جیسے حضرت یحیی
و حضرت زکریا و حضرت شعیا علیہم السلام اور بعض اپنی قوم کے درمیان سے نکل گئے یا تو ہجرت کرکے جیسے
حضرت ابراہیم علیہ السلام یا طرف آسمان کے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام تو دنیا مین نصرت کہان رہی
پہر اُسکے دو جواب دیے ایک تو یہ ہے کہ خبر عام خارج ہوئی اور مراد اُس سے بعض ہین کہا اور یہ بات لغت مین جائز ہے۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد نصرت سے اُنکے واسطے بدلا لینا ہے اُس سے جسنے اُنکو ایذا دی اور برابر ہے کہ یہ بدلا لینا اُنکے
حضور مین ہو یا اُنکی غیبت مین یا بعد اُنکی موت کے جیسا کہ حضرت یحیی و حضرت زکریا و حضرت شعیا علیہم السلام
کے قاتلون کے ساتھ کیا کہ اُنکے دشمنون سے اُن پر اُس شخص کو مسلط کیا جسنے انکو ذلیل کیا اور اُنکے خون بہائے
اور ذکر کیا ہے کہ نمرود کو اللہ تعالی نے عزیز مقتدر کا پکڑنا پکڑا اور رہے وہ لوگ یہود جنہون نے حضرت مسیح
علیہ السلام کے سولی دینے کا قصد کیا سو اُن پر اللہ تعالی نے روم کو مسلط کیا پس اُنہون نے انکی اہانت کی اور انکو
ذلیل کیا اور اللہ تعالی نے روم کو اُن پر غلبہ فرمایا پہر یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام قیامت سے قبل عنقریب امام
عادل و حکم مقسط ہوکر نازل ہونگے تو مسیح دجال کو اور اسکے لشکرون کو جو کہ یہود سے ہونگے قتل کرینگے اور
خنزیر کو قتل کرینگے اور صلیب کو توڑینگے اور جزیہ موقوف کرینگے پہر قبول نکرینگے مگر اسلام اور یہ ایک
نصرت عظیم ہے یہی زمانہ قدیم و جدید اللہ تعالی کی سنت جاری ہے اپنی خلق مین کہ وہ اپنے مومن بندون کو
دنیا مین نصرت دیتا ہے اور جسنے انکو ایذا دی ہے اس سے اُن کی آنکہون کو ٹہنڈا کرتا ہے دیکہو صحیح بخاری

مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
فرماتا ہے مَنْ عَادَىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْحَرْبِ یعنی جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو مقرر وہ میرے
مقابلے مین آیا لڑنے کو **دوسری** حدیث شریف مین آیا ہے اِنِّي لَأَثْأَرُ لِأَوْلِيَائِي كَمَا يَثْأَرُ اللَّيْثُ لِلْحَرْبِ
یعنی بیشک مین البتہ خون کا بدلا طلب کرتا ہون واسطے اپنے اولیا کے جس طرح کہ شیر طلب کرتا ہے لڑائی کو اسی
لیے اللہ عز و جل نے قوم نوح و عاد و ثمود و اصحاب رس و قوم لوط و اہل مدین کو ہلاک کر ڈالا اور انکی مثل اور لوگ جنہون
نے رسولون کی تکذیب کی اور حق کے مخالف ہوئے اور اللہ پاک نے اُن مین سے مومنون کو بچا لیا تو اُن مین سے کسی کو
ہلاک نہ کیا اور کافرون کو عذاب کیا پھر اُن مین سے کسی کو نہ چھوڑا **سُدی** نے کہا اللہ عز و جل نے کبھی کوئی رسول نہیں
بھیجا طرف کسی قوم کے کہ وہ اُسے قتل کرین یا مومنون مین سے کسی قوم کو کہ حق کی طرف بلاتے ہون تو مار ڈالے جائین
پھر وہ قرن جاتا رہے یہان تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھیجے واسطے اُن کے اُس شخص کو جو انکی مدد کرے پھر اُنکے
خون طلب کرے اس سے جس نے اُن کے ساتھ دنیا مین یہ کیا تھا پس انبیا و مومنین دنیا مین قتل کیے جاتے تھے اور وہ اُس
مین منصور ہوتے تھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور آپکے اصحاب
کو نصرت دی اُس شخص پر جس نے آپکی مخالفت کی اور آپسے عداوت اور دشمنی کی اور آپکو جھٹلایا پھر آپ ہی کا بول
بالا کیا اور آپ ہی کے دین کو سارے دینون پر غالب فرمایا اور آپکو اپنی قوم کے درمیان سے مدینہ منورہ کی طرف
ہجرت کرنے کا حکم دیا اور وہان آپکے واسطے انصار و اعوان کر دیے پھر بدر کے دن مشرکون کے مونڈھے آپکو عطا کیے
پھر آپکو اُن پر نصرت دی اور اُنکو ذلیل و خوار کیا اور اُنکے مونڈہ لوگون کو قتل اور سردارون کو قید کر لیا پھر اُنکو طوق و زنجیر
مین ناتھہ کر کے لائے پھر اُن سے فدیہ لے کر اُن پر منت رکھی پھر تھوڑی سی مدت کے بعد مکہ کو آپ پر مفتوح کر دیا تو آپکی چشم
مبارک اپنے شہر سے ٹھنڈی ہو گئی یہ شہر وہی بلد محرم و حرام و مشرف و معظم ہے پھر اللہ پاک نے آپکے سبب سے اُسکو
چھڑایا اُس کفر و شرک سے جو اسمین تھا اور یمن مین آپکے واسطے فتح کر دیا پورا جزیرہ عرب آپکا مطیع و منقاد ہو گیا
اور جوق جوق لوگ اللہ کے دین مین داخل ہو گئے پھر اللہ پاک نے آپکو اپنی طرف مقبوض کیا واسطے اُس کرامت عظیم کے
جو اُسکے پاس آپکے لیے مہیا تھی پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کو آپکے بعد خلفا قائم کیا تو انہون
نے آپکی طرف سے اللہ عز و جل کا دین پہونچایا اور اللہ تعالیٰ کے بندون کو اللہ سبحانہ کی طرف بلایا اور بلاد و رساتیق و
اقالیم مدائن و قریٰ و فلوات فتح کیے یہان تک کہ دعوت محمدیہ مشارق و مغارب مین پھیل گئی پھر یہ دین ہمیشہ
تا قیام قیامت ہمیشہ قائم و منصور و ظاہر و غالب رہیگا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا
وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ یعنی اور قیامت کے دن نصرت اعظم و اکبر و اجل
ہوگی **مجاہد** نے کہا اشہاد ملائکہ ہین قولہ تعالیٰ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الآیہ بدل ہے یوم یقوم الاشہاد سے اور لوگون نے

یوم کو برفع پڑہا ہے گویا یوم لا ینفع سے یوم یقوم الاشہاد کی تفسیر کی ہو یعنی یوم یقوم الاشہاد وہ دن ہو جس مین نفع
نہ دیگی ظالمون کو مراد مشرکین ہین معذرت اُنکی یعنی اُن سے کوئی عذر مقبول نہ ہوگا اور نہ کچہ فدیہ اور اُنکو واسطے
لعنت ہے یعنی دور کرنا اور بیگانا رحمت سے اور واسطے اُن کی بُرا گہر ہے یعنی آگ قالہ السّدی نار بُری منزل اور بُری خوابگاہ
ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لہم سوء الدار سوء العاقبۃ یعنی بد انجام ہدیٰ سے مراد
ہدایت و نور ہے جسکو دیکر اللہ عز وجل نے موسیٰ علیہ السلام کو بہیجا وَاَوۡرَثۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡکِتٰبَ
یعنی ہم نے اُنکے واسطے نیک انجام کیا اور فرعون کے بلاد و اموال وحوصل وزمین کا اُنکو وارث بنایا بسبب
اسکے کہ انہون نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طاعت پر اور اُسکے رسول موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع پر صبر کیا
اور جس کتاب کے وہ وارث کیے گئے یعنی توریت شریف اُسمین ہدیٰ و ذکریٰ ہے واسطے اولی الالباب کی یعنی اُنکے
لیے جن کے عقول صحیح و سلیم ہین قولہ عز وجل فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو
صبر کر بیشک وعدہ اللہ کا ٹہیک ہے ہم نے تجہسے وعدہ کیا ہے کہ ہم عنقریب تیرا بول بالا کرینگے اور تیرے
واسطے اور اُن کے جنہون نے تیری پیروی کی انجام نیک ٹہیرائینگے اور اللہ خلاف وعدہ نہین کرتا ہے یہ
بات جسکی ہم نے تجہے خبر دی حق ہے اس مین کسی طرح کا شک شبہہ نہین ہے قولہ تعالیٰ وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ
یعنی مغفرت مانگ اپنے گناہ کی یہ امت کو آمادہ کرنا ہے استغفار پر عشی سے مراد اواخر نہار و اوائل لیل ہے اور
ابکار اوائل نہار و اواخر لیل ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ بیشک وہ
لوگ جو دفع کرتے ہین حق کو باطل سے اور صحیح حجتون کو رد کرتے ہین فاسد شبہون سے بغیر کسی برہان و حجت
کے جو اللہ پاک کی طرف سے ہو نہین ہے اُن کے سینون مین مگر تکبر حق کی پیروی کرنے پر اور حقیر جاننا اُس شخص کو
جو کہ اُس حق کو اُن کے پاس لایا حالانکہ حق کے پست کرنے اور باطل کے بلند کرنے کا جو وہ قصد کرتے
ہین ہرگز اُنکو حاصل ہونیوالا نہین ہے بلکہ حق ہی بلند ہوگا اور اُنکا قول و قصد پست پس تو پناہ مانگ
ساتہ اللہ کے ایسے لوگون کے حال سے بیشک وہ بڑا سننے والا دیکہنے والا ہے یا ان جیسے مجادلین کے
شر سے پناہ مانگ جو کہ جہگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی دلیل کے یہ تو تفسیر ابن جریر کا بیان ہے
کعب و ابو العالیہ نے کہا کہ ان الذین یجادلون الآیہ یہود کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ ابو العالیہ نے کہا
یہ اسلیے ہے کہ یہود نے یہ دعویٰ کیا کہ دجال اُن مین سے ہے اور وہ اسکی وجہ سے زمین کے مالک ہونگے پس اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر فرمایا کہ فتنہ دجال سے پناہ مانگین اور اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا فاستعذ
باللہ الآیہ اور یہ قول غریب ہے اسمین تعسف بعید ہے یعنی دور کا تکلف گو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب مین اسکو
روایت کیا ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ف فتح البیان کا بیان خاتمہ یہ ہے کہ جملہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا

مستانفہ ہو طرف سی اللہ پاک کے موصول محل نصب مین ہو معطوف ہے رسلنا پر یعنی البتہ ہم فتح دیتے ہین اپنے رسولون
کو اور فتح دیتے ہین اُن لوگون کو جو اُن کے ساتہ ایمان لائے متعلق ہو کہ ہم اُنکو غالب و قاہر کرتے ہین اُنکے
دشمنون پر زندگی دنیا مین باین طور کہ اللہ پاک نی اُن کو جو گذر رکہا ہے ایسا کہ انکا انتقام لیتا ہے اُن کی دشمنون
سے ساتہ قتل و سلب و اسر کے کسی نے کہا ساتہ غلبہ و قہر کے کسی نے کہا ساتہ حجت کے کسی نے کہا یون انتقام لیتا
ہے کہ دشمنون کا بالکل استیصال کر دیتا ہے اگرچہ بعض وقت بطور امتحان اللہ عز و جل کی طرف سے دنیا مین مغلوب
ہو جاتے ہین اور انجام نیک انہین کو ہوتا ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام کی نصرت
فرمائی جبکہ وہ قتل ہوئے اس لیے کہ اُن کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور جس طرح کہ حضرت امام حسین بن علی کی نصرت فرمائی
کہ انکی شہادت کے بعد بہی ستر ہزار کو قتل کیا ابو الدرداؓ اپنی مسند ادی ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص دور کرے اپنے بہائی کی آبرو سے تو دور کریگا اللہ اُسکے منہ سے
جہنم کی آگ کو قیامت کے دن پہر یہہ آیت پڑہی انا لننصر الآیہ اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ و
ابن ابی الدنیا والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الشعب واخرج ابن مردویہ من حدیث
ابی ھریرۃ مثلہ **قولہ تعالی** ویوم یقوم الاشہاد سے مراد روز قیامت ہے زید بن اسلم نے کہا کہ اشہاد ملائکہ
و نبیین و مومنین ہین مجاہد و سدی نے کہا کہ ملائکہ ہین گواہی دینگے واسطے انبیا کے رسالت پہونچانیکی اور
امتون پر تکذیب کی کسی نے کہا کہ ملائکہ حافظین گواہی دینگے بنی آدم پر اُن اعمال کی جو انہون نے
کیے اور اسی طرح جوارح و اعضا انپر گواہی دینگے اُس کام کی جو کیا زجاج نے کہا اشہاد جمع ہے شاہد کی جیسے
صاحب و اصحاب نحاس نے کہا کہ باب فاعل کا نہین ہو کہ افعال پر جمع کیا جائے اور نہ اُسپر قیاس کیا جاتا ہے لیکن
جو اس سے سنا ہوا آیا ہے وہ اُسی مسموع پر اد اکیا جائے گا پس اس بنا پر اشہاد جمع شہید کی ہوگی جیسے شریف و اشراف
بالجملہ اللہ پاک رسولون کی اور مومنین کی مدد کرتا ہے دنیا مین اور قیامت کو قیامت مین مدد کرنے کے یہ معنی ہین کہ انکو
جنت مین داخل کرے گا اور اپنی کرامتون سے اُنکا اکرام فرمائیگا اور کفار کو اُنکے اعمال کا بدلا دیگا پہر لعنت
کریگا اور دوزخ مین داخل کریگا یہ معنی ہین یوم لا ینفع الآیہ کے کہ لعنت تو دوری ہے رحمت سے اور سوء دار
دوزخ ہے معذرت جو انکو نفع نہ دیگی سو اس لیے کہ وہ ایک عذر باطل و بہانہ بیکار و شبہہ مہمل ہو جمہور نے
تنفع بتائے فوقیہ پڑہا ہے اور نافع اور کوفیون نے بیائے تحتیہ اور لغت مین یہ سب جائز ہے **نکتہ** اللہ پاک
نے جو بجائے وفی الآخرۃ کے یوم یقوم الاشہاد فرمایا سو اس لیے کہ منظور اس بات کا بتلانا ہے کہ بادشاہ
عظیم جب کہ اپنے بعض اولیائے دولت کو حاضرین و جمع کثیر کے روبرو باکرام و تعظیم خاص کرتا ہے اور
خلعت عنایت فرماتا ہے تو اس مین زیادہ تر لذت و بہجت ہوتی ہے بہ نسبت اُس کے کہ تنہائی مین
اعزاز و اکرام کرے اشہاد سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کہ قیامت کے دن اعمال عباد کی گواہی دیگا ملائکہ و

انبیا و مومنین مین سے فرشتے تو کرام کاتبین ہین جو مشاہدہ کیا اُنکی گواہی دینگے اور انبیا اسلیے حاضر ہونگے کہ
امتون پر تصدیق و تکذیب کی گواہی دین قال تعالیٰ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا اور مومنین بھی لوگون پر گواہی دینگے قال تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا پھر اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کے
دن انبیا کی تکریم و تشریف یون ہوگی کہ اس مین اُن کے دشمنون کو تین امر حاصل ہونگے ایک تو یہ کہ بالکل اُنکا
عذر مقبول نہ ہوگا دوسرا یہ کہ لعنت انہین مین منحصر ہوگی اسی لیے لہم اللعنۃ فرمایا ہے لعنت سے مراد اہانت و اذلال
ہے تیسرا یہ ہے کہ سوء الدار یعنی جہنم مختص انہین کے ساتھ ہوگا مقصود اکرام انبیا ہے زمانہ اہانت اعدا مین تعظیم
ثواب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے اسلیے کہ بِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَآءُ سفیدی کی خوبی سیاہی کے مقابلہ
مین خوب نظر آتی ہے **بالجملہ** چونکہ نصر انبیا و مومنین کا ذکر ہو رہا ہے اسلیے اُسکی ایک نظیر بیان
کرفرمائی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى الآیۃ یعنی البتہ تحقیق دی ہمنے موسیٰ کو ہدایت مراد ہدیٰ سے توریت
و نبوت ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ مقاتل نے کہا ہدیٰ ضلالت سے یعنی
توریت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا یعنی بعد اُن کے جس مین وہ تھے کتاب سے مراد توریت
وارث کرنیکے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے جب موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تو بعد اُنکے وہ بنی اسرائیل مین
باقی رہی اور خلف سلف سے اُسکے وارث ہوتے چلے آئے کسی نے کہا مراد کتاب سے ساری کتابین ہین جو کہ بعد موت
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انبیائے بنی اسرائیل پر نازل کی گئین **ہُدًى وَّذِكْرٰى** یا تو مفعول لہ ہین یعنی
ہم نے اُنکو وارث کیا کتاب کا واسطے ہدایت کرنے کے اور یاد کرانے کے یا دونون حال ہین بمعنی اسم فاعل یعنی درانحالیکہ
حال کہ وہ کتاب ہادی و مذکر و مرشد ہے واسطے سلیم عقل والون کو **فرق درمیان** ہدیٰ و ذکریٰ کے یہ ہو کہ ہدیٰ
تو وہ شے ہے جو دلیل ہو کسی دوسری شے پر اُسکی شرط سے یہ نہین ہے کہ یاد دلائے کسی اور شے کو جو معلوم
تھی پھر وہ بھلا دی گئی اور ذکریٰ وہ شے ہے جو اس قسم کی ہو تو ہے انبیا علیہم السلام کی کتابین انہین دو قسمون
پر مشتمل ہین کیونکہ بعض تو فی نفسہ دلائل ہین اور بعض مذکر ہین اُن شے کی جو اگلی کتب الٰہیہ مین ہے فاصبر تعریب
ہے انا لننصر رسلنا پر اور ولقد آتینا موسی الہدی مثل جملہ معترضہ ہے نصرت رسل کو بیان و تاکید کے واسطے لایا گیا ہے
گویا یون کہا کہ جب تو نے نصرت رسل کو سُن چکا جسکا ہمنے وعدہ کیا اور جو کچھ ہمنے موسیٰ کے ساتھ کیا کہ ہمنے اُسکو ہدایت دے کے اور فرعون
پر نصرت پانے کی دی اور بعد اُس کے بنی اسرائیل مین اُس کی ہدایت کے آثار باقی رکھے تو اب
تو اس بات کو جان رکھ کہ بیشک اللہ تعالیٰ تجھکو نصرت دینے والا ہے جیسے اُن کو نصرت دی اور
صبر کر مشرکون کی ایذا پر کیونکہ انجام نیک تیرے واسطے ہے بے شک اللہ کا

وعدہ جو اپنے رسولون سے کیا ہے حق ہے اُسمین کچہ خلاف نہین ہے اور نہ اُس کے وقوع مین کچہ شک ہے
جیسا کہ اس آیت مین ہے اِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا اور اس آیت مین وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ
إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ کلبی نے کہا کہ آیت قتال نے آیت صبر کو منسوخ
کردیا پھر اللہ پاک نے آپ کو استغفار کا حکم دیا ارشاد فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ کہا ہے کہ مضاف محذوف ہے
اے لذنب امتک یعنی مغفرت مانگ واسطے گناہ اپنی امت کے کسی نے کہا کہ ذنب سے مراد صغائر ہین اُس شخص کے
نزدیک جو کہ صغائر کو انبیا پر جائز رکہتا ہے اور جو شخص صغائر کو بہی جائز نہین رکہتا تو اُس کے نزدیک یہ امر مجرد
تعبد استغفار ہے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ اس استغفار کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے یا اس لیے
ہے کہ اللہ پاک تو آپکے اگلے پچہلے سب گناہ بخش چکا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ کے یہ معنی ہین کہ
ہمیشگی کر اللہ کے تنزیہ پر اُسکو حمد کی ساتہ ملتبس کر شام و صبح مطلب یہ ہی کہ ہمیشہ تسبیح کر ساتہ حمد کے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ سبحانہ ساری برائیون سے پاک اور ساری خوبیون کے ساتہ موصوف ہے پس جمیع نقصانون سے
اُسکو مبرا و منزہ سمجہنا اور اُسکی پاکی بولنا تسبیح ہے اور کل کمالات کے ساتہ اُسکا وصف کرنا حمد ہے بحمد اللہ
نہ کہا بحمد ربک فرمایا اس لیے کہ اُسکی ربوبیت علت ہے حمد کی کیونکہ جو منعم حقیقی ہے جس کی تربیت شب و
روز ماہ و سال پورے طور پر سارے عالم کی عموماً اور خواص کی خصوصاً ہو رہی ہے اُسکی حمد تو ضروری ہے اور
موجب مزید انعام و اکرام ہے پس جبکہ اُسکا انعام و دوام ہے تو تسبیح و حمد بہی مدام چاہیے کسی نے کہا کہ مراد
پانچون نمازین ہین عشی تو بعد زوال سے ہوتی ہے اسمین چار نمازین ہین اور ابکار فجر سے زوال تک اسمین
ایک نماز فجر ہے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ نماز پڑہ ان دو وقتون مین نماز عصر کی اور فجر کی یہ قول حضرت حسن
و قتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ یہ دو نمازین ہین دو رکعت تو صبح کو اور دو رکعت عشیہ کو یہ نماز قبل فرض ہونے
نماز پنجگانہ کے تہی بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے مجادلین فی آیات اللہ پر رد کرنے کے ساتہ ابتدا کی تہی اور کلام
بعض بعض کے ساتہ بر ترتیب متقدم یہان تک متصل چلا آیا تو اب اُس علت سے تنبیہ فرمائی جو کہ اُس مجادلے پر کفار
کو باعث ہوتی ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ الآیہ یعنی جو لوگ جہگڑتے ہین اللہ کی آیتون مین اُمور
قرآن شریف سے بغیر کسی ظاہر و واضح حجت کے جو اللہ پاک کی طرف سے انکے پاس آئی ہو نہین ہے انکے دلون مین مگر تکبر حق
سے جو کہ آمادہ کرتا ہے اُن کو تیری تکذیب پر ایسا تکبر جسکو وہ پہونچنے والے نہین ہین زجاج نے ببالغیہ مین مضاف
محذوف مانا ہے اے بالغی ارادتہم فیہ یعنی نہین پہونچنے والے ہین اپنے ارادے کو اُس تکبر مین وہ ارادہ یہی تہا ظلم
و ریاست تقدم پر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو یہ ہونا نہین غیر زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے بالغی کبرہم ابن قتیبہ نے
کہا یعنی تکبر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور طمع اسکی کہ اُن پر غالب ہون حالانکہ وہ اس کو پہونچنے والے

نہین ہین کسی نے کہا کہ مراد کبر سے امر کبیر ہے یعنی نبوت طلب کرتے ہین یا طالب ہین کسی امر کبیر قتل وغیرہ کے کہ جس کو
تجھے پہونچائین اور وہ اسکو نہ پہونچین گے مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کہ اُن کے سینون مین ایک عظمت ہے کہ وہ اسکو
پہونچنے والے نہین ہین مجادلہ کو جو بغیر سلطان اتاہم کے ساتھ مقید کیا باوجود اسکے کہ اُس سلطان کا آنا محال ہے سو منظور
اس بات کا بتانا ہے کہ امر دین مین جو کلام کرنے والا ہے ضرور ہے کہ اُس کا استناد سلطان مبین کی طرف ہو مراد اس
آیت کریمہ سے مشرکین ہین کسی نے کہا یہود ابو العالیہ اسی کے قائل ہین کعب نے کہا کہ یہود کے حق مین نازل ہوئی
امر دجال کے باب مین جس کا وہ انتظار کرتے ہین ابو السعود فرماتے ہین یہ مجادل کے حق مین عام ہے
کو مشرکین مکہ کے بارے مین نزول ہوا ہے بالجملہ حبیب اللہ پاک نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرمائی
کہ جھگڑنے والے اپنی مراد کو نہ پہونچین گے تو اب آپ کو حکم دیا کہ اُن شرون سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگین
پس فرمایا فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ الآیہ یعنے ملتجی ہو طرف اللہ کے اُن کے شر وکید وبغی سے جو تجھ پر کرتے
ہین بیشک اللہ خوب سننے والا ہے اُنکی باتون کو اور خوب دیکھنے والا ہے اُن کے کامون کو اُن
سے اُس پر کوئی چھپنے چھپی نہین ہے چونکہ امر بعث ونشر اُن امور مین سے تھا جن مین کافر
لوگ جھگڑتے تھے اور جن کا انکار کرتے تھے بلکہ اُن کے ہر جھگڑے کی بنا اسی پر تھی اسلئے اللہ پاک
نے بعث کے حق ہونے پر حجت قائم کی پس ارشاد فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا
تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ
اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ البتہ پیدا کرنا
آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے لوگون کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہین سمجھتے اور برابر نہین اندھا اور دیکھتا اور
نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہین اور نہ بدکار تم تھوڑا سوچ کرتے ہو تحقیق وہ گھڑی آنی ہے اسمین شک ہوکا نہین ولیکن بہت
لوگ نہین مانتے اور کہتا ہے تمہارا رب مجھکو پکارو کہ پہونچون تمہاری پکار کو بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی
سے اب پیٹھین گے دوزخ مین ذلیل ہوکر ف یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہین ف یعنی ایک
دن چاہیے کہ ان کا فرق کھلے ف بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے اگر دنیا نہ مانگے
تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہونچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہین کہ ہر بندے کی ہر
دعا قبول کرے اسکی مرضی موافق مانگے اپنی خوشی کرتا ہے انتہی ف اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے اسپر کہ وہ
دوبارہ دیگا خلائق کو تیار سمجھین اور یہ کام اُسپر سہل وآسان ہے باین طور کہ کہ اُس نے آسمانون کو اور زمین
کو بنایا اور اُن کا پیدا کرنا بڑا ہے لوگون کے اول بار اور دوبارہ بنانے سے پس جو ذات پاک اُسپر

لہ دہم القاظ مجاہد ... نزیلیس ۱۲

ع ۱۰

قادر ہوا ہے تو وہ اُس سے ادنیٰ پر بطریق اولیٰ و اَحریٰ قادر ہے کما قال تعالیٰ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِ الْمَوْتٰی بَلٰٓی اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور یہان بعد فرمایا لخلق السموات والارض الآیہ یعنی اکثر اُسکو نہین جانتے ہین سو اسی لیے اس حجبت کو سوچتے نہین ہین جسطرح کہ بہت سے عرب تہے اس بات کا اقرار کرتے تہے کہ اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو بنایا ہے اور استبعاد و کفر و عناد کی راہ سے معاد کا انکار کرتے تہے حالانکہ جس بات کا اقرار کر چکے وہ اولیٰ تہی اُس سے جسکا انکار کیا پہر اللہ پاک نے فرمایا وما یستوی الاعمیٰ الآیہ یعنی جسطرح برابر نہین ہوتا ہے اندہا جو کسی شے کو نہین دیکہتا ہے اور جو کہ دیکہتا ہے اُس شے کو جس تک اُسکی نگاہ پہنچتی ہے بلکہ ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیطرح برابر نہین ہین مومنین نیکوکار اور کفار بدکردار کیا کم سوچ کرتے ہین بہت سے لوگ پہر فرمایا بیشک قیامت آنے والی ہے یعنی ہو پڑنے والی ہے اسمین کچہہ شک نہین ہے لیکن اکثر لوگ اُسکی تصدیق نہین کرتے بلکہ اُس کے ہونے کو جہٹلاتے ہین **مالک** اہل یمن کے ایک شیخ قدیم سے راوی ہین کہ وہ وہان سے آیا اُس نے کہا مین نے یہ سنا ہے کہ قیامت جب قریب ہوگی تو لوگون پر بلا سخت ہوگی اور سورج کی گرمی سخت ہو جائے گی واللہ اعلم اَخْرَجَهٗ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اللہ سبحانہ کے فضل و کرم کو تو دیکہو کہ اُس نے اپنے بندون کو اپنی دعا کی طرف بلایا اور اُنکے واسطے دعا قبول کرنے کا ضامن ہوا پس فرمایا ادعونی استجب لکم جسطرح کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تہے یَا مَنْ اَحَبُّ عِبَادِهٖ اِلَیْهِ مَنْ سَاَلَهٗ فَاَكْثَرَ سُؤَالَهٗ وَیَا مَنْ اَبْغَضُ عِبَادِهٖ اِلَیْهِ مَنْ لَّمْ یَسْاَلْهُ وَلَیْسَ اَحَدٌ كَذٰلِكَ غَیْرُكَ یَا رَبِّ یعنی اے وہ ذات کہ سب سے بڑہ کر محبوب بندہ اُسکو وہ جس نے اُس سے مانگا پہر خوب ہی مانگا اور اے وہ ذات کہ سب سے زیادہ مبغوض بندہ اُسکو وہ جس نے اُس سے نہ مانگا اور اے میرے رب تیرے سوا کوئی ایسا نہین ہے اسی معنی مین کوئی شاعر کہتا ہے ؎

اَللّٰهُ یَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهٗ ۔۔۔ وَبُنَیُّ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضَبُ

یعنی اللہ تو خفا ہوتا ہے اگر تو اس سے مانگنا چہوڑ دے اور بنی آدم سے جب کوئی مانگے تو خفا ہوتا ہے قتادہ کہتے ہین کعب احبار نے کہا ہے کہ اس امت کو تین چیزین ایسی ملی ہین کہ اس سے پہلے کسی امت کو نہین ملین مگر نبی کو جس وقت اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بہیجتا تہا تو اُس سے فرماتا کہ تو گواہ ہے اپنی امت پر اور تمکو اُس نے گواہ بنایا ہے لوگون پر اور اُس سے کہا جاتا تہا کہ دین مین تجہپر کچہ حرج نہین ہے اور اُس نے اس امت کے واسطے یون فرمایا۔ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ اور اُس سے کہدیا جاتا تہا اُدْعُنِیْ اَسْتَجِبْ لَكَ یعنی تو مجہ سے دعا مانگ مین تیرے واسطے قبول کرون گا اور اُس نے اس امت سے فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے چار خصلتین ہین ایک ان مین سے

واسطے میرے ہے اور ایک واسطے تیرے اور ایک درمیان میرے اور تیرے اور ایک درمیان تیرے اور میرے
بندون کے پس وہ خصلت جو واسطے میرے ہی ہو تو یہ ہے مجھ کو شریک کرے میرے ساتھ کسی شئے کو اور وہ خصلت
جو تیرے واسطے ہے تجھ پر سو جو کوئی خیر تو کرے گا مین تجھے اُس کی جزا دونگا اور وہ جو درمیان میرے اور تیرے ہے
سو تجھ سے دعا ہے اور مجھ پر قبول کرنا اور وہ جو درمیان تیرے اور میرے بندون کے ہے سو تو پسند کر واسطے اُنکے وہ چیز جو
پسند کرتا ہے واسطے اپنے نفس کے رواہ الحافظ ابو یعلی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فیما یروی عن ربہ عز وجل نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے ان الدعاء ھو العبادۃ یعنی بیشک دعا عبادت ہی ہے پھر یہ آیت پڑھی ادعونی تا داخرین رواہ
الامام احمد وھکذا رواہ اصحاب السنن الترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن ابی حاتم وابن
جریر کلھم من حدیث الاعمش بہ وقال الترمذی حسن صحیح ورواہ ابوداؤد والترمذی
والنسائی وابن جریر ایضا من حدیث شعبۃ عن منصور والاعمش کلاھما عن ذر بہ وکذا
رواہ ابن یونس عن اسید بن عاصم بن مھران حدثنا النعمان بن عبد السلام ثنا سفیان الثوری
عن منصور عن ذر بہ ورواہ ابن حبان والحاکم فی صحیحیھما وقال الحاکم صحیح الاسناد
امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جو شخص دعا نہین کرتا ہے اللہ عز وجل سے تو وہ اُسپر خفا ہوتا ہے تفرد بہ احمد وھذا اسناد لا باس
بہ امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا یہ ہے ومن لم یسأل اللہ یغضب علیہ
یعنی جو شخص سوال نہین کرتا ہے اللہ سے تو وہ خفا ہوتا ہے اُسپر حافظ ابو محمد حسن بن عبد الرحمن
رامھرمزی نے محمد بن سعید سے روایت کیا ہے کہا جب محمد بن سلمہ انصاری مرے تو ہم نے اُس کے
دوایہ سیف مین ایک خط پایا بسم اللہ الرحمن الرحیم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقول ان لربکم فی بقیۃ ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لہ لعل دعوۃ ان توافق رحمۃ
فیسعد بھا صاحبھا سعادۃ لا یخسر بعدھا ابدا یعنی بیشک واسطے تمہارے رب کے تمہارے
زمانے کے بقیہ ایام مین رحمت کی ہوائین ہین سو تم اُن سے تعرض کرو یعنی اُنکے سامنے آؤ شاید کوئی دعا
اگر کسی رحمت کے موافق پڑ جائے تو اُس کے سبب سے دعا والا ایسا سعادتمند ہو جائے کہ بعد اُس سعادت کے
پھر کبھی زیان کار نہ ہو قولہ تعالی ان الذین یستکبرون الآیہ یعنی جو لوگ تکبر کرتے ہین میری دعا و توحید
سے وہ عنقریب داخل ہون گے ذلیل و حقیر ہو کر جس طرح کہ امام احمد نے عن عمرو بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ حشر کیے جائین گے تکبر کرنے والے

قیامت ابر ہوتا ہے وہ میوں کی آدمیوں کی صورتوں مین چڑہتی ہوگی اُنپر ہر شے ذلت سے یہان تک کہ
داخل ہوں وسطے ایک قیدخانہ مین جہنم کے اندر جسکو بولس کہتے ہین چڑہے گی انکو آگون کی آگ پلائے جاینگے
طینۃ الخبال دوزخیون کے نچوڑ سے ابن ابی حاتم نے وہیب بن ورد سے روایت کیا ہے کہا مجھے ایک
شخص نے حدیث کی اُس نے کہا مین ایک دن جارہا تہا ارض روم مین نے ایک ہاتف کو سنا کسی پہار
کی چوٹی سے اور وہ کہہ رہا ہے یَارَبِّ عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَكَ كَيْفَ يَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ يَارَبِّ
عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَكَ كَيْفَ يَطْلُبُ حَوَائِجَهُ اِلٰى اَحَدٍ غَيْرِكَ اے میرے پروردگار یا لنہار
مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر امید رکہتا ہے کسی سے تیرے سوا
اے میرے رب مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر طالب ہوتا ہے اپنی
حاجتون کا طرف کسی کے سوا تیرے کہا پہر مین چلا پہر طامۂ کبریٰ آئی پہر دوبارہ اُس نے کہا یَارَبِّ
عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَكَ كَيْفَ يَتَعَرَّضُ لِشَيْءٍ مِّنْ سَخَطِكَ يُرْضِيْ غَيْرَكَ یعنی اے میرے رب مین تعجب
کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجھے پہچانا وہ کیونکر تعرض کرتا ہے واسطے کسی شے کے تیری خفگی
سے راضی کرتا ہے تیرے غیر کو وہب نے کہا وہ طامۂ کبریٰ یہی کلمہ ہے کہا پہر مین نے اُسکو پکارا کہ تو
کیا جنون مین کا ہے یا انسانون مین کا اُس نے کہا بلکہ مین انسانون مین کا ہون تو مشغول کر اپنے
نفس کو ساتہ اُس چیز کے جو تجھے نفع دے اُس شے سے جو تجہہ کو نفع نہ دے کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے کہ پہلے پہل بدون سبق مادہ کے آسمان وزمین کا پیدا کرنا اعظم ہے
نفوس مین اور بزرگتر ہے سینون مین لوگون کے دوبار پیدا کرنے سے اس لیے کہ زمین وآسمان کا
جرم بڑا ہے اور بدون ستون کے قرار پذیر ہین اور افلاک تارون کو لیے چلتے ہین بدون کسی سبب کے
اور زیادہ تر دشوار ہے باعتبار لوگون کی عادت کے کامون کے کرنے مین کہ بڑی شے کے بنانے مین
چھوٹی چیز کے بنانے سے مشقت زیادہ ہوتی ہے گو بہ نسبت اللہ پاک کی بڑی چھوٹی چیز کے بنانے مین
کچھہ تفاوت نہین پس جب ایسی ایسی بڑی بڑی چیزین اللہ پاک کی بنائی رات دن دیکھہ رہے ہین پہر کیون
بعث کا انکار کرتے ہین اور اس شے کے زندہ کرنے کا جو کہ ہر طرح آسمان وزمین سے کمتر ہے کما قال تعالیٰ
اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ یحییٰ
بن سلام نے کہا یہ آیت حجت قائم کرتا ہے منکرین بعث پر یعنے آسمان وزمین کا پیدا کرنا اکبر ہے لوگون کے
دوبارا پیدا کرنے سے ولیکن اکثر لوگ یعنی کفار مکہ نہین جانتے ہین اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کو اور اس بات کو
کہ کوئی شے اُسکو عاجز نہین کرتی ہے پس وہ تو مثل اندہے کے ہین اور جو شخص اُسکو جانتا ہے وہ مثل

بینا کے ہے اسی لیے یون فرمایا وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ الآیہ چونکہ اللہ پاک نے جدال بالباطل کا ذکر
فرمایا اس لیے مبطل محق کی ایک مثال بیان فرمائی اندھا اور دیکھتا دونون برابر نہین ہوتے ہین اندھا وہ
ہے جو باطل کے ساتھ جھگڑتا ہے اور دیکھتا وہ ہے جو حق کے ساتھ جدال کرتا ہے یا اعمی وہ ہے جو کہ
اپنے مبدأ و معاد مین حق کے پہچاننے سے غافل ہے اور بصیر وہ ہے جو ان دونون کے پہچاننے مین
بصیرت والا ہے اور اسی لیے اعمی کو مقدم ذکر کیا ہے کیونکہ ماقبل مین جو کہ نفی نظر و تامل کی فرمائی ہے اسکے
مناسب اعمی ہے اور بعد اس کے جو وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ مین مومنین کو مقدم کیا سو دو وجہ
سے ایک تو قرب بصیر کا دوسرے انکا شرف مسیی کا مقابل محسن ہوتا ہے محسن نیکوکار کو اور مسیی بدکار کو کہتے
ہین یعنی اور برابر نہین ہوتا ہے وہ شخص جو ایمان لاکر اور نیک کام کرکے نیکوکار رہا ہے اور وہ شخص
جو کفر و معاصی کرکے بدکار رہا ہے تو یہان تقابل اعمی کا ہے بصیر سے اور محسن کا مسیی سے تقابل تین طریق
پر آیا کرتا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ مناسب کے قریب وہ شئے آئی جو اس کے مناسب ہو جیسے یہ آیت
ہے کہ بصیر کی مناسبت سے محسن کو اس کے بعد ذکر کیا جس طرح کہ اعمی کو لا یعلمون کی مناسبت سے بصیر پر مقدم
کیا ورنہ لا یستوی البصیر والاعمی والمحسن والمسیی ہوتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونون متقابل متاخر ہون جیسے
یہ آیت ہے مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ تیسرا یہ ہے کہ اول کا مقابل مقدم
اور آخر کا مقابل مؤخر کیا جائے جیسے یہ آیت ہے وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ
اور یہ سب تفنن ہے بلاغت مین کلمہ لا کو جو ولا المسیی مین زیادہ کیا سو اس لیے کہ جب کلام بسبب صلہ کے
طویل ہو گیا تو محسن کا قسیم دور جا پڑا پس کلمہ لا کو تاکید کے لیے اس کے ساتھ عود کر دیا کلمہ لا جو درمیان
ہو فاعل فعل استوار کے واقع ہوتا ہے اس مین دو مذہب ہین اخفش کا یہ مذہب ہے کہ زائد ہوتا ہے جہان
کہین واقع ہو اور اسپر یون استدلال کیا ہے کہ فعل استوار کا ثبوت ہو یا نفی نہین ہوتا ہے
مگر درمیان دو کے یا زیادہ کے اور اسی جہت سے اس کے فاعل پہ عطف اور اسکے اسناد طرف تثنیہ کے
یا جمع کے لازم ہوئی ہے اور دو متقابل مین سے ہر ایک کی طرف اس کے اسناد تنہا درست نہین
ہے اس لیے کہ تنہا اس کا قیام محال ہے پس اگر یون کہا جائے کہ لا یستوی زید و لا عمرو تو واجب ہے کہ لا
زائد ٹھیرایا جائے اور جمہور اس طرف گئے ہین کہ وہ زائد نہین ہے بلکہ اسکو اس لیے لاتے ہین کہ فائدہ
دے نفی مساوات ہر ایک کا دو متقابل مین سے واسطے دوسرے کے ان معانی و اوصاف مین جو اس کے
ساتھ خاص ہین اور آیت مین نفی مساوات محسن کی مسیی سے مراد ہے اس حقارت و خواری مین جس کا
وہ مستحق ہے اور نفی مساوات مسیی کی محسن سے اس فضل و کرامت مین جو اس کے واسطے ہے گویا یون کہا

گیا کہ نہیں برابر ہوتا ہے وہ مومن جس نے عمل صالح کیا اور مسیئی اور نہ مسیئی اور مومن برابر ہوتے ہیں اگر کوئی
کہے کہ معطوف ومعطوف علیہ میں مغایرت ہوتی ہے حالانکہ یہاں اعمیٰ وبصیر اور محسن ومسیئی بالذات متحد ہیں
پس عطف والذین کا کیونکر ٹھیک ہوگا تو کہیں گے کہ گو باعتبار ذات متحد ہیں لیکن بحسب وصف متغایر ہیں اول
تو بصیر کا اعمیٰ پر عطف فرد بر فرد کر کے دونوں کی برابری کی نفی کی پھر مجموع موصول کا اور جو اس پر عطف فرد بر فرد
کر کے معطوف ہے مجموع اعمیٰ والبصیر پر عطف کیا عطف شفع بر شفع کر کے تو اس نے یہ فائدہ دیا کہ جس طرح فرد
فرد برابر نہیں ہیں اسی طرح شفع شفع بھی برابر نہیں ہیں اس لیے کہ مجموع ثانی مغایر ہے مجموع اول
کا بحسب وصف گو بحسب ذات متحد ہیں کیونکہ مجموع غافل ومستبصر وہ بعینہ مجموع محسن ومسیئی ہے مگر بحسب
وصف متغایر ہیں اس واسطے کہ جن دو گروہ کے درمیان برابری کی گئی ان کی تعبیر اولاً تو اعمیٰ وبصیر کے ساتھ
کی اور ثانیاً پیرایہ مومن ومسیئی فاجر میں انکو ادا کیا اور باہم ان کے تغایر نہیں ہے مگر بحسب وصف اس بنا پر
کہ مقصود بوصفین اولین مغایر مقصود بوصفین اخیرین ہے یا یوں کہیں گے کہ ایک شفع تو دال ہے وصف
مقصود پر صریحاً اور دوسرا تمثیلاً **قولہ تعالیٰ** قَلِیْلًا مَّا تَتَذَکَّرُوْنَ کو جمہور نے بیائے تحتیہ پڑھا ہے ابو حاتم
وابو عبید نے اسکو اختیار کیا ہے اس لیے اسکے قبل وبعد کلام کی بنا غیبت پر ہے خطاب پر نہیں ہے اور
ضمیر راجع ہے طرف ناس کے جنکا ذکر ولکن اکثر الناس لا یعلمون میں ہے یا طرف کفار کے جو ان الذین
یجادلون سے سمجھے جاتے ہیں قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف کی اور کلمہ ما واسطے تاکید معنے قلت کے ہے
یعنی اگرچہ وہ یہ جانتے ہیں کہ تبصر غفلت سے بہتر ہے اور یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اسی طرح عمل صالح بہتر
ہے عمل فاسد سے مگر وہ اسکو بہت ہی کم سوچتے ہیں مراد یہ ہے کہ بالکل نہیں سوچتے کوفیوں
نے بتائے فوقیہ پڑھا ہے بنا بر خطاب بطور التفات اس کا فائدہ بہ نسبت اور وجہ کے تام تر ہے
اور مقام سے بھی اسکو زیادہ تر مناسبت ہے کیونکہ مقام توبیخ میں غیبت سے خطاب کی طرف مائل ہونا
دال ہوتا ہے درشتی شدید وانکار بلیغ پر کما قال الکرخی دیکھو وما یستوی الاعمیٰ الآیہ میں کیا تفنن وحسن
ادا ہے مضمون صرف اتنا ہے کہ اعمیٰ وبصیر ومحسن ومسیئی برابر نہیں ہیں اصل تو لا یعلمون کی مناسبت
سے اعمیٰ کو مقدم کیا پھر بصیر چونکہ والذین آمنوا کے مناسب تھا اس لیے اس سے متصل اس کو ذکر فرمایا
چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہو چکا ہے پھر محسن کو والذین آمنوا وعملوا الصالحات کے پیرایہ میں ادا
کیا گویا محسن کے معنے سمجھا دیئے کہ محسن وہ ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالح کرے عمل صالح
وہ ہے جو سنت کے موافق اور خاص خدا کے واسطے ہو ریا وسمعہ سے پاک صاف ہو معنے محسن کے تو یہ ہوئے
اور لفظ محسن کا مسیئی کے مقابلہ سے خود معلوم ہو گیا پھر والذین آمن وعمل صالحا نہ کہا بلکہ بصیغہ جمع فرمایا

سوشاید اس لیے کہ ایمان وعمل صالح ایسی نفیس شے ہے کہ سب کو سب کرین کوئی اس سے باز نہ رہے کیونکہ
اللہ پاک کے سوا جو کچھ ہے وہ سب اُس کی مخلوق ہے اور مخلوق کا کام یہی ہو کہ اپنے خالق پر ایمان لاوے
اور اُس کے مطیع ہو صالحات کی جمع لانے سے معلوم ہوا کہ محسن کی شان یہ ہے کہ بکثرت اعمال صالح
کرے ولا المسیئ کے اختصار کو دیکھو کہ بجائے ولا الذین کفروا وعملوا السیئات یا ولا الذین اساؤا بالکفر و
المعاصی کہ یہ ایک لفظ مفرد کس حسن وخوبی کے ساتھ کام دے رہا ہے دوسری یہ ہے کہ نزالی کے ذکر مین
فصل و بہلائی کے بیان طول بہتر ہوتا ہے پہر اعمیٰ اول مین اور مسیئ آخر مین واقع ہوا اور بصیر و محسن
وسط مین وخیر الامور اوساطہا وکما قیل مصرع وَکِلَا طَرَفَیْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِیْمٌ ✤ واللہ سبحانہ
وتعالیٰ اعلم باسرار کلامہ وحسن انسجامہ وطوق البشر قاصر عن بلوغ مرامہ فالاولی ان نقول ما قالہ الملائکۃ
الکرام سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ونصلی ونسلم علی سیدنا سید العرب والعجم وعلی
آلہ الکرام واصحابہ العظام بالجملہ ان الذین یجادلون الآیہ کی شان نزول مین ابو العالیہ سے مروی ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین یہود حاضر ہوئے پہر عرض کیا کہ دجال ہم مین سے ہوگا
آخر زمانے مین اور ہوگا اُس کے امر سے پہر اُس کے امر کی عظمت بیان کی اور کہا وہ ایسا ایسا کریگا
اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ نہ پہونچے گا اُس شے کو جو کہے گا فاستعذ باللہ پس نبی
کو امر فرمایا کہ فتنۂ دجال سے پناہ مانگین البتہ ابتدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے دجال کے پیدا کرنے
سے اَخْرَجَہٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ قَالَ السُّیُوْطِیْ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ دجال کے ذکر وصفت
مین اور اسمین کہ رسولون نے اپنی امتون کو اُس سے ڈرایا اور آخر زمانے مین نکلے گا اور وہ امور
جو اُس سے واقع ہون گے اور یہودی لوگ اُس کے پیرو ہون گے اس باب مین بہت صحیح صحیح حدیثین
وارد ہوئی ہین جسطرح کہ صاحب فتح البیان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ مین اس
کی خوب تحقیق فرمائی ہے یہ جگہ ان سب حدیثون کے ذکر وبسط کی نہین ہے سارے اہل سنت ومحدثین
وفقہا دجال کے قائل ہین بخلاف اُس کے جس نے اُسکا انکار کیا ہے اور اُس کے امر کو باطل کہا ہے
خوارج وجہمیہ وبعض معتزلہ مین سے جبائی اور اُس کے موافق لوگ مخالف ہین اس بات مین کہ اُسکا وجود
تو صحیح ہے لیکن یہ دعویٰ کیا ہے کہ جو اشیا وہ لائے گا وہ مخاریق وخیالات ہین اُن کی کوئی حقیقت
نہین ہے اخبار صحیحہ متواترہ اس قول کو خوب دفع ورد کرتے ہین ہم تا زن نے اس جگہ سے فے الجملہ بسط کیا
ہے غرضکہ اول اللہ پاک نے لخلق السموات الآیہ سے بعث کا جواز و وقوع ذکر کیا پہر وما یستوی الاعمیٰ
والبصیر الآیہ سے یہ بات بیان فرمائی کہ حکمت اُس کی وقوع کی مقتضی ہے کیونکہ جب اعمیٰ ......

وبصیر و محسن و مسیئی برابر نہین ہین تو چاہیے کہ اُن کے واسطے ایک ایسا حال ہو جس مین اُن کا تفاوت ظاہر ہو جائے وہ حال ہوگا ابعد بعث مین پھر بعد اس کے یہ بیان کیا کہ قیامت ضرور ہی آنے والی ہے پس فرمایا
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ الآیہ یعنی اُس کے آنے مین اور اُس کے حصول وقیام مین کسی طرح کا شک نہین ہی اس لیے کہ اُس کے شواہد واضح ہین اور اُس کے وعدہ وقوع پر سارے رسولون کا اجماع ہے اور جزا کا ہونا ضروری ہے تا کہ خلق کا پیدا کرنا خاصۂ فنا کے واسطے نہو ولیکن اکثر لوگ اُسپر ایمان نہین لاتے ہین اور نہ اُس کی تصدیق کرتے ہین اس لیے کہ اُن کے افہام وعقول حجبت کی ادراک سے قاصر وضعیف ہین مراد اکثر الناس سے کفار منکرین بعث ہین پھر جب اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کا قائم ہونا حق ہے اور اُس مین کسی طرح کا شک وشبہہ نہین ہے تو اپنے بندون کو وہ شے بتائی جو کہ وسیلہ ہے سعادت کا دار خلود مین پس اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اُس کی طرف سے حکایت کرین اُس چیز کی جس کے پہونچانے کا اُن کو حکم دیا ہے اور وہ یہ ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنے فرمایا تمہارے پروردگار نے جس نے تمکو پیدا کیا اور انواع واقسام کے انعام کیے اور جس کے تم ہر دم محتاج ہو کہ میری توحید وعبادت کرو مجھے ایک جانو اور مجھی کو پوجو مین تمہاری عبادت قبول کرون گا اور تم کو بخشون گا اور تم کو ثواب دون گا چونکہ حکمت وقوع قیامت مین یہ تھی کہ نیک و بد کو موافق اُس کے عمل کے جزا دیجائے اس لیے بندون کو حکم دیا کہ اچھے عمل کرین تا کہ اچھی جزا ہو اور سرِ طاعتون کا توحید وعبادت الٰہی ہے اور بیان کیا کہ جو لوگ اُس کی عبادت سے تکبر کرتے ہین اُن کی بُری جزا ہے پس فرمایا
اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ الآیہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ یہان مراد دعا سے توحید وعبادت ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر دعا سے مراد مطلق عبادت نہوتی تو بعد مین بجاے عن عبادتی کے عن دعائی فرماتا جب ایسا نہ کیا بلکہ لفظ عبادت ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور جب عبادت کو دعا کے پیرایہ مین ادا کیا تو برعایت مشاکلت اثابت کو استجابت کے لباس مین ادا فرمایا دوسری دلیل حدیث نعمان بن بشیر الدعاء ھو العبادۃ ہے جس کا ذکر اوّل ہو چکا ہے تیسری یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے وحدونی اغفر لکم چوتھی جریر بن عبد اللہ نے فرمایا ہے وحدونی دوسرا قول یہ ہے کہ مراد دعا و استجابت سے ظاہر معنے ہین یعنے سوال وتضرع وقبول کرنا دعا کا لیکن وعدہ قبول دعا کا مقید بمشیت ہی استجب لکم کے یہ معنی ہین کہ قبول کرون گا اگر مین چاہون گا کما قال تعالیٰ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ اب یہ بات رہی کہ اس قول کی بنا پر ظاہر یہ تہا کہ عبادتی کی جگہ عن دعائی ہوتا سو اس کے دو جواب ہین ایک تو یہ ہے کہ جو تکبر دعا سے باز رکھنے والا ہے اُس کو قائم مقام اُس استکبار کی ٹھیرایا جو کہ عبادت سے روکنے والا ہے واسطے مبالغے کے گویا ایک دوسرے کو مستلزم ہے کیونکہ جس نے کریم منان کے احسان ماننے سے تکبر کیا تو اُس نے اُس کی عبادت و طاعت

سے بھی تکبر کیا دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد عبادت سے دعا ہی ہو دعا کی تعبیر عبادت کے ساتھ اس لیے کی تاکہ معلوم
ہو جائے کہ دعا ایک باب ہے ابواب عبادت سے جیسا کہ وارد ہوا ہے الدعاء مخ العبادۃ کیونکہ دعا تو یہی تضرع و زاری
کرنا ہے روبرو باری تعالیٰ کے مع اظہار افتقار و تمسکانت اور عبادت سے یہی مقصود ہوتا ہے اور یہی اس میں ایک
بڑی عمدہ شے ہے فتح البیان میں فرمایا ہے کہا ہے کہ قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ کتاب عزیز کے اکثر استعمالات
میں دعا بمعنے عبادت ہے صاحب فتح البیان فرماتے ہیں بلکہ قول ثانی اولیٰ ہے اس واسطے کہ حقیقۃً وشرعًا دعا
کے معنی یہی طلب کے ہیں پھر اگر اس کا استعمال اس کے غیر میں کیا گیا تو وہ مجاز ہے علاوہ یہ ہے کہ دعا فی نفسہ
باعتبار اپنے حقیقی معنے کے خود ایک عبادت ہے بلکہ مخ عبادت ہے جیسا کہ ترمذی اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول
میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعًا روایت کیا ہے کہ الدعاء مخ العبادۃ اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور بخاری نے ادب مفرد میں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کون سی عبادت افضل ہے
تو فرمایا کہ دعا مرد کے واسطے اپنے نفس کی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا روایت
کیا ہے کہ دعا استغفار ہے اور امام احمد و ابو یعلی و طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا
روایت کیا ہے کہ نفع نہیں دیتا ہے حذر قدر سے ولیکن دعا نفع دیتی ہے اس شے سے جو نازل ہوئی اور
اس شے سے جو نازل نہیں ہوئی پس لازم پکڑو دعا کو چونکہ دعا ایک نعمت عظیم و موہبت جسیم ہے اس لیے
اللہ پاک نے اپنے بندوں کو امر فرمایا ہے کہ اس سے دعا کریں۔ اور ان کو قبول دعا کا وعدہ دیا ہے اور
اس کا وعدہ حق ہے اور اس کے نزدیک بات بدلی نہیں جاتی ہے اور نہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے پھر
خود اسی نے تصریح فرمائی کہ یہ دعا باعتبار اپنے معنے حقیقی کے جو کہ طلب کے ہیں اس عبادت سے ہے پس
فرمایا ان الذین الآیہ یعنے بیشک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب داخل ہوں گے جہنم
میں ذلیل ہو کر یہ ایک سخت وعید ہے اس کو جس نے دعا کرنے سے تکبر کیا اور اس میں ایک لطف عظیم و
احسان جلیل ہے اس لیے کہ جس نے خیر کا طلب کرنا اور شر کا دفع چاہنا اس سے ترک کیا اس کو ایسی
سخت وعید سنائی اور ایسی عقوبت عظیم کے ساتھ اس کو معاقب کیا سو اے اللہ کے بندو تم اپنی مرغوب
کو متوجہ کرو اور اپنے کل مطالب میں اعتماد کرو اس ذات پاک پر جس نے ان کے متوجہ کرنے کا اپنی طرف
تم کو امر کیا ہے اور اس پر اعتماد کرنے کا تم کو ارشاد فرمایا ہے اور عطاء طلب کے ساتھ دعا قبول کرنے کا
تمہارے واسطے ضامن ہوا ہے سو وہ تو ایسا کریم مطلق ہے کہ پکارنے والے کی پکار کو پہونچتا ہے جبکہ وہ
اس کو پکارے اور جو کوئی اپنے محتاج الیہ امور دنیا و دین اس کے فضل عظیم و ملک واسع سے نہیں مانگتا ہو

تو اُس پر خفا ہوتا ہے الٰہی سیدی مولائی بیشک تو ایسا ہی ہے مین اپنے سارے امور دین و دنیا تجھی سے
مانگتا ہون تو ان کو اپنے فضل و کرم سے اچھی طرح پورا کرے اور اپنے غیر کا محتاج مت کر اللھم اکفنا بحلالک
عن حرامک واغننا بفضلک عن سواک آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم جمہور
نے سیدخلون کو بصیغہ معروف اور ابن کثیر وابن محیصن وورش وابوجعفر نے بصیغہ مجہول پڑھا ہے بالجملہ جبکہ
اللہ پاک نے اپنے بندون کو اپنی عبادت پر آمادہ کیا جو کہ دنیا و آخرت مین اُن کی سعادت و بہبودی کی
موجب ہے تو بعد اس کے اپنے وجود با جود و کمال قدرت و وفور رحمت و حکمت بالغہ پر دلائل ذکر کیے تاکہ
یہ زیادہ تر داعی ہون اُن کو طرف اُس کی عبادت کے پھر یہ دلائل یا فلکی ہین یا عنصری سو فلکی دلائل سے
ابتدا کی پس ارشاد فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّہَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ
عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ○ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ○ کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ○ اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ
لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ
رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اللہ ہے جس نے بنادی تم کو رات کہ اُس مین چین پکڑو اور دن دیا دکھاتا اللہ
تو فضل رکھتا ہے لوگون پر لیکن بہت لوگ حق نہین مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسی کی
بندگی نہین اُس کے سوا پھر کہان سے پھیرے جاتے ہو اسی طرح پھیرے جاتے ہین جو لوگ رہتے ہین
اللہ کی باتون سے منکر ہوئے اللہ ہے جس نے بنادی تم کو زمین ٹھیراو اور آسمان عمارت اور صورت
بنائی تمہاری پھر اچھی بنائین صورتین تمہاری اور روزی دی تم کو ستھری چیزون سے وہ اللہ ہے
رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا وہ ہے زندہ رہنے والا کسی کی
بندگی نہین اُس کے سوائے سو اُس کو پکارو نری کر کر اُس کی بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے
جہان کا **ف** سب جانورون سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے انتہی **ف** اللہ
پاک اپنی خلق پر اس انعام کی منت رکھتا ہے کہ اُس نے اُن کے واسطے رات بنائی جس مین وہ چین
پکڑتے ہین اور دن مین جو معاش کمانے کو چلتے پھرتے محنت و مشقت اُٹھاتے ہین اُس سے راحت
پاتے ہین اور دن کو روشن بنایا تاکہ اُس مین چلین پھرین کاروبار کرین اطراف زمین مین سیر و سیاحت
کو جائین صناعت و پیشہ پر قدرت پائین بیشک اللہ تو بڑا فضل رکھتا ہے لوگون پر کہ اُن کے دین
و دنیا کے کام درست کرنے کو ایسی دو چیزین بنائین لیکن بہت لوگ اللہ کی نعمتون کا شکر بجا نہین لاتے

ع لکن قادر ۱۵

ہین پہر فرمایا ذٰلکم اللہ الآیہ یعنے جس نے یہ کام کیے وہ اللہ واحد احد تمہارا رب خالق اشیا ہے جسکے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ رب ہے پہر تم کیونکر اُس کے سوا بتون کو پوجتے ہو جو کہ کسی شے کو پیدا نہین کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کیے ہوئے تراشے ہوئے ہین کسی نے خوب کہا ہے ع کل تراشے ہوئے بُت آج خدا ہو ہین۔ قولہ تعالیٰ کَذٰلِکَ یُؤفَکُ الَّذِیْنَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یہ لوگ غیر اللہ کو پوج کر گمراہ ہوئے اُسی طرح ان سے اگلون نے افترا و بہتان کیا بلا دلیل و برہان غیر اللہ کو پوجا بلکہ بمجرد جہل و ہوا و طغیان اور اللہ پاک کی حجتون کو اور آیتون کو جھٹلایا پہر فرمایا اللہ وہ ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو قرار بنایا یعنی قرارگاہ مثل بچھونے کے کہ تم اُس پر زندگانی کرو اور اُس مین تصرف کرو اُس کے اطراف مین چلو پہرو اپنی مصالح حاصل کرو اور پہاڑون سے اُس کو جما دیا تاکہ تم کو لیکر ہل نجلے اور آسمان کو عالم کے واسطے ایک محفوظ چھت بنایا اور صورت بنائی تمہاری پھر اچھی صورتین بنائین تمہاری یعنی تم کو حسین تر شکلون مین پیدا کیا اور کامل تر صورتین تم کو عطا کین احسن تقویم مین اور روزی دی تم کو طیبات سے یعنی پاک چیزین کہانے پینے کی دنیا مین تم کو عطا کین پس ذکر کیا کہ گہر پیدا کیا اور رہنے پہننے والے بنائے اور روزیان بنائین پس وہ خالق و رازق ہے جیسا کہ سورہ بقرہ مین ارشاد فرمایا ہے یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور اس جگہ بعد خلق ان چیزون کے یون فرمایا ذٰلکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العالمین یعنے جس نے یہ سب کام کیے وہ اللہ ہے رب تمہارا سو وہ برتر و پاک و منزہ و مبرا ہے رب ہے کل جہان والون کا پہر فرمایا ہو الحی لا الٰہ الا ہو یعنے وہ زندہ ہے ازل و ابد مین ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے نہ اُس کا کوئی نظیر ہے نہ ہمسر فادعوہ مخلصین لہ الدین یعنے پس تم پکارو اُس کو اس حال مین کہ اُس کو ایک کہنے والے ایک جاننے والے اقرار کرنے والے ہو اس بات کا کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ الحمد للہ رب العالمین ابن جریر نے کہا کہ ایک جماعت اہل علم کی حکم کرتی تہی اُس شخص کو جو کہ لا الٰہ الا اللہ کہے اس بات کا کہ بعد اس کے الحمد للہ رب العالمین کہے واسطے عمل کرنے کے اس آیت پر پہر بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے تو چاہیے کہ بعد اُس کے کہے الحمد للہ رب العالمین و ذٰلک قولہ تعالیٰ فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب العالمین ابو اسامہ وغیرہ نے عن اسمٰعیل بن ابی خالد عن سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہا جس وقت تو پڑھے فادعوہ مخلصین لہ الدین تو کہہ لا الٰہ الا اللہ اور اُس کے بعد کہہ الحمد للہ رب العالمین پہر یہ آیت پڑہی امام

احمد نے بسند خود روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بعد ہر نماز کے کہتے جبکہ سلام پھیرتے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیئ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا

نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہلیل کرتے تھے ساتھ ان کلمون کے بعد ہر نماز کے وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ وَحَجَّاجِ بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ وَمُوْسٰی بْنِ عُقْبَۃَ ثَلَاثَتُھُمْ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَذَکَرَ تَمَامَہٗ کَذَا فِی ابْنِ کَثِیْرٍ **ف** چونکہ اول اللہ پاک نے اول آیت مین بندون کو امر فرمایا کہ اُس کی عبادت کرین اُس سے دعا مانگین تو بعد اُس کے بعض دلائل آفاقی ذکر فرمائی جو کہ دال ہین اُسکے وجود و توحید و قدرت تام و فضل عام پر پھر چونکہ دعا کو رات سے زیادہ تر مناسبت ہے اس لیے رات کا ذکر مقدم کیا پس فرمایا اللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ الآیہ یعنی تم اللہ ہی کو پوجو اُسی کو پکارو اُسی سے دعا مانگو کیونکہ اللہ تو وہ ہے جس نے اپنی قدرت و فضل و انعام سے تمہارے واسطے رات بنائی تاکہ اُس مین چین پکڑو حرکتون سے جو کہ معاش کی طلب مین دن کو کیا کرتے ہو اس لیے کہ اُس کو تاریک و سرد بنایا ہے جس کے مناسب راحت ظاہری ہے سکون و خواب جو کہ چھوٹی موت ہے اور راحت حقیقی ساتھ عبادت کے جو کہ دائمی حیات ہے۔ **اور دن** کو روشن بنایا تاکہ اُس مین اپنی حاجات کو دیکھو اور طلب معاش مین چلو پھرو **نکتہ** ظاہر یہ تھا کہ والنہار لتبصروا فیہ ہوتا مگر یون نہ کہا بلکہ النہار مبصراً فرمایا دیکھو ایک تو اُس مین مبالغہ ہے اس لیے کہ نسبت ابصار کی نہار کی طرف مجازی ہے کیونکہ فی الحقیقت ابصار واسطے اہل نہار کے ہے دن مین دیکھتے ہین دن نہین دیکھتا ہے مبالغہ یہ ہوا کہ گویا دن کو ایسا روشن بنایا کہ مارے روشنی کے وہ خود دیکھتا ہے دوسرے اختصار اور با وجود اختصار کے لتبصروا فیہ کا مضمون نہایت خوبی و مبالغہ سے ادا ہو گیا تیسرے تغیر اسلوب کلام کی اسلوب بدلنے سے تازگی و خوبی بڑھ جاتی ہے غرضکہ رات اور دن عجب نعمتین ہین کہ دین و دنیا کے سارے کام انہین مین ہوتے ہین کاروبار عالم کے یہ دو بڑے ظرف ہین قدرت یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ضد بنایا ایک تاریک دوسرا روشن پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ یعنے بیشک اللہ البتہ صاحب فضل و مہر ہے لوگون پر اپنی بے حد و بے شمار نعمتون کا اُن پر تفضل و انعام فرمایا کرتا ہے لمتفضل یا المتفضل نہ فرمایا اس لیے کہ منظور فضل کی تعظیم ہے یعنے ایسے بڑے عظیم الشان فضل والا ہے کہ اُس کے مثل کوئی فضل نہین ہے یہ مضمون با وجود اختصار کے اور ترکیب سے ادا نہین ہو سکتا ہے بالجملہ اگر کوئی کہے کہ اللہ پاک کی تو یہ نعمتین اور فضل پھر لوگون کا کیا حال ہے تو فرمایا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ یعنے لیکن اکثر لوگ ان نعمتون کا شکر نہین کرتے ہین اور

ان کے مقر نہین ہوتے اُن کا شکر نہ کرنا دو طرح ہے یا تو نعمتون کے کافر و منکر ہین بسبب جہل منعم کے جیسے
کفار کیونکہ جو کوئی اس کا معتقد ہوگا کہ یہ نعمتین اللہ کی طرف سے نہین ہین وہ کیونکر اُس کا شکر کرے گا مثلاً دہریہ
کہ افلاک کو واجبۃ الوجود کہتے ہین اور عالم سفلی کی نعمتون کو ان کی طرف منسوب کرتے ہین یہ لوگ باوجود اس
اعتقاد کے منعم حقیقی کا شکر کیونکر کرین گے یا ناشکری یون ہوتی ہے کہ یہ جانتے ہین کہ کل عالم اللہ کا بنایا ہوا
ہے مگر کثرت سے اللہ کی نعمتون مین مستغرق ہو رہے ہین مارے کثرت نعمتون کے ان کی قدرت سے غافل
ہو گیے اس سبب سے اُن کا شکر نہین کرتے ہین یہ لوگ جاہل ہین اکثر الناس فرمایا اکثرہم نہ کہا کہ ناس کی تکرار
نہ ہوتی سواس کی یہ وجہ ہے کہ اس تکرار مین تخصیص کفران نعمت کی ہے ساتھ ان کے اور وہی ہین کہ اللہ کے
فضل کا انکار کرتے ہین اور اُس کا شکر بجا نہین لاتے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ
و قولہ تعالے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ قاعدہ یہ ہے کہ اسم ظاہر معرف باللام کا بجاے ضمیر رکھنا مفید انحصار
حکم ہوتا ہے ساتھ اُس کے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے یہ ذات معلوم جو ممیز ہے ساتھ
افعال خاصہ کے جن مین اُس کا کوئی شریک نہین ہے موصوف بالہیت و ربوبیت و خلق کل شے ہے اور اس کا
کوئی شریک نہین ہے جمہور نے خالق کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر بعد خبر ہے اور زید بن علی نے نصب
بنا بر اختصاص کل شی پر وقف لازم ہے یہ شبہہ دور کرنے کو کہ ما بعد شے کے صفت نہین ہے پھر جب وہ شے
بیان کردی جو کہ دلالت کرتی ہے موصوف بصفات مذکورہ کے وجود پر تو فرمایا فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ یعنے جب یہ تقریر
واضح بیان ہو چکی تو اب کیونکر تم کو درست ہو سکتا ہے کہ تم اُس کی طاعت و عبادت سے پھرو اور اُس کے غیر کو
پوجو پھر بیان کیا کہ یہ گمراہی کچھ انہین لوگون کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ وہ تو ثابت ہے حق مین ہر اس
شخص کے جس نے اللہ کی آیتون کا انکار کیا اور اُن کو سوچا سمجھا نہین اور نہ اُن سے استدلال کیا اُس بات پر
جو کہ باب اعتقاد و عمل مین حق ہے اور طلب حق و خوف عاقبت سے بیٹھ رہا پس ارشاد فرمایا كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ
الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ یعنی مثل اس پھرنے کے پھرے وہ لوگ جو کہ اللہ کی آیتون کا انکار کیا کرتے
تھے اور اُس کی توحید کے منکر ہوتے تھے کیونکہ وہ سب حق سے پھرے اور حق کے ساتھ متزین ہونے سے
محروم ہوئے اس بدلے مین کہ آیتون کا انکار کیا اور اُن کی تکذیب کی اور اُن سے استدلال کرنا چھوڑ دیا
یؤفک فعل مضارع یہان بمعنے ماضی ہے حکایت حال ماضی کے واسطے اور اُس کی صورت مستحضر کرنے کو
لیے لایا گیا ہے مراد یہ ہے کہ انہم جمیعا افکوا افکا مثل افک قومک پھر اللہ پاک نے ایک اور نوع ذکر کی اُن
نعمتون مین سے جن کا اُن پر انعام کیا مع اس کے کہ اس مین دلالت بھی ہے اُس کے کمال قدرت و تفرد بالہیت
پر پس ارشاد فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا الآیہ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنا دی تمہارے واسطے

بیشک انسان ناشکرا ہے ۱۲ منہ
بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکر ۱۲ منہ

زمین جائے قرار جس میں تم زندہ رہتے ہو اور اُسی میں مرتے ہو باوجود اسکے کہ وہ غایت ثقل میں ہے
اور سوائے قدرت الٰہی اُس کا کوئی تہامنے والا نہیں ہے دوسری نعمت وقدرت یہ ہے کہ بنایا آسمان
کو ایک سقف قائم ثابت باوجود اس کے کہ وہ افلاک ہین مدت درازسے تارون کو لیے پہرتے ہین جن سے
رات اور دن تاریکی و روشنی پیدا ہوتی ہے پہر بعض وہ نعمتین ذکر کین جو کہ نفوس عباد سے متعلق ہین ارشاد
فرمایا وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ یعنے پیدا کیا تم کو حسین تر صورت مین کسی حیوان کو تم سے خوبتر نہین پیدا
کیا کسی نے کہا کہ نہین پیدا کیا تم کو اوندہا مثل چوپایون کے کہا ہے کہ ابن آدم قائم معتدل پیدا کیا گیا کہاتا
ہے اور لیتا ہے اپنے ہاتھ سے اور غیر انسان اپنے موہنہ سے تناول کرتا ہے زجاج نے کہا کہ تم کو کل حیوانات سے
حسین تر بنایا جمہور نے صورکم کو بضم صاد اور اعمش و ابو رزین نے بکسر صاد پڑہا ہے جوہری نے کہا صور بکسر
صاد ایک لغت ہے صور بضم صاد مین پہر فرمایا اور روزی دی تم کو طیبات سے مراد مستلذات ہین کہانے پینے
کی چیزون سے جو کہ غیر روزی دواب ہین ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یعنے یہ ذات پاک جو موصوف باوصاف جلیلہ ہے
اللہ ہے رب تمہارا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے پس کثیر ہوئی خیر و برکت اللہ کی جو کہ رب ہے جہان والون کا
هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ یعنے وہ ایسا باقی رہنے والا ہے کہ فنا نہ ہوگا متفرد ہے ساتھ الوہیت کے یہ ترکیب مفید
حصر ہے اور اس مین اشارہ ہے طرف علم تام و قدرت تام و کامل کے فَادْعُوْهُ الآیہ سو تم اُس کو پوجو اس
حال مین کہ خالص کرنے والے ہو واسطے اُس کے طاعت و عبادت کو شرک سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝
فرا نے کہا یہ خبر ہے اور اس مین اضمار امر ہے مراد یہ کہ خبر بمعنے امر ہے یعنی تم حمد کرو اللہ کی ایک قول یہ ہے کہ
فادعوہ کے حال مقدر کا مقول ہے یعنے فادعوہ قائلین الحمد للہ رب العالمین اس کا مؤید قول حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اس بنا پر منجملہ کلام مامورین بعبادت ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ
اللہ پاک کے کلام سے ہو اس بنیاد پر کہ جملہ مستانفہ ٹہیرے اللہ تعالیٰ نے بذاتہ اپنی ذات کی حمد کے واسطے
ذکر کیا ہو پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکون کو اس بات کی خبر دین کہ اپنے غیر
کی عبادت سے اُن کو نہی کی ہے اور توحید کا اُن کو امر کیا ہے پس ارشاد فرمایا قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا
شُيُوْخًا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْا أَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ
فَإِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ تو کہہ مجہہ کو منع ہوا کہ پوجون جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ
کے جب پہونچ چکین مجہہ کو کہلی نشانیان میرے رب سے اور حکم ہوا کہ تابع رہون جہان کے صاحب کا وہی ہے

ع ۸ ۱۳ مع ۱۲

جس نے بنایا تم کو خاک سے پہر پانی کی بوند سے پہر لہو کی پہٹکی سے پہر نکالتا ہے لڑکے پہر جب تک پہونچو
اپنے زور کو پہر جب تک ہو جاو بوڑہے اور کوئی ہے تم مین کہ بہ لیا پہلے اس سے اور جب تک کہ پہونچو لکہے وعدے
کو اور شاید تم بوجہو وہ ہی جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پہر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہتا ہے اُس کو کہ ہو وہ ہو جاتا
ہے **ف** یعنے اتنے احوال تم پر گزرے شاید ایک حال اور بہی گذرے وہ مرکز جینا انتہٰے **ف** حافظ
ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان مشرکون سے کہدے کہ اللہ عزوجل
منع فرماتا ہے کہ اصنام و انداد و اوثان مین سے کوئی اُس کے سوا پوجا جائے اور یہ بات کہ اُس کے سوا کوئی
مستحق عبادت کا نہین ہے سوا بنے اس قول مین بیان فرمائی ہو الذی خلقکم من تراب الآیہ یعنی وہ اللہ
وحدہ لاشریک لہ ہی ہے جو تم کو ان حالتون مین لوٹتا پوٹتا ہے اُسی کے امر و تدبیر و تقدیر سے یہ سب کچہہ
ہوتا ہے قولہ تعالیٰ ومنکم من یتوفی من قبل کا یہ مطلب ہے کہ کوئی تو تم مین کا مرجاتا ہے پہلے اس سے کہ موجود
ہوا ور اس عالم کی طرف نکلے بلکہ اُس کی ماں اُسے ادہورا گرا دیتی ہے اور کوئی صغیر مرجاتا ہے کوئی جوان ہو کر
کوئی ادہیڑ ہو کر قبل بڑہاپے کے مرتا ہے کما قال تعالیٰ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى
اور اس جگہہ یون فرمایا ہے ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون ابن جریج نے کہا تتذکرون البعث یعنی شاید تم
یاد کرو بعث کو پہر فرمایا ہو الذی یحیی ویمیت یعنی جلانے مارنے کے ساتہہ وہی متفرد ہے اُس کے سوا کوئی
اسپر قادر نہین ہے فاذا قضی امرا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی اُس کی مخالفت و ممانعت نہین کرسکتا ہے بلکہ جو
کچہہ اس نے چاہا وہ ضرور ہی ہو گیا **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مشرکین جو اپنے معبودون کا پوجنا
تجہہ سے چاہتے ہین سو تو اس بارے مین اُن پر رد کر کے کہدے کہ مجہے تو نہی عام کی گئی ہے ساتہہ براہین
عقول کے اور نہی خاص ساتہہ دلائل نقول کے اس سے کہ مین اُن کو پوجون جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے
سوا مراد اصنام ہین پہر وجہ نہی کی جبکہ آچکے مجہہ کو بینات میرے رب سے مراد ادلہ عقلیہ و نقلیہ ہین کیونکہ یہ واجب
کرتی ہین توحید کو اور مجہے یہ حکم ہے کہ مین تابع رہون رب العالمین کا ساتہہ انقیاد و خضوع و عاجزی کے یا بخلاص
کے پہر بعد اس کے ایک دلیل ذکر کی اُن دلیلون سے جو کہ دال ہین توحید پر فرمایا وہی ہے جس نے بنایا تم کو
یعنی تمہارے اول باپ آدم کو مٹی سے جو کہ مستلزم ہے اُس کی ذریت کو بنانے کو مٹی سے پہر نطفہ سے پہر علقہ
سے اس کی تفسیر کئی جگہہ گزر چکی ہے پہر نکالتا ہے تم کو طفل مراد اطفال ہے مفرد اس لیے کہا کہ طفل اسم جنس
ہے مفرد و جمع دونون پر بولا جاتا ہے یا باین معنے کہ نکالتا ہے ہر ایک کو تم مین سے طفل پہر تا کہ پہونچو اپنے
اشد کو یعنے اُس حالت کو جس مین قوت و عقل جمع ہوتی ہے تیس برس سے لیکر چالیس تک اشد کا بیان
پورے طور پر انعام مین گذر چکا ہے تقدیر یہ ہے تا کہ تم بڑہے ہو ذرا فذا کر کے پہر تا کہ پہونچو غایت کمال

ف اسی لیے کہ [illegible] تم کو کہون [illegible] اور [illegible] پیٹ مین [illegible] جاتا مین ایک [illegible] سے [illegible] ١٢ منہ

کو پھر تم کو باقی رکھتا ہے تاکہ تم ہو شیوخ شیوخ بضم کر شین دونون صیغہ ہین کسی نے شیخا بافراد پڑھا ہے مثل طفلا کے شیخ وہ ہے جو چالیس سے بڑھ گیا یعنے مراتب عمر انسان کی مان کے شکم سے نکلنے کے بعد تین ہین ایک تو طفولیت پہ نمو و زیادت کی حالت ہے یہانتک کہ کمال اشد کو پہونچے بغیر ضعف کے پھر بعد اُسکے قوت کم ہوتی جاتی ہے یہ عمر شیخوخت کی ہے من قبل کے یہ معنے ہین کہ تم مین پھر لیا کسی کو قبل اشد اور قبل شیخوخت سے ولتبلغوا اجلاً مسمیٰ اور تاکہ پہونچو سب کے سب موت کو یا روز قیامت کو حرف لام تعلیل کا ہے یا عاقبت کا ولعلکم تعقلون اور تاکہ بوجھو اپنے رب کی توحید کو اور اُس کی قدرت بالغہ کو اپنی پیدائش مین ان مختلف حالتون پر اجل مذکور تک ہو الذی یحیی ویمیت کا یہ مطلب ہے کہ جلانے مارنے پر وہی قدرت رکھتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کا اُن کامون مین سے جن کا ارادہ کرتا ہے تو یہی کہتا ہے اُس سے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے بدون اس کے کہ کسی شے پر شیا سے اصلا متوقف ہو اور کسو دسنے کہا ہے کہ کن فیکون تمثیل ہے واسطے تاثیر قدرت الٰہی کے مقدورات مین وقت تعلق اُس کے ارادے کے ساتھ اُس کے اور تصویر ہے ترتیب مکونات کی اُس کی تکوین پر بغیر اس کے کہ وہان کوئی آمر و مامور ہو پہلا حرف فا اس بات کے بتانے کو ہے کہ مابعد اس کا اس کے ماقبل کے نتائج سے ہے ماقبل یہی تہا کہ احیاء و اماتت اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے اس کے معنے کی تحقیق سورۂ بقرہ وغیرہ مین گذر چکی ہے پھر جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی آیتون مین جھگڑتے ہین اُنکے احوال سے تعجب دلایا پس ارشاد فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

تو نے نہ دیکھے جو جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین کہان سے پھیرے جاتے ہین جنہون نے جھٹلائی یہ کتاب اور جو بھیجا ہم نے اپنے رسولون کے ہاتھ سو آخر جان لین گے جب طوق پڑے ہین اُنکی گردنون مین اور زنجیرین گھسیٹے جاتے ہین جلتے پانی مین پھر آگ مین اُن کو جھونکتے ہین پھر اُن کو کہا جاوے کہان گئے جن کو تم شریک بتاتے تھے اللہ کے سوائے بولے ہم سے چوک گئے کوئی نہین ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکرون کو یہ بدلا اُس کا جو تم رہتے پھرتے تھے زمین مین ناحق اور اُس کا جو تم اتراتے تھے پیٹھو دروازون مین دوزخ کے سدا رہنے کو اُس مین سو کیا بد ٹھکانا ہے غرور والون کا ف اول منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہین پکڑا اب گھبرا کر منہ سے نکل جاوے گا پھر سنبھل کر انکار کر جاوینگے

تو وہ انکار ان کا اللہ نے بچلادیا اس حکمت سے اتیے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تو تعجب نہین کرتا ہے ان لوگون سے جو کہ اللہ کی آیتون کو جہٹلاتے
ہین اور حق مین باطل کے ساتھ جہگڑتے ہین ان کی عقلین کیونکر پہیری جاتی ہین ہدایت سے طرف گمراہی
کے جنہون نے تکذیب کی کتاب کی اور اس ہدایت کی جس کو دیکر اللہ پاک نے اپنے رسولون کو بہیجا
سو آخر جان لین گے یہ ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے واسطے ان لوگون کے کما قال تعالی وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
لِلْمُكَذِّبِينَ جبکہ طوق پڑے ہون گے ان کی گردنون مین اور زنجیرین ہین جو متصل ہون گی طوقون
سے زبانیہ فرشتون کے ہاتہون مین گہسیٹین گے ان کو ان کے مونہہ کے بل کبہی تو طرف جلتے پانی کے اور
کبہی طرف جحیم کے اسی لیے یون فرمایا ہے يُسْحَبُونَ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ کما قال جلاوتعالی
هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ اور بعد ذکر زقوم کہانے کے اور
حمیم پینے کے اللہ پاک نے فرمایا ہے ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ وقال عزوجل وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا
أَصْحَابُ الشِّمَالِ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ وَظِلٍّ مِنْ يَحْمُومٍ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ یہان تک کہ فرمایا ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا
الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ
مِنَ الْحَمِيمِ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ وقال عزوجل إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ
طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ
رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ یعنے یہ بات ان سے
کہی جائے گی بطور تقریع و توبیخ و تحقیر و تصغیر و تہکم و استہزا کے **ابن ابی حاتم** نے یعلے بن منبہ سے
مرفوعا روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل اٹہاویگا ایک بدلی واسطے اہل نار کے سیاہ تاریک اور کہا جائے گا
اے اہل نار تم کیا شے طلب کرتے ہو تو وہ اس سے دنیا کے بدلی کو یاد کرین گے سو کہین گے ہم چاہتے ہین سرد
پانی پینے کا پہر وہ بدلی انہیر طوقین برسائی گی ان کے طوقون مین اور بڑہ جائین گے اور زنجیرین ان کی زنجیرون
مین زیادہ ہو جائین گی اور انگارے کہ دہکا وین گے ان پر آگ کو یہ حدیث شریف غریب ہے قولہ تعالی
ثم قیل لہم الآیہ یعنے ان سے کہا جائیگا کہان ہین وہ بت جن کو تم پوجا کرتے تہے اللہ کے سوا آیا وہ تمہاری
مدد کرتے ہین کہین گے وہ تو ہم سے جاتے رہے سو ہم کو نفع نہ ہوا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تہے پہلے کسی چیز کو
یعنے ان کے پوجنے کا انکار کر جائین گے کما قال تعالی ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِينَ اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ قولہ تعالی ذَٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَفْرَحُونَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ان سے کہین گے یہ جس مین تم ہو بدلا ہے تمہارے رہجنے پر دنیا

مین ناحق اور تمہارے تکبر اور اترانے پر داخل ہو جہنم کے دروازون مین سدا بسنے کو اُس مین فبئس مثوی المتکبرین یعنے سو کیا بُری منزل وخوابگاہ ہے کہ جس مین ذلت وعذاب سخت ہے واسطے اُس کے جس نے اللہ کی آیتون سے اور اُس کی دلیلون حجتون کی پیروی کرنے سے تکبر کیا واللہ اعلم **ف** قولہ تعالی الم تر الی الذین الآیہ سے مراد تعجب دلانا ہے اُن کے احوال زشت وآرائے رکیک سے اور تمہید ہے اُس مضمون کی جو اُس کے بعد آتا ہے کہ اُنہون نے کل قرآن کی اور باقی کتب وشرائع کی تکذیب کی اور اسپر جو وعید مرتب ہوئی ہے غرض یہ ہے کہ اس آیت کے ذکر سے دو فائدے مقصود ہین ایک تو اُن کے حال بد سے مخاطب کو تعجب دلانا دوسرا تمہید بیان مابعد کی جس طرح کہ سابق مین جو ان الذین یجادلون الآیہ گذرا ہے اُس سے اس امر کا بیان منظور تھا کہ اُن کا جدال ایک ایسی بنا سے فاسد پر مبنی ہے کہ وجود کے تحت مین داخل نہین ہو سکتا ہے نری خالی تمنا ہے اب اس تقریر کی بنا پر اس مین کسی طرح کی تکرار نہین ہے معنی یہ ہین دیکھ تو طرف ان لوگون کے جو کہ مکابرہ ومجادلہ کرتے ہین اللہ کی آیتون مین ایسی آیتین کہ واضح وجلی ہین خود پر ایمان لانے کو واجب کرتی ہین اُن مین جدال کرنے سے زاجر ومانع ہین کیونکر وہ اُن سے پھیرے جاتے ہین باوجود اس کے کہ اُن پر متوجہ ہونے کے باعث باہم ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہین اور موانع اُن سے بالکل منتفی ہین اور جو دلیلین کہ اُن کی صحت پر اور اس پر کہ وہ خود فی نفسہ موجب توحید ہین دال ہین سو وہ قائم ہین یہ حاصل ہے ابو السعود کا آپ کہو کہ باوجود اس سب کے آیتون مین جھگڑنا اور اُن سے پھرنا بڑے تعجب کی بات نہین ہے تو پھر کیا ہے نسفی نے کہا کہ اس سورت مین تین جگہ ذکر جدال کا ہوا ہے سو جائز ہے کہ حق مین تین قومون کے ہو یا تین بتون مین یا تکرار واسطے تاکید کے ہو ابن زید نے کہا کہ یہ مجادلین مشرکین ہین بدلیل قول مابعد الذین کذبوا بالکتاب الآیہ یعنی اس لیے کہ مکذب کتاب وغیرہ مشرکین ہین **قرطبی** نے کہا اور اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ قدریہ مین نازل ہوئی ہے **ابن سیرین** کہتے ہین اگر یہ آیت قدریہ مین نہین اُتری تو پھر مین نہین جانتا ہون کہ کن لوگون کے حق مین نازل ہوئی اسکا یون جواب دیتے ہین کہ اللہ پاک نے ان مجادلین کا ایسی صفت کے ساتھ وصف کیا ہے جو کہ دال ہے برخلاف قول اکثر مفسرین مذکورین کے یون فرمایا ہے کہ اُنہون نے تکذیب کی کتاب کی حالانکہ یہ ایک ایسا وصف ہے کہ فرقہائے اسلام سے کسی فرقے پر اس کا اطلاق صحیح نہین ہے بالجملہ موصول ثانی یا تو محل جر مین ہے اس بنا پر کہ نعت ہے موصول اول کی یا اُس سے بدل ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر ذم اور مراد کتاب سے یا تو قرآن ہے یا جنس کتب منزلہ من عند اللہ اور وبما ارسلنا بہ رسلنا معطوف ہے بالکتاب پر اور مراد اس سے وہ شے ہے جس کی وحی کی گئی طرف رسولون کے غیر کتاب سے اگر الف ولام الکتاب مین

واسطے جنس کے ہو یا باقی کتب اگر کتاب سے مراد قرآن ہو غرضکہ پہلے اللہ پاک نے دو عیب شمار کیے جو کہ
جدال فی آیات اللہ و تکذیب کتاب پر مرتب ہوئے پس فرمایا فسوف یعلمون اذ الاغلال فی اعناقہم
الآیہ کلمہ اذ متعلق ہے یعلمون سے یعنی یہ مجادلین مکذبین عنقریب جان لیں گے انجام بد اپنے کام کا اور وبال
اپنے جدال و تکذیب کفر کا وقت ہونے طوقوں کے ان کی گردنوں میں یا اذ متعلق ہے اذکر مقدر سے یعنے
ذکر کر ان سے وقت اغلال کا تا کہ ڈریں اور منزجر ہوں سلاسل جمع ہے سلسلہ کی بمعنی زنجیر راغب نے کہا
تسلسل الشیء اضطرب کانہ تصور منہ تسلسل متردد فتردد لفظہ تنبیہا علی تردد معناہ و ماء سلسل متردد فی مقرہ والسلاسل
معطوف ہے الاغلال پر تقدیر یہ ہے اذ الاغلال والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی جائز ہے کہ سلاسل مرفوع ہو اس
بنا پر کہ مبتدا ہو اور خبر اسکی محذوف اس لیے کہ فی اعناقہم اس پر دال ہے یعنی والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی
جائز ہے کہ خبر اس کی یسحبون فی الحمیم ہو بحذف عائد اے یسحبون بہا فی الحمیم یہ بات تو رفع کی قرات پر ہے
جو کہ برفع سلاسل ہے حضرت ابن عباس و حضرت ابن مسعود و عکرمہ و ابو الجوزاء نے بنصب سلاسل پڑھا ہے
اور یسحبون کو بفتح یا بصیغہ معروف اس صورت میں سلاسل مفعول مقدم ہو گا یعنے اور سلاسل کو کھینچیں گے
حمیم میں بعض نے سلاسل کو بجر پڑھا ہے فراء نے کہا یہ قرات محمول ہو گی معنی پر کیونکہ معنے یہ ہیں اعناقہم
فی الاغلال والسلاسل زجاج نے کہا معنے اس قرات پر یہ ہیں فی السلاسل یسحبون ابن انباری نے اس پر
یوں اعتراض کیا کہ یہ بات عربیت میں جائز نہیں ہے محل یسحبون کا اس تقدیر پر کہ سلاسل معطوف ہو
اغلال پر اور اس تقدیر پر کہ مبتدا ہو اور خبر اس کی فی اعناقہم نصب ہے بنا بر حال یا کوئی محل نہیں ہے بلکہ
کلام مستانف جواب ہے سوال مقدر کا سحب کہتے ہیں سختی سے کھینچنے کو اسی معنی سے لفظ سحاب ہے
اس لیے کہ ہوا اس کو کھینچتی ہے یا اسواسطے کہ وہ پانی کو کھینچتا ہے حمیم وہ پانی ہے جو انتہا کو پہونچا ہو گرمی
میں کسی نے کہا بمعنے صدید ہے یعنے پیپ کسی نے کہا جہنم کسی نے تو حمیم کے معنے کو کیا بلیغ عبارت میں
ادا کیا ہے الماء الحار الذی یکسب الوجوہ سوادا والاعراض عارا والارواح عذابا والاجسام نارا اس کی
تفسیر اول گذر چکی ہے تسجر محاورے میں بولتے ہیں سجرت التنور ای اوقدتہ یعنی [illegible] میں نے تنور
کو و سجرتہ ملاتہ بالوقود یعنے پر کر دیا میں نے اس کو ہیزم سے اسی معنی سے البحر المسجور ہے ای المملو
پس ثم فی النار یسجرون کے یہ معنی ہونگے کہ آگ ان سے دہکائی جائے گی یا ان سے بھری جائے گی
مراد یہ ہے کہ طرح طرح کے عذاب سے معذب ہوں گے اور ایک باب سے طرف دوسرے باب کے نقل کیے
جائیں گے مجاہد و مقاتل نے کہا توقد بہم النار فصاروا وقودہا یعنے دہکائی جائے گی ان سے آگ
تو وہ اس کے ایندھن ہو جائیں گے حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جیسے

جائین گے جلتے پانی مین تو منسلخ ہو جائے گی ہر چیز جو اُن پر ہو گی کھال و گوشت اور رگین یہانتک کہ
یہ سب آ جائے گا اُس کی ایڑی مین یہانتک کہ گوشت کافر کا بقدر اُس کے طول کے ہو گا اور طول اُس کا
ساٹھ گز کا ہو گا پھر دوسری کھال پہنایا جائے گا پھر کھینچا جائے گا حمیم مین حضرت عبد اللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذ الاغلال تا یسجرون پڑھا پھر
فرمایا کہ اگر رصاصہ مثل اس کے اور اشارہ فرمایا طرف ایک کھوپری کے یعنے اگر کوئی سیسے کا گولہ
مثل کھوپری کے چھوڑا جائے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ پانسو برس کی راہ ہے تو البتہ وہ پہونچ
جائے گا زمین کو قبل رات کے اور اگر وہ چھوڑا جائے زنجیر کے سر سے تو البتہ وہ چلے چالیس برس رات
اور دن قبل اس کے کہ پہونچے اصل اُس کی کو یا اُس کے قعر کو اَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ
وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ قولہ تعالیٰ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ الآیہ صیغہ
ماضی کا اس لیے فرمایا کہ تحقیق پر دال ہو معنے یقال لہم ہین اور کلمہ این ما سے جدا لکھا جاتا ہے جیسا کہ جزری
نے اس طرف اشارہ کیا ہے معنے یہ ہین کہ پھر زجر و توبیخ کے واسطے اُن سے کہا جائے گا کہان ہین وہ
شرکا جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا مراد اصنام وغیرہ ہین کہین گے وہ تو جاتے رہے غائب ہو گئے ہم سے
او ہم نے اُن کو گم کیا سو ہم اُن کو نہین دیکھتے ہین پھر اس بات سے اعراض کیا اور اس طرف منتقل ہوئے کہ
اُن کے عدم کی خبر دی اور اس کی کہ اُن کے لیے کوئی وجود نہین ہے پس کہا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے
کسی شے کو یعنے ہم کسی چیز کو پوجتے نہ تھے یہ بات جب کہی کہ جس گمراہی و نادانی مین تھے وہ اُنپر کھل
گئی اور ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی شے کو پوجتے تھے جو نہ دیکھتی ہے نہ سُنتی ہے نہ ضرر پہونچاتی ہے نہ نفع اور
یہ کچھ اُن کی طرف سے وجود اصنام کا انکار نہین ہے جن کو وہ پوجتے تھے بلکہ اُن کی طرف سے اقرار ہے
اس کا کہ اُن کا پوجنا اُن کو باطل و بیکار تھا جس طرح کہ محاورے مین تم کہتے ہو کہ حسبتہ شیئا فلم یکن یعنے مین نے
فلان چیز کو خیال کیا تھا کہ وہ ایک شی ہے سو وہ شے نہ تھی یعنی کوئی معتد بہ شے نہ نکلی محلی نے بل لم نکن
ندعو الآیہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ انہون نے انکار کیا اپنے پوجنے کا اُن کو پھر وہ بت حاضر کیے گئے یعنے
اُن کے پاس تو اُن کو دیکھ لیا اللہ پاک نے فرمایا ہے إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ
الی وَقُودُهَا انتہی لیکن یہ بات کہ انکار عبادت کا کیا بعید ہے مقام حساب مین اور روبکاری رب العالمین
مین اسی لیے ابو السعود نے کہا کہ معنے یہ ہین بلکہ ظاہر ہو گئی ہم کو یہ بات کہ ہم نہین پوجتے تھے کسی شے کو
بسبب اُن کے پوجنے کے جبکہ آج ہم پر یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ کوئی شے معتد بہ نہ تھی كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ
یعنے مثل اس گمراہی رسوا کرنے والی اور حد سے بڑھی ہوئی کے گمراہ کرتا ہے اللہ کافرون کو جبکہ انہون نے

پوجا ان بتون کو جنھون نے ان کو آگ کی طرف پہونچا دیا اور یہ بھی بطور توبیخ و سرزنش کے ان سے
کہا جائے گا کہ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ الآیہ اشارہ ہے طرف ضلال کے جو کہ افعل سے معلوم ہوتا
ہے یا طرف عذاب کے یعنی یہ گمراہ کرنا یا عذاب اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین اللہ کے عاصی اور اس کے
رسولون کی اور کتابون کی مخالفت کر کے فرح و سرور کا اظہار کرتے تھے کسی نے کہا بسبب اس کے کہ تم
مال و اتباع و صحت و عافیت سے خوش ہوتے تھے کسی نے کہا بوجہ اس کے کہ تم بعث و عذاب کا انکار کر کے
مسرور ہوتے تھے کسی نے کہا کہ مراد فرح سے اس جگہ بطر و تکبر ہے اور مرح سے مراد زیادتی ہے بطر مین
مجاہد وغیرہ نے کہا ہے تمرحون کے معنے ہین تبطرون و تاشرون ضحاک نے کہا کہ فرح تو سرور ہے اور مرح
عدوان ہے مقاتل نے کہا مرح بطر و خیلاء ہوئی کسی نے کہا کہ مرح اشد ہے فرح سے مطلب یہ ہے کہ انتہا درجے
کی خوشی مرح ہے اور یہی موجب تکبر کی ہوتی ہے اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اللہ پاک نے فرمایا
ہے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ یعنی داخل ہو تم جہنم کے ساتون دروازون مین
جو کہ تمہارے واسطے بانٹے گئے ہین اس حال مین کہ تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کا رہنا اس مین مقدر کیا
گیا ہے فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ سو کیا برا ماوی و مسکن و مقام دائمی ہے اُن کا جو کہ حق سے تکبر
کرنے والے ہین وہ ماوی جہنم ہے نعوذ باللہ منہا ظاہر یہ تھا کہ مدخل کہا جاتا لیکن اس کو مثوی کے پیرایہ
مین اس لیے ذکر کیا کہ اُن کا دخول بطور خلود ہے کما قال ابو السعود سمین نے کہا کہ مدخل اس واسطے نہین
فرمایا کہ دخول دائم نہین ہوتا ہے دائم جو ہوتا ہے سو وہ ثواء ہے پس اسی لیے اس کو مخصوص بذم کیا گو
دخول بھی مذموم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا حکم دیا واسطے اُن کی
تسلی کے پس ارشاد فرمایا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ
نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ
مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ
اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ○ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ
مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ
تُحْمَلُوْنَ ○ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ○ سو تو ٹھیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے
پھر کبھی ہم دکھا دین تجھ کو کوئی وعدہ جو ان کو دیتے ہین یا بھر لین تجھکو پھر ہماری طرف پھرے
آوین گے اور ہم نے بھیجے ہین بہت رسول تجھ سے پہلے کوئی ان مین ہین کہ سنایا تجھکو ان کا احوال
اور کوئی ہین کہ نہین سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب

اس سے کہ سات دروازے ہین ہر دروازہ کو ان مین ایک فرقہ بٹا ہوا ہے ۱۲ منہ

ع ۱۲

آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہوگیا انصاف سے اور ٹوٹے مین آئے اُس جگہ جھوٹے اللہ ہے جس نے بنادیے
تم کو چوپائے تا سواری کرو کتنون پر اور کتنون کو کہاتے ہو اور تم کو اُن مین بہت فائدے ہین اور تا
پہونچو اُن پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی مین ہو اور اُن پر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو اور دکھاتا ہے
تم کو اپنی نشانیان پھر کون کون نشانی اپنے رب کی نہ مانو گے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ
اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا امر فرماتا ہے کہ جس نے قوم مین سے اُن کی تکذیب کی اُس پر
صبر کرین پس بیشک اللہ تعالیٰ عنقریب پورا کرے گا تیرے واسطے وہ نصر و ظفر تیری قوم پر جس کا
اُس نے تجھ سے وعدہ کیا ہے اور انجام نیک تیرے واسطے کرے گا اور اُن کے واسطے جنہون نے تیری پیروی
کی دنیا و آخرت مین پھر یا تو ہم تجھ کو دکھا دین گے کوئی وعدہ جو ہم اُن کو دیتے ہین یعنی دنیا مین اور اسی طرح
واقع ہوا کیونکہ اللہ پاک نے مومنین کی آنکھین مشرکین کے کبار و عظما سے ٹھنڈی کردین بدر کے دن ہلاک کردیے
گئے پھر اللہ تعالیٰ نے مکہ کو آپ پر فتح کردیا اور باقی جزیرۂ عرب کو آپ کی حیات شریف مین مفتوح کردیا قولہ تعالیٰ
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ الآیہ یعنے یا ہم تجھ کو وفات دین گے پھر وہ ہماری ہی طرف لوٹکر آئین گے یعنے پھر ہم اُن کو عذاب
سخت چکھائین گے آخرت مین پھر آپ کی تسلی کے واسطے فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا الآیہ جس طرح کہ سورۂ نساء
مین بعینہ اسی طرح فرمایا ہے یعنی اُن مین سے وہ رسول ہین جن کے اخبار و قصون کی ہم نے تیری طرف وحی
کی وہ قصے جو اُن کو اپنی قومون کے ساتھ پیش آئے کس طرح اُن کی تکذیب کی پھر انجام نیک اور نصرت رسولون
کے واسطے ہوئی اور اُنہین سے وہ ہین جن کے قصے ہم نے تجھ سے بیان نہین کیے یہ رسول بہ نسبت مذکورین کی
بکثرت کثیر ہین چنانچہ سورۂ نساء مین اس بات پر تنبیہ گزر چکی ہے وللہ الحمد والمنۃ قولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ
لِرَسُوْلٍ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کسی ایک رسول کے واسطے یہ بات نہین ہوئی کہ اپنی قوم کے پاس کوئی خارق
عادات بات لائے یعنے معجزہ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس باب مین اُس کو اذن دے تو یہ دلالت کرے اُس کے
صدق پر اُس شے مین جس کو وہ لیکر قوم کے پاس آیا ہے پھر جب آیا امر اللہ کا یعنی اُس کا عذاب و نکال مکذبین
کا احاطہ کرنے والا تو فیصلہ ہوگیا انصاف سے یعنی مومنین کو بچا لیا اور کافرون کو ہلاک کر ڈالا اسی لیے یون فرمایا
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ یعنی نقصان مین آئے وہان جھوٹے قولہ تعالیٰ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ
الآیہ اللہ پاک اپنے بندون پر منت رکھتا ہے اس انعام عظیم کی کہ اُس نے اُن کے نفع کے واسطے انعام بنائے
یعنے اونٹ اور گائے اور بکریان سو ان مین سے کوئی تو اُن کی سواری ہے اور کسی کو کہاتے ہین پس اونٹ پر
تو سوار ہوتے ہین اور اُس کا گوشت کہاتے ہین اور دودھ دوہتے ہین اور اُس پر بوجھ لادکر دور دراز ملکون
کا سفر کرتے ہین اور گائے کا گوشت کہاتے ہین دودھ پیتے ہین اور بیلون سے کھیتی کرتے ہین اور بکری کا

گوشت کھاتے ہین دودھ پیتے ہین) اور ان سب کے صوف اور بال اور پشم کاٹے جاتے ہین پھر ان سے اثاث وخیام اور برتنے کی چیزین بنائی جاتی ہین چنانچہ سورۂ انعام وسورۂ نحل وغیرہ مین کئی جگہ اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے اسی لیے اللہ عزّ وجل نے اس جگہ یون فرمایا ہے لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ الآیہ قولہ تعالیٰ وَيُرِيكُمْ الآیہ یعنے اللہ تعالیٰ تم کو دکھاتا ہے اپنی حجتین برہانین آفاق مین یعنی زمین وآسمان مین اور خود تمہاری جان مین پھر کون کونسی اللہ کی نشانیون کا انکار کروگے یعنی اس کی نشانیون مین سے کسی شئے کے انکار پر تم قادر نہ ہوگے مگر یہ کہ معاندہ ومکابرہ کر دھٹ دھرمی کرکے نہ مانو **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح و اضافہ یہ ہے پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے یعنی اس کا وعدہ ان سے انتقام لینے کا ضرور ہونے والا ہے یا تو دنیا مین یا آخرت مین اسی لیے یون فرمایا فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ یعنے پھر کبھی ہم دکھاوین تجھ کو دنیا مین بعض اس عذاب کا جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہین مانند قتل وقید وقہر کے کہ ان کو مقتول و مقید ومقہور کردین اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ معطوف ہے نُرِيَنَّكَ پر یعنے یا ہم تجھ کو وفات دین قبل نازل کرنے عذاب کے ان پر پھر وہ ہماری ہی طرف لوٹ کر آئین گے قیامت کے دن تو ہم ان کو سخت تر عذاب کرین گے کلمہ اِمَّا مرکب ہے اِنْ اور مَا سے نون کو میم مین ادغام کردیا ہے مبرد وزجاج کے نزدیک کلمہ مَا زائد ہے اصل اِنْ نُرِكَ ہے اور فعل کے آخر مین نون تاکید کا زائد کیا گیا ہے اب یہان دو آلے تاکید کے جمع ہین ایک تو مَا زائدہ اول فعل مین یہ تو تاکید کرتا ہے شرط کی دوسرا آلہ نون آخر مین یہ تاکید کرتا ہے فعل شرط کی ان تاکیدون سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک آپ کو عذاب کفار کا ضرور دنیا مین دکھائیگا چنانچہ بدر کے دن دکھا دیا کہ کفار قتل ہوئے اور قید کئے گئے اور مقہور ہوئے رہی یہ بات کہ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ معطوف ہے نُرِيَنَّكَ پر تو دو شرطین ایک جزا مین مشترک ہوئین وہ جزا فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ہے پس اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ دونون شرطون مین سے ہر ایک سبب ہو واسطے جزائے مذکور کے وہ جزا یہی اللہ کا انتقام لینا ہے ان سے آخرت مین حالانکہ پہلی شرط کا اس جزا کے واسطے سبب ہونا معقول نہین ہے کیونکہ دنیا مین روبروئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کو عذاب کرنا کیونکر سبب ہوسکتا ہے واسطے انتقام لینے اللہ تعالیٰ کے ان سے آخرت مین اور اگر فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ کو صرف شرط ثانی کا جواب ٹھیرائین تو اوّل شرط بغیر جواب کے رہی جاتی ہے سو اس کا یہ جواب دین گے کہ شرط اوّل کا جواب محذوف ہے اسے فَذَاكَ اور دوسرے کا جواب فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ہے تو اب بلاشک دونون کے جواب ہوگئے یعنے اگر ہم تجھ کو دکھاوین بعض عذاب جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہین تو فبہا اور اگر ہم تجھ کو وفات دین قبل ان کی تعذیب کے دنیا مین تو وہ ہماری ہی طرف لوٹ کر آئین گے قیامت کے دن پھر ہم ان کو سخت سی سخت عذاب کرین گے قاضی صاحب مرحوم نے بعد اسی قسم کی تقریر کے فرمایا ہے

ہو سکتا ہے کہ فالینا یرجعون دونون شرطون کا جواب ہو یا یہ معنے کہ اگر ہم اُن کو عذاب کریں تیری حیات میں یا اُن کو عذاب نہ کریں تو ہم اُن کو آخرت میں سخت تر عذاب کرین گے مطلب یہ ہے کہ دنیا کا عذاب بہ نسبت عذاب آخرت کے ہیچ ہے یہان عذاب ہو یا نہ ہو وہان کا عذاب جو سخت تر ہے وہ تو ضرور ہی ہو گا قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تجھ سے پہلے ہم نے بہت رسول و نبی بھیجے طرف اُن کی قومون کے اُن میں سے بعض کی خبر تو ہم نے تجھے قرآن مین دی اور اُس ایذا و تکلیف کی جو اُن کو اپنی قومون سے پیش آئی یہ رسول پچیس ہین اور اُن مین سے وہ ہین جن کی خبرین ہم نے تجھے قرآن مین نہین سنائین اور نہ اُس قصے کا علم ہم نے تیری طرف پہونچایا جو درمیان اُن کے اور قومون کے گذرا محلی نے ذکر کیا ہے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی مبعوث فرمائے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی لوگون مین سے انتہےٰ محلی نے تو بلفظ روی ذکر کیا ہے اور صاحب کشاف نے اس کو بلفظ قیل کہا ہے طیبی نے کہا صحیح وہ ہے جو ہم کو روایت کی گئی ہے امام احمد سے بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کی گنتی کتنی ہے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول اُن مین سے تین سو پندرہ ہین جما غفیرا ذکرہ الکرخی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ومنہم من لم نقصص علیک کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حبشی کو مبعوث فرمایا سو یہ منجملہ اُن کے ہے جن کا قصہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہین کیا ہے اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ قولہ تعالیٰ وما کان لرسول الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ راست و درست نہین ہوا واسطے کسی رسول کے اُن مین سے یہ کہ لائے کوئی معجزہ جو دال ہو اُس کی نبوت پر مگر ساتھ اذن اللہ کے نہ خود اپنی طرف سے اس لیے کہ یہ معجزات عطایا ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کو بانٹ دیا ہے درمیان اُن کے موافق اپنے مقتضاے حکمت کے مثل بانٹنے باقی چیزون کے اُن کو کوئی اختیار نہین ہے اختیار کرنے مین بعض معجزات کے اور مستبد و مستقل ہونے مین ساتھ لانے اُس معجزے کے جس کی فرمایش کی گئی اس لیے کہ رسول تو بندے مربوب ہین یعنی تو بھی مثل اُن کے ہے سو تو اس پر قادر نہین ہے کہ کوئی شے لے آئے معجزات مین سے مگر اللہ کے اذن سے پس یہ رد ہے قریش پر معجزات کے بارے مین جن کی انہون نے آپ سے فرمایش کی تھی جیسے اُن کا یہ قول ہے کہ تو ہمارے واسطے صفا کو سونے کا کر دے قولہ تعالیٰ فاذا جاء امر اللہ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ پھر جب آیا امر اللہ کا یعنے وہ وقت جو معین تھا واسطے اُن کے عذاب کے دنیا مین یا آخرت مین تو فیصلہ کیا گیا ساتھ حق کے درمیان رسولون کے اور اُن کے

جھٹلانے والون کے پس نجات دی اللہ نے اپنی قضاے حق کے ساتھ اپنے عباد متقین کو اور
زیان کار رہے اُس وقت مبطل جوکہ پیروی کرتے تھے باطل کی اور اُس کے ساتھ عمل کرتے تھے ثعلبی نے
کہا پھر جب آیا امر اللہ کا ساتھ نزول عذاب کے کفار پر تو قضا کی گئی درمیان رسولون کے اور اُن کے مکذبین
کے ساتھ حق کے اور خاسر ہوئے وہان مبطل یعنے قضاء وخسران ظاہر ہوا واسطے لوگون کے اور وہ
خاسر تھے ہر وقت مین قبل اس کے یعنے اس لیے کہ اس قضاء وخسران کا حکم تو پہلے سے ہولیا تھا بلکہ
ازل مین لکھا جاچکا تھا لیکن ظہور اُس کا اب ہوا کرخی نے کہا کہ اس آیت کو مبطلون سے ختم کیا اور سورت کو
کافرون سے ختم فرمایا اس لیے کہ یہان تو متصل ہے قضی بالحق سے اور نقیض حق کا باطل ہے اور وہان
متصل ہے ایمان غیر نافع سے اور نقیض ایمان کا کفر ہے تو جو کلمہ جس جگہہ کے مناسب تھا اُس کو وہین ذکر
فرمایا فدا الحسن اداءک یا سیدی ومولائی پھر اللہ پاک نے اپنے بندون پر احسان جتایا ایک نوع کا اپنے انواع نعم
سے جن کا شمار نہین ہوسکتا ہے پس ارشاد فرمایا اللہ ہے جس نے پیدا کیے تمہارے واسطے انعام زجاج نے
کہا انعام اس جگہہ خاصۃً اونٹ ہین کسی نے کہا کہ ازواج ثمانیہ یعنے شتر وگاو ومیش وبز لیکن ظاہر قول
اول ہے اس لیے کہ جو منافع آگے مذکور ہین وہ سب اونٹ مین پائے جاتے ہین پھر اس اجمال کی تفصیل
فرمائی لترکبوا منہا ومنہا تاکلون کلمہ من دونون جگہہ تبعیض کا ہے کسی نے کہا ابتداے غایت کا ہے مراد ابتداے
رکوب وابتداے اکل ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے تفسیر یہ ہین تاکہ تم بعض پر تو سوار ہو اور بعض کو کھاؤ
اور واسطے تمہارے اُن مین اور منافع ہین سوا سوار ہونے اور کھانے کے جیسے وبر وصوف وشعر اور مسکہ
اور گھی اور پنیر اور دودھ اور نسل وغیرہ اور تاکہ پہونچو اُن پر حاجت کو جو تمہارے سینون مین ہے مجاہد
مقاتل وقتادہ نے کہا کہ لادے پھرتے ہین تمہارے بوجھ ایک شہر سے طرف دوسرے شہر کے سورہ
نحل مین اس کا بیان پورے طور پر گزر چکا ہے اور اُنپر اور کشتیون پر لدے پھرتے ہو یعنی اونٹون پر تو
خشکی مین اور کشتیون پر دریا مین کسی نے کہا کہ اس جگہہ مراد حمل علی الانعام سے لادنا بچون اور عورتون
کا ہے اُن پر ہودجون مین اور کبھی بھید ہے اس کے جدا کرنے مین رکوب سے اور جمع کرنے مین درمیان
انعام کے اور فلک کے اس لیے کہ باہم اُن کے پوری مناسبت ہو یہانتک کہ اونٹون کا نام سفائن البر
رکھا گیا ہے اس کی نظیر یہ آیت ہے سورہ نحل مین وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ
وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ الآیہ لیکن یہ اُس سے زیادہ تر جامع ہے قولہ تعالیٰ وَيُرِيْكُمْ
اٰيٰتِهٖ الآیہ یعنی دکھاتا ہے تم کو اللہ اپنی دلالتین جو کہ دال ہین اُس کے کمال قدرت ووحدانیت پر
پھر کون سی آیت کا اللہ کی آیتون سے انکار کروگے کیونکہ وہ تو سب کی سب ایسی ظاہر وباہر ہین کہ کوئی

ف اور چوپائے بنادیے تمہارے واسطے اُن مین جاڑے کا سامان ہے اور کتنے فائدے اور بعضون کو کھاتے ہو اور تم کو اُن سے رونق ہے ١٢ منہ

منکر و جاحد اُن کا انکار و جحد نہین کر سکتا ہے آس مین اُن کے واسطے ایک بڑی تقریع و توبیخ ہے۔ کلمۂ ایّ کی تذکیر اُس کی تانیث سے زیادہ تر مشہور ہے اسی لیے فاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰہِ ایّۃ نہین فرمایا کیونکہ تفرقہ درمیان مذکر و مؤنث کے اسمائے جامد مین مثل حمار و حمارہ کے غریب ہے اور یہ تفرقہ ایّ مین اور بھی زیادہ غریب ہے بسبب اُس کے ابہام کے نصب ایّ کا تنکرون سے ہے عامل پر جو اُس کو مقدم کیا ہے سو اس لیے کہ اُس کے واسطے صدر کلام ہے پھر اللہ پاک نے ان کو ارشاد کیا کہ اُس کی نشانیون مین اعتبار و تفکر کرین پس فرمایا اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

ربع ۱۴

کیا پھرے نہین ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُن سے پہلون کا وہ تھے اُن سے زیادہ اور زور مین سخت اور نشانیون مین جو چھوڑ گئے ہین زمین پر پھر کام نہ آیا اُن کو جو وہ کماتے تھے پھر جب پہونچے اُن پاس رسول اُن کے کھلی نشانیان لیکر ریجھنے لگے اُسپر جو اُن کے پاس تھی خبر اور اُلٹ پڑی اُن پر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب دیکھی اُنھون نے ہماری آفت بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور چھوڑین جو چیزین شریک بتاتے تھے پس نہ تھا کہ کام آوے اُن کو یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے اُس کے بندون مین اور خراب ہوئے اُس جگہ منکر انتھے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اگلی امتون کی جنھون نے زمانۂ قدیم مین رسولون کی تکذیب کی اور کیا کچھ سخت عذاب اُن پر نازل ہوا باوجود اس کے کہ قویٰ اُن کے سخت تھے اور بہت کچھ نشانیان زمین پر چھوڑ گئے اور مال جمع کیے پھر یہ سب کچھ اُنکے کام نہ آیا اور نہ ذرہ برابر اللہ کا عذاب اُن سے رد کیا یہ اس لیے ہوا کہ جس وقت رسول کھلی کھلی نشانیان اور پکی پکی حجتین اور براہین لیکر اُن کے پاس آئے تو اُن کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اُن پر متوجہ ہوئے اور جو علم اپنے خیال مین اُن کے پاس تھا اُس کے ساتھ اُس علم سے مستغنی ہوئی جس کو رسول لیکر اُن کے پاس آئے مجاہد کہتے ہین یون کہا کہ ہم تو اُن سے بڑھکر عالم ہین ہم ہرگز مبعوث نہ ہون گے اور نہ ہرگز ہم کو عذاب کیا جائے گا سدی کہتے ہین خوش ہوئے اُس علم سے جو اُن کے پاس تھا بسبب اپنی جہالت کے پھر اُن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وہ عذاب

آیا جس کے مقابلے کی ان کو کچھ طاقت نہ ہوئی وحاق بہم یعنے گھیر لیا ان کو اس شے نے جس کا ٹھٹھا کرتے تھے یعنی تکذیب کرتے اور اس کے وقوع کو بعید جانتے تھے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الآیہ یعنے پھر جب معاینہ کیا اپنے اوپر وقوع عذاب کا تو بولے ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اس شی کے جس کو اس کے ساتھ شریک کرتے تھے یعنے اللہ عز وجل کی توحید کے اور طاغوت کے منکر ہوئے لیکن ایسی جگہ جہاں کہ لغزشوں سے درگزر نہیں کی جاتی ہے اور نہ عذر و معذرت نفع دیتی ہے یہ ویسی بات ہے جو فرعون نے کہی جبکہ غرق نے اس کو آلیا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ یعنے پھر اللہ پاک نے وہ ایمان اس سے قبول نہ کیا کیونکہ وہ اپنے نبی موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول کر چکا تھا جبکہ انہون نے یون دعا کی تھی وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ اسی طرح اللہ سبحانہ نے یہان فرمایا فلم یک ینفعهم تا عباده یعنے یہ اللہ کا حکم ہے ان سب لوگون مین جنہون نے وقت معاینہ عذاب کے توبہ کی کہ وہ قبول نہین ہوتی ہے اور اسی لیے حدیث شریف مین آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ بندے کی جب تک کہ اس کو غرغرہ نہین لگا ہے پھر جب اس کو غرغرہ لگ گیا اور روح حلق مین پہونچی اور فرشتے کا معاینہ کرلیا تو اب اس وقت توبہ نہین ہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وخسر هنالک الکافرون ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ افلم یسیروا معطوف ہے مقدر پر اے اعجزوا فلم یسیروا فی الارض یعنے کیا عاجز ہوگئے سو پھرے نہین زمین کے اطراف ونواحی مین تو دیکھتے اپنے سر کی اور دل کی آنکھون سے کہ کیسا ہوا انجام ان سے اگلی امتون کا جنہون نے اللہ کی نافرمانی کی اور اپنے رسولون کو جھٹلایا کیونکہ جو آثار ونشانیان ان کے شہرون اور گھرون مین موجود ہین وہ بتا رہی ہین اس عقوبت کو جو ان پر نازل ہوئی اور اس بد انجام کو جس کی طرف وہ گیے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ امتین ان لوگون سے بڑھی ہوئی تھین کثرت وقوت مین پس فرمایا كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ الآیہ یعنے وہ تھے اکثر ان سے گنتی مین اور سخت تر قوت مین مطلب یہ ہے کہ ان کے جسم ان سے قوی تر تھے اور مال مین بھی ان سے بڑھے ہوئے تھے اور انکے آثار ونشانیان بھی زمین مین ان سے ظاہر تر تھین بڑی بڑی عمارتین اور پانی کے حوض اور قلعی گڑھیان پختہ ومضبوط اور کھیتیان جمانہ کا نوا الخ کلام مستانف ہے منظور اس سے بیان کرنا ہے ان کے ابتدائی حال کا اور انجام کار کا سو ان کا آغاز تو یہ ہے کہ گنتی شمار مین کثیر تھے اور بڑے مالدار دولتمند تھے اور جسمون کی قوت مین نہایت زبردست گنتی کی کثرت تو جیسا

ف۱ یعنی جانا مین نے کہ کوئی معبود نہین مگر جس پر یقین لاے بنی اسرائیل اور مین ہون حکم بردارون مین ۱۲ منہ

ف۲ اب یہ کہنے لگا اور تو پہلے عاصی رہا اور رہا بگاڑ والون مین ۱۲ منہ

ف۳ اور سخت کر انکے دل کہ ایمان نہ لاوین جب تک دیکھیں دکھ کی مار ۱۲ منہ

ونقش سے معلوم ہوتی ہے اور قوت اُن کی آثار سے پائی جاتی ہے جو زمین مین باقی ہین اور انجام اُن کا یہ ہوا فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ہوسکتا ہے کہ پہلا کلمہ ما نافیہ ہو یا استفہامیہ اغنی کا مفعول اور دوسرا موصولہ یا مصدریہ اغنی کا فاعل اے لم یغن عنہم او اے شئے اغنی عنہم مکسوبہم او کسبہم یعنے پھر نہ کفایت کی اُن سے اُس شئے نے جس کو کماتے تھے یا اُن کے کمانے نے یاکس شئے کی کفایت کی اُن سے اُن کے کمائے ہوئے نے یا اُن کے کمانے نے مطلب یہ ہے کہ یہ کثرت عدد شدت قوت وفراخی مال وکثرت ساز وسامان اُن کے کچھ کام نہ آئے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ پھر جب آئے اُن کے پاس رسول اُن کے واضح واضح حجتیں اور ظاہر ظاہر معجزے لیکر تو کافرون نے فرح وسرور ظاہر کیا ساتھہ اُس شئے کے جو اُن کے پاس تھی اُس قسم سے جس کے علم ہونے کا دعوے کرتے تھے مراد زائل شبہے اور حق سے مائل دعوے اور فاسد فنون اور کاسد علوم ہین آن سب امور کو جو علم کے پیرایہ مین ادا کیا سو یا تو اس لیے ہے کہ اُن سے ٹھٹھا کیا ہے یا بنا بر اُن کے اعتقاد کے کہ وہ اپنے خیال مین اُن کو علم اعتقاد کرتے تھے ورنہ اُن سے اور علم سے کیا نسبت کسی نے کہا کہ مراد اس علم سے علم احوال دنیا ہے نہ دین کا علم جس طرح کہ اس آیت مین ہے يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا نسفی نے کہا یا مراد علم سے فلاسفہ ودہریہ کا علم ہے کیونکہ یہ لوگ جس وقت اللہ کی وحی کو سنتے تو اُس کو دفع کرتے اور بہ نسبت اپنے علم کے علم انبیا علیہم السلام کو صغیر وحقیر سمجھتے تھے سقراط سے مروی ہے کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال سنا اور اُس سے کہا گیا کاش تو اُن کی طرف ہجرت کرتا تو بولا کہ ہم تو ایک قوم مہذب ہین سو ہم کو اُس شخص کی احتیاج نہین ہے جو ہمکو مہذب کرے یا یہ مراد ہے کہ خوش ہوئے اُس علم سے جو نزدیک رسولون کے تہا خوش ہونا ضحک واستہزا کا گویا یون کہا کہ استہزا کیا ساتھہ بینات کے اور ساتھہ علم وحی کے جس کو وہ لائے خوش ہوتے اتراتے ہوئے انتہی کسی نے کہا کہ الذین فرحوا بما عندہم من العلم سے مراد خود رسول ہین یہ یون ہے کہ جب رسولون کو اُن کی قوم نے جھٹلایا تو اللہ پاک نے اُن کو یہ خبر دی کہ وہ کافرون کو ہلاک کرنے والا اور مومنون کو نجات دینے والا ہے تو وہ اس سے خوش ہوئے وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنے گھیر لیا اُن کو اُن کی جزاے استہزا نے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الآیہ کا مطلب ہے پھر جب معاینہ کیا ہمارے عذاب کا جو دنیا مین اُن پر نازل ہوا تو کہا ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اُس شئے کے جس کو ہم اُس کے ساتھہ شریک کرنے والے تھے

مراد وہ بت ہین جن کو پوجا کرتے تھے پھر نفع نہ دیا اُن کو اُن کے ایمان نے وقت معاینہ کرنے ہماری
عذاب کے اس لیے کہ یہ وہ ایمان نہین ہے جو اپنے صاحب کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ ایمان جو نفع دیتا
ہے سو ایمان اختیاری ہے نہ اضطراری ایمان فائدہ فما اغنے سے لیکر یہانتک چار ہین سو
پہلے کا حرف فا تو بیان کرتا ہے انجام اُن کی کثرت و شدت قوت کا یعنے انجام اُس کا خلاف
وضع ہوا اُس کے جس کی اُس سے امید رکھتے تھے اُمید اس کی نفع کی تھی سو نفع اُس پر مرتب
نہ ہوا بلکہ عدم نفع مترتب ہوا جیسے محاورے مین بولتے ہو کہ وعظتہ فلم یتعظ یعنے مین نے
اُسکو نصیحت کی سو اُس نے نصیحت قبول نہ کی اور دوسرا اشارہ کرتا ہے عدم اغنا کی تفصیل کا
جس کا ابہام و اجمال کیا گیا تھا اور تیسرا نری تعقیب کے لیے ہے اور اُس کے مابعد کو تابع ٹھیرا دین
اُس کے ماقبل کا واقع بعد اُس کے اس لیے کہ مضمون فلما جاءتہم الخ کا یہ ہے کہ اُنہون نے
کفر کیا تو گویا یون کہا گیا فکفروا ثم لما رأوا باسنا آمنوا اور چوتھا واسطے عطف کے ہے آمنوا پر گویا
یون کہا گیا فآمنوا فلم ینفعھم اس لیے کہ نافع ایمان اختیاری ہے قولہ تعالے سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ
خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ یعنے طریقہ اللہ کا جو جاری ہو چکا ہے اُس کے بندون مین مطلب یہ ہے کہ اللہ
پاک نے ساری امتون مین یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے کہ اُن کو ایمان نفع نہین دیتا ہے جبکہ اُنہون نے
دیکھ لیا عذاب کو سورۂ نسا و سورۂ توبہ مین اس کا بیان پورے طور پر گذر چکا ہے نصب سنۃ اللہ کا اس
بنا پر ہے کہ مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا مثل وعد اللہ کے اور جو اس کے مشابہ مصادر مؤکدہ ... مین
کسی نے کہا کہ بنا بر تحذیر منصوب ہے یعنے حذر کرو اے سننے والو اللہ کے طریقے سے جو کہ اگلی امتون
مین جاری ہو چکا ہے قول اول اولےٰ ہے قولہ تعالے وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ یعنے اور زیان کار
ہوئے اُس وقت کافر یعنے وقت دیکھنے اُن کے کے اللہ کے بأس و عذاب کو یہ معنے اس بنا پر
ہین کہ ہنالک اسم اشارہ مکانی استعارہ کیا گیا ہے واسطے زمان کے جیسا کہ اول گذر چکا ہے
کما قالہ ابو السعود تمین نے کہا اس کی حاجت نہین ہے بلکہ اپنی اصل پر اُس کا باقی رکھنا صحیح
ہے یعنے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ جس جگہ اللہ کا عذاب آیا اُس جگہ کافر خاسر ہوئے مطلب یہ
ہے کہ ہلاک کر دیے گئے دنیا و آخرت سے محروم ہوئے زجاج نے کہا کہ کافر خاسر ہے ہر وقت
مین لیکن ظاہر ہوتا ہے واسطے اُن کے خسران اُن کا جبکہ وہ عذاب دیکھتے ہین واللہ سبحانہ و
تعالیٰ اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ و ہو علام الغیوب و ستار العیوب الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورۂ
مومن ہفتم ماہ رجب حرام ۱۳۰۳ ہجری شب چہارشنبہ قریب نصف شب محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمٓ

سورۃ السجدۃ

اسکو سورہ فصلت و سورۃ المصابیح بھی کہتے ہیں اس سورہ مبارکہ کی چوّن آیتیں ہیں کسی نے کہا ترپّن قرطبی نے کہا یہ سورت مکی ہے سب کے قول میں ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکے میں نازل ہوئی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش ایکدن جمع ہوے اور عتبہ بن ربیعہ کو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیجا اور آپنے اول اس سورت کا اُسپر پڑھا اخرجہ ابن ابی شیبۃ و عبد بن حمید و ابو یعلی والحاکم و صححہ و ابن مردویہ و ابو نعیم والبیہقی کلاہما فی الدلائل و ابن عساکر اس باب میں اور روایتیں بھی ہیں چنانچہ آیندہ اُنکا ذکر آئیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمٓ ۚ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ آيٰتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عٰمِلُونَ ۝

اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے سے کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں اسکی آیتیں قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو سناتا خوشی اور ڈر پھر دھیان میں نہ لائے وہ بہت لوگ پھر وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس طرف تو ہمکو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے تیرے بیچ میں اوٹ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے حم تنزیل من الرحمن الرحیم یعنی قرآن اتارا ہوا ہے رحمن رحیم سے جسطرح کہ یہ فرمایا ہے قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ اور یہ فرمایا ہے وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ **قولہ تعالی** کتاب فصلت آیاتہ یعنی ایک کتاب ہے اُسکی معانی بیان کیے گئے ہیں اور اسکے احکام پختہ کیے گئے ہیں قرآنا عربیا یعنی اس حال میں کہ وہ قرآن عربی ظاہر و واضح ہے سو معانی اسکے مفصل ہیں اور الفاظ اسکے واضح و غیر مشکل ہیں مثل **قولہ تعالی** كِتٰبٌ أُحْكِمَتْ آيٰتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ یعنی وہ اپنے لفظ و معنی کی جہت سے معجز ہے لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ قولہ تعالی لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ کا یہ مطلب ہے کہ بیان و وضوح کو جو جانتے ہیں وہ علماء راسخین ہی ہیں بَشِيرًا وَنَذِيرًا یعنی کبھی تو مومنین کو خوشی سناتا ہے اور کبھی کافروں کو ڈراتا ہے فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ یعنی پھر اعراض کیا اکثر قریش نے سو وہ اس سے کچھ بھی نہیں سمجھتے باوجود اسکے بیان و وضوح کے اور بولے کہ ہمارے دل تو غلافوں میں ڈھکے ہوئے ہیں اس شے سے جسکی طرف تو ہمکو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بہرا پن ہے اس شے سے جسکو تو ہمارے پاس لایا ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ ہے سو ہم تک کچھ بھی نہیں پہونچتا ہے اس شے سے جو تو کہتا ہے پس تو کام کر اپنے طریقہ پر اور ہم اپنے طریقہ پر عمل کرتے ہیں ہم تیری پیروی نہ کرینگے امام عالم عبد بن حمید نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش ایکدن جمع ہوے پس کہا نظر کرو دانا تر

تمہارے کو ساحر و کہانت شعر کے پہچانا ہو وہ اس شخص کے پاس جس نے ہماری جماعت کو متفرق اور ہمارے کام کو پریشان کر دیا ہے اور ہمارے دین
کا عیب کیا ہے تو چاہیے کہ اس سے گفتگو کرے اور ہم دیکھیں کہ اسکو کیا جواب دیتا ہے پس کہا ہم نہیں جانتے ہیں کسی کو سوا عتبہ بن ربیعہ کے پس کہا ابو الولید
تو جا پس عتبہ آپکے پاس آیا تو کہا اے محمد تو بہتر ہے یا عبد اللہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم خاموش رہے پھر کہا تو بہتر ہے یا عبد المطلب تو بھی آپ چپ
رہے پھر بولا اگر تو یہ سمجھے کہ یہ لوگ تجھ سے بہتر ہیں سو وہ ان معبودوں کو پوجتے ہیں جن کا تو نے عیب کیا ہے اور اگر تو یہ گمان کرے کہ تو ان سے بہتر ہے
تو تو گفتگو کر یہاں تک کہ ہم تیری بات سنیں پس تو واللہ کبھی نہیں دیکھا کوئی بکری کا بچہ زیادہ منحوس تیری قوم پر تجھ سے تو نے ہماری
جماعت کو متفرق کر ڈالا اور ہمارے کام کو تتر بتر کر دیا اور ہمارے دین کا عیب کیا اور ہمکو عرب میں رسوا کر دیا یہاں تک کہ یہ بات مشہور ہو گئی
ہے کہ قریش میں ایک ساحر ہے اور قریش میں ایک کاہن ہے واللہ ہم نہیں انتظار کرتے ہیں مگر مثل چیخ حاملہ عورت کی کہ بعض ہمارا بعض کی طرف
کھڑا ہو جاوے تلواریں لیکر یہاں تک کہ ہم آپس میں فنا ہو جاویں اے شخص اگر تجھ کو صرف حاجت ہی ہے تو ہم تیرے واسطے جمع کریں یہاں تک
کہ تو سارے قریش سے بڑا غنی ہو جاوے اور اگر تجھ کو صرف جماع ہی کی ضرورت ہے تو تو قریش کی عورتوں میں سے جو چاہے پسند کر ہم دس عورتیں
تجھے بیاہ دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا تو فارغ ہو چکا عتبہ نے کہا ہاں پھر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم
تنزیل من الرحمن الرحیم تا آنکہ آپ مثل صاعقۃ عاد و ثمود تک پہنچے تو عتبہ بولا حسبک حسبک یعنی بس بس کیا تیرے پاس اسکے سوا اور
ہے آپ نے فرمایا نہیں تو عتبہ قریش کی طرف لوٹ کر آیا پس قریش نے کہا ما وراءک یعنی کیا خبر ہے کہا میں نے کوئی شے نہیں چھوڑی
جسکو میں نے خیال کیا کہ تم اس کے ساتھ گفتگو کروگے مگر میں نے اسکی گفتگو کی قریش بولے پھر آیا اس نے تجھے جواب دیا کہا ہاں لا والذی نصبہا
بنیۃ یعنی قسم ہے اسکی جس نے آسمان کو بنا کر کے کھڑا کیا ہے میں نہیں سمجھا کسی شے کو اس بات سے جو اس نے کہی سوا اس کے کہ اس نے تمکو ڈرایا ہے صاعقہ سے
مثل صاعقہ عاد و ثمود کی بولے تیرا برا ہو مرد تجھ سے باتیں کرے عربی زبان میں تو نہ جانے اس بات کو جو اس نے کہی عتبہ نے کہا واللہ میں
نہیں سمجھا کسی شے کو اس سے جو اس نے کہا سوا ذکر صاعقہ کے وھکذا رواہ الحافظ ابو یعلی الموصلی فی مسندہ عن ابی
بکر بن ابی شیبۃ باسنادہ مثلہ سوا بغوی نے اپنی تفسیر میں بسند خود حضرت جابر سے اسکو روایت کیا ہے پھر حدیث
کو ذکر کیا اس قول تک فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد و ثمود پس عتبہ نے اپنا ہاتھ آپکے منہ پر رکھ دیا
اور آپ کو رحم کی قسم دی اور اپنے گھر لوٹ آیا اور قریش کی طرف نہ نکلا اور ان سے رک رہا پھر ابو جہل نے کہا اے گروہ
قریش واللہ ہم نہیں خیال کرتے عتبہ کو مگر بیشک وہ مائل ہو گیا طرف محمد کے اور پسند آیا اسکو اسکا کہنا اور یہ نہیں ہے
مگر کسی حاجت کے جو اسکو پہونچی ہے سو تم ہمارے ساتھ اسکی طرف چلو پھر وہ اسکی طرف چلے تو ابو جہل نے کہا اے عتبہ نہیں
روکا تجھکو ہم سے مگر اس نے کہ تو مائل ہو گیا طرف محمد کے اور تعجب میں ڈالا تجھ کو اس کے کہنے نے سو اگر تجھ کو کوئی حاجت ہے تو ہم تیرے
واسطے جمع کر دیں اپنے مال سے اتنا جو تجھے محمد کے کہانے سے غنی کر دے پس عتبہ خفا ہوا اور قسم کہائی کہ محمد سے کبھی بات نہ کرے
اور کہا واللہ البتہ مقرر تم جان چکے ہو کہ میں سب قریش سے مال میں بڑھ کر ہوں لیکن میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس سے
قصہ بیان کیا تو اس نے مجھے ایک ایسی شے کے ساتھ جواب دیا کہ واللہ وہ نہ شعر ہے

نہ کہانت ہے نہ سحر ہے اور سورت پڑہی اس قول تک فان اعرضوا تا ثمود پہر مینے اُس کا منہ پکڑ لیا اور اسے رحم کی قسم دی کہ رک جاوئے اور بیقرار ہم جان چکے کہ محمد جس وقت کچہ کہتا ہے تو جہوٹ نہین بولتا ہے سو مین ڈرا اس سے کہ تمپر عذاب نازل ہو وَهٰذَا السِّيَاقُ أَشْبَهُ مِنْ سِيَاقِ الْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ امام محمد بن اسحاق بن یسار کتاب سیرت مین برخلاف اس طرز کے اس قصہ کو لائے ہین محمد بن کعب نے قرظی سے یون روایت کیا ہے کہا مجہے حدیث کی گئی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور یہ ایک سردار تہا ایک دن اس نے کہا اور یہہ قریش کی مجلس مین بیٹہا ہوا تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا مسجد مین بیٹہے ہوئے تہے او گروہ قریش کیا مین نہ کہڑا ہوون طرف محمد کے تو اس سے گفتگو کرون اور کئی امر اس پر پیش کرون شاید وہ بعض کو قبول کرے تو ہم اُس کو دین اُن مین کا جو چاہے اور ہم سے باز رہے اور یہ اس وقت کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ زائد و کثیر ہوتے جاتے ہین پس قریش بولے ہان اے ابوالولید تو اس کی طرف کہڑا ہو پہر اس سے گفتگو کر پس عتبہ آپ کی طرف کہڑا ہوا یہانتک کہ آپ کی طرف بیٹہا پہر کہا او بہتیجے بیشک تو ہم مین سے ہے اس جہت سے کہ تو جان چکا ہے جو فضیلت کہ کنبے مین ہے اور جو مرتبہ کہ نسب مین ہے اور بیشک بیقرار تو اپنے قوم کے پاس ایک امر عظیم لایا ہے جس سے تو نے اُن کی جماعت متفرق کر دی اور اُن کی عقلین خفیف و سبک کر دین اور اُن کے معبودون کا اور دین کا عیب کیا اور ان کے گذرے ہوئے باپ دادون کو کافر کر دیا سو اب تو مجہہ سے سن مین کئی امر تجہہ پر پیش کرتا ہون کہ تو اُن مین غور کرے شاید تو ان مین سے بعض کو مانے تو راوی نے کہا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے کہا ابوالولید تو کہہ مین سنون گا عتبہ نے کہا او بہتیجے یہ امر جس کو تو لیکر آیا ہے اگر تو اس سے صرف مال ہی چاہتا ہے تو ہم تیرے واسطے ہمارے اموال سے جمع کر دین یہانتک کہ تو ہم سے مال مین بڑہ کر ہو جاوئے اور اگر اس سے شرف چاہتا ہے تو ہم تجہہ کو اپنے اوپر سردار بنا دین یہانتک کہ بغیر تیرے کسی کام کو قطع نہ کرین اور اگر اس سے ملک کا ارادہ کرتا ہے تو ہم تجہے اپنے اوپر ملک بنا دین اور اگر یہ شخص جو تیرے پاس آتا ہے کوئی تابع ہے جنون مین کا جس کو تو دیکہتا ہے اُس کے رد کرنے کی طاقت نہین رکہتا ہے اپنے نفس سے کہ اُسے دور و دفع کر دے تو ہم تیرے لیے اطبا طلب کرین اور اس مین ہم اپنے مال خرچ کرین یہانتک کہ تجہ کو اُس سے تندرست بہلا چنگا کر دین کیونکہ بسا اوقات تابع جنون مین کا آدمی پر غالب ہو جاتا ہے تا آنکہ اس سے اُسکا علاج کیا جاتا ہے یا جیسا کہ عتبہ نے آپ سے کہا یہانتک کہ جب عتبہ فارغ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو سنتے رہے فرمایا او ابوالولید کیا تو فارغ ہو چکا یعنے اپنی تقریر سے کہا ہان فرمایا

اب تو مجھ سے سن کہا افعل یعنے مین سنتا ہون فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ
قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرہم فہم لا یسمعون پھر آپ چلے اس سورت مین اور آپ اس کو اس پر پڑہتے
جاتے تھے پس جب عتبہ نے سنا تو اسکے واسطے چپ رہا اور اپنے دونون ہاتھ پس پشت ڈال دیے ان پر ٹیکا لگا کر
آپ سے سنتا رہا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سجدے تک پہونچے تو آپ نے سجدہ کیا پھر فرمایا قد سمعت
یا ابا الولید ما سمعت فانت وذاک یعنے او ابو الولید مقرر تونے سنا جو سنا پھر تو ہے اور یہ ہے پس عتبہ کھڑا ہوا
طرف اپنے اصحاب کے تو بعض نے بعض سے کہا ہم قسم کھاتے ہین اللہ کی کہ البتہ مقرر ابو الولید تمہارے پاس آیا
ہے بغیر اس نیت کے جس کے ساتھہ گیا تھا پھر جب وہ ان کی طرف بیٹھا تو بولے ما وراءک یا ابا الولید یعنے او ابو
الولید تیرے پیچھے کیا خبر ہے کہا میرے پیچھے یہ ہے کہ بیشک مین نے ایسا قول سنا ہے کہ واللہ اس کے مثل کبھی
نہین سنا واللہ نہین ہے وہ سحر اور نہ شعر اور نہ کہانت او گروہ قریش تم میری اطاعت کرو اور اس اطاعت کو
میرے واسطے ٹھیرا دو چھوڑ دو درمیان اس مرد کے اور اس شے کے جس مین وہ ہے یعنے تم اس کے حال سے کچھ
تعرض مت کرو پھر تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ پس قسم ہے اللہ کی البتہ ہوگی واسطے اس کے قول کے جو مین نے
سنا ہے ایک خبر عظیم پس اگر عرب اس کو پہونچے یعنے اس کو مصیبت و ایذا پہونچائی تو مقرر تم اپنے غیر کے
ساتھہ اس کی کفایت کیے گئے اور اگر وہ عرب پر غالب ہوگیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت
تمہاری عزت ہے اور تم سب لوگون سے بڑہ کر اس کے ساتھہ بہرہ مند ہوگے قریش بولے سحرک واللہ یا ابا الولید
بلسانہ قال ہذا رایی فیہ فاصنعوا ما بدا لکم یعنے او ابو الولید اس نے تو اپنی زبان سے تجہ پر جادو مارا عتبہ
نے کہا اس کے حق مین یہ میری رای ہے اب تم کرو جو تم کو سوجھے وَهٰذَا السِّيَاقُ أَشْبَهُ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ وَاللّٰهُ
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ **ف** حٰمٓ منجملہ حروف مقطعات ہے اللہ ہی اپنی مراد کو خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے
اس کے معنے و اعراب پر اور تنزیل کے معنے و ترکیب پر اگلی سورت مین کلام گذر چکا ہے بیان تکرار کی حاجت
نہین ہے زجاج و اخفش نے کہا ہے کہ تنزیل مرفوع بابتدا ہے اور خبر اس کی کتاب فصلت آیاتہ ہے فراء
نے کہا یہ بھی جائز ہے کہ مبتدا محذوف کی خبر ہو یعنے ہذا تنزیل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کتاب بدل ہو تنزیل
سے اور من الرحمن الرحیم متعلق ہو تنزیل سے ان دو وصفون کو خاص کر کے اس لیے ذکر کیا ہے کہ خلق
اس عالم مین مثل بیمارون کے ہے جو کہ محتاج دوا کے ہین اور جن دواؤن کی مریضون کو حاجت ہوتی ہے
اور جن غذاؤن کی طرف تندرست لوگون کو احتیاج ہوتی ہے قرآن شریف ان پر مشتمل ہے تو اتارنا
قرآن کا جو کہ اللہ تعالی کی رحمت و لطف تخلیق سے ناشی ہے عظیم تر نعمت ہوا اللہ کی طرف سے اس عالم پر فرمایا
وہ تنزیل کیا ہے ایک کتاب ہے جس کی آیتین بیان کی گئی ہین جدا جدا تمیز کی گئی ہین باعتبار لفظ و معنی

کے پاس کی آیتین مختلف اسلوب وتفصیل کے کی گئی ہین کہین احکام مذکور ہین کہین تمثلین کہاوتین ہین کسی جگہ
وعظ ونصیحت ہے کبھی عجائب احوال نبات وحیوان وانسان کا ذکر ہورہا ہے کبھی تہذیب اخلاق وریاضت
نفس سمجہائی جاتی ہے کہین گزشتہ امتون کی تاریخ بیان ہورہی ہے صفات تنزیہ وتقدیس کا علیحدہ
ذکر ہورہا ہے کہین غرائب ملکوت وملک کی شرح ہوتی ہے بالجملہ جو کوئی انصاف کرے گا وہ اس بات کو
خوب جان لیگا کہ مبدء وغایت خلق مین کوئی کتاب ایسی نہین ہے جس مین علوم مختلف جمع ہون جیسے کہ قرآن
مین جمع ہین فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَاَحْسَنُ الْخَالِقِينَ **قتادہ** نے کہا فصلت ببیان حلالہ
من حرامہ وطاعتہ من معصیتہ یعنے حلال کو حرام سے خوب کہول کر بیان کردیا ہے اور اپنی طاعت کو اپنی
معصیت سے واضح کرکے بتادیا ہے حضرت حسن رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ وعدو وعید کے ساتھہ یعنے وعدہ و
وعید کا ذکر جدا جدا کیا گیا ہے حضرت سفیان فرماتے ہین ساتھہ ثواب وعقاب کے تفصیل کی گئے ہین
یعنے ثواب وعقاب کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے یہ سب معانی قریب یک دیگر ہین سب پر حمل کرنے سے کوئی
مانع نہین ہے کسی نے فصلت آیاتہ بتخفیف صاد بصیغۂ معروف پڑہا ہے یعنے اس کی آیتون نے
فرق کردیا درمیان حق وباطل کے جملہ فصلت آیاتہ محل رفع مین ہے صفت ہے کتاب کی اور نصب قرآنا
عربیا کا بنابر اختصاص ہے یا بنابر مدح جیسا کہ اخفش نے کہا ہے ای ارید بہذا الکتاب المفصل آیاتہ قرآنا
من صفتہ کیت کیت یعنے ارادہ کرتا ہون مین اس کتاب سے جس کی آیتین تفصیل کی گئی ہین قرآن
کا جو عربی زبان مین ہے یا منصوب ہے بنابر حال اے فصلت آیاتہ حال کونہ قرآنا عربیا یعنے تفصیل کی
گئی ہین اس کی آیتین اس حال مین کہ وہ قرآن ہے عربی زبان کا کسی نے کہا بنابر مصدریت ہے اے
یقرأوہ قرآنا یعنے پڑہتے ہین اس کتاب کو پڑہنے کر کسی نے کہا دوسرا مفعول ہے فصلت کا کسی نے کہا
کہ فعل محذوف کا معمول ہے جس پر فصلت دال ہے اے فصلناہ قرآنا عربیا یعنے تفصیل کی ہم نے اس
کتاب کی آیتون کی قرآن عربی کرکے لِقَوۡمٍ يَعۡلَمُونَ یعنے واسطے ایک قوم کے جو اس کے معانی کو جانتے
اور سمجھتے ہین اور وہ عربی زبان والے ہین خاص کرکے ان کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اس کو بلا واسطہ سمجھتے
ہین کیونکہ قرآن ان کی زبان مین ہے ان کے غیر اسے نہین سمجھ سکتے مگر ان کے واسطہ سے ضحاک نے
کہا واسطے اس قوم کے جو یہ جانتے ہین کہ قرآن اللہ کے پاس سے اتارا ہوا ہے مجاہد نے کہا جو یہ جانتے ہین کہ
وہ ایک معبود ہے توریت وانجیل مین حرف لام متعلق ہے محذوف سے جو کہ دوسری صفت ہے قرآن کی
اے قرآنا عربیا کائنا لقوم یا متعلق ہے فصلت سے یعنے اس کی آیتین تفصیل وبیان کی گئی ہین واسطے
لوگون کے جو ان کو جانتے ہین مراد عرب ہین کیونکہ وہ ان سے نفع لینے والے ہین بسبب عربی زبان ہونے

کے گو وہ فی نفسہ مفصل ہین واسطے سب لوگون کے لیکن قول اول اولےٰ ہے اور اسی طرح بشیرا و نذیرا بھی قرآن کی
اور وصفتین ہین یا حال ہین کتاب کے یعنے خوشخبری سنانے والا ہے واسطے دوستون اللہ تعالےٰ کے اور ڈرانے
والا ہے اس کے دشمنون کو نافع نے بشیر و نذیر برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ کتاب کی صفت ہین یا مبتدا سے محذوف کی
خبر ہین فاعرض اکثرھم مراد اکثر سے اس جگہ کفار ہین یعنے سو اعراض کیا کفار نے اس قرآن سے جو
پردہ کتاب مشتمل تھی فھم لا یسمعون یعنے پھر وہ سنتے نہین ہین ایسا سننا جس سے نفع لین کیونکہ انہون نے
تو اس سے اعراض کیا ہے اور کہا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ اکنہ جمع ہے کنان کی کنان بمعنے
غطا و پردہ ہے کنانہ ترکش کو کہتے ہین جس مین تیر رکھتے ہین مجاہد نے کہا کنان قلب کے واسطے ایسا
ہے جیسے جعبہ ہوتا ہے واسطے تیرون کے یعنے ترکش اس کا بیان سورۂ بقرہ مین گزر چکا ہے معنے یہ ہین کہ
ہمارے دل پردون غلافون مین ہین اس توحید سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے سو وہ نہین سمجھتے ہین اس
بات کو جو تو کہتا ہے اور نہ اُن تک تیری بات پہنچتی ہے وفی اذاننا وقر اصل وقر کی ثقل و گرانی ہے طلحہ بن
مصرف نے بکسر واو اور کسی نے بفتح واو و قاف پڑھا ہے یعنے اور ہمارے کانون مین بوجھ یعنے بہراپن ہے
وہ ہم کو تیری بات کے سننے سے روکتا ہے ومن بیننا وبینک حجاب یعنے اور درمیان ہمارے اور تیرے
پردہ ہے کلمہ من ابتداے غایت کا ہے معنے یہ ہین کہ پردہ کی ابتدا ہوئی ہے ہم سے اور ابتدا ہوئی ہے تجھ
سے پس وہ مسافت جو متوسط ہے درمیان ہماری جہت کے اور تیری جہت کے وہ پوری بھر دی گئی ہے
پردے سے اس مین کچھ فراغ و خلو نہین ہے اور اگر بیننا و بینک حجاب کہا جاتا اور لفظ من نہ آتا تو یہ معنے ہوتے
کہ دو نو جہتون کے وسط مین حجاب حاصل ہے حالانکہ مقصود مبالغہ ہے تباین مفرط مین سو اس لیے لفظ من
لایا گیا یہ سب تمثیلین ہین اُس کی کہ ان کے دل حق کے ادراک و قبول و اعتقاد کرنے سے دور پڑے ہوئے
ہین گویا غلافون پردون مین ہین جو کہ حق کے نفوذ سے روکتے ہین کہ ان کے دلون مین نفوذ کرے اور اس کی
کہ اُن کے کان حق کو پھینکتے ہین گویا اُن کے کانون مین اُس سے بہراپن ہے اور اس کی کہ دونون مذہبون اور
دینون مین دوری ہے اور درمیان ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو اصلت ممتنع ہے گویا
درمیان ان کے اور جس پردہ مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جس پر آپ ہین ایک نہایت ساتر
پردہ اور بغایت مانع روک ہے پہاڑ کی یا مثل اُس کے اور کسی شے کے سو کسی طرح نہ ایک دوسرے سے مل سکتا
ہے نہ دیکھ سکتا ہے سارے سخت حجاب کے جب باہم اس قسم کی منافرت ہے ترفاعمل اننا عاملون یعنے تو اپنے
دین پر چلتا رہ مراد توحید ہے ہم اپنے دین پر چلتے رہین مراد شرک ہے کلبی نے کہا تو عمل کر ہمارے ہلاک مین
کیونکہ ہم عمل کرنے والے ہین تیرے ہلاک مین مقاتل نے کہا تو عمل کر اپنے معبود کے واسطے جس نے تجھے

بھیجا ہے کیونکہ ہم عمل کرتے ہین واسطے اپنے معبودون کے جن کو ہم پوجتے ہین کسی نے کہا کہ عمل کر واسطے اپنی آخرت کے ہم عمل کرنے والے ہین واسطے ہماری دنیا کے یا تو عمل کر ہمارے کام کے باطل کرنے مین ہم عمل کرتے ہین تیرے امر کے باطل کرنے مین کذا فی فتح البیان پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کی اس بات کا جواب دین پس ارشاد فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ تو کہہ مین بھی آدمی ہون جیسے تم حکم آیا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے شریک والون کو جو نہین دیتے زکوۃ اور وہ آخرت سے منکر ہین البتہ جو لقین لائے اور کیے بھلے کام ان کو نیگ ملتا ہے جو بس نہو **ف** بعضے کہتے ہین یہان زکوۃ سے مراد کلمہ کہنا ہے زکوۃ کے معنے ستھرائی انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان مکذبین مشرکین سے کہدے کہ مین بھی ایک آدمی ہون مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف میری اس بات کی کہ تمہارا معبود جو ہے سو ایک معبود ہے نہ جس طرح کہ تم اصنام و انداد و ارباب متفرق کو پوجتے ہو اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ سو تم اخلاص کرو واسطے اس کے عبادت کا اُس طرز پر جس کا تم کو امر کیا ہے رسولون کی زبان پر اور مغفرت مانگو اُس سے واسطے اگلے گناہون کے وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ یعنے دمار و ہلاک ہے واسطے مشرکون کے اَلَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ ہے یعنے وہ جو گواہی نہین دیتے ہین اس بات کی کہ لآ الٰہ الا اللہ یعنے نہین ہے معبود مگر اللہ اسی طرح عکرمہ نے بھی کہا ہے یہ مثل اس آیت کے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور مثل اس کریمہ کے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى وکقولہ تعالی هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى مراد زکوۃ سے اس جگہہ طہارت نفس کی ہے رذیل اخلاق سے اور اس سے بڑھکر مہم طہارت نفس کی ہے شرک سے زکوۃ مال کا نام جو زکوۃ رکہا سو اسی لیے کہ وہ پاک کرتی ہے اس کو حرام سے اور سبب ہوتی ہے اس کی زیادت و برکت و کثرت نفع کی اور باعث ہوتی ہے توفیق کی کہ طاعتون مین اس مال کو برتین معاویہ بن قرہ نے کہا کہ مشرکین اہل زکوۃ مین سے نہین ہین یعنے تا آنکہ زکوۃ نہ دینے پر اُن کو توبیخ کی جاے مطلب یہ ہے کہ زکوۃ سے مراد طہارت نفس ہے شرک و معاصی سے **سدی** نے کہا لا یؤتون الزکوۃ اے لا یؤدون الزکوۃ یعنے زکوۃ سے مراد زکوۃ اموال ہے **قتادہ** نے کہا یمنعون زکوۃ اموالہم نزدیک بہت سے مفسرون کے قول ظاہر یہی ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اس مین نظر ہے

ع ۸ / ۱۴

اس لیے کہ زکوۃ جو واجب ہوئی ہے سو سنہ ہجری ہی بنا بر اس قول کے جس کو بہت لوگون نے ذکر کیا ہے اور یہہ آیت مکی
ہے یعنے پہر قبل وجوب زکوۃ اس کے نہ دینے پر کیونکر توبیخ ہو سکتی ہے اور توبیخ بہی مشرکون کو جو کہ اہل زکوۃ نہین
ہین اللہم مگر یون کہین کہ یہہ بات بعید نہین ہے کہ اصل صدقہ و زکوۃ ابتدا سے بعثت مین واجب ہو کما قال اللہ
تعالی وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ اب رہی وہ زکوۃ جو بنصاب مقدار معین والی ہے سو اس کا امر مدینہ منورہ مین
بیان کیا گیا اور یہہ تاویل جمع بین القولین ہو جاے جس طرح کہ ابتدا سے بعثت مین اصل نماز قبل طلوع و قبل غروب
شمس واجب تہی پہر جب ہجرت سے ڈیڑہ برس پہلے شب معراج ہوئی تو اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر پانچون نمازین فرض فرمائین اور بعد اس کے شروط و ارکان و متعلقات نماز کی ذرا ذرا کر کے تفصیل کی واللہ
اعلم پہر اللہ عز و جل نے بعد اس کے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ مجاہد وغیرہ نے کہا کہ غیر ممنون کے معنے ہین غیر
منقطع و غیر محسوب یعنے ان کے واسطے ایسا اجر ہے کہ کبہی قطع نہ ہوگا کما قال تعالی مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا و
قال تعالی عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ اور سدی نے کہا غیر ممنون علیہم یعنے ایسا اجر کہ اس کی ان پر منت نہین رکہی
جائیگی اس تفسیر کو بعض ائمہ نے سدی پر رد کیا ہے وجہ رد کی یہ ہے کہ منت واسطے اللہ تعالی کے ہے اہل جنت پر
اللہ پاک نے فرمایا ہے بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ اور اہل جنت نے کہا ہے فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا
وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ
وَفَضْلٍ انتہی کاتب حروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ جس طرح ممنون کے اور معانی ہین اسی طرح سدی کے بہی
معنے ہین قابل رد نہین ہین اس لیے کہ لغت کے خلاف نہین ہین نہ مخالف ضروریات دین ہین کہ ان کا رد ضروری
ہو بلکہ اگر ذرا غور سے دیکہو تو اس مین ایک عجیب لطف ہے وہ یہہ ہے کہ انفوس شریفہ جن کی جبلت مین عار و
ننگ رکہا گیا ہے ان کے نزدیک احسان جتانے سے بڑہ کر کوئی چیز ناگوار نہین ہو بلکہ اس کو قتل سے بہی بڑہ کر سمجہتے
ہین خصوصا حضرات عرب عربا کہ سب قومون سے زیادہ تر اس صفت کے ساتہہ ممتاز ہین چنانچہ ان کے وقائع اس کے
شاہد عدل ہین اس لیے جب آخرت کے ثواب کا ذکر کیا تو فرمایا کہ باوجود اس کی کثرت و بقا و خوبی کے اس کا یہہ صفت
ہے کہ اس کی منت نہ رکہی جائے گی جس منت کو تم قتل سے بڑہ کر سمجہتے ہو چونکہ یہ آیت مکی ہے اور شروع بعثت
کا زمانہ ہے اس وقت کے مناسب اسی قسم کی بات ہے لکل مقام مقال اگر یہہ کہو کہ اجر تو مزدوری کے معنے مین
ہے جو کہ کسی کام کے مقابلے مین ہوتی ہے اس مین منت کا کیا کام ہے کام کیا نکالا پہر غیر ممنون کا کیا فائدہ
ہے تو ہم کہین گے کہ دنیا مین بادشاہ اگر کسی کو کسی کام کے مقابلے مین کچہہ مزدوری زیادہ دیتے ہین تو اس
کی منت رکہتے ہین اس لیے فرمایا کہ وہان کا یہ اجر ہے اور منت کا ذکر نہین جس سے تم کو نفرت ہے اور اسی
لیے اللہ پاک نے قرآن شریف مین اکثر جگہہ جنت کو اعمال کا اجر ٹہیرایا ہے چنانچہ فرمایا ہے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي

اُورِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور مزدوری کی کچھ منت نہین ہوتی ہے اسی لیے نفوس شریفہ کے نزدیک کام کرکے
اجرت لینا زیادہ تر پسندیدہ ہے مفت لینے سے منت رکھنا احسان جتانا ایک سخت گناہ ہے اللہ پاک نے اس کو
حرام کیا ہے اس مین وعید شدید وارد ہوئی ہے یہ تحریم منت کے باہم بندون کے ہے کہ احسان کرکے جتائین
نہین کیونکہ احسان تو الٹا باطل ہوا اور وعید کا ہار گلے مین پڑا اور جس پر احسان کیا تھا اس کو رنجیدہ کیا
رہا اللہ پاک کا منت رکھنا سو وہ مالک ہے جو چاہے کرے اور حقیقت مین اس کا تو نرا تفضل وکرم ورحم ہے
بندہ اس کے ملک دنیا وآخرت اس کے اعمال کا خالق وہی جو کچھ ہے سب اسی کا ہے منت رکھنے کی اسے کیا
ضرورت لیکن چونکہ بندے اس کے احسانون نعمتون سے بےخبر اور ان کے سمجھنے سے قاصر مین اس لیے
اپنی نعمتین انواع واقسام کی شمار کرکے بتادین تاکہ ان کو سمجھ کر شکر کرین اور اپنے خالق ومالک کو پوجین
کسی کو اس کا شریک نہ کرین یہ منت رکھنا ان کے نفع کے واسطے ہے چنانچہ بعض اعرابی لوگ آکر مسلمان
ہوئے اور اپنی نادانی سے مسلمان ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منت رکھنے لگے تو ان کے سمجھانے
کو فرمایا لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ہدٰکم للایمان یعنے یہ کیا بےسمجھی کی بات کرتے ہو کہ اپنے
مسلمان ہونے کی منت جتاتے ہو ہوش مین آؤ سمجھو تو تم ہو کس کی ملک اللہ کے بندے ہو اس نے تم کو اسلام
کی راہ بتائی وہ تم پر منت رکھتا ہے ان کے سمجھانے کو اپنے تفضل ورحم کو بپیرایہ منت مین ادا کیا جنت
والون نے جو یون کہا فمن اللہ علینا سو اس لیے کہ جب جنت مین پہونچے اور نعمت عظیم دیکھی تو آنکھین کھلین
اپنے اعمال کو اس نعیم دائم کے مقابلے مین حقیر سمجھے اور بغایت خوش ہوئے تو بولے کہ ہمارے اعمال تو اس
قابل نہ تھے کہ ایسی جزا اسکے صرف اللہ کا تفضل واحسان ہے جو اس نے ہم پر کیا اور یہ نعمت دی اور آگ سے بچایا
اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے الا ان یتغمدنی اللہ برحمۃ منہ وفضل چونکہ یہ مقام تخویف کا
تھا اور یہ بیان کرنا منظور تھا کہ جنت محض اللہ پاک کی رحمت وفضل سے ملتی ہے اپنے اعمال پر بھروسا کر بیٹھنا
ٹھیک نہین ہے اس لیے خود حضور نے باوجود علو مرتبہ کے اپنے آپ کو بھی اس مین شریک فرمادیا واللہ سبحانہ
اعلم **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ مین جو ہون سو مثل ایک شخص کے ہون تم سے اگر وحی نہ ہوتی اور
اس جنس سے نہین ہون جو تمہارے مشاہدہ ہو تا آنکہ تمہارے دل غلافون مین ہون اس شے کے سمجھنے سے جس کی
طرف مین تم کو بلاتا ہون اور تمہارے کانون مین بوجھ ہو اور میرے تمہارے بیچ مین پردہ ہو اور مین نے تم کو اس
شے کی طرف نہین بلایا ہے جو مخالف عقل ہو مین نے تو تم کو توحید کی طرف بلایا ہے کسی نے کہا معنے یہ ہین
مین اس پر قادر نہین ہون کہ زبردستی تم کو ایمان لانے پر آمادہ کردون کیونکہ مین تو ایک آدمی ہون تم جیسا مجھ کو
تم سے کسی طرح کا امتیاز نہین ہے مگر اتنا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے توحید کی اور اس کے امر کرنے کی سو

مجہ پر صرف پہونچا دینا ہے پہر اگر تم نے مانا تو راہ پاؤ گے اور اگر نہ مانا تو ہلاک ہوگے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مین کوئی فرشتہ نہین کہ دیکہا نہ جاؤن مین تو صرف آدمی ہون تمہارا ایسا اور میری طرف وحی کی گئی سو تمہارے سو مین بسبب وحی کے نبی ہو گیا ہون اور تم پر میری پیروی واجب ہو گئی ہے حضرت حسن نے اس آیت کریمہ مین یون فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیفیت تواضع کی تعلیم فرمائی ہے کہ تواضع کیونکر کرین جمہور نے یوحی بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور اعمش ونخعی نے بصیغہ معروف فاعل اللہ پاک ہے یعنے یوحی اللہ الی فاستقیموا الیہ الذین تعدیت بالی اس لیے ہوئی ہے کہ فاستقیموا کو متضمن ہے معنی یہ ہین کہ تم متوجہ کرو اپنی استقامت کو طرف ایک معبود کے ساتہ ایمان وطاعت کی اور مائل مت ہو اس کی راہ سے اور مغفرت مانگو اس سے ان گناہون کی اور شرک کی جو تم سے ہو گیا ہے اور اس بد عقیدہ وعمل کی جس پر تم ہو پہر مشرکون کو تہدید کی اور وعید سنائی وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ یعنے خرابی وہلاکی ہے مشرکون کی پہر ان کا یہ وصف بیان کیا اَلَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ یعنے وہ جو منع کرتے ہین زکوۃ کو اور نہین نکالتے ہین اس کو طرف فقرا کی حضرت حسن وقتادہ نے کہا کہ اقرار نہین کرتے ہین اس کے وجوب کا اور کہا جاتا تہا کہ زکوۃ پل ہے اسلام کا پس جس شخص نے اس کو قطع کیا تو اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچہے رہا تو وہ ہلاک ہوا ضحاک ومقاتل نے کہا کہ صدقہ نہین دیتے ہین اور خرچ نہین کرتے ہین طاعت مین حضرت ابن عباسؓ کا قول اول گزر چکا ہے کہ گواہی نہین دیتے ہین لا الہ الا اللہ کی اس لیے کہ یہ زکوۃ وتطہیر ہے نفوس کی مجاہد نے کہا لا یزکون اعمالہم یعنے تزکیہ نہین کرتے ہین اپنے اعمال کا فرا نے کہا مشرکین خرچ کرتے تہے نفقات کو اور پلاتے کہلاتے تہے حاجیون کو پہر انہون نے اس کو حرام کر دیا اس شخص پر جو ایمان لایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو ان کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ معطوف ہے لا یؤتون الزکوۃ پر اور داخل ہے اس کے ساتہ صلہ کے تحت مین ضمیر فصل کا لانا لقصد حصر ہے یعنے اور وہی ہین آخرت کے منکر وجاحد منع زکوۃ جو کفر بالآخرہ کے قرین کیا گیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ سب سے زیادہ محبوب انسان کو اپنا مال ہے اور وہ اس کی روح کا شقیق ہے سو جب ایسی محبوب تر شئے کو اللہ کی راہ مین خرچ کیا تو یہ قوی تر دلیل ہوئی اس کے استقامت وثبات وصدق نیت وخلوص طویت پر دیکہو یہ مال ایسی محبوب شئے ہے کہ مؤلفۃ القلوب لوگ جو مائل کیے گئے سو یہی ذرا سی دنیا دیکر پہر ان کی عصبیت بہاگ گئی اور ان کی طبیعت نرم پڑ گئی بنی حنیفہ جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہو گیے سو بسبب اسی منع زکوۃ کے پہر ان کے واسطے لڑائیون کے جہنڈے بندہے اور ان سے جہاد کیا گیا اس مین مومنین کو آمادہ کرنا ہے اداے زکوۃ پر اور سخت ڈرانا ہے اس کے منع سے اس لیے کہ منع زکوۃ مشرکین کے اوصاف سے ٹہرایا گیا

اور کفر بالآخرہ کے ساتھ قرین کیا گیا بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو کہ مشرکین جاہلین کے واسطے وعید وتحذیر تھی تو اب وہ شی بیان کی جو کہ اُن کی اضداد کے واسطے وعدہ وتبشیر ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ یعنے بیشک جو ایمان لائے اور بھلے کام کیے انکے واسطے اجر غیر ممنون ہے کہ کبھی ان سے قطع نہ کیا جائیگا ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کلام عرب مین مَن بمعنی قطع ہے جب تم رسی کو قطع کر ڈالو تو یون کہو گے کہ مننت الحبل قطرب نے کہا کہ ممنون بمعنے منقوص ہے یعنے ایسا اجر ہے کہ کم نہ کیا جائیگا حضرت ابن عباس سے یہی معنے مروی ہین جوہری نے بھی مَن کے معنے قطع ونقص کے ذکر کیے ہین مجاہد نے کہا غیر محسوب یعنی ایسا اجر کہ حساب نہ کیا جائیگا کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اس کی ان پر منت نہ رکھی جائے گی کیونکہ منت جو رکھی جاتی ہے سو اس عطا کی جو بطور تفضل دی جائی اور اجر و ضروری تو حق ہے اس کا ادا کرنا ضرور ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس قول کو سدی کی طرف منسوب کیا تھا اور بیان سدی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ نازل ہوئی ہے حق مین بیمارون اپاہج لوگون کے جو بوڑھے ہون کے جس وقت کہ وہ طاعت سے ضعیف ہو جائین تو اُن کے لیے وہ اجر لکھا جائے گا جیسا وہ صحت مین عمل کرتے تھے اور لکھا جاتا تھا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکون کو توبیخ وزجر کرین پس ارشاد فرمایا قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ تو کہہ تم منکر ہو اس سے جس نے بنائی زمین دو دن مین اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ اورون کو وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس مین بوجھ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھیرائین اس مین خوراکین اس کی چار دن مین پورا ہوا پوچھنے والون کو پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دہوان ہو رہا تھا پھر کہا اس کو اور زمین کو آؤ تم دونون خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھیرائے وہ سات آسمان دو دن مین اور اُتارا ہر آسمان مین حکم اُس کا اور رونق دی ہم نے ورلے آسمان کو چراغون سے اور نگہبانی یہ سادھا ہے زبردست خبردار کا ف۱ اس کی خوراک یعنے اہل زمین کی پورا ہوا یعنے جواب پورا ہوا ف۲ دو دن مین زمین بنائی اور دو دن مین پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے یہ آسمان سارا ایک تھا دہوان سا اس کو بانٹ کر سات کیے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھیرایا پھر آسمان نے مینہ کو بلایا خوشی سے آؤ یا زور سے یعنے ارادہ کیا اُن دونون کے ملاپ سے دنیا بسا دی اپنی طبیعت سے ملین

تو اور زور سے ملین تو وہ دونو آسانے طبیعت سو آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو وہ بادین اٹھین دن سے گرد اور غبار اور پرندی ہی پانی ہو کر برسی چار عنصر زمین پر جمع ہون مخلوقات پیدا ہون اور پہلے زمین ین کہی تہین خوسا کین یعنے اس مین قابلیت تہی ان چیزون کے نکلنے کی اور ہر آسمان کا حکم پیدا یہ رب کو معلوم ہے کہ وہان کون خلق بستی ہین ان کا کیا اسلوب ہے اتنی زمین مین ہزار ہا ہزار کارخانے ہین اس قدر آسمان کب خالی پڑے ہونگو انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ انکار ہے طرف سے اللہ تعالے کے مشرکون پر جنہون نے اسکے ساتھ پوجا اس کے غیر کو حالانکہ وہ خالق ہے ہر شے کا قاہر ہے ہر شے کا قدرت رکہنے والا ہے ہر شے پر پس فرمایا کیا بیشک تم البتہ منکر ہوتے ہو اس ذات سے جس نے زمین بنائی دو دن مین اور ٹہیراتے ہو واسطے اسکے انداد یعنے نظیر و مثل جن کو تم اس کے ساتھ پوجتے ہو ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے یہ پیدا کرنے والا اشیا کا وہی رب ہے سارے جہان کا اس جگہہ تفصیل ہے اس آیت کی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ایں بیان تفصیل فرمائی ہے اس شے کی جو زمین کے ساتھ خاص ہے اس شے سے جو آسمان کے ساتھ خاص ہے جو چیزین ان مین ہر ایک کے ساتھ مخصوص ہے اسکو جدا بیان کیا ہے سو ذکر فرمایا کہ اول تو زمین بنائی اس لئے کہ وہ مثل اساس و بنیاد کے ہے اور اصل یہ ہے کہ اساس سے ابتدا کی جاتی ہے پہر بعد اس کے چہت بنائی جاتی ہے کما قال تعالی هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الآیہ اب رہی یہ آیت ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ اس آیت مین یہ ہے کہ پہیلانا زمین کا بعد خلق آسمان کے تہا سو دحو کی تفسیر اس قول سے کی گئی ہے کہ اخرج منہا ماءہا ومرعاہا اور یہ سب بعد خلق آسمان کے ہوا ہے رہی خلق زمین کی سو قبل خلق آسمان کے ہے یہ بات نص سے معلوم ہے اور حضرت ابن عباس نے یہی جواب دیا ہے جس طرح کہ بخاری نے اپنی صحیح مین بذیل تفسیر این آیۃ سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مین قرآن مین کئی چیزین پاتا ہون کہ وہ مجہ پر مختلف ہوتی ہین کہا فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ یعنے اول سوال کی نفی ہے اور دوسری مین اثبات ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اول مین کتمان کی نفی ہے اور اس آیت مین کتمان کیا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا الآیۃ اس مین خلق سما کو قبل خلق ارض کے ذکر کیا ہے پہر یون فرمایا ہے قل ائنکم الآیہ اس مین خلق ارض قبل خلق سما مذکور ہے کہا وکان اللہ غفورا رحیما عزیزا حکیما سمیعا بصیرا فکانہ قد کان ثم مضے یعنے ان اوصاف مین ماضی کا صیغہ مذکور ہے تو گویا تہا پہر گذر گیا اب نہین ہے پس حضرت ابن عباس نے فرمایا فلا انساب

بنیم الآیہ نفخہ اولی مین ہے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ پہر
اس وقت انساب نہ ہونگے درمیان ان کے اور نہ باہم سوال کرینگے پہر آخر نفخے مین بعض بعض پر متوجہ ہون گے باہم
سوال کرینگے اور رہا یہ قول ما کنا مشرکین ولا یکتمون اللہ حدیثا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے بخش دیگا واسطے
اہل اخلاص کے گناہ اون کے تو مشرکین کہین گے آؤ جی ہم بہی کہین کہ ہم مشرک نہ تہے پس مہر کردی جائے گی ان کے
منہ پر تو ان کے ہاتہہ بولین گے پس اس وقت پہچانی جائے گی یہ بات کہ اللہ سے کوئی بات چہپائی نہین جاتی پہر
اور اس وقت يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا اور پیدا
کیا زمین کو دو دن مین پہر پیدا کیا آسمان کو پہر چڑہا طرف آسمان کے تو ٹہیک کیا ان کو اور دو دن مین پہر بچہایا
زمین کو اور اس کا بچہانا یہ ہے کہ نکالا اس سے پانی اور چارہ اور پیدا کیا پہاڑون کو اور ریت اور جماد کو اور ٹیلون
کو اور پیدا کیا اس شے کو جو ان کے درمیان مین ہے اور دو دن مین پس یہ معنے ہین قولہ تعالی دحاہا کے اور یہ
قول اللہ تعالی کا خلق الارض فی یومین سو پیدا کی گئی زمین اور جو شے اس مین ہے چار دن مین اور پیدا کیے
گئے آسمان دو دن مین حاصل یہ ہوا کہ خلق نفس زمین کی قبل خلق آسمان کے ہے اور دحو اس کا بعد خلق آسمان کے

ہے وکان اللہ غفورا رحیما سمی نفسہ بذلک وذلک قولہ ای لم یزل کذلک فان اللہ تعالی لم یرد شیئا الا اصاب
بہ الذی اراد یعنے اللہ تعالے نے غفور رحیم ہونے کے ساتہہ اپنا نام رکہا اور یہ نام رکہنا گزر گیا کیونکہ تعلق منقطع
ہوا اور یہ جو غفوریۃ ورحیمیۃ کا کہا سو اس کے یہ معنے ہین کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی رہتا ہے منقطع نہین ہوتا ہے کیونکہ
جس وقت اللہ پاک نے مغفرت ورحمت کا یا ان کے سوا اور کسی شے کا ارادہ کیا حال مین یا استقبال مین تو اس کی
مراد کا وقوع قطعا ضروری ہے فَلَا يَخْتَلِفَنَّ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَاِنَّ كُلًّا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یعنے اب میرے
جواب دینے کے پہر ہرگز قرآن تجہ پر مختلف نہ ہو اس لیے کہ سب کا سب اللہ کے پاس سے ہے اور اگر غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو
اس مین بہت کچہ اختلاف پایا جاتا۔ غرض کہ اس شخص نے چار سوال کیے تہے سو حضرت ابن عباس نے چارون کا جواب
شافی دیا اول کا حاصل یہ ہے کہ تساءل بعد دوسرے نفخے کے ہے اور عدم تساءل قبل اس کے ہے دوسرے کا یہ ہے کہ کتمان
قبل نطق جوارح کے ہے اور عدم کتمان بعد اس کے ہے تیسرے کا یہ ہے کہ خلق نفس ارض قبل خلق سما ہے اور دحو ارض
بعد خلق سما ہے اور چوتہے کا وہی حال ہے جو مذکور ہوا قَالَ الْبُخَارِيُّ حَدَّثَنِيْهِ يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو وَالْحَدِيْثَ زمین کی پیدائش کے دو دن
سے مراد روز یکشنبہ ودوشنبہ ہے زمین مین برکت رکہنے کے یہ معنے ہین کہ اس کو مبارک کیا قابل خیر کے اور بیج بونے
کے اور درخت لگانے کے بنایا اقوات سے مراد وہ شے ہے جس کی طرف زمین والے محتاج ہین یعنے اس مین ان کی
روزیان ٹہیرائین اور وہ جگہین بنائین جن مین کہیتیان کی جاتی ہین اور درخت لگائے جاتے ہین یہ سب کام دو

دن میں کیے یعنے سہ شنبہ و چہارشنبہ پس یہ دودن مع اول و دو دنوں کے چار ہوئے اسی لیے یوں فرمایا فِیۡۤ اَرۡبَعَۃِ اَیَّامٍ
سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ یعنے پوری چار دن میں واسطے ان لوگوں کے جو کہ جاننے کے لیے اس کے پوچھنے کا ارادہ کریں۔
عکرمہ و مجاہد نے تقدیر اقوات کی تفسیر میں کہا ہے جعل فی کل ارض ما لا یصلح فی غیرھا ومنہ العصب الیمنی والسابوری
ابسابوری والطیالسۃ بالری یعنے ہر زمین میں وہ شے رکھی جو اس کے غیر میں صلاحیت نہیں رکھتی ہے منجملہ اس کے یہ ہے
کہ یمن کی چادریں یمن میں اور سابوری چادریں سابور میں اور طیلسان ملک رے میں بنتی ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر ملک
میں بعض اشیا کھانے پینے پہننے کی مخصوص ہوتی ہیں وہ وہیں ملتی ہیں دوسری جگہ میسر نہیں آتیں حضرت
ابن عباس و قتادہ و سدی نے سواء للسائلین کی تفسیر میں کہا ہے ای لمن اراد السوال عن ذلک ابن زید نے
کہا معنے یہ ہیں اور مقدر کیے اس میں اقوات اس کے برابر واسطے سائلین کے یعنے اس شخص کی مراد کے موافق
جس کو کسی رزق کی حاجت ہو یا کسی اور ضرورت کی شے کی احتیاج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے وہی
شے مقدر کی ہے جس کی طرف وہ محتاج ہے یہ قول اس کے مشابہ ہے جو اس آیت میں ذکر کیا ہے وَاٰتٰىكُمۡ مِّنۡ كُلِّ
مَا سَاَلۡتُمُوۡهُ واللہ اعلم قولہ تعالیٰ ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ مراد دخان سے پانی کا بخار ہے جو اس سے اٹھنے والا
تھا جب کہ زمین پیدا کی گئی تو اس سے اور زمین سے کہا آؤ خوشی سے یا زور سے یعنے میرے حکم کو مانو اور میرے فعل
کا اثر قبول کرو خوش ہو کر یا ناخوش ہو کر ثوری نے بسند خود حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر میں روایت کیا
ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں سے کہا کہ تم طلوع کرو میرے سورج اور چاند اور تاروں کو اور زمین سے
فرمایا چیر اپنی نہریں اور نکال اپنے میوے تو دونوں بولے ہم آئے خوش ہو کر ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس
قول کو اختیار کیا ہے ایک معنے اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ کے یہ ہیں ملکہ ہم تیرا حکم مانتے ہیں مطیع ہو کر ساتھ اس شے
کے جو ہم میں ہے اس قسم سے جس کے پیدا کرنے کا تو ارادہ کرتا ہے ملائکہ و جن و انس سب کے سب تیرے مطیع
ہو کر ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے اس کو حکایت کیا ہے ابن جریر نے کہا وقیل تنزیلا لہن معاملۃ من یعقل
بکلامہما مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین تو جماد ہیں ان سے بات کرنا اور ان کا جواب دینا کیسا سو کسی نے کہا
کہ ان کو قائم مقام عقلا کے ٹھیرایا پھر ان کے کلام کے ساتھ عقلا کا معاملہ کیا یعنے جس طرح عقلا سے بات کرتے
ہیں اور وہ بات کا جواب دیتے ہیں اسی طرح انکے ساتھ برتاؤ کیا کسی نے کہا کہ یہ بولنے والا زمین سے تو جائے
کعبہ ہے اور آسمان میں سے وہ قطعہ ہے جو کہ جائے کعبہ کے مقابلے میں ہے واللہ سبحانہ اعلم حضرت حسن بصری
نے کہا اگر آسمان و زمین انکار کرتے اللہ پر اس کے حکم کو تو البتہ وہ ان کو ایسا عذاب کرتا کہ وہ اس کے درد کو پاتے
رواہ ابن ابی حاتم قولہ تعالیٰ فَقَضٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ یعنے پھر جب فارغ ہوا ان کے سات آسمان
بنانے سے اور دو دن میں یعنے روز پنجشنبہ و جمعہ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا یعنے اور مرتب کیا دراں حال کہ مقرر

کرنے والا تھا ہر آسمان مین اس شے کو جس کیطرف اس کو حاجت ہوتی ہے یعنے فرشتے اور وہ چیزین جو اس مین ہین جن کو سوا اللہ پاک کے اور کوئی نہین جانتا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ اور رونق دی ہمنے ورلے آسمان کو چراغون سے مراد وہ تارے ہین جو چمکتے و دمکتے ہین زمین پر وَحِفْظًا یعنے اور حراست و نگہبانی کرنے واسطے شیاطین سے کہ بیٹھ ملا اعلیٰ کی طرف کان لگائین ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ یعنے یہ سب کارخانہ ساد رہا ہے ایسی ذات کا جسنے ہر شئے کو مقہور و مغلوب کیا ہے ایسے دانا کا جو کہ اپنی مخلوقات کی ساری حرکات و سکنات کو خوب جانتا ہے ابن جریر نے عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ یہودی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ سے آسمان و زمین کی پیدایش کا پوچھا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اتوار اور پیر کو زمین پیدا کی اور پہاڑ منگل کے دن بنائے اور جو کچھ ان مین منافع ہین اور بدھ کے دن درخت اور پانی اور شہر اور آبادی و ویرانی بنائی یہ چار دن ہوئے قُلْ أَئِنَّكُمْ تا لِلسَّائِلِينَ یعنے واسطے اسکے جو اس کا سوال کرے اور پنجشنبہ کے دن آسمان بنایا اور جمعے کے دن تارے سورج چاند فرشتے پیدا کیے تین ساعت تک جو جمعے سے باقی رہین اور دوسری ساعت مین آفت ڈالی ہر شے پر منجملہ اُن چیزون کے جن سے لوگ نفع لیتے ہین اور تیسری ساعت مین آدم کو اور انکو جنت مین لبایا اور ابلیس کو ان کے واسطے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور آخر ساعت مین اُن کو اس سے نکالا پھر یہود بولے ثُمَّ مَاذَا يَا مُحَمَّدُ یعنے اے محمد اس کے بعد کیا ہوا آپنے فرمایا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ کہا مقرر تو نے ٹھیک کہا اگر تو پورا کرتا کہا ثُمَّ اسْتَرَاحَ یعنے راحت لی اس پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سخت خفا ہوئے پھر یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ هَٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ غَرَابَةٌ رہی حدیث ابن جریج کی بسندہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا کہ اللہ نے مٹی پیدا کی شنبہ کے دن اور اس مین پہاڑ پیدا کیے یکشنبہ کو اور درخت پیدا کیے دوشنبہ کو اور مکروہ پیدا کیا منگل کے دن اور نور پیدا کیا بدھ کے دن اور پھیلائے اس مین جانور پنجشنبہ کے دن اور پیدا کیا آدم کو بعد عصر کے جمعے کے دن آخر خلق مین آخر ساعت مین ساعات روز جمعہ سے مابین عصر کے رات تک فَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ فِي كِتَابَيْهِمَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهِ وَهُوَ مِنْ غَرَائِبِ الصَّحِيحِ وَقَدْ عَلَّلَهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ فَقَالَ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَهُوَ الْأَصَحُّ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے أَئِنَّكُمْ کو بدو ہمزہ پڑھا ہے اور دوسرے کو بین بین اور ابن کثیر نے بیک ہمزہ بعد اس کے یائے خفیفہ یہ تشنیع و انکار ہے واسطے ان کے کفر کے اور حرف اِنَّ و لام یا تو تاکید انکار کے لیے ہے اور ہمزے کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ وہ صدارت کا مقتضی ہے یا یہ بات بتانے کو کہ انکا کفر ایسا بعید ہے کہ عقلا اس کے وقوع کا

انکار کرتے ہیں تو اب وہ تاکید کی زیادہ محتاج ہے چونکہ اللہ پاک نے کفار کی سفاہت و حماقت ذکر کی آخرت کے انکار
مین تو اب وہ دلائل بیان کرنے شروع کیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادر ہے آخرت پر اور ہر شے پر جس کا وہ
ارادہ کرتا ہے جیسے جہان کا پیدا کرنا اور جو اشیا اس میں ہیں ان کا بنانا جو کہ شامل ہے ان کو اور ان کے بیود ون
کو جو کہ جمادات وغیرہ سے ہیں اور یہ سب پیدا کرنا بتا رہا ہے اس بات کو کہ وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اس لیے ان پر
انکار کرتا ہے اور وصف کے ساتھ تقریر و تاکید کرکے فرماتا ہے کیونکہ وہ سب اصل خلق کو جانتے تھے کیوں جی
تم منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس کی یہ بڑی شان اور یہ ظاہر و باہر قدرت ہے کہ اس نے زمین کو باوجود از
طول و عرض و ثقل کے دو دن میں بنایا اور یہ مدت بھی اس لیے ذکر کی کہ خلق کو تحمل و آہستگی کی تعلیم کرنا
منظور ہے اور اگر وہ زمین و آسمان کو لحظہ بھر میں بنانا چاہتا تو بنا سکتا تھا بھلا جس کی یہ عظیم الشان قدرت
ہے اسکا کیونکر انکار کرتے ہو اور کیا وہ پھر دوبارہ نہیں بنا سکتا کیوں نہیں وہ تو ہر شے کر سکتا ہے کہا ہے
کہ یومین سے مراد یکشنبہ و دوشنبہ ہے کسی نے کہا کہ یومین سے مراد نوبتین ہے یعنی پیدا کیا زمین کو دو نوبت
مین ہر نوبت سریع تر تھی اس مدت سے جو ایک دن میں ہوتی ہے کسی نے کہا مراد مقدار یومین ہے اس لیے
کہ یوم حقیقی جو متحقق ہوتا ہے سو بعد وجود زمین و آسمان کے جملہ وتجعلون لہ اندادا معطوف ہے تکفرون پر اور داخل
ہے استفہام کے تحت میں یعنے اور کیا ٹھیراتے ہو واسطے اس کے اضداد اور شرکا، اللہ پاک نے کفار کی طرف
سے دو شے منکر ذکر فرمائیں ایک تو اللہ کا انکار کرنا دوسری اس کے واسطے شرکا ثابت کرنا ذٰلِكَ مبتدا ہو
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ خبر ہے یعنے یہ ذات پاک جو بوصف مذکور متصف ہو مالک ہے سارے جہان کا اور منجملہ عالمین کے
تمہارے معبود ہیں جن کو تم اللہ کے واسطے شریک ٹھیراتے ہو پھر کس طرح اس کی بعض مخلوقات کو اس کے شریک
ٹھیراتے ہو اس کی عبادت میں عالمین جمع عالم ہے عالم کہتے ہیں ماسوا اللہ کو چونکہ عالم کے انواع مختلف ہیں اس
لیے عقلا کو غیر عقلا پر تغلیب دیکر یا و نون کے ساتھ اس کی جمع بنائی جملہ وجعل فیہا رواسے من فوقہا معطوف
ہے خلق پر یعنے اور کیا منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس نے رکھے زمین میں پہاڑ ثابت جمنے والے اس کے اوپر
سے کسی نے کہا یہ جملہ مستانفہ ہے جدا جملہ ہے خلق پر معطوف نہیں اس لیے کہ درمیان دونوں کے اجنبی کی
فصل واقع ہو گئی ہے وہ اجنبی وتجعلون لہ الخ ہے لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ جملہ فاصل ماقبل کا مقرر
و موکد ہے تو بمنزلہ تاکید ہو گیا اجنبی نہ رہا من فوقہا کے یہ معنے ہیں کہ پہاڑ زمین پر بلند ہونے والے ہیں اس لیے
کہ جملہ اجزائے زمین ہیں اور اس کے جو مخالف ہیں سو صرف باعتبار ارتفاع کے تو اس حیثیت سے شکل مغایر
کے ہونے واسطے اس کے تری یہ بات کہ انکا جمانا زمین کے اوپر اختیار کیا سو اس لیے کہ جبال کے منافع ظاہر
ہو جائیں واسطے طالبین منافع کے اور اس واسطے کہ یہ دیکھا جائے کہ زمین اور پہاڑ بوجھ پر بوجھ ہیں سب کے

سب محتاج ہین طرف کسی تہامنے والے کے اور وہ اللہ عزیز متعال قادر مختار ہے وَبَارَكَ فِيهَا کے یہ معنی ہین کہ زمین کو مبارک وکثیر الخیر بنایا بسبب ان منافع کے جو اس مین پیدا کیے واسطے بندون کے سدی نے کہا اگائے اس مین درخت اس کے وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا حضرت حسن وعکرمہ وضحاک نے کہا کہ مقدر کین اس مین روزیان اس کے اہل کی اور وہ تجارت کی اشیاء اور درخت ومنافع حیوان کی زندگی بسر کرنے کے لائق ہین ہر شہر مین وہ شے رکھی جو دوسرے مین نہین رکھی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف سفر وتجارت کرکے بعض بعض سے معاش حاصل کرین کسی نے کہا کہ زمین کے کسی قطعہ والون کے واسطے تو گیہون مقدر کیا اور کسی کے لیے کھجور اسی طرح باقی اقوات کا حال ہے کسی نے کہا کہ کھیتی سب پیشیون سے بڑھ کر برکت والا پیشہ ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے اقوات کو زمین مین رکھا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نہرین ندیان پہاڑ نکالے درخت لگائے پہاڑ رکھے دریا بہائے اور اس زمین مین وہ شے رکھی جو اُس مین نہین اور اُس مین وہ چیز رکھی جو اس مین نہین قتادہ ومجاہد نے کہا پیدا کین اُس مین نہرین اُس کی اور درخت اُس کے اور جانور اُس کے فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ کے یہ معنے ہین کہ تتمہ چہار روز مین مع اگلے دودنون کے یہ قول زجاج وغیرہ کا ہے یعنے یکشنبہ ودوشنبہ وسہ شنبہ وچہار شنبہ ابن انباری کہتے ہین مثال اس کی یہ قول قائل کا ہے کہ نکلا مین بصری سے طرف بغداد کے دس دن مین اور طرف کوفہ کے پندرہ روز مین یعنے تتمہ پانزدہ روز مین تو اب یہ معنے ہون گے کہ پیدا کرنا زمین کا اور اس کے مابعد کا اس سب کا حصول پوری برابر بلا کمی وزیادتی چار دن مین ہوا اور اگر تتمہ کے تقدیر نہ ہو تو دن آٹھ ہون گے دو دن تو اول مین یعنے خلق الارض فی یومین اور دو دن اخیر مین یعنے فقضاہن سبع سموات فی یومین اور چار دن وسط مین ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے ایک دن پھر اس کا نام رکھا احد یعنے یکشنبہ پھر دوسرا پیدا کیا تو اس کا نام رکھا اثنین یعنے دوشنبہ پھر پیدا کیا تیسرا تو اُس کا نام رکھا ثلثا یعنے سہ شنبہ پھر پیدا کیا چوتھا تو اس کا نام رکھا اربعا یعنے چہارشنبہ پھر پیدا کیا پانچوان تو اس کا نام رکھا خمیس یعنے پنجشنبہ اور ذکر کیا مثل ما تقدم کے نیز ابو الشیخ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ اللہ تعالی فارغ ہوا اپنی خلق سے چھ دن مین وذکر نحو ما تقدم غرض کہ تتمہ کی تقدیر اسی لیے کی گئی ہے کہ آیات واحادیث مین موافقت ہو جائے جن مین یہ آیا ہے کہ یہ سارا کارخانہ چھ دن مین بنا ہے اور اگر یہ تقدیر نہ ہو تو آٹھ روز ہوئے جاتے ہین یہ تقدیر محاورہ عرب کے موافق ہے پھر اگر کوئی کہے کہ جس طرح زمین کی خلق مین فی یومین کہا ہے اسی طرح یہان بھی فی یومین کہدیا جاتا تو یہ صریح تر ہوتا مراد مین یہان کیون نہ کہا تو کہین گے کہ فی اربعۃ ایام سواء کہنے مین زیادہ فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر خلق ہذہ الثلاثۃ فی یومین کہتے تو یہ کلام اس بات کا مفید نہ ہوتا کہ دو دن ان کا مع

مین مستغرق ہوئے بخلاف اسکے کہ جب زمین کی خلق کا اور ان اشیا کی خلق کا ذکر کیا پہر کہا فے اربعۃ ایام سواءً
تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ چار دن مستغرق و معمور ہو گئے ان کاموں مین بدون زیادت و نقصان کے پہر اگر کوئی کہے
کہ مدت زمین کے خلق کی مع ان اشیا کے جو اس مین ہین خلق سموات کی مدت سے کیون دوگنی کی گئی باوجود اسکے
کہ آسمان زمین سے بڑا ہے اور مخلوقات اور عجائب اسکے اکثر ہین تو کہین گے کہ شاید یہ زیادتی بنا برعرف کے ہے
کہ چہت کی بنا خفیف رہتی ہے گہر کی بنا سے کما ذکرہ ابو البقا کسی نے کہا اس لیے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس
امر پر کہ مقصود بالذات زمین ہی ہے کیونکہ انس و جن و کثرت منافع اس مین ہے کسی نے کہا اس واسطے کہ اس
مین ابتلا بمعاصی و مجاہدات و مجادلات و معالجات ہے یہہ کارخانہ عالم کا جو چہہ دن مین بنایا باوجود اسکے کہ دم
ایک دم مین بنا سکتا تہا سو اس مین بندون کو تعلیم فرمائی ہے کہ کامون مین تانی و سکون و وقار کا برتاؤ کرین
اور عجلت سے دور رہین سَوَآءً کو جمہور نے نصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا جو کہ صفت
ہے ایام کی اے استوت اربعۃ ایام سواءً یعنے استواءً یعنے چار دن مین ایسے دن کہ برابر ہوئے برابر ہونے کر یا
بنا بر حال ارض ہے یا ان ضمیرون سے جو اس کی طرف پہرتی ہین یعنے پیدا کیا زمین کو در آن حال کہ وہ برابر
ہونے والی تہی زید بن علی و حسن وغیرہما نے زیر سے پڑہا ہے اس بنا پر کہ ایام کی صفت ہے اے فی اربعۃ
ایام مستویۃ حضرت حسن نے کہا معنے یہہ ہین کہ فی اربعۃ ایام مستویۃ تامۃ یعنے لا تزید و لا تنقص اور ابو جعفر نے
برفع اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہی سواءً یعنے مستویۃ للسائلین متعلق ہے سواءً سے اے
مستویات للسائلین یعنے ایسے چار دن ہین کہ پورے ہونے والے ہین واسطے پوچہنے والون کے یا متعلق
ہے محذوف سے گویا یون کہا گیا ہذا الحصر للسائلین معنے کم یوم خلقت الارض و ما فیہا یعنے یہہ حصر واسطے
سائلون کے ہے اس مین کہ کتنے دن مین پیدا کی گئی زمین اور وہ شے جو اس مین ہے یا متعلق ہے قدر سے
یعنے مقدر کیے اس مین قوت اس کی لاجل الطالبین المحتاجین الیہا یعنے واسطے طلب کرنے والون کے جو
کہ محتاج ہین طرف اقوات کی فرا نے کہا کلام مین تقدیم و تاخیر ہے معنے یہہ ہین وقدر فیہا اقواتہا سواءً للمحتاجین
فے اربعۃ ایام ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے یعنے مقدر کیے اس مین قوت اس کے برابر واسطے حاجتمندون
کے چار دن مین مطلب یہہ ہے کہ حاجتمندون کی حاجت کے برابر زمین مین خدا نے رکہین جس زمین والے جس شے
کے حاجتمند تہے وہی شے وہان پیدا کی پہر جب اللہ پاک نے ارض و ما فیہا کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو آسمانون
کے پیدا کرنے کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا ثم استوی الی السماء اے عمد و قصد نحوہا قصدا سویا و
تعلقت ارادتہ بخلقہا یعنے پہر قصد کیا طرف آسمان کے برابر سیدہا قصد اور اسکا ارادہ متعلق ہوا اسکے پیدا
کرنے سے امام رازی فرماتے ہین یہ معنے اس محاورے سے ماخوذ ہین کہ جس وقت کوئی شخص کسی مکان کی طرف

ایسا متوجہ ہو کہ اس کے ساتھ کسی اور کام کی طرف التفات نہ کرے تو اس وقت یون بولتے ہین استوی الی مکان کذا یعنے
اس نے فلان مکان کے طرف برابر سیدہا قصد کیا اور یہہ استواء سے ہے جو کہ ضد ہے اعوجاج کی اس کی نظیر
یہ قول عرب کا استقام الیہ اور اسی معنی سے یہ قول ہے اللہ پاک کا فاستقیموا الیہ یعنے سیدہے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ
داہین بائین مت دیکہو غیر اللہ کی طرف مت جہکو خالص اللہ کو پوجو معنے یہ ہین کہ پہر بلایا اس کو داعی حکمت نے طرف
پیدا کرنے آسمان کے بعد خلق ارض وما فیہا کے یعنے اسکی حکمت متقضی ہوئی اس کے خلق کی حضرت حسن نے فرمایا معنے
یہ ہین صعد امرہ الی السماء یعنے چڑہا اس کا امر طرف آسمان کے اس آیت سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ پیدا کرنا آسمان
کا بعد خلق ارض کے تہا اسی کے حضرت ابن عباسؓ قائل ہین چنانچہ اول گزر چکا ہے اور قولہ تعالی والارض بعد ذلک
دحاہا اس بات کا مشعر ہے کہ خلق ارض بعد خلق سما ہے **جواب** یہ ہے کہ خلق فقط کچہہ ایجاد وتکوین ہی سے عبارت
نہین ہے بلکہ تقدیر سے بہی عبارت ہی پس معنے یہ ہین قضی ان یحدث الارض فی یومین بعد احداث السماء اور
اس بناپر اشکال زائل ہو جاتا ہے علامہ شوکانی نے بعد ذکر استشکال کے فرمایا ہے کہ ثم تراخی زمانی کے واسطے
نہین ہے بلکہ تراخی رتبی کے لیے ہی تو اب اشکال اصل سے مندفع ہو جائیگا اور اس تقدیر پہ کہ ثم واسطے تراخی
زمانی کے ہو تو جمع یون ممکن ہے کہ خلق زمین کی متقدم ہے خلق سما پر اور دحو ارض یعنے بسط اس کا یہ ایک امر
زائد ہے مجرد خلق زمین پر پس بطور خلق تو متقدم ہے اور بطور بسط متاخر ہے یہ بات ظاہر ہے انتہے شاید والارض
بعد ذلک دحاہا کی تفسیر کے وقت ایضاح مقام زیادہ ہو ان شاء اللہ تعالی سورہ بقرہ مین یہ جمع گزر چکی ہے لیکن
خلق ما فی الارض نہین ہو گا مگر بعد دحو کے تو اب پہر اشکال باقی ہے اس بناپر اشکال سے رہائی نہ ہو گی مگر
اسی بات سے جو ثم مین مذکور ہوئی یا یہ کہ کلمہ بعد بمعنے قبل ہو یا بمعنے مع **دخان** وہ شے ہے جو آگ کے شعلے
سے بلند ہوتی ہے اور زمین کا بخار جو خشک سالی کے وقت دکہائی دیتا ہے اس کو بہی بطور استعارہ دخان
کہتے ہین قیاس اسکی جمع کا قلت مین تو ادخنہ ہے اور کثرت مین دخیان جس طرح کہ غراب کی جمع اغربہ وغربان
آتی ہے مفسرین نے کہا ہے کہ یہ دخان پانی کا بخار تہا اس کا دخان کہنا تشبیہ صوری کے باب سے ہے کیونکہ
آنکہہ سے دیکہنے مین اس کی صورت دخان کی صورت تہی یہ یون ہوا کہ عرش الرحمن قبل پیدائش زمین وآسمان
کے پانی پر تہا جیسا کہ فرمایا ہے وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ پہر اللہ پاک نے اس پانی مین اضطراب پیدا کیا تو وہ
جہاگ لایا اور وہ بلند ہوا پہر اس سے دخان نکلا سو جہاگ تو روی آب پر باقی رہا تو اس سے یبوست پیدا کی
اور اس سے زمین بنائی رہا دخان سو وہ اوپر چڑہا تو اس سے آسمان پیدا کیے اسی لیے یون فرمایا ثم استوی
الی السماء وہی دخان یعنے پہر قصد کیا طرف آسمان کے اور وہ دیکہنے مین دہوان ہو رہا تہا یہی یہ بات
کہ نسبت استواء کے خاص آسمان کی طرف کی باوجود اس کے کہ خطاب اس پر مترتب ہے وہ آسمان وزمین دونو

کی طرف متوجہ ہے جس طرح کہ قولہ تعالی فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا سے معلوم ہوتا ہے سو اس کی
یہ وجہ ہے کہ چونکہ زمین کی خلق کا اور تقدیر اقواتہا کا ذکر اول ہو چکا ہے اس لیے اس پر کفایت فرمائی ائتیا کے یہ معنے
نہیں کہ افعلا یا امر کیا ہو جس کا یہ معنے ہو کہ جو اس کام کو جس کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اور اس کو لاؤ جس طرح کہ عام
میں بولتے ہیں ائت یا ہو الاحسن لہ اتفایعنے جو شے خوب ہے تو اس کو کر کسی نے کہا یعنی ہیں کہ آؤ تم دونوں
اُس شکل و وصف پر جو لائق و سزاوار ہے کہ تم اس پر آؤ آؤ اے زمین بچھی ہوئی اور ہو جا قرار و فرش ہو کر
واسطے اپنے اہل کے اور آ تو اے آسمان قبہ و سقف ہو کر واسطے ان کو واحدی کہتے ہیں مفسرین نے کہا
ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا اما انت یا سماء فاطلعی شمسک وقمرک ونجومک واما انت یا ارض فشققی انہارک واخرجی
ثمارک ونباتک یعنی اے آسمان تو تو طلوع کر اپنے سورج اور چاند اور تارے اور اے زمین تو پھاڑ نکال اپنی
نہریں اور نکال اپنے میوے اور اپنی روئیدگی یہ قول حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے اور فی الجملہ اختلاف
کے ساتھ اول گذر چکا ہے جمہور نے ائتیا پڑھا ہے بصیغہ امر اتیان بمعنے آمدن سے اور حضرت ابن عباسؓ و
سعید بن جبیر و مجاہد نے آتیا قالتا آتینا مد پڑھا ہے یہ قراءت   یا تو ماخوذ ہے مواتاۃ بمعنے موافقۃ
سے یعنے چاہیے کہ موافق ہو ایک تم میں کا دوسرے سے واسطے اس شے کے جو اس کو لائق ہے رازی
و زمخشری اسی طرف گئے ہیں یا ایتاء بمعنے اعطاء سے ہے جس طرح کہ حضرت ابن عباس نے آتیا کی اعطیا اور
آتینا کی اعطینا تفسیر کی ہے پس وزن اس کا اول کی بنیاد پر تو فاعلا بر وزن قاتلا ہوگا اور ثانی کی بنا پر افعلا
بر وزن اکرما قولہ تعالی طَوْعًا أَوْ كَرْهًا مصدر ہیں موضع حال میں اسے طائعتین او مکرہتین اعمش نے کرہا بالضم پڑھا
ہے زجاج نے کہا اطیعا طاعۃ او تکرہان کرہا یعنے مطیع ہو جاؤ مطیع ہونے کر یا زبردستی کیے جاؤ گے زبردستی
کیے جانے کر بالجملہ یہ امر جو آسمان و زمین کو کیا کہ ائتیا طوعا او کرہا سو اس کے معنے تسخیر حصول و وقوع کے
ہیں اے کونا کا سا یعنے ہو جاؤ تو وہ ہو گئے کما قال اللہ تعالی إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ
فَيَكُونُ تو اب یہ کلام تمثیل کے باب سے ہوگا گویا اللہ پاک نے اپنی قدرت کی تاثیر کی اور ان کے امتناع کے محال
ہونے کی مثال دی ہے کہ اس کی قدرت نے جو بابان میں اثر کیا اور ان کے واسطے طوع و کرہ کا ثابت کرنا تعبیر
ہے اتینا طائعین اس کی تمثیل ہے کہ طاعت کا ظہور ان سے ہوا اور پورے طور پر قدرت ربانی سے اثر پذیر ہوئے
صانع سبحانہ کے حال کی تشبیہ دی ہے آمر مطاع کے حال سے اس کی قدرت کی تاثیر میں موافق اس کے ارادے
کے ان میں اور آسمان و زمین کے حال کی تشبیہ دی ہے مامور مطیع سے اس بات میں کہ انہوں نے وجود و حدوث و
حصول کو قبول کر لیا بسبب متعلق ہونے اسکی قدرت کے موافق اس کے ارادے کے پس یہ استعارہ تمثیلیہ ہوا
اور استعارہ تخییلیہ بھی ہو سکتا ہے بعد اس کے کہ ذات آسمان و زمین میں استعارہ مکنیہ ہو جس طرح کہ مجلسی ...

الحال کے نطقت الحال کہتے ہین حال کو دلالت و برہان ہین مثل انسان متکلم کے ٹہیرا ہین پہر اس کے لیے نطق
خیال کیا جائے جو کہ لوازم مشبہ بہ یعنے انسان سے ہے اور اس کی نسبت حال کی طرف کی جائے غرضکہ یہان دو
قول ہین ایک تو یہ کہ آسمان و زمین سے کہا کہ تم اپنے اپنے منافع نکالو دوسرا یہ کہ امر تسخیر ہے چنانچہ ان کا بیان
پورے طور پر اول ہو چکا ہے پس اول کی بنا پر تو یون ہوگا کہ بعد ان کے پیدا کرنے کے ان کو حکم دیا یہ قول جمہور
کا ہے اور دوسرے قول کی بنا پر یہ ہوگا کہ قبل ان کی خلق کے کہا کہ ہو جاؤ تو وہ ہو گئے اور اللہ پاک کے قول مین
دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ایک قول تہا اللہ پاک نے اُس کے ساتھ تکلم فرمایا دوسری یہ ہے کہ قول نہ تہا ایک
قدرت اللہ پاک کی طرف سے اُن کے واسطے ظاہر ہو گئی سو ظہور قدرت بلوغ مراد مین قائم مقام کلام کے
ہو گیا جیسا کہ ماوردی نے کہا ہے اسی طرح آسمان و زمین کے قول مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ان کا قول
ظہور طاعت ہے ان سے بایں طور کہ وہ مطیع و منقاد ہو گئے سو یہ ظہور طاعت قائم مقام ان کے قول کے
ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اہل علم نے کہا ہے بلکہ اللہ سبحانہ نے ان مین کلام پیدا فرمایا تہا سو وہ بولے
جیسا کہ اس نے ارادہ کیا ابو نصر سکسی نے کہا کہ زمین مین سے تو موضع کعبہ نے نطق کیا اور آسمان مین سے
اس کے مقابل کے قطعہ نے کلام کیا تو اللہ تعالی نے اس مین اپنی حرم رکہی کذا ذکرہ القرطبی فتح البیان
مین اسی قول کو اولی فرمایا ہے اور یہی ٹہیک ہے دیکہو اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑون
کو نطق دیا کما قال یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ اور ہاتھ پاؤن کو نطق عطا فرمایا کما قال تعالے یَوْمَ
تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ وقال تعالے وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ
لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ اور جب اتنی جگہہ نطق وارد ہوا ہے تو
یہ بات کیونکر بعید سمجہی جائے کہ اللہ پاک آسمان و زمین کی ذات مین حیات و عقل پیدا کر دے پہر امر و تکلیف کو
اُن کی طرف متوجہ فرمائے اور اسی کی توجیہ کئی وجہ سے کی گئی ہے اول یہ کہ اصل حمل کرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر
پر جب کہ کوئی مانع اس سے ہو حالانکہ یہان کوئی مانع نہین ہے دوسری یہ ہے کہ اللہ پاک نے اُن کے واسطے
عقلا کی جمع ذکر کی ہے اتینا طائعین فرمایا ہے تیسری یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ
عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اس سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشیاء اللہ پاک کو پہچانتی ہین اس کی تکلیف کے متوجہ ہونے کو جانتی ہین امام رازی
نے اسکا یون جواب دیا ہے کہ اتیان سے مراد آنا ہے طرف وجود و حدوث و حصول کے یعنے موجود ہو جاؤ پیدا
ہو جاؤ اور اس تقدیر پر اس امر کے متوجہ ہونے کے حال مین آسمان و زمین معدوم تہے تو خطاب کے عارف و
فاہم نہ ہونگے اس لیے توجہ خطاب کی ان کی طرف جائز نہین ہے یہ جواب امام کا امر تسخیر کی بنا پر ہے اور جمہور

کا قول جو اول گذر چکا ہے اُس میں بعد خلق آسمان و زمین کے ظاہر ہے تو اس کی بنا پر کوئی محذور لازم نہ آئے گا
اگر کوئی کہے کہ زمین و آسمان یکے بعد دیگرے پیدا کیے گئے ہیں اور ائتیا کے امر میں دونوں کو جمع کر دیا ہے تو کہیں گے
کہ امر کی خبر دینے میں امر کو جمع کیا ہے یہ اس پر دال نہیں ہے کہ زمانے میں امر کو جمع کیا ہو بلکہ قول ان کے واسطے
متعاقب ہو یعنے ایک کو اول امر کیا پھر دوسرے کو پھر اگر کوئی کہے کہ سماء واحد ہے تو وہ [illegible] جملہ مونثات سماعیہ
ہیں اور اُن میں سے ہر ایک کا مدلول متعدد ہے سموات و ارضین ہیں سو لائق یوں تھا کہ طائعین کہا جاتا لفظ
پر حمل کر کے یا طائعات معنی پر حمل کر کے یہ جو طائعین جمع مذکر عاقل کے لفظ پر کیوں لایا تو اس میں سے چونکہ باوصاف
عقلا ان کا وصف کیا گیا یعنے مخاطب و مجیب طائع و مکرہ ہونا اس لیے اُن کے ساتھ عقلا کا معاملہ کیا گیا
اور بسبب متعدد ہونے اُن کے مدلول کے جمع لائی گئی کما قال تعالی اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ
وَالۡقَمَرَ رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ قولہ تعالی فقضاھن تغیر و تفصیل ہے آسمان کی تکوین مجمل کی جس کی تعبیر امر
وجواب امر کے ساتھ کی گئی تھی نہ یہ کہ کوئی فعل مرتب ہو اُن کی تکوین پر معنے یہ ہیں پس پیدا کیا اُن کو ابداعی
پیدا کرنا بطریق اختراع کے نہ کسی مثال پر اور اُن کو کام کا اتقان و احکام کیا موافق مقتضای حکمت کے
اور اُن کو تمام کیا اور اُن سے فارغ ہوا اس لیے کہ قضائے شی کے معنے ہیں اس کے اتمام کے اور اتمام یا تو بطور قول
ہوتا ہے جس طرح کہ اس آیت میں ہے وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ اور یا بطور فعل ہوتا ہے جیسا کہ اس
آیت میں ہے اور اتمام بطور فعل یہی ہے کہ جو شے بنائی گئی اس میں کوئی خلل و نقصان نہ ہو یہی معنے اتقان کے
ہیں ہُنَّ کی ضمیر یا تو راجع ہے طرف سماء کے بنا بر معنے کیونکہ سماء گو لفظا مفرد ہے لیکن جمع کے معنی میں ہے
بسبب متعدد ہونے اس کے مدلول کے یا اُس کی طرف راجع نہیں ہے نہ تو لفظ کے اعتبار سے نہ معنے کے اعتبار سے
بلکہ ایک مبہم ضمیر ہے سبع سموات اس کی تفسیر کرتا ہے نصب سبع کا اول کی بنا پر یا تو اس لیے ہے کہ مفعول
ثانی ہے قضاھن کا اس واسطے کہ وہ متضمن ہے صیرھن کے معنے کو یعنے کر دیا ان کو سات آسمان یا حال ہے
اور قضا بمعنے صنع ہے اسے قضاھن حال کونھن معدودات لسبع یعنے بنایا ان کو حال میں کہ وہ شمار کیے گئے
ساتھ سات آسمانوں کے اور ثانی وجہ کی بنیاد پر یا تو اس لیے منصوب ہے کہ تفسیر ہے ضمیر مبہم کی یا اس سے بدل
ہے یا تمیز ہے فِیۡ یَوۡمَیۡنِ سے مراد پنجشنبہ و جمعہ ہے اور فارغ ہوا ان سے جمعہ کی آخر ساعت میں اور اسی میں حضرت
آدم پیدا کیے گئے اور اسی لیے اس جگہ لفظ سواء نہیں فرمایا قالہ المحلی اس پر جنادی نے کہا ظاہر اس قول
کا یہ ہے کہ حضرت آدم نفس اسی روز میں مخلوق ہوئے جس میں کہ آسمان مخلوق ہوئے تو درمیان خلق آدم علیہ السلام
و خلق سموات کے کوئی فاصلہ نہیں ہے حالانکہ یہ بات خلاف منصوص و مشہور کے ہے کہ درمیان خلق دونوں کے
الوف سنین کا فاصلہ تھا اس کا جواب یوں ممکن ہے کہ مراد یہ ہے کہ اسی دن میں مخلوق ہوئے گو وہ دن اور

سال کا تہا جیسے تم یون کہتے ہو کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور دوشنبہ کے دن وفات

پائی محلی نے کہا کہ جو عدد ایام خلق زمین وآسمان کا اس جگہہ مذکور ہے وہ موافق ہو گیا آیات خلق السموٰت والارض

فی ستۃ ایام سے یعنے جن آیتون مین دلالت وتصریح ہے اس کی کہ چہہ دن مین دونون کی مع ما فیہما کی خلق

ہوئی اگر غور سے دیکہو تو موافقت تتمہ کی قید سے ہوئی ہے جس کا ذکر فی اربعۃ ایام مین ہو چکا ہے کرخی کہتے

ہین اگر کوئی کہے کہ یوم تو عبارت ہے روز وشب سے اور ان کا حصول جو ہوا سو طلوع وغروب مہر سے اور قبل پیدائش

سموات وشمس وقمر کے حصول یوم کا کیونکر معقول ہو سکتا ہے تو کہین گے معنے اس کے یہ ہین کہ اتنی مدت گزری

کہ اگر وہان فلک وشمس کا حصول ہوتا تو وہ مقدار یومین کے ساتہہ اندازہ کیا جاتا اسکی نظیر اول ہی گذر چکی ہے

مشہور یہ ہے کہ یہ چہہ دن بقدر ایام دنیا کے تہے قرطبی نے ایک یہہ قول حکایت کیا ہے کہ ہر دن ان مین بہ

قدر ہزار برس کے تہا ایام دنیا سے تو چہہ دن بقدر چہہ ہزار برس کے ہوئے انتہے مجاہد نے کہا ویوم من الستۃ

الایام کالف سنۃ مما تعدون قولہ تعالے وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا معطوف ہے فقضاہن پر قتادہ وسدی

نے کہا یعنے پیدا کیا اُس مین سورج اُس کا اور چاند اس کا اور تارے اس کے اور افلاک اس کے اور وہ جو اس

مین ہین فرشتے اور دریا اور اولے اور برف کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ وحی کی اس مین اس شے کی جس کا ارادہ

کیا اور اُس شے کی جس کے ساتہہ امر کیا ایجاد کبہی بمعنے امر ہوتا ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے بِاَنَّ رَبَّکَ

اَوْحٰی لَهَا اور اس آیت مین وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیِّیْنَ اَیْ اَمَرْتُهُمْ اور یہ امر تکوین ہے حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ہے واسطے اللہ کے ہر آسمان پر ایک گہر ہے کہ فرشتے اس کا حج وطواف کرتے

ہین کعبہ کے محاذات مین اور جو گہر سمائے دنیا مین ہے وہ بیت المعمور ہے بالجملہ یہانتک تو غائب کی ضمیرین

تہین پہر وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا مین غائب سے نون عظمت کی طرف التفات فرمایا اس لیے کہ منظور ظاہر

کرنا اس بات کا ہے کہ سماء دنیا کی تزئین کے ساتہہ مزید عنایت واہتمام ہے یعنے بندو ذرا ہماری قدرت و

انعام کو تو دیکہو کہ ہم نے زینت دی اس آسمان کو جو کہ زمین سے متصل ہے ساتہہ روشن تارون کے جو اس پر چمکتے

دمکتے ہین مثل چمکنے چراغون کے اگر آسمان کورا ہوتا تو رات کو کیسی ہول وتاریکی ہوتی ابر سے جب تارے

چہپ جاتے ہین تو کیسی تاریکی ووحشت ہوتی ہے نصب وحفظا کا اس بنا پر ہے کہ مصدر موکد ہے فعل محذوف

کا اے وحفظنا ہا حفظا یعنے اور حفاظت کی ہمنے اُس کی حفاظت کرنی کرنا منصوب ہے بنا بر مفعول لہ سے

وخلقنا المصابیح زینۃ وحفظا یعنے اور پیدا کیا ہم نے چراغون کو واسطے زینت کے اور نگہبانی کے قول اول

اولی ہے ابوحیان نے وجہ ثانی کے بارے مین کہا ہے کہ یہ تکلف ہے اور سہل وظاہر بات سے مائل ہونا ہے

مراد حفظ سے اس کا محفوظ رکہنا ہے شیاطین سے جو کہ ملا اعلے کی باتین سننے کو چوری سے جاتے ہین

شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مراد مصابیح سے ساری روشن تارے ثوابت و سیارات ہین جن کو اللہ پاک نے آسمانون مین پیدا فرمایا ہے اور وہ سب سماے دنیا مین نہین ہین جو کہ زمین والون سے قریب ہی کیونکہ ہر سیارہ سیارات مین سی مختص ہے ساتھ ایک آسمان کے ساتون آسمانون مین سی اور ثوابت فلک ہشتم مین مرکوز ہین مگر با فوق سماے دنیا مین ان کا مرکوز ہونا اس کو منافی نہین ہے کہ وہ زینت ہون واسطے سماے دنیا کے کیونکہ ہم ان سب کو دیکھتے ہین کہ مثل چراغون کے اس مین روشن ہو رہے ہین حفظ سما کا شیاطین سے یون ہے کہ وہ چوری سی باتین سننے کو آسمان کی طرف چڑھتے ہین تو شعلون سے مارے جاتے ہین یہ شعلے تارون کی آگ سے صادر ہوتے ہین ان سے منفصل ہو کر یہ نہین ہے کہ خود تارون سی ان کو مارتے ہون کیونکہ تارے تو فلک مین اپنے حال پہ جمے ہوئے ہین یہ نہین ہے مگر مثل قبس کے جو آگ سے لیا جاتا ہے اور آگ اپنے حال پہ باقی رہتی ہے اس سے کچھ کم نہین ہوتا ہے **ذٰلك تقدير العزيز العليم** یعنے عالم کا پیدا کرنا اس اتقان و احکام و حسن انجام و خوبی لنظام سے ساوہا ہے اس ذات پاک کا جو کہ بلیغ القدرۃ و کثیر العلم ہے بنانا ما عظم شانہ غرضکہ جب اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امر کیا کہ مشرکون سے یہ قول جواب دین کہ انما انا بشر الآیہ پھر ان پر اس قول سی حجت قائم کرین کہ ائنکم لتکفرون الآیہ یعنے جو معبود کہ اس قدرت قاہرہ کے ساتھ موصوف ہی اس کا انکار اور اس کے واسطے شریک ٹھیرانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے تو فرمایا کہ اگر وہ اس حجت قاہرہ کے قبول سے اعراض کرین اور جہل و تقلید آبائی ضالین پہ جمے رہین تو ان سے کہدو کہ اب تمہاری حق مین کوئی علاج باقی نہین رہا ہے مگر نازل کرنا اس عذاب کا جو تم سے اگلے معاندون پہ نازل ہو چکا ہے پس ارشاد فرمایا **فَاِنْ**

اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَي الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

پھر اگر وہ ٹلا دین تو تو کہہ مین نے خبر سنا دی تمکو ایک کڑاکے کی جیسے کڑاکا آیا عاد و ثمود پر جب آئے ان کے پاس رسول آگے سے اور پیچھے سی کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو اتارتا فرشتے سو ہم تمہاری ہاتھ بھیجا نہین مانتے سو وہ جو عاد تھے غرور کرنے لگے ملک مین ناحق کا اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور مین کیا دیکھتے نہین کہ اللہ

جس نے ان کو بنایا وہ زیادہ ہے ان سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر پھر بھیجی ہمنے ان پر باؤ تند بڑے زور کی
کئی دن مصیبت کے کہ چکھاویں انکو رسوائی کی مار دنیا کے جیتے اور آخرت کی مار میں تو پوری رسوائی ہے اور انکو
کہیں مدد نہیں اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے ان کو راہ بتائی پھر ان کو خوش لگا اندھے رہنا سوجھے سے پھر پکڑا ان کو
کڑاکے نے ذلت کی مار کی بدلا اس کا جو کماتے تھے اور بچا دیے ہم نے جو یقین لائے تھے اور بچ چلتے تھے
ف رسول آگے سے اور پیچھے سے یعنے ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہوں گے مشہور یہی دو رسول ہیں
حضرت ہود اور حضرت صالح ف ان کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے بدن کی قوت پر غرور آیا غرور کا دم مارنا اللہ
کے ہاں وبال لاتا ہے ف ان کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کروا دیا کہتے ہیں دلو کے مہینے
میں آخر کے آٹھ دن تھے جن میں وہ باؤ آئی ف زلزلہ آیا ساتھ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ
گئے انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگوں سے
کہدے جو کہ شرک کرتے ہیں اور جو شے تو ان کے پاس لایا ہے اسے جھٹلاتے ہیں یعنے حق کہ اگر تم نے اعراض
کیا اس شے سے جس کو میں اللہ تعالی کے پاس سے تمہارے نزدیک لایا ہوں تو میں تم کو ڈراتا ہوں کہ اللہ کا عذاب
تم پر نازل ہو جیسا کہ اگلے رسولوں کے جھٹلانے والوں پر نازل ہو چکا ہے صاعقة مثل صاعقة عاد وثمود یعنی
میں تم کو اس عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا کہ عاد وثمود پر عذاب سخت ہوا ہے یہ اور ان کی مثل اور لوگ جنہوں
نے ان کا سا کام کیا جب کہ آئے ان کے پاس رسول ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کما قال تعالے
وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ آگے
پیچھے سے مراد وہ بستیاں ہیں جو ان کے بلاد کے قرب وجوار میں تھیں اللہ پاک نے ان کی طرف رسول بھیجے
وہ امر کرتے تھے اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کا اور خوشخبری سناتے اور ڈراتے تھے اور وہ نقمتیں دیکھ
لیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے دشمنوں پر نازل کیا اور ان نعمتوں کو دیکھا جن کا خلعت اپنے دوستوں کو عطا
فرمایا اور باوجود اس کے نہ ایمان لائے اور نہ تصدیق کی بلکہ تکذیب وانکار کیا اور بولے کہ اگر چاہتا رب ہمارا
تو البتہ نازل کرتا فرشتے یعنی اگر اللہ تعالی رسول بھیجتا تو وہ فرشتے ہوتے اس کے پاس سے پس اے آدمیو ہم
منکر ہیں اس شے کے جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو یعنے ہم تمہاری پیروی نہ کریں گے اور تم بشر ہو ہم جیسے اللہ تعالے
نے فرمایا پس وہ جو عاد تھے سو انہوں نے استکبار کیا زمین میں یعنے بغاوت کی اور سرکشی اور نافرمانی کی اور
بولے کون ہے سخت تر ہم سے قوت میں یعنے اپنی ترکیب وقوی کی شدت وسختی کے ساتھ مثبت رکھی اور یہ
اعتقاد کیا کہ بسبب قوت کے اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اللہ پاک نے فرمایا اولم یروا الآیہ یعنے کیا پھر
فکر نہیں کرتے ہیں ان لوگوں میں جو کہ کملم کملا عداوت کرتے ہیں پس وہ تو ایسا عظیم الشان قوت والا

ہے جس نے اشیا کو پیدا کیا اور جا قد تین اُن کو اُٹھائے پہرتی ہین اُن کو اُن مین مرکب کیا اور اس کا دباؤ سخت ہے کما قال تعالی وَالسَّمَآءَ بَنَیْنَاهَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ پس انہون نے ایسے دباؤ والے کی ظاہر ظہور عداوت کی اور اس کی آیتون کا انکار کیا اور اس کے رسولون کی نافرمانی کی سو اس لیے یون فرمایا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا بعض نے کہا کہ ریح صرصر تند رسی چلنے والی ہوا ہے کسی نے کہا سرد ہوا کسی نے کہا وہ ہے جس کی آواز ہو حق یہ ہے کہ وہ ہوا ان سب اوصاف کے ساتہ متصف تہی کیونکہ وہ ایک سخت قوی زور دار ہوا تہی تا کہ اُن کی عقوبت ان کی قوی کی جنس سے ہو جس کے ساتہ وہ مغرور ہوتے تہے اور وہ ہوا نہایت سرد اور زور دار آواز والی تہی آتی تہی بلاد مشرق کی نہر سے ہو کا نام صرصر کہا گیا ہے بسبب اس کے کہ اس کے بہنے کی آواز قوی ہے فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ ای متتابعات یعنی سات رات اور آٹہ دن پے درپے کما قال تعالی فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ یعنی ابتدا کی گئی وہ ساتہ اس عذاب کے ایک دن مین جو کہ نحس تہا انپر اور نحس انپر مستمر رہا سات رات اور آٹہ دن پے درپے یہانتک کہ ان سب کو ہلاک کر دیا اور دنیا کی رسوائی عذاب آخرت کے ساتہ ان کو متصل ہو گئی اسی لیے یون فرمایا لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی یعنے عذاب آخرت کا زیادہ تر رسوا کرنے والا ہے ان کو وَهُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ یعنے آخرت مین ان کی مدد نہ کی جائے گی جس طرح کہ دنیا مین مدد نہین کی گئی اور نہ ہوا واسطے اُن کے اسہ سو کوئی بچانے والا کہ ان پر عذاب کو بچاتا اور نکال کو دور کرتا قوله تعالی وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ الآیة حضرت ابن عباس و ابو العالیه و سعید بن جبیر و قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا بینا لهم ثوری نے کہا دعوناهم یعنے اور وہ جو ثمود تہے سو ہدایت کی ہم نے ان کو یعنے شناسا و بینا کیا ہم نے اُن کو اور ظاہر و واضح کیا ہم نے واسطے اُن کے حق کو زبان پر اُن کی نبی صالح علیه الصلوة والسلام کے سو انہون نے اس کی مخالفت کی اور اُسکو جہٹلایا اور کونچین کاٹ ڈالین اُس اونٹنی کی جس کو اسہ تعالی نے ایک علامت و نشانی ٹہیرایا تہا سچائی پر اُن کے نبی کی پہر پکڑا اُن کو صاعقہ عذاب ہون نے یعنے اسہ پاک نے اُن پر چنگہاڑ و زلزلہ و ذلت و خواری و عذاب و نکال ہیجا بسبب اس تکذیب و انکار کے جو وہ کرتے تہے اور بچا لیا ہم نے اُن کو جو ایمان لائے یعنے اُن کے درمیان سے نہ لگی ان کو کوئی برائی اور نہ ان کو اس سے کچہ ضرر پہونچا بلکہ اسہ پاک نے اُن کو نجات دی ہمراہ اُن کے نبی صالح علیه الصلوة والسلام کے اس سبب سے کہ وہ مومن تہے اور اسہ عزوجل کا تقوی رکہتے تہے **ف** تفسیر الیتیم کا بیان فاتحہ مع توضیح یہ ہے کہ اسہ پاک نے اُنکم مین کفار کو مخاطب کیا تہا اور فَاِنْ اَعْرَضُوْا الخ مین التفات کیا خطاب سے طرف غیبت کے نکتہ اس کا یہ ہے کہ انہون نے اعراض کیا تو اسہ پاک نے بہی ان کے خطاب سے اعراض فرمایا یہ ایک عجیب تناسب حسن ہے اور انذرتکم مین صیغہ ماضی کا اس لیے ہے کہ دال ہو تحقق انذار پر جیسے کہ خبر دیتا ہے اس شے کے تحقق کی جس کے ساتہ انذار کیا گیا مطلب یہ ہے کہ عذاب کا آنا ایسا یقینی ہے کہ گویا اس کا انذار

ہو چکا اور وہ آچکا تھے یعنی پھر اگر وہ اس مخلوقات میں فکر وغور کرنے سے اور بعد اس بیان واضح کے ایمان لانے سے اعراض کریں تو تو ان سے کہہ دے کہ میں تم کو ڈراتا ہوں ایک سخت عذاب سے مثل عذاب عاد و ثمود کے صاعقہ سے مراد عذاب مہلک ہے ہر شے سے تعبیر و کما الصاعقۃ المرۃ المھلکۃ لاے شی کان صاعقہ اصل میں وہ صیحہ یعنی چنگھاڑ ہے جس کے سبب ہلاکی حاصل ہوتی ہے یا آگ کا ٹکڑا جو آسمان سے آتا ہے جس کے سخت گرج ہوتی ہے اس جگہ مراد صاعقہ سے مطلق عذاب ہے لیکن بنظر صاعقہ اول کے زہا ثانی صاعقہ سو اس سے مراد حقیقی صاعقہ ہے اس لیے کہ عاد و ثمود اسی صاعقہ سے ہلاک ہوئے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا جمہور نے دونوں جگہ صاعقہ کو بالالف پڑھا ہے اور ابن الزبیر وغیرہم نے دونوں جگہ صعقۃ بدون الف صاعقہ و صعقہ کے معنی کا بیان سورہ بقرہ میں گزر چکا ہے کلمہ اذ باعتبار متعلق کے حال ہے صاعقہ عاد و ثمود سے یہی وجہ ٹھیک ہے اسے حال کو کہنا وقت مجئی الرسل الیہم یعنی صاعقہ عاد و ثمود کا اس حال میں کہ وہ ہونے والا تھا وقت آنے رسولوں کی طرف اُن کے مطلب یہ ہے کہ صاعقہ اُن پر اس وقت آیا کہ اُن کے پاس رسول آئے اور ان کی تکذیب کی جاء تہم بلفظ جمع اس لیے فرمایا کہ عاد و ثمود باعتبار افراد ہر دو جمع ہیں گو باعتبار لفظ تثنیہ ہیں رسل سے مراد حضرت ہود و حضرت صالح اور ان سے قبل کے رسول ہیں یہ دو تو رسول درمیان حضرت نوح و حضرت ابراہیم کے تھے ان کے درمیان سوا ان دو کے اور کوئی رسول نہیں ہوا اور ان دو پر جو رسول مقدم ہیں وہ یہ ہیں حضرت نوح و حضرت ادریس و حضرت شیث و حضرت آدم علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر کے عاد و ثمود کے قبیلوں کا اس لیے ذکر فرمایا ہے کہ قریش ان کے بلاد پر گزر کیا کرتے تھے مِنۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ میں کلمہ من متعلق ہے جاء تہم سے یعنی رسول اُن کے پاس آئے اُن کی ساری جوانب سے اور اُن کے حق میں ہر قسم کی تدبیر کی پھر سوا اعراض کے اُن سے کچھ نہ دیکھا مطلب یہ ہے کہ ہدایت و نصیحت کی سب راہوں سے آئے کبھی تو انذار و تخویف کی جانب سے آئے کبھی تشویق و ترغیب کی طرف سے کبھی دلائل توحید کی جہت سے غرضکہ سمجھانے بجھانے کا کوئی طریقہ رکھ نہیں چھوڑا ہر طرح کا برتاؤ کیا مگر کچھ موثر نہ ہوا یا یہ معنے ہیں کہ زمانہ ماضی کی جہت سے یوں آئے کہ جو عذاب کفار پر ہو چکا ہے اس سے انکو ڈرایا اور زمانہ آیندہ کی طرف سے یوں آئے کہ جو دنیا و آخرت کا عذاب اُن پر نازل ہوگا اس سے تحذیر کی یا یہ معنے ہیں کہ آئے اُن کے پاس اگلے رسول اور پچھلے رسول اس معنی کی بنا اس پر ہے کہ اُن کے کلام کا آنا اور انکا حق کی طرف بلانا اس کے آنے کو خود اُن کا آنا ٹھیرایا تو گویا وہ سب رسول اُن کے پاس آئے اور اُن سے خطاب کر کے یوں کہا اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ یعنے مت پوجو مگر اللہ کو کلمہ اَن مصدریہ ہے ای بان لا تعبدوا یا تفسیریہ ہے یا مخففہ ہے مثقلہ سے اور اسم اس کا ضمیر شان محذوف ہے اے انہ حضرت حسن سے مروی ہے کہ رسولوں نے اُن کو ڈرایا اللہ تعالے کے وقائع سے جو اُن کے

اگلی امتون مین ہو چکے ہین اور عذاب آخرت سو ذرا یا پہ اللہ پاک نے وہ جواب ذکر کیا جو انہون نے رسولون کو دیا پس فرمایا
قالوا لو شاء ربنا الآیہ یعنے عاد وثمود نے حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام کو خطاب کر کے کہا کہ اگر چاہتا ہمارا رب
رسول بھیجنا تو البتہ بھیجتا ہماری طرف فرشتون کو اور نہ بھیجتا بشر کو ہماری جنس سے یہہ کفر کی تصریح کی اور توقف
نہ کیا تو بولے پس بیشک ہم منکر ہین اس شے کے جس کا تم دعوی کرتے ہو کہ اللہ تعالے نے تم کو ہماری طرف بھیجا ہے
کیونکہ تم تو بشر ہو ہم جیسے تم کو ہم پر کچھ فضیلت نہین ہے پھر کیونکر تم کو خاص کیا ساتھہ رسالت کے سوا ہمارے ارسلتم
مین خطاب ہے جمع طلب ہی غائب پہ انہون نے حضرت ہود و حضرت صالح علیہم السلام کو تغلیب دی ان رسولون پر جو ان
سے پہلے گذرے ہین تو گویا یون کہا کہ ہم منکر ہین تم دونون کے اور ان کے جو تم سے پہلے ہین جن پر ایمان لانے
کی طرف تم نے ہم کو بلایا ہے جبکہ اللہ پاک نے عاد و ثمود کا اجمالاً ذکر کیا تو جو شے ان مین سے ہر گروہ کے ساتھہ خاص
تھی اس کو تفصیلاً بیان کیا پس فرمایا فاما عاد الآیہ یعنے پس عاد جو تھے سو انہون نے تکبر کیا زمین مین بغیر استحقاق
اس تکبر و تجبر کے جو ان سے واقع ہوا ہیہ بعض اقوال ان کے ذکر کیے جو ان سے صادر ہوئے جن مین استکبار پر دلالت
تھی پس فرمایا وقالوا من اشد منا قوۃ یعنے کون ہے ہم سے بڑھکر قوت مین ان کے جسم بڑے طویل تھے اور نہایت
قوی تھے پس جب ہود علیہ السلام نے ان کو عذاب کی دہمکی دی تو اپنے جسمون پر مغرور ہوئے ان کی قوت یہانتک
پہونچ رہی تھی کہ ایک شخص پہاڑ کی بڑی چٹان اپنے ہاتھہ سے اکھاڑ لیتا تھا اور جہان چاہتا اس کو رکھدیتا مراد
اُن کی اس کہنے سے یہ تھی کہ جو عذاب اُن پر نازل ہوگا اُس کے دفع کرنے پہ اُن کو قدرت حاصل ہے پس اللہ پاک نے
ان پر یون رد فرمایا اولم یروا الآیہ یہ استفہام اُن پر استنکار و توبیخ کرنے کے واسطے ہے یعنے کیا انہون نے
یہ بات کہی اور یہ نہ جانا کہ اللہ پاک کی قدرت اُن سے بڑھکر شدید و وسیع ہے اُس نے تو ان کو اور اُن کی قوت کو پیدا
کیا ہے جس پہ وہ ناز کرتے ہین پس وہ قادر ہے اس پر کہ اپنے انواع عقاب سے جس نوع کا عقاب چاہے ان پر نازل
کرے اُس کو کسی ساز و سامان کی ضرورت نہین ہے صرف کن کہنے سے فوراً سب کچھہ ہو جاتا ہے یہان اللہ پاک نے
اپنی صفت یہ بیان کی کہ الذی خلقہم اور الذی خلق السموات والارض نہ فرمایا اس لیے کہ یہان مقصود ان کی تکذیب
ہے اس دعوی مین کہ وہ قوت مین منفرد و یکتا ہین سو اس تکذیب مین خلقہم کے اندر زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ
وہ تو مخلوق ہین پس بالضرور ان کا خالق سخت تر ہوگا ان سے قوت مین غرضکہ ایک تو انہون نے ناحق استکبار
کیا دوسری بات یہ کی وکانوا بآیاتنا یجحدون یعنے اور تھے ہماری آیتون کا انکار کرتے مراد آیات سے رسولون
کے معجزے ہین جن کے ساتھہ اللہ پاک نے ان کو اختصاص بخشا اور ان کی نبوت پہ ان کو دلیل و برہان ٹھیرایا یا
مراد تنزیلی آیتین ہین جن کو اپنے رسل پر نازل کیا یا تکوینی نشانیان جن کو ان کے واسطے نصب فرمایا لعدالت
کو ان پر حجت ٹھیرایا یا یہ سب مراد ہین کیونکہ کلمۂ آیات سب کو شامل ہے یہ تو ان کے اقوال و افعال فاسدہ کا ذکر تھا

پھر جو عذاب اس کے بدلے مین اُن پر نازل ہوا اُس کا ذکر فرمایا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا یعنے پھر بھیجی ہم نے
اُن پر ایک باد تند صرصر کہتے ہین نہایت سخت آواز والی ہوا کو ماخوذ ہے صرۃ بمعنے صیحہ سے یعنے چنگھاڑ ابو عبیدہ
نے کہا صرصر کے معنے ہین شدیدۃ عاصفۃ یعنے نہایت زور سے چلنے والی ہوا فراء نے کہا باردۃ یعنے نہایت سرد ہوا
جو کہ جلاتی ہے جس طرح کہ آگ جلاتی ہے عکرمہ وسعید بن جبیر وقتادہ نے کہا باردہ مجاہد نے کہا الشدیدۃ السموم یعنے
نہایت درجہ گرم ہوا اولی تفسیر صرصر کی برد کے ساتھ ہے اس واسطے کہ صر کلام عرب مین بمعنے برد ہے ابن سکیت
فرماتے ہین کہ صرصر جائز ہے کہ صر بمعنے برد سے ہو اور یہہ بھی جائز ہے کہ صرصر الباب یعنی دروازہ کی آواز سے ہو اور صرۃ
بمعنے صیحہ سے اسی معنے سے یہ آیت کریمہ ہے وَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ غرضکہ اُن پر ایک ہوا سخت آواز والی
یا نہایت سرد بھیجی پھر اللہ پاک نے اس عذاب کے نازل ہونے کا وقت بیان فرمایا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ ای نکدات مشئومات
ذوات نحوس علیہم یعنے وہ ہوا اُن پر آئی سخت وناخوش ونامبارک وبد اختر دنون مین کہ یہ سب باتین انکے حق مین
جمع تھین مجاہد نے کہا کہ یہ دن آخر ماہ شوال کے تھے چہار شنبہ سے چہار شنبہ تک سات راتین اور آٹھ دن پے
در پے کسی نے کہا کہ عذاب بھی نہین کی گئی کوئی قوم مگر بدھ کے دن کسی نے کہا نحسات بمعنے باردات ہے یعنے سرد دن
اس کو ثعلبی نے حکایت کیا ہے کسی نے کہا بمعنے متتابعات ہے یعنے پے در پے کسی نے کہا شداد یعنے سخت دن
کسی نے ذوات غبار وتراب ثائر لایکاد یبصر فیہ یعنے غبار اور مٹی اوڑنیوالے دن جن مین کچھ نہ سوجھے جمہور
نے نحسات بکسر حاء مہملہ پڑھا ہے اور نافع وابن کثیر وابو عمرو نے باسکان حا اس بنا پر کہ نحس کی جمع ہے ابو حاتم
نے اس کو اختیار کیا ہے بدلیل قولہ تعالے فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ اور ابو عبید نے اول کو پسند فرمایا ہے ولکل
وجہۃ ہو مولیہا پھر عذاب بھیجنے کی وجہ ذکر فرمائی لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اے لکی نذیقہم
خزی بمعنے ذل وہوان ہے یعنے ہم نے ان پر تند ہوا بھیجی نحس دنون مین تاکہ چکھا دین ان کو عذاب ذلت وخواری
ورسوائی کا زندگی دنیا مین بسبب اس استکبار کے جو کہ ان سے صادر ہوا یہ تو دنیا مین ہوا اور آخرت کے بارے
مین فرمایا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى یعنے البتہ عذاب آخرت کا اہانت وذلت مین اس سے بھی زیادہ تر سخت
ہے اضافت عذاب کی طرف خزی کے فرمائی اور اصل مین خزی صفت ہے معذب کی عذاب کو جو اس کے ساتھ موصوف
کیا سو یہ وصف بنا بر اسناد مجازی ہے واسطے مبالغے کے یعنے جب خود عذاب موصوف بذلت ورسوائی ہے
تو جو اس کے ساتھ معذب ہونگے اُن کی ذلت کا کیا ٹھکانا ہے پس یہ اضافت موصوف بسوی صفت کر باب سے
ہے یعنے العذاب الخزی اور اسی لیے ولعذاب الآخرۃ اخزی آیا ہے پس اگر یہ اضافت موصوف کی بسوی صفت
کے قبیل سے نہ ہوتا تو لفظ اخزی کو نہ لاتے جو کہ مشارکت کا مقتضی ہے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ یعنے اور وہ عذاب جو
اُن پر نازل ہوگا اُس کو اُن سے کوئی روکنے والا نہ روکے گا نہ کوئی دفع کرنے والا دفع کرے گا یہہ تو عاد کا حال

تھا جو اپنی قوت پر نازاں تھے اسکے بعد اسنے اشارہ کرکے انکا ناس کر دیا پھر دوسری قوم کا حال ذکر فرمایا وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
یعنے اور وہ جو ثمود تھے سو بیان کر دیا ہمنے واسطے ان کے راہ نیکی کی اور بتایا ہمنے ان کو طریق حق کا نبین علیہ کر
اُن کے ہادی رسول بھیجے اور اللہ کی نشانیاں ظاہر ہوان کے دلانے کی دلائلتین اور اپنے نشان قائم کیے اور شریعتی
آیتیں نازل کیں کیونکہ یہ سب امور عاقل پر اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ اللہ پاک پر ایمان لاوے اور اس کے رسولوں
کی تصدیق کرے۔ فراء نے کہا معنے آیت کے یہ ہیں دَلَلْنٰهُمْ عَلٰى مَذْهَبِ الْخَيْرِ بِاِرْسَالِ الرُّسُلِ یعنے رسول
بھیجکر ہمنے ان کو خیر کی راہ بتائی شیخ ابو منصور کہتے ہیں ہدایت جو مذکور ہوئی احتمال ہے کہ بیان کرنا ہو
جیسا کہ مذکور ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اہتدا انکا پیدا کرنا ہو ان میں سو وہ مہتدین ہوگئے پھر بعد اس کے کافر ہوگئے
اور اونٹنی کی کونچیں کاٹیں کیونکہ جو ہدایت خالق کی طرف مضاف ہوتی ہے وہ بمعنے بیان و توفیق و خلق فعل
اہتدا کی ہوتی ہے اور جو ہدایت خلق کی طرف مضاف ہو سو صرف بمعنے بیان ہوتی ہے صاحب کشاف
نے اس میں کہا ہے پس اگر تم کہو کہ یہ قول تمہارا ہدیتہ کیا اس کے معنے جعلت فیہ الھدی کے نہیں ہیں یعنے میں
نے اس میں ہدایت رکھدی دلیل اس پر تمہارا یہ قول ہے ہدیتہ فاہتدی بمعنے تحصیل بغیہ وحصول البغیہ یعنے میں
نے اُسے راہ بتائی تو وہ راہ پاگیا مطلب یہ ہے کہ میں نے مطلوب حاصل کر دیا اور وہ حاصل ہوگیا جس طرح کہتے
ہو کہ ردعتہ فارتدع یعنے میں نے فلان کو باز رکھا تو وہ باز رہ گیا اب کس طرح استعمال ہدایت کا مجرد دلالت
میں جائز ہوا تو ہم جواب دینگے کہ جائز ہوا واسطے دلالت کے اس بات پر کہ اللہ تعالی نے ان کو قدرت دی پھر
ان کی علتیں دور کیں اور ان کے واسطے کوئی عذر باقی نہیں رہا تو گویا بغیہ و مطلوب کو ان میں حاصل کر دیا سبب
حاصل کر دینے اس شی کے جو کہ مطلوب کی موجب و مقتضی ہوتی ہے انتہی صاحب کشاف نے جو یہ تکلف کیا سو
صرف اس لیے کہ خلق اہتدا کے ساتھ ہدایت کی تفسیر کرنے پر اسے قدرت نہ ملی کیونکہ وہ اس کے مذہب فاسد کے خلاف
ہے جمہور نے اما ثمود کو برفع و منع صرف پڑھا ہے اور اعمش و ابن وثاب نے برفع و بصرف اور حضرت ابن عباس
و ابن ابی اسحاق و عاصم نے ایک روایت میں بنصب و صرف اور حضرت حسن و ابن ہرمز و عاصم نے ایک روایت
میں بنصب و منع صرف پس رفع تو بنا بر ابتدا ہے اور فصیح یہی ہے اس لیے کہ بعد حرف ابتدا کے واقع ہوا ہے
اور نصب بنا بر اشتغال ہے اور صرف بنا بر تفسیر اسم باب وحی ہے اور منع صرف اس بنا پر ہے کہ تاویل اسکی بقبیلہ
ہو بالجملہ اللہ پاک نے رسول بھیجکر ثمود کو خیر کا رستہ بتایا فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى سو انہوں نے اختیار
کیا کفر کو ایمان پر قالہ الفراء ابو العالیہ نے کہا اختیار کیا عمے کو بیان پر سدی نے کہا کہ اختیار کیا معصیت
کو طاعت پر تو اس کی سزا دنیا میں ان کو یہ ملی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ الآیہ اول گذر چکا
ہے کہ صاعقہ نام ہے شے مہلک کا کوئی سی شے ہو اور ہون بمعنے ہوان یا اہانت ہے گویا یوں کہا کہ پہنچا ان کو

ہلاک کرنیوالا عذاب صاحب ذلت یا صاحب اہانت اور محاورہ مین ہو عذاب ہون ایسے معنی مین کما فی قولہ تعالے
مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ قولہ تعالے بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ حرف با سببیہ ہے اور کلمہ ما موصولہ ہے یا مصدریہ
یعنے پکڑا اُن کو صاعقہ نے بسبب اس شی کے جس کو وہ کماتے تھے یا بسبب ان کی کمائی کے مراد انکا شرک ہو
اور حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلانا ہے وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ مراد الذین سے حضرت صالح
ہین اور وہ مومن جو اُن کے ہمراہ تھے کیونکہ اللہ پاک نے اُس عذاب سے اُن سب کو نجات دی یہ لوگ چار ہزار تھے
یہ تو دنیا کے عذاب کا ذکر تھا پھر آخرت کے عذاب کا ذکر فرمایا وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا
لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ
وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ
وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ
فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ۝
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ اور جس دن جمع ہون گے دشمن اللہ کے

دوزخ پر پھر اُن کی مثلین بنینگی یہانتک کہ جب پہونچین اُس پر بتادین گے اُن کو اُنکے کان اور اُن کی آنکھین
اور اُن کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے اور وہ کہین گے اپنے چمڑون کو تم نے کیون بتایا ہم کو وہ بولے ہم کو
بلوایا اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اُسی نے بنایا تم کو پہلے بار اور اُس کی طرف پھر جاتے ہو اور تم پردہ
نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتادین گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھین اور نہ تمہارے چمڑے پر تم کو یہ
خیال تھا کہ اللہ نہین جانتا بہت چیزین جو کرتے ہو اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو رکھتے تھے اپنے رب کے
حق مین اُسی نے تم کو کھپایا پھر آج رہ گئے ٹوٹے مین پھر اگر وہ صبر کرین تو آگ اُن کا گھر ہے اور اگر وہ
سنانا چاہین تو ان کو کوئی نہین مناتا اور لگا دیے ہم نے اُن پر تعیناتی پھر اُنہون نے بھلا دکھایا اُن کو
جو اُن کے آگے اور جو اُن کے پیچھے اور ٹھیک پڑی ان پر بات ملکر سب فرقون مین جو ہو چکے ہین اُن سے
پہلے جنون کے اور آدمیون کے وہ تھے ٹوٹے والے **ف** کافرون کے اعمال جب فرشتے لادین گے
لکھے ہوئے وہ منکر ہون گے کہ یہ ہمارے دشمن ہین دشمنی سے ہم پر جھوٹ لکھ دیا تب آسمان و زمین سے گواہی
دلوادیگا کہین گے یہ بھی دشمن ہین یارب تیرے یہان ظلم نہین کوئی ہمارا دوست گواہی دے تو سند
ہے تب ان کے ہاتھ پاؤن بولین گے **ف** یعنے غیر سے چھپکر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤن بتادینگے

ان سو بھی پردہ کرین **ف** یعنے دنیا مین بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے اور وہان صبر کرین یا نہ کرین دوزخ گھر ہو چکا اور بعض بلا ٹلتی ہے منت کرنے سے وہان ہتیرا چاہین کہ منت کرین کوئی قبول نہین کرتا **ف** یعنے ان پیشیان تعینات تھی کہ برے کام چلے دکھائے اور ٹھیک پڑی بات لاملئن انتہی **ف** حافظ ابن کثیر ہین ذکر کرو اسطے ان مشرکون کے اُس دن کا جس دن وہ جمع کیے جاوینگے طرف آگ کے یوزعون کے یہ معنے ہین کہ زبانیہ فرشتے جمع کرینگے ان کے اول کو ان کے آخر پر مطلب یہ ہے کہ جس طرح فوج کے افسر فوج کو ترتیب وار چلاتے ہین اسی طرح فرشتے اُن کو چلا وینگے تاکہ سب برابر چلین آگے پیچھے نہ ہونے پاوین اسی طرح دوسری آیت مین بھی دوزخ کی طرف ہانکنے کا ذکر آیا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا اے عطاشا یعنے مجرمون کو جہنم کی طرف ہانکینگے اس حال مین کہ وہ پیاسے ہونگے حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت وہ اس پر کھڑے ہونگے تو گواہی دینگے ان پر کان ان کے اور آنکھین ان کی اور چمڑے ان کے انکے اگلے پچھلے اعمال کی اور ایک حرف بھی اُن سے چھپایا نہ جاویگا اور اپنے اعضا اور چمڑون کو ملامت کرینگے جب کہ وہ ان پر گواہی دینگے تو اعضا اس وقت اُن کو یہ جواب دینگے کہ بلوایا ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر شے کو اور اس نے تمکو پیدا کیا اول بار یعنے وہ تو ایسا ہے کہ کوئی اس کا مخالف اور مانع نہین ہو سکتا ہے اور اسی کی طرف تم پھر جاؤگے **حافظ ابو بکر بزار** نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہنسے یا مسکرائے پھر فرمایا کیا تم نہین پوچھتے ہو مجھ سے کہ مین کس شے سے ہنسا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس چیز سے ہنسے فرمایا مین نے تعجب کیا بندہ کے مجادلہ سے جو وہ اپنے رب سے کرے گا قیامت کے دن کہے گا اے رب کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہین کیا ہے کہ تو مجھ پر ظلم نہ کریگا فرماویگا کیون نہین تو بندہ کہے گا پس مین تو قبول نہین کرتا ہون اپنے اوپر کسی گواہ کو مگر میرے نفس کو تو اللہ تبارک وتعالی فرماویگا کیا مین کافی نہین ہون گواہ اور ملائکہ کرام کاتبین کہا پھر یہ بات بار بار کہے گا کہا پھر مہر کر دی جاویگی اس کے منہ پر اور بولین گے اس کے اس کام کو جو وہ کرتا تھا تو اب کہے گا بعدا لکن وسحقا عنکن کنت اجادل یعنے تم دور ہو جاؤ مین تو تمہاری ہی طرف سے جھگڑتا تھا ثُمَّ رَوَاهُ هُوَ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَامِرٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ الشَّعْبِيِّ ثُمَّ قَالَ لَا نَعْلَمُ رَوَاهُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غَيْرَ الشَّعْبِيِّ وَقَدْ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَشْجَعِيِّ عَنِ الثَّوْرِيِّ بِهِ ثُمَّ قَالَ النَّسَائِيُّ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ غَيْرَ الْأَشْجَعِيِّ وَلَيْسَ كَمَا قَالَ كَمَا رَأَيْتَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۲) **ابن ابی حاتم** نے ابو بردہ سے روایت کیا ہے کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ بلایا جاویگا کافر و منافق واسطے حساب کے تو پیش کریگا

اُس پر رب اُس کا عزوجل عمل اس کے کو تو انکار کرے گا اور کہے گا اے رب قسم ہے تیری عزت کی البتہ مقرر لکھہ لیا ہی
مجہہ پر اس فرشتے نے وہ عمل جو مین نے نہین کیا پس فرشتہ کہے گا کیا تو نے نہین کیا فلان دن فلان مکان مین
تو کہے گا قسم ہے تیری عزت کی اے رب مین نے اس کو نہین کیا کہا پہر جب وہ یہ کرے گا تو اس کے منہ پر مہر کردی
جائیگی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس بیشک مین البتہ گمان کرتا ہون کہ پہلا عضو اس کا جو بولے گا اس کی
سیدہی ران ہے (۳) حافظ ابو یعلے نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین فرمایا جس وقت قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اس کا عمل پہچنوائین گے تو وہ انکار
کرے گا اور جہگڑے گا پس کہے گا یعنے اللہ تعالی یا فرشتہ یہ تیرے پڑوسی گواہی دیتے ہین تجہہ پر تو کہے گا کہ
جہوٹ کہا پہر کہے گا تیرے گہر والے تیرے کنبہ والے تو کہے گا کہ جہوٹ کہا پہر کہے گا کہ قسم کہاؤ تو قسم کہا جائینگے
پہر اللہ تعالی ان کو چپ کردیگا اور گواہی دینگی ان پر زبانین ان کی اور داخل کردیگا ان کو نار مین (۴) ابن
ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہون نے ابن الازرق سے کہا بیشک
قیامت کی دن آئے گا لوگون پر اس پر ایک وقت کہ وہ نہ بولین گے اور نہ عذر کرین گے اور نہ کلام کرین گے یہان
تک کہ ان کے واسطے اذن دیا جائے پہر ان کے لیے اذن دیا جائے گا تو جہگڑینگے پہر انکار کرے گا انکار
کرنے والا اپنے شرک کرنے کا ساتہہ اللہ تعالے کے پہر وہ قسم کہا جائین گے واسطے اس کے جس طرح کہ قسم
کہاتے ہین واسطے تمہارے تو بہیجے گا اللہ تعالی ان پر جبکہ وہ انکار کرین گے گواہون کو ان کی جانون
سے اور ان کے چمڑون سے اور ان کی آنکہون سے اور ان کے ہاتہون سے اور ان کے پاؤن سے اور
مہر کردیگا ان کے منہ پر پہر کہول دیگا ان کے واسطے منہ تو وہ جہگڑین گے اعضا سے تو اعضا کہین گے
کہ بلوایا ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہر شئے کو اور اس نے تم کو پیدا کیا اول بار اور اسی کی طرف تم پہر جاؤ گے
پس اب زبانین اقرار کرلین گی بعد انکار کے (۵) ابن ابی حاتم نے عن عبد الرحمن بن جبیر الحضرمی عن
رافع ابی الحسن روایت کیا ہے عبد الرحمن نے کہا کہ رافع نے وصف کیا اس شخص کا جس نے انکار کیا
کہا پہر اشارہ کریگا اللہ تعالی اس کی زبان کی طرف تو وہ پڑہ جائیگی اس کے منہ مین یہانتک کہ اسے پہر
دیگی پہر وہ طاقت نہ رکہے گا کہ ایک بات بولے پہر اس کے سارے اعضا سے فرمائے گا کہ بولو اور اس پر
گواہی دو تو گواہی دیگا اس پر کان اُس کا اور آنکہہ اسکی اور چمڑا اُس کا اور شرمگاہ اُس کی اور ہاتہہ
اُس کے اور پاؤن اُسکے کہ صنعنا عملنا فعلنا یعنے ہم نے وہ کام کیے آیہ سورہ یس الیوم نختم علے افواہہم
الآیۃ کی تفسیر مین اتنی بہت احادیث و آثار گذر چکے ہین کہ ان کے مکرر لانے سے یہان غنا حاصل ہے (۶)
ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جب کہ ہم تہے ساتہہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ نے فرمایا کیا تم نہیں بیان کرتے ہو وہ عجیب باتیں جو تم نے ملک
حبشہ میں دیکھیں تو ان میں سے کسی جوانوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ اسی درمیان میں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے
کہ ناگاہ ہم پر گزر کیا ایک بڑھیا نے ان کے رہبانوں کی بڑھیوں میں سے اپنے سر پر ایک گھڑا پانی کا اٹھائے ہوئے
سو وہ گزرے ان میں کے ایک جوان پر تو اس نے اپنا ایک ہاتھ اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان میں رکھا پھر اس کو
دھکا دیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑی سو اس کا گھڑا ٹوٹ گیا پھر جب وہ کھڑی ہوئی تو پھر کر دیکھا پھر کہا قریب
ہے کہ تو جان لیگا اے غدار جب رکھیگا اللہ کرسی کو اور جمع کریگا اولین و آخرین کو اور بولینگے ہاتھ پاؤں
اس عمل کو جو وہ کماتے تھے سو عنقریب تو جان لیگا کہ کیسا ہوگا میرا حال اور تیرا حال نزدیک اس کے کل کو راوی
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے صدقت صدقت یعنی اس نے سچ کہا کیونکر پاک کرے اللہ اس قوم
کو کہ نہ لیا جاوے واسطے اُن کے ضعیف کے اُن کے شدید سے یعنی حق هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ
وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ الْاَهْوَالِ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٍ
یہ قولہ تعالی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ اعضا اور جوڑ تمہارے جب گواہی دینگے تو وہ ان کو
ملامت کرینگے اس پر کہ انہوں نے ان پر گواہی دی کہ تم چھپاتے نہ تھے اس کام کو جو کرتے تھے بلکہ تم کھلم
کھلا اللہ کے سامنے کفر و معاصی کرتے تھے اور اپنے خیال میں اس سے کچھ پروا نہ کرتے تھے کیونکہ تم تو یقینا
رکھتے تھے کہ وہ تمہارے سارے فعلوں کو نہیں جانتا ہے اسی لیے یوں فرمایا وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا
تَعْمَلُوْنَ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ یعنے یہ تمہارا ظن فاسد و اعتقاد باطل کہ اللہ تعالی نہیں جانتا ہے
بہت سی چیزیں جو تم کرتے ہو اسی خیال بد نے تم کو تلف و ہلاک کر دیا نزدیک تمہارے رب کے فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ
یعنے سو ہو گئے تم مواقف قیامت میں ٹوٹا پانے والوں سے زیان کیا تم نے اپنی جانوں کا اور اپنے گھر والوں
کا ذ ا: امام احمد نے حضرت عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہا میں چھپنے والا تھا کعبے کے پردوں میں پس تین
آدمی آئے ایک قرشی اور دو اس کے داماد ثقفی یا ایک ثقفی اور دو اس کے داماد قرشی ان کے شکموں کی چربی
بہت تھی اور دلوں کی سمجھ کم سو انہوں نے کوئی بات کہی جسے اس کو نہیں سنتا پھر ان میں کے ایک نے کہا کیا
تم خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالی ہماری اس بات کو سنتا ہے تو دوسرا بولا کہ جس وقت ہم بلند کریں اپنی آوازیں تو
اس کو سنتا ہے اور جب ہم بلند نہ کریں تو اس کو نہیں سنتا ہے پھر تیسرا بولا کہ اگر اس نے اس میں سے کچھ سن لیا تو
سب کو سن لیا کہا پس میں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اس پر اللہ عز و جل نے وَمَا كُنْتُمْ الآیۃ نازل
فرمائی وَهٰكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ هَنَّادٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ بِاِسْنَادِهِ نَحْوَهُ وَاَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَ
التِّرْمِذِيُّ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيْعَةَ

عن عبد اللہ بن مسعود بنحوہ ورواہ البخاری ومسلم ایضا من حدیث الثوری کلاہما عن منصور
عن مجاہد عن ابی معمر عبد اللہ بن سخبرۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ بہ (۲) عبد الرزاق
نے عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہی کہ آپ نے ان یشہد علیکم الآیہ کی تفسیر
مین فرمایا ہے کہ تم بلائے جاؤگے قیامت کے دن اس حال مین کہ تمہاری مونہہ پہ دہان بند لگے ہونگے پس اول
شے جو ایک تمہاری کا حال بیان کرے گی اس کی ران اور ہتیلی ہے معمر جو بہز سے راوی ہے کہتے ہین اور حسن
نے یہ آیت پڑہی وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردیکم پہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے
نے فرمایا ہے انا مع عبدی عند ظنہ بی وانا معہ اذا دعانی یعنے مین اپنے بندے کے ساتہہ ہون نزدیک اس کے
گمان کے ساتہہ میرے اور مین ساتہہ اس کے ہون جبکہ وہ مجہہ کو پکارتا ہے پہر حسن ٹہیرے اس مین غور کرنے لگے
پہر کہا خبردار لوگون نے جو عمل کیا ہے سو اپنے گمانون کے اندازہ پر کیا ہے ساتہہ اپنے رب کے پس مومن جو
ہے سو اس نے نیک گمان رکہا ساتہہ اپنے رب کے تو اس نے اچہا عمل کیا اور کافر ومنافق جو ہین سو برا گمان کہا
ساتہہ اللہ کے تو برا عمل کیا پہر کہا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے وما کنتم تستترون الآیۃ (۳) امام احمد
نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہ مرے تم مین سے
کوئی مگر اس حال مین کہ وہ نیک گمان کرتا ہو ساتہہ اللہ کے پس بیشک ایک قوم سے قدرے ہلاک کیا ان کو بدگمان
رکہنے ان کے نے ساتہہ اللہ کے پس اللہ تعالی نے فرمایا ہے وذلکم ظنکم الآیۃ قولہ تعالی فان یصبروا الآیہ کا یہہ
مطلب ہے برابر ہے ان پر صبر کرین یا صبر نہ کرین وہ تو آگ ہین ہین اس سے ان کے لیے کوئی مفر نہین ہے اور نہ
ان کو اس سے نکلنا ہے اور اگر وہ اس کے طالب ہون کہ رضا طلب کرین اور عذر ظاہر کرین تو نہین ہین واسطے
ان کے عذر اور نہ درگذر کی جائین ان کے لیے لغزشین ابن جریر کہتے ہین وان یستعتبوا کے یہ معنے ہین
کہ اگر وہ سوال کرین پہر جانے کا طرف دنیا کے تو ان کے واسطے کوئی جواب نہین ہے کہا اور یہ مثل اس آیت
کے ہے جس مین ان کی طرف سے خبر دی ہے قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ رَبَّنَا
أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ قولہ تعالے وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ
الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ ہی نے گمراہ کیا ہے مشرکون کو اور یہہ اسکی مشیت وحکم وقدرت سے ہے اور وہ حکیم ہے
اپنے افعال مین بایں طور کہ تعین کیے ان پر ساتہی شیاطین انس وجن سے سو انہون نے اچہے کر دکہائے انکو
عمل ان کے ماضی مین اور مستقبل مین سو انہون نے خیال نہ کیا اپنی جانون کو مگر بہلائیان کرنے والے کما
قال اللہ تعالے وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ
عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ قولہ تعالے وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کے یہ معنے ہین کہ ثابت وواجب

ہوا ان پر کلمہ عذاب کا جس طرح کہ ثابت ہو چکا ہے ان امتون پر جو ان سے پہلے گزر چکی ہین جن و انس مین سے
جنہون نے ویسے کام کیے جو انہون نے کیے اِنَّهُمْ كَانُوا خٰسِرِيْنَ یعنے خسارہ زیان و ہلاک ہین یہ اور وہ ہوا کر
ہوئے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے یحشر کو بصیغہ مجہول پڑھا ہے اور اعداء کو مرفوع
اور نافع نے نحشر بنون ونصب اعداء کہا۔ اذ مین عامل محذوف ہے جس پر مابعد دال ہے تقدیر یہ ہے بساق الناس
یوم یحشر یا اذکر محذوف کا ظرف ہے اے اذکر یوم یحشر یا جملہ اللہ پاک نے یوم یحشر اعداء اللہ فرمایا بجائے یوم یحشرون
کے کیونکہ اول قوم ثمود کا ذکر ہے تو ضمیر انہین کی طرف راجع ہوتا سو وجہ اس کی یہ ہے کہ قصد ان کی ذم مین
مبالغہ کرنا ہے یعنے کون ثمود جو کہ اللہ سبحانہ کے دشمن ہین اس سے زیادہ کر اور کیا ذم ہوگی کسی نے کہا کہ مراد
اعداء سے مطلق کفار ہین اگلے پچھلے یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذکر کر قوالیے ہے جو کہ تیرے معاند
و دشمن ہین حال کفار کا جو کہ قیامت کے دن ہوگا شاید وہ عناد و دشمنی سے باز آمین زجر ہین یہ ہون نار کی طرف
حشر کرنے کے یہ معنی ہین کہ ان کو ہانک لیجائین گے طرف آگ کے یا طرف موقف حساب کے اس لیے کہ وہان ظاہر
ہوجائے گا فریق جنت کا اور گروہ دوزخ کا فہم یوزعون کے یہ معنے ہین کہ روکا جائے گا اول ان کا ان کے
آخر پر تاکہ متلاحق و مجتمع ہوجائین قتادہ و سدی وغیرہما نے اسی طرح کہا ہے اور اسی کے حضرت ابن عباس قائل
ہین یعنے ٹھیرائے جائین گے ان کے سابق لوگ یہانتک کہ ان کے پچھلے ان سے لاحق ہوجائین یہ بیان
ہے اہل نار کی کثرت کا اصل مین یوزعون ماخوذ ہے وزعتہ یعنے کففتہ سے وزع کے معنے روکنے اور باز رکھنے
کے ہین اس کے معنے کی تحقیق سورۃ نمل مین پورے طور پر گزر چکی ہے ایک روایت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے اس کی تفسیر مین یدفعون ہر کسی اور نے کہا ہے یعنے ہانکا جاوے حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا الآیۃ
کلمہ مازائدہ ہے یعنے یہانتک کہ جس وقت وہ آئین گے آگ پر جس کی طرف ہانک لائے گئے اور اس کے حضور
مین آجائین گے یا موقف حساب مین تو گواہی دین گے ان پر کان ان کے اور آنکھین ان کی اور چمڑے ان کے
ان گناہون کی جن کو وہ دنیا مین کیا کرتے تھے اس گواہی کی کیفیت مین تین قول ہین ایک یہ کہ اللہ
پاک فہم و قدرت و نطق ان مین پیدا کردے گا تو وہ گواہی دین گے جس طرح کہ آدمی اپنی جانی پہچانی سے
پر گواہی دیتا ہے دوسرا یہ ہے کہ ان اعضا مین اصوات و حروف پیدا کردیگا جو کہ ان معانی پر دال ہونگے
تیسرا یہ ہے کہ ان اعضا مین احوال ظاہر ہونگے جو کہ دلالت کرین گے ان اعمال کے صدور پر اس انسان
سے اور ان علامات کا نام شہادت رکھا جائیگا جس طرح یون بولتے ہین کہ عالم شہادت دیتا ہے ساتھ تغیرات
اپنے احوال کے اپنے حدوث پر کہ حق کہتے ہین نطق دیگا ان کو اللہ تعالے مثل نطق دینے زبان کو تو وہ
گواہی دینگے اور عقلاً ان کا نطق کچھ زیادہ تر غریب نہین ہے زبان کے نطق سے ایضاح اسکا یہ ہے کہ حیات

وعلم وقدرت کے واسطے بنیہ شرط نہین ہے تو اللہ پاک قادر ہے عقل وقدرت ونطق کے پیدا کرنے پر ان اعضا کے اجزا سے ہر جزو مین **مقاتل** نے کہا کہ بولین گے انکے جوارح اس شی کو جسے اُن کی زبانون نے چھپایا یعنے عمل کرنا ان کا ساتھہ شرک کے مراد جلود سے اکثر مفسرین کے قول مین یہی معروف چمڑے ہین یعنے بدن کی کہال کسی نے کہا کہ مراد امر سے مطلقا جوارح و اعضا ہین تو اب عطف جلود کا سمع و ابصار پر عطف عام بر خاص کے قبیل سے ہوگا **سدی** وعبید اللہ بن ابی جعفر و فرا کہتے ہین کہ مراد جلود سے فروج ہین یہ کنایات کے باب سے ہے کما قال تعالے لا تواعدوھن سرا مراد سر سے نکاح ہے وقال تعالے او جاء احد منکم من الغائط مراد غائط سے قضا ی حاجت ہے غائط کہتے ہین زمین پست کو چونکہ پست زمین مین پاخانہ پہرتے ہین اس لیے اس سے کنایہ کیا جس طرح ہندی مین جنگل جانا اس سے کنایہ ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے اول جو شے بولے گی آدمی سے اس کی ران اور ہتھیلی ہے جیسا کہ اول گزر چکا ہے اس تقدیر پر یہ آیت وعید شدید ہوگی ارتکاب زنا مین کیونکہ مقدمہ زنا کا جو حاصل ہوتا ہے سو ران سے لیکن قول اول اولی ہے وجہ **تخصیص** ان تین کی ساتھہ گواہی کے نہ اورون کی یا وجہ اس کے کہ حواس پانچ ہین سمع و بصر و شم و ذوق و لمس اور آلہ لمس کا جلد ہے وہ ہے جو امام رازی نے ذکر فرمائی ہے کہ ذوق لمس مین داخل ہے بعض وجوہ سے اس لیے کہ ادراک ذوق کا جو حاصل ہوتا ہے سو بایں طور کہ زبان کی جلد جرم طعام سے مماس ہو جاتی ہے اور اسی طرح شم حاصل نہین ہوتا ہے جب تک کہ ناک کی جلد مماس ہو جاتی ہے جرم مشموم سے تو ذوق و شم داخل ہو گئے حس لمس مین انتہے اور جب کہ رازی کے اس کلام سے تم نے وجہ تخصیص تین کی پہچان لی تو اس سے وجہ تخصیص جلود کی ساتھہ سوال کے بہی معلوم کر لی کما قال تعالی وقالوا لجلودہم اس واسطے کہ جلود مشتمل ہین تین حواس پر تو حصول معصیت کا جلود کی جہت سے اکثر ہوا اور جو اس کا قائل ہے کہ جلود سے مراد فروج ہین تو وجہ تخصیص ان کی ساتھہ سوال کے ظاہر ہے اس لیے کہ جس زنا کی فرج شہادت دیگی وہ قبیح مین بزرگتر ہوگی اور خزی و عقوبت کی زیادہ تر جالب ہوگی اور وجہ افراد سمع و جمع ابصار کی سابق مین گذر چکی ہے کسی نے کہا کہ مراد جلود سے بیان عہ یعنے اعم ہین تو جلود کے سوال مین سمع و بصر کے سوال کا ترک نہین ہے بلکہ وہ جلود مین داخل ہین اس معنے سے جو تم کو معلوم ہو چکے ہین عہ غرضکہ جب اعضا و جلود ان پر گواہی دینگے تو ان سے سوال کرینگے لم شہدتم علینا یعنے کیون جی تم نے کیون ہم پر گواہی دی یہ سوال توبیخ و تعجب کا ہے تعجب تو اُس امر غریب و نادر سے کیا کہ بولنے والون سے نہین ہین اور بولے اور توبیخ و سرزنش اس واسطے کی کہ دنیا مین وہ اُن کے مساعد و معاون تہے معاصی پر تو اب کیونکر اُن پر گواہی دی پس اسی لیے اُن کی شہادت کو ایک امر غریب سمجھا اور خطاب عقلا کے صیغے سے ان کو مخاطب کیا کیونکہ ان سے وہ بات صادر ہوئی جو عقلا سے صادر ہوتی ہے یعنے شہادت غرضکہ جلود نے عذر کر کے یہ جواب دیا کہ بلوایا ....

ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہر شے کو یعنے اس کی مخلوقات میں سے جو شے کہ بولتی ہے تو ہم نے تجھ پہ گواہی دی ان سب
اعمال کی جو تم نے کیے کسی نے کہا معنے یہ ہیں کہ ہم نہیں بولے اپنے اختیار سے بلکہ ہم کو اللہ نے بلوایا یعنے اول
اولی ہیں یعنے ہمارا انطق کوئی عجیب شے نہیں ہے اللہ کی قدرت سے جو کہ قادر ہے ہر حیوان کے بلوانے پر اگر چاہے
وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ میں تین قول ہیں ایک یہ ہے کہ تتمہ کلام جلود سے ہے یعنے جو ذات پاک
قادر ہے تمہارے اول بار بنانے پر اور بعد موت کے زندہ کرنے پر قادر ہے جلود و اعضا کے بلوانے پر دوسرا یہ ہے
کہ کلام ملائکہ سے ہے تیسرا یہ ہے کہ مستانف ہے اللہ کے کلام سے یعنے جو ذات پاک قادر ہے تمہارے خلق و انشا
پر اول بار وہی قادر ہے تمہارے اعادہ و رجوع کرنے پر طرف اپنے اس قول کی بنا پر تو ترجعون بصیغہ مضارع
ظاہر ہے اور جب تتمہ کلام جلود یا کلام ملائکہ سے ٹھیرایا جاوے تو ظاہر یہ تھا کہ رجعتم ہوتا کیونکہ یہ بات تو بیت بعد بعث
و رجوع کے ہے اس وجہ پر شاید صیغہ مضارع کا اس لیے آیا کہ مراد رجوع سے نرا پھرنا طرف حیات کے ساتھ بعث
کے نہیں ہے بلکہ مراد رجوع سے وہ رجوع ہے جو شامل ہے حیات کی طرف پھرنے کو اور شامل ہو اس عذاب خالد کو
جو اس پر مترتب ہوگا جس کا انتظار و ترقب کیا جاتا ہے وقت اس گفتگو کے پس جو رجوع متوقع ہے اس کو
تغلیب دی گئی اس رجوع پر جو کہ واقع ہو گیا یعنے مبعوث ہوکر زندہ ہونا سو اس رجوع پر رجوع متوقع کو تغلیب
دیکر صیغہ مضارع کا کہا تغلیب عجیب ایک عمدہ و حسین نوع ہے بلاغت کی کلام عرب میں عموما اور قرآن شریف
میں خصوصا بہت ہے اس جگہ بہ نسبت رجعتم کے ترجعون میں زیادہ خوبی ہے کیونکہ رجعتم سے صرف زندہ ہونا
معلوم ہوا سو وہ تو ظاہر ہی ہے کہ زندہ ہو گئے اعضا کی گواہی ہو رہی ہے اور ترجعون میں یہ رجوع بھی ہے
اور وہ رجوع جو بعد اس کے ہوگا طرف عذاب خالد کے جس کی توبیخ و تقریع اس سے معلوم ہوتی ہے وہ کہیں
اس سے بڑھ کر ہے اب کہو جو ادا اس میں ہے وہ رجعتم میں کہاں اللهم اجرنا من النار و من موجبات النار
بجاه النبي المختار بفضلك و رحمتك يا عزيز يا غفار و استرنا يا ستار و اعنا على ذكرك و شكرك آناء الليل
و اطراف النهار و صل و سلم و بارك عليه و آله الاطهار و صحبه الاخيار آمين قوله تعالى وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ
الآیہ توبیخ و تقریع ہے انکے واسطے طرف سے اللہ پاک کے یا تتمہ کلام جلود سے ہے یعنے وقت کرنے اعمال
قبیح کے اور مرتکب ہونے بیحیائی کے کاموں کے تم چھپتے نہیں تھے ساتھ دیواروں اور پردوں کے
اس بات سے ڈر کر کہ اعضا تم پر گواہی دینگے بلکہ تم تو سرے سے بعث و جزا ہی کے منکر تھے اکثر علما
کا قول یہی ہے چونکہ انسان اس پر قادر نہیں ہے کہ معصیت کرتے وقت اپنے اعضا سے چھپے اس لیے بیان
استغفار و استتار کے معنے ترک معصیت کے ہیں یعنے تم ترک معصیت نہیں کرتے تھے اعضا کے گواہی
دینے سے ڈر کر کسی نے کہا کہ استتار بمعنے اتقا ہے یعنے تم تقوی و خوف نہیں کرتے تھے دنیا میں اس کی گواہی

دینگے تم پر اعضا تمہارے آخرت میں تو تم معاصی کو ترک کرنے خوف سے اس گواہی کے ان تشہد منصوب ہے محلا بنابر
علت اے لاجل ان تشہد او مخافۃ ان تشہد یا بنابر نزع خافض اے بان او عن ان او من ان تشہد یا استتار
متضمن ہے ظن کے معنے کو تو تستترون کا مفعول ہوگا یعنے تم گمان نہ کرتے تھے اس کا کہ گواہی دینگے یہ قول بعید
ہے معاویہ بن حیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم حشر کیے جاوگے اس جگہہ اور
اشارہ فرمایا اپنے دست مبارک سے طرف شام اس حال میں کہ تم پیادے ہوگے اور سوار اور اپنے منہ کے
بہل اور پیش کیے جاوگے اللہ پر اور تمہارے منہ پر فدام ہونگے اور اول شے جو ظاہر کرے گی ایک تمہارے
سے اس کی ران ہے اور اسکی ہتیلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وماکنتم تستترون
الآیہ اَخرَجَہٗ عَبدُ الرَّزَّاقِ وَاَحمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَابنُ اَبِی حَاتِمٍ وَالحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالبَیہَقِیُّ
فِی البَعثِ قولہ تعالی وَلٰکِن ظَنَنتُم الآیہ یعنے ولکن وقت ستر کرنے تمہارے کے لوگون سے باوجود ستر نہ کرنے
کے اپنے اعضا سے گمان کیا تم نے اس بات کا کہ اللہ نہیں جانتا ہے بہت سے کامون کو ان معاصی سے جنکو تم کرتے
ہو سو تم نے ان کے کرنے پر جرات کی کہا ہے کفار کہتے تھے کہ اللہ نہیں جانتا ہے اس شے کو جو ہمارے
جیون میں ہے ولیکن جانتا ہے اس شے کو جسے ہم ظاہر کرتے ہیں نہ اسے جس کو ہم چھپاتے ہیں قتادہ نے
کہا ظن اس جگہہ بمعنے علم ہے کسی نے کہا کہ مراد ظن سے معنے مجازی ہیں جو کہ شامل ہیں اسکے معنے
حقیقی کو اور اس کو جو اس کے فوق ہیں یعنے علم وَذٰلِکُم مبتدا ہے ظَنُّکُم اس سے بدل ہے الذی ظننتم
بربکم صفت ہے اردٰکم خبر ہے یعنے یہ تمہارا ظن جو مذکور ہوا گمان کرنا تمہارا احسن کا تم نے اپنے رب کی
ساتھہ گمان کیا اس نے تم کو ہلاک کیا اور نار میں تمکو پھینک دیا کسی نے کہا کہ ظنکم خبر اور موصول بدل یا بیان
اور اردٰکم حال اور قد مقدر یا غیر مقدر اے ذلکم ظنکم مردیا اکم یعنے یہ تمہارا گمان ہے جو تم نے اپنے رب
کے ساتھہ رکھا در آن حال کہ وہ ہلاک کرنے والا ہے تم کو سو تم ہوگئے ان لوگون میں سے جو کہ خسران میں دنیا و دین
مین کامل ہیں محققین نے کہا ہے کہ ظن دو قسم ہے ایک تو حسن ہے اور دوسرا قبیح سو حسن تو یہ ہے کہ اللہ
عزوجل کے ساتھہ رحمت وفضل و احسان کا گمان رکھے چنانچہ حدیث انا عند ظن عبدی بی گزر چکی ہے اور
ظن قبیح یہ ہے کہ یہ گمان رکھے کہ اللہ کے علم سے یہ بعضے اعمال غائب ہوتے ہیں قتادہ نے کہا ظن
دو نوع ہے ہلاک کرنے والا اور نجات دینے والا سو نجات دینے والا تو یہ قول ہے اس کا اِنِّی ظَنَنتُ
اَنِّی مُلٰقٍ حِسَابِیَہ اور یہ قول اَلَّذِینَ یَظُنُّونَ اَنَّھُم مُلٰقُوا رَبِّھِم اور ہلاک کرنے والا یہ قول ہے
وذلکم ظنکم الآیہ پھر اللہ پاک نے ان کے حال کی خبر دی ارشاد فرمایا فَاِن یَّصبِرُوا الآیۃ یعنے پس اگر وہ
صبر کریں نار پر تو نار جگہہ ہے اُن کی استقرار و اقامت کی ان کو اُس سے خلاصی اور نکلنا نہیں اب اگر

کوئی کہے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ اُن کو اُس سے خلاصی نہیں ہے پہ اس قید کی کیا وجہ ہے کہ اگر وہ صبر کرین تو کہین گے کہ یہان
اضمار ہے تقدیر یہ ہے فان یصبروا او لا یصبروا فالنار مثوی لہم علی کل حال یعنے پہر اگر وہ صبر کرین یا نہ کرین ہر حال
نار اُن کا ٹہکانا ہے نسفی نے کہا فان یصبروا الم ینفعہم الصبر ولم ینفکوا به من الثواء فی النار یعنے پہر اگر وہ صبر کرین تو صبر
کرنا ان کو نفع نہ دے گا اور وہ بسبب صبر کے نار مین رہنے سے خلاصی نہ پائین گے انتہی کسی نے کہا یعنی ہین یہ
اگر وہ صبر کرین اور جمے رہین اعمال اہل نار پر تو نار مثوی ہے واسطے اُن کے محاورہ عرب مین بولتے ہین اعتبنی
فلان اے ارضانی بعد اسخاطہ ایای یعنے راضی کیا اس نے مجہ کو بعد اس کے خفا کرنے کے مجہ کو اور استعتبت فلانا
کے معنے ہین طلبت منہ ان یرضی یعنے فلان سے مین نے یہ بات طلب کی کہ وہ راضی ہو جاوے معنے یہ ہین کہ اگر وہ
یہ سوال کرین کہ وہ رجوع کیے جائین طرف اس شے کے جس کو دوست رکہتے ہین تو وہ رجوع نہ کیے جائین گے کیونکہ وہ
اُس کے مستحق نہین ہین **خلیل** کہتے ہین استعتبتہ فاعتبنی کے معنے ہین استرضیتہ فارضانی یعنے مین نے اس
سے رضا طلب کی تو اس نے مجہے راضی کیا معنے آیت کے یہ ہین کہ اگر وہ رضا طلب کرین تو رضا ان سے واقع نہ ہو گی بلکہ
ان کو تو نار مین جانا ضرور ہے **جمہور** نے یستعتبوا بصیغہ معروف اور من المعتبین بصیغہ اسم مفعول پڑہا ہے اور عمرو بن
حسن و عبید بن عمیر و ابو العالیہ نے اول کو بصیغہ مجہول اور ثانی کو بصیغہ اسم فاعل یعنے اگر اللہ پاک ان سے درگزر فرماوے
اور دنیا کی طرف اُن کو پہیر دے تو وہ عمل نہ کرین گے ساتہہ طاعت اللہ کے کما فی قولہ تعالے ولو ردوا لعادوا لما
نہوا عنہ **حل لغات** قیضنا کی تفسیر تہیئہ ہے یعنے میسر و مہیا کر دیے ہم نے واسطے کفار قریش وغیرہم کے
قرنا شیاطین سے مثل ان کے دوستون کے قرنا جمع ہے قرین کی قرین بمعنے نظیر ہے کقولہ تعالی ومن یعش عن
ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین زجاج نے کہا سببنا لہم قرنا حتے اضلوہم کسی نے کہا سلطنا
علیہم کسی نے کہا قدرنا یہ سب معانی قریب بیکدیگر ہین یعنے وہ قرین اُن کے ساتہہ لگے رہتے ہین اور ان پر غالب
و مستولی ہوتے ہین مثل استیلا رقیض کے بیض پر قیض انڈے کے اوپر کے چہلکے کو کہتے ہین کسی نے کہا کہ اللہ
تعالی نے مقرر کیے واسطے اُن کے قرین آگ مین لیکن اولی یہ ہے کہ مسلط کرنا قرنا کا دنیا مین ہے اس واسطے
کہ قرنا کی یہ صفت ذکر فرمائی ہے فزینوا لہم ما بین ایدیہم وما خلفہم معنے یہ ہین سو اچہی کر دکہائی
قرنا نے کفار کو وہ شے جو اُن کے آگے ہے یعنے امور دنیا اور اس کی خواہشین اور آمادہ کیا اُن کو اس پر کہ
اللہ کے معاصی مین پڑین بابن طمع کہ اُن مین خوب منہمک ہو جائین اور زینت دی اُس شے کی جو اُن کے پیچہے
ہے امور آخرت سے تو یون کہہ دیا کہ نہ بعث ہے نہ حساب ہے نہ جنت ہے نہ نار ہے زجاج نے کہا ما بین ایدیہم
وہ عمل ہے جس کو کر چکے اور ما خلفہم وہ ہے جس کے کرنے پر عزم کیا ہے یہی زجاج سے مروی ہے کہ ما بین ایدیہم
امر آخرت ہے اور ما خلفہم امر دنیا ہے بابن طمع کہ دنیا قدیم ہے اور کوئی صانع نہین ہے مگر طبائع و افلاک وغیرہ

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ الآیہ کلمہ فی حال ہے علیہم کے ضمیر سے اے کائنین فی جملۃ امم کرخی نے کہا کہ کلمہ فی بمعنی مع ہے اے کی مع امم من الامم الکافرۃ اس کی کوئی حاجت نہین ہے کہ ایک کلمہ کو دوسرے سے بدلین باوجود اس کے کہ اسکو اپنے معنے پر باقی رکھنا ممکن ہے معنے یہہ ہین واجب و ثابت ہوا ان پہ عذاب اور اس کا مقتضی متحقق ہوا وہ یہ آیت ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ اس حال مین کہ وہ ہونے والے ہین جملے مین اُن امتون کے جو اُن کے پہلے گزر چکی ہین جن و انس سے کفر پر اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ تعلیل ہے اُن کے استحقاق عذاب کی کما قالہ الکرخی یعنے ان پر اور کافر امتون کے جملے مین عذاب واجب ہوا اس واسطے کہ وہ اس عذاب کے مستحق تھے بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے سورت کے اول مین اپنی کتاب عزیز کو موصوف باوصاف جلیلہ کیا پھر یہہ خبر دی کہ ان کے اکثر نے اُس سے اعراض کیا اور اس کے قبول کرنے اور سوچنے سے مونہہ موڑا تو اس قول مین ان کے اعراض کا طریق بیان کیا وقالوا قلوبنا فی اکنۃ الی قولہ فاعمل اننا عاملون اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اُن کو جواب دین تو آپنے کئی وجہ سے جواب دیا اور بیان تک کلام باہم متصل چلا آیا پھر اب ایک اور طریق اعراض کا اُن سے نقل کیا پس ارشاد فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

اور کہنے لگے منکر نہ کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اُس کے پڑھنے مین شاید تم غالب ہو سو ہم کو ضرور چکھانی منکرون کو سخت مار اور ان کو بدلہ دینا برے سے برے کامون کا جو کرتے تھے یہ سزا ہے اللہ کے دشمنون کی آگ اُن کو اُسی مین گھر ہے سدا کو بدلا اس کا جو ہماری باتون سے انکار کرتے تھے اور کہین گے جو لوگ منکر ہین اے رب ہمارے دکھا ہم کو وہ دونون جنہون نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ڈالین ہم اُن کو پاؤن کے نیچے کہ وہ رہین سب سے نیچے **ف** یہ جاہلون کا زور ہے شور مچا کر سننے نہ دینا انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین لا تسمعوا لھذا القرآن کے یہ معنے ہین کہ انھون نے آپس مین یہ اتفاق کیا کہ مطیع نہ ہون قرآن کے اور نہ اس کے اوامر کے منقاد ہون والغوا فیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت قرآن پڑھا جاوے تو کان مت دھرو اس کے سننے کو جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے یعنے لغو بکو اس مین ساتھ چیخنے چلانے سیٹی بجانے کے اور ساتھ خلط ملط کرنے کے بولنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کہ وہ قرآن پڑھین قریش اسکو کیا کرتے تھے ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے علیوہ یعنے اسکا عیب بیان کرو قتادہ نے کہا کہ اسکا جحد و انکار کرو اُس سے دشمنی کرو لعلکم تغلبون شاید تم غالب ہو جاؤ یہ حال ہے ان جاہلون کا کفار مین سے اور اس کا جو

اُن کی چال چلا وقت سننے قرآن کے اللہ پاک نے اپنے مومن بندون کو برخلاف اس کے حکم دیا ہے فرمایا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ پہر اللہ عزوجل نے قرآن کے واسطے انتصار وانتقام لیا اُن کافرون سے جنہون نے اُس سے دشمنی رکہی اُن کے حق مین یون فرمایا پس البتہ ہم چکہاوینگے اُن لوگون کو جو کافر ہوئے سخت عذاب یعنے مقابلے مین اُس شے کے جس کا اُنہون نے اعتماد کیا قرآن مین اور اُس کے سننے وقت اور البتہ بدلا دینگے ہم ان کو بہت سے برا اُس عمل کا جو وہ کرتے تہے یعنے اُن کے بدترین اعمال وافعال کا سفیان ثوری نے بسند خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الذین اضلانا کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ ابلیس ہے اور وہ فرزند آدم جس نے اپنے بہائی کو قتل کیا اسی طرح عوفی نے بہی مثل اسکے اُن سے روایت کیا ہے سدی کا لفظ اُن سے یہ ہے فابلیس یدعوا به کل صاحب شرک وابن آدم یدعو به کل صاحب کبیرة فابلیس الداعی الی کل شر من شرک فما دونه وابن آدم الاول جیسا کہ حدیث شریف مین ثابت ہوا ہے نہین قتل کیا گیا کوئی نفس براہ ظلم مگر ہوگا ابن آدم اول پر ایک حصہ اس کے خون سے کیونکہ پہلے پہل اسی نے قتل کا طریقہ نکالا ہے و قولہم نجعلہما تحت اقدامنا یعنے ہم کرین اُن کو اسفل ہم سے عذاب مین تاکہ وہ ہون ہم سے زیادہ تر سخت عذاب مین اور اسی لیے یون کہا۔ لیکونا من الاسفلین یعنے نار کے اسفل درکے مین جیسا کہ اعراف مین گزر چکا ہے جہان کہ اتباع نے اللہ تعالی سے یہ سوال کیا ہے کہ اُن کے سردارون پر عذاب کرے مضاعف ان کے عذاب کا فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ یعنے اللہ تعالی نے اُن مین سے ہر ایک کو وہ نکال و عذاب دیا ہے جس کا وہ مستحق ہے موافق اُس کے عمل وافساد کے کما قال تعالی اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ف فتح البیان کا بیان فائح ہے توضیح یہ ہے بعض کفار نے بعض سے کہا مت سنو اس قرآن کو اور مت چپ ہو اس کے سننے کو کسی نے کہا کہ لا تسمعوا کے معنے لا تطیعوا ہین یعنے اس کے مطیع مت ہو سند اس کی یہ محاورہ ہے کہ سمعت لک یعنی اطعتک والغوا فیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا معارضہ کرو ساتھ لغو و باطل کے یا بلند کرو اپنی آوازین تاکہ اس کا ذہن متشوش ہو خاطر ہو جائے مجاہد نے کہا الغوا فیہ بالمکاء والتصدیۃ والتصفیق والتخلیط فی الکلام حتی یصیر لغوا ضحاک نے کہا بہت باتین کرو تاکہ مختلط ہو جائے اس بیہودہ بات جو کہتا ہے ابو العالیہ نے کہا قعوا فیہ وعیبوہ یعنی اس کی برائی کرو اور اس کا عیب بیان کرو جمہور نے والغوا بفتح غین پڑہا ہے اس محاورے سے کہ لغی بکسر غین یلغی اذا تکلم باللغو لغو وہ شے ہے جس مین کچہ فائدہ نہ ہو یا اس محاورے سے کہ لغی بکذا اذا رمی به اب فی یعنے یا ہوگا اسے ارموا به وانبذوہ یعنے پہینکدو اس کو یا بخود ہے لغا یلغی بفتح غین ماضی ومضارع جیسا کہ اخفش نے حکایت کیا ہے قیاس اس کا ضمہ تہا مثل غزا یغزو کے لیکن حرف حلق کی وجہ سے فتح دیا

ہے اور قتادہ وغیرہ نے بضم غین پڑھا ہے ماخوذ لغا یلغی بفتح سے مثل دعا یدعو کے حدیث شریف مین فقد لغوت آیا ہے اور یہ موافق ہے غیر جمہور کی قرارت کے سورہ بقرہ مین لغو پر کلام گذر چکا ہے غرض کہ قرآن پڑھنے کے وقت تم شور مچاؤ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ اسے لگی تغلبوا فیسکتوا یعنے تا کہ تم غالب ہو جاؤ تو قرآن پڑھنے والے چپ ہو رہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین تھے جس وقت آپ قرآن پڑھتے تو اپنی آواز بلند فرماتے تھے پس مشرکین لوگون کو آپ کی طرف سے بہکاتے اور کہتے کہ مت کان دہرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے مین شاید تم غالب ہو اور جب آپ اپنی آواز کو خفی کرتے تو نہ سناتے اس شخص کو جو کہ دوست رکھتا اس بات کو کہ قرآن سنے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اخرجہ ابن ابی حاتم پھر اللہ پاک نے اس پر ان کو یہ وعید سنائی فَلَنُذِيقَنَّ الآیہ یعنے البتہ ہم کفار کو چکھا دینگے سخت عذاب اور البتہ جزا دینگے ہم ان کو آخرت مین بدلا قبیح تر ان کے اعمال کا جن کو انہون نے دنیا مین کیا یہ وعید سارے کافرون کو ہے اور جن کے حق مین نازل ہوئی ہے وہ تو بجزل اولی اس مین داخل ہین مقاتل نے کہا کہ بدترین اعمال سے مراد شرک ہے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ جزا دیگا ان کو ساتھ برے اعمال ان کے کے نہ ساتھ نیک اعمال ان کے کے جس طرح کہ ان سے یہ نیک کام واقع ہوتے تھے کہ صلہ رحمی کرتے مہمان کی تکریم کرتے تھے کیونکہ یہ تو ان کے کفر کے سبب باطل ہو گئے ان کا کچھ اجر نہ رہا اس مین تعریض ہے اس شخص کو جو کہ اللہ پاک کے کلام مجید کے پڑھنے وقت خاضع وخاشع ومتفکر ومتدبر نہین ہوتا ہے اس کو فروتنی کر کے سمجھتا سوچتا دھیان نہین کرتا اور تشدید ووعید ہے اس کو جس سے اس کے سننے کے وقت وہ بات صادر ہوتی ہے جو کہ قاری پر اس کی قرارت کو شوش وخلط وملط کر دیتی ہے اب ذرا قرآن شریف کی عظمت وبندگی کو نظر کرو اور اس تغلیظ وتشدید مین غور فرماؤ اور جو شخص اس کی تعظیم وتکریم کرتا ہے اور اس کی قدر کا اجلال واکرام فرماتا ہے اور دل کو حاضر کر کے اپنا کان اس کے سننے کی طرف ڈال دیتا ہے اس کے واسطے فوز عظیم واجر کبیر کی شہادت دو ذٰلِكَ مبتدا ہے جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ خبر یا ذلک خبر ہے مبتدا محذوف کی لے الامر ذلک یعنے بات یہ ہے اور جملہ جزاء اعداء اللہ مبین ہے جملہ ماقبل کا قول اول اولی ہے اور النار عطف بیان ہے جزاء کا یا اس سے بدل ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی یا خود مبتدا ہے اور خبر لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ہے اور اول کی تقدیر پر جملہ لہم فیہا دار الخلد مستانفہ مقرر ماقبل ہوگا معنے یہ ہین کہ یہ عذاب شدید اور بدترین جزا جزا ہے اللہ کے دشمنون کی وہ جزا آگ ہے واسطے ان کے اس مین گھر ہے اقامت مستمرہ کا کہ جس کو نہ انقطاع ہے اور نہ اس سے انتقال ہے جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ اے یجزون جزاء یعنے جزا دیے جائینگے جزا دینے کر بسبب انکار کرنے ان کے اللہ کی آیتون کا مقاتل نے کہا ہے یعنے قرآن انکار کرتے ہین اس کا کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے اس کا ہم

تعبیر لغو کی مجموعے کے ساتھ اس لیے ہوگی کہ مجموعہ سبب ہے لغو کا تو سبب کو سبب کی جگہ قائم کیا اور یلغون کے بجائے کبھی وہان
فرمایا وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الآیہ کافر لوگ یہ بات جہنم میں کہیں گے بلفظ ماضی اس لیے ذکر فرمایا کہ مقصود آگاہ کرنا ہے اس
کے تحقق وقوع پر مراد یہ ہے کہ کفار اللہ پاک سے اس بات کے طالب ہونگے کہ جن و انس کے دو فریق ہیں سے انکو دو شخص
دکھادے جس نے ان کو گمراہ کیا یعنے وہ سردار و پیشوا جنہوں نے ان کو کفر اچھا کر دکھایا اور شیاطین ہیں سے وہ
شیطان جو ان پر مستولی ہوئے اور معاصی پر ان کو آمادہ کیا۔ اس لیے کہ شیطان دو قسم ہیں جنی و انسی اللہ پاک نے
فرمایا ہے وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اور فرمایا ہے الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ
صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کسی نے کہا کہ مراد الّذین سے قابیل ہیں کیونکہ انہیں نے بنی آدم کے واسطے
معصیت کی راہ ڈالی ہے جمہور نے اَرِنَا کو بکسر را پڑھا ہے اور ابن محیصن وغیرہ نے بسکون را یہ دونوں دو
لغت ہیں ایک معنی میں خلیل نے فرق کیا ہے کہا جب تم یوں بولو ارنی ثوبک بالکسر تو اس کے معنے ہیں بصرنیہ
یعنے تو مجھے اپنا کپڑا دکھا اور بسکون را کے معنے ہیں اعطنیہ یعنے تو مجھے وہ کپڑا دیدے نَجْعَلْهُمَا الآیۃ
کے یہ معنی ہیں کہ ہم ان کو روندیں اپنے قدموں سے آگ میں تاکہ ہم ان سے اپنے جی کی آگ بجھائیں اور تاکہ وہ وقایہ
بنجائیں درمیان ہمارے اور آگ کے تو اس کی حرارت ہم سے ایک طرح کی ہلکی ہو اور تاکہ وہ ہوجائیں اسفلین
سے آگ میں از روی جگہ کے یا وہ ہوجائیں ارذلین ہمارے سے زجاج نے کہا تاکہ وہ ہوجائیں درک اسفل میں
اور ان لوگوں میں سے جو بہت کمتر ہیں پھر جب اللہ سبحانہ کافروں کے سوء عقاب کا ذکر کر چکا اور اس شے کا جو
ان کے واسطے طیار کر رکھی ہے تو مومنین کے حسن حال کا ذکر کیا اور ان نعمتوں کا جن کا ان پر انعام کیا پھر
ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَ
لَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○ تحقیق جنہوں نے

ع ۱۴

کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر ٹھیرے رہے اترتے ہیں ان پر فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس
بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تم کو وہاں ہے جو چاہے جی
تمہارا اور تم کو وہاں ہے جو منگاؤ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان سے **ف** فرشتے اترتے ہیں حشر
کے دن جس دن ہر کسی کو اپنا فکر اور غم ہوگا یا مرنے کے وقت اترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں انتہی **ف** حافظ
ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت کی یعنے
خالص کیا عمل واسطے اللہ کے اور عمل کیا ساتھ طاعت اللہ کے اس طور پر کہ اللہ نے ان کے واسطے مشروع
کیا ہے [1] **حافظ ابو یعلی موصلی** نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے ہم پر یہ آیت پڑہی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اسقدر کہا اس کو کچہ لوگون نے پہر کافر ہوگئے اکثر ان کو
پس جو کوئی اس کو کہے یہانتک کہ مرجائے تو مقرر وہ ٹہیر رہا اس پر کَذَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ فِی تَفْسِیْرِہٖ وَالْبَزَّارُ
وَابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِیٍّ الْفَلَّاسِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قُتَیْبَۃَ (۳)۔ اسی طرح ابن ابی حاتم نے بسند خود سعید
ابن عمران سے روایت کیا ہے کہا مین نے یہ آیت پڑہی نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے فرمایا یہ
وہ ہین جنہون نے شریک نہین کیا ساتہ اللہ کے کسی شے کو (۳) پہر حدیث اسود بن ہلال سے روایت کیا ہے
کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اس آیت مین تو لوگون نے کہا کہ انہون نے کہا رب ہمارا
اللہ ہے پہر مستقیم رہے گناہ سے پس حضرت صدیق اکبر نے فرمایا لقد حملتموہا علی غیر المحمل یعنے تم نے اس کو لادا اور
محل پر جو اس کا محمل تہا اس پر نہین لادا مطلب یہ ہے کہ جو اس سے مراد ہے وہ تم نے نہین لی کہا انہون نے رب
ہمارا اللہ ہے پہر مستقیم رہے پس التفات نہ کیا طرف کسی معبود کے سوا اس کے مجاہد و عکرمہ و سدی وغیر واحد نے
بہی اسی طرح کہا ہے (۴)۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کسی نے پوچہا کہ اللہ تبارک وتعالے کی کتاب مین کون سی آیت زیادہ ترخیص ہے فرمایا یہ قول اللہ تعالے کا
ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا علی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ یعنے جنہون نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے
پہر استقامت کی گواہی دینے پر اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ (۵)۔ زہری نے کہا کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی منبر پر پہر فرمایا استقاموا واللہ لطاعتہ ولم یروغوا روغان الثعالب یعنی
استقامت کی واللہ واسطے اللہ کے ساتہ طاعت اس کی کے اور نہ دوڑے مثل دوڑنے لومڑیون کے مطلب یہ ہے
کہ اللہ کی طاعت کی خاص اس کے لیے اور روباہ بازی نہ کی ایک طریقے پر جمے رہے یہ نہین کہ جس طرح روباہ کبہی
کسی سوراخ مین گہستی ہے کبہی کسی مین اس کی عادت ہے کہ وہ کئی سوراخ رکہتی ہے اسی لیے اس کا پکڑنا
دشوار ہوتا ہے (۶)۔ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ ہے کہ کہا رب ہمارا اللہ
ہے پہر استقامت کی اس کے ادائے فرائض پر (۷)۔ اسی طرح قتادہ نے کہا کہا اور حسن یون کہتے تہے اَللّٰہُمَّ
اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَۃَ یعنے اے اللہ تو ہمارا رب ہے سو تو ہم کو استقامت عطا کر آمین (۸)۔ ابو العالیہ
نے کہا ثم استقاموا اخلصوا لہ الدین والعمل یعنے پہر خالص کیا واسطے اللہ کے دین وعمل (۹)۔ امام احمد
نے سفیان ثقفی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہے ایک ایسے امر کا اسلام مین
امر فرمائین کہ مین اس کا سوال نہ کرون کسی سے بعد آپ کے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قل آمنت باللہ
ثم استقم یعنے کہہ کہ مین ایمان لایا اللہ پر پہر جما رہ کہا پس مین کس شے سے بچون تو آپنے اپنی زبان مبارک کی
طرف اشارہ فرمایا یعنے زبان کے شر سے بچنا وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ قُتَیْبَۃَ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ

اور امام احمد نے سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت کیا ہے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حدثنی بامر اعتصم بہ یعنی
آپ مجھ سے ایک ایسا امر بیان فرمائیں کہ میں اس کو خوب مضبوط پکڑ لوں فرمایا قل ربی اللہ ثم استقم میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ وہ شے کیا ہے جس کا آپ زیادہ تر مجھ پر خوف کرتے ہیں پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی زبان مبارک کی نوک پکڑی پھر فرمایا ھذا یعنی اس کا مجھ کو زیادہ تر خوف ہے و ھکذا رواہ الترمذی و
ابن ماجۃ من حدیث الزھری بہ وقال الترمذی حسن صحیح وقد اخرجہ مسلم فی صحیحہ والنسائی
من حدیث ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی قال قلت یا رسول اللہ
قل لی فی الاسلام قولا لا اسأل عنہ احدا بعدک قال صلی اللہ علیہ وسلم قل امنت باللہ ثم
استقم وذکر تمام الحدیث قولہ تعالی تتنزل علیہم الملائکۃ مجاہد وسدی و زید بن اسلم
و فرزند زید نے کہا یعنے اترتے ہیں ان پر فرشتے وقت موت کے یہ کہتے ہوئے کہ لا تخافوا مجاہد و عکرمہ و زید بن
اسلم نے کہا یعنے مت ڈرو اس امر آخرت سے جس پر تم قدوم کرتے ہو ولا تحزنوا اور مت رنج کرو امر دنیا پر جو
پیچھے چھوڑ آئے اولاد اور بی بی اور مال یا قرض پس بیشک ہم خلیفہ ہونگے تمہارے اس میں وابشروا
بالجنۃ التی کنتم توعدون اور خوشی سنو اس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا پس ان کو
خوشی سناتے ہیں برائی کے جانے کی اور بھلائی کے حاصل ہونے کی یہ ویسی بات ہے جو کہ حدیث براء رضی اللہ
عنہ میں آئی ہے کہا کہ فرشتے روح مومن سے کہتے ہیں نکل تو اے روح پاک جسم پاک میں سے جس کو تو آباد کرتی
تھی نکل تو طرف روح و ریحان کے اور رب غیر غضبان کے یعنے طرف راحت و رزق یا خوشبو کے اور پروردگار
کے جو کہ خفا نہیں ہے کسی نے کہا اترتے ہیں ان پر فرشتے جس دن وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے اس
قول کو ابن جریر نے حضرت ابن عباس و سدی سے حکایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے جعفر بن سلیمان سے
روایت کیا ہے کہا میں نے سنا ثابت کو کہ انہوں نے حم السجدہ پڑھی یہانتک کہ اس آیت کو پہونچے ان
الذین قالوا الآیہ تو ٹھیر گئے پھر کہا ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ بندہ مومن جب کہ اللہ تعالی اس کو اٹھاوے گا
اس کی قبر سے تو استقبال کرینگے اس کا وہ دو فرشتے جو اس کے ساتھ تھے دنیا میں پھر اس سے کہیں گے کہ تو
مت ڈر اور نہ غم کھا اور خوش ہو جا تو ساتھ اس جنت کے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا کہا پس اللہ تعالے امن
دیگا اس کے خوف کو اور ٹھنڈی کرے گا اس کی آنکھ پھر کوئی بڑی بلا نہ ہوگی جس سے لوگ قیامت کے دن
ڈریں گے مگر وہ مومن کے واسطے خنکی چشم ہوگی بسبب اس شے کے جس کی بابت تبارک و تعالی نے اس کو ہدایت
کی اور بسبب اس شے کے جس کے واسطے وہ دنیا میں عمل کرتا تھا زید بن اسلم نے کہا کہ خوشخبری دیں گے
اس کو فرشتے وقت اسکی موت کے اور اس کی قبر میں اور جس وقت وہ مبعوث ہوگا رواہ ابن ابی حاتم

یہ قول کل قولون کا جامع ہے اور یہہ نہایت خوب ہے اور یہی واقع ہے قولہ تعالیٰ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ یعنے وقت حضور موت کہ فرشتے مومنین سے کہتے ہین ہم تمہارے قرین اور ساتھی تہے زندگی دنیا مین ہم تم کو راہ راست بتاتے تہے اور تم کو توفیق دیتے تہے اور تم کو محفوظ رکہتے تہے بامر الٰہی اور اسی طرح ہم تمہارے ساتہہ ہونگے آخرت مین دور کرینگے ہم تم سے وحشت کو قبرون مین اور وقت پہونچنے کے صور مین اور امن دینگے ہم تم کو بعث و نشور کے دن اور پار کر دینگے ہم تم کو صراط مستقیم سے اور پہونچا دینگے تم کو طرف جنات نعیم کے اور واسطے تمہارے اس مین وہ شے ہے جس کو تمہارے جی چاہین یعنے جنت مین وہ سب چیزین ہین جن کو تم پسند کرتے ہو ان اشیاء مین سے جن کو جی چاہتے ہین اور جن سے آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ یعنے جو کچہ شے تم طلب کروگے پاؤگے اور وہ تمہارے آگے حاضر ہو جائیگی جیسے تم پسند کروگے نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ یعنے ضیافت و عطا و انعام ہے طرف سے اس ذات پاک کے جو کہ بڑا بخشنے والا ہے تمہارے گناہون کا بڑا رحم کرنے والا ہے تم پر مہربانی کرنے والا ہے کہ اس نے مغفرت کی اور ستر کیا اور رحم و لطف فرمایا ابن ابی حاتم نے ولکم فیہا ما تشتہی الآیہ کی تفسیر مین حدیث سوق جنت ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ وہ ملے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو حضرت ابوہریرہ نے فرمایا مین اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہون کہ وہ جمع کرے درمیان میرے اور تیرے جنت کے بازار مین تو سعید بولے کیا اس مین بازار ہے پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہان خبر دی مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اہل جنت جس وقت اس مین داخل ہونگے تو اترینگے ساتہہ فضل اعمال اپنے کے پھر ان کے لیے اذن دیا جائے گا بمقدار روز جمعہ مین ایام دنیا سے پس زیارت کرینگے اللہ عز و جل کی اور ظاہر کرے گا واسطے ان کے اپنا عرش اور ظاہر ہوگا واسطے ان کے ایک چمن مین جنت کے چمنون سے اور رکہے جائینگے واسطے ان کے منبر نور کے اور منبر موتیون کے اور منبر یاقوت کے اور منبر زبرجد کے اور منبر سونے کے اور منبر چاندی کے اور بیٹہیگا ادنیٰ ان کا حالانکہ ان مین کوئی دنی نہین ہے مشک و کافور کے ڈہیرون پر اور یہ خیال نہ کرینگے کہ کرسیون والے ان سے افضل ہین مجلس مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ اور آیا ہم دیکہینگے اپنے رب کو آپ نے فرمایا ہان کیا تم شک کرتے ہو دیکہنے مین سورج کے اور چاند کے چودہوین رات ہم نے عرض کیا نہین آپ نے فرمایا تو اسی طرح تم شک نہ کروگے دیکہنے مین اپنے رب کے اور باقی نہ رہیگا اس مجلس مین کوئی مگر اللہ محاضرہ کرے گا اس سے محاضرہ کرنے کہ یعنے دو بدو اس سے باتین کرے گا یہانتک کہ بیشک وہ البتہ فرمائیگا واسطے مرد کے ان مین سے او فلان بن فلان کیا تو یاد رکہتا ہے جس دن تو نے عمل کیا ایسا ایسا اس کو یاد دلائیگا بعض غدرات یعنے گناہ اس کے تو کہے گا اے میرے پالنہار کیا پہر

تونے مغفرت نہین کردی واسطے میرے تو فرماویگا بلی فَبِسِعَةِ مَغْفِرَتِی بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ یعنے کیون نہین
ہان تو میری ہی وسعت مغفرت کے سبب سے تو اپنے اس رتبے کو پہونچا ہے کہا پھر وہ اس ثنا مین کہ اس حال پر ہون گے
کہ ایک بدلی ان کو ڈھانک لے گی ان کے اوپر سے پھر وہ ان پر ایک ایسی خوشبو برسائیگی کہ مثل اس کی خوشبو کے کبھی کوئی
شے انہون نے نہ پائی ہوگی کہا پھر فرماویگا ہمارا رب عز وجل کھڑے ہو جاؤ طرف اس کرامت کے جو مینے تمہارے واسطے
مہیا کر رکھی ہے اور لو وہ شے جس کی تم خواہش کرو کہا پھر ہم آئینگے ایک بازار مین جس کو فرشتون نے گھیر لیا
ہوگا اس مین وہ شے ہوگی جس کی مثل کی طرف آنکھون نے نہین دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ دلون مین اسکا
خطرہ گزرا کہا پھر اُٹھائی جائیگی ہمارے واسطے وہ شے جس کی ہم نے خواہش کی نہین بیچی جاویگی اس مین
کوئی شے اور نہ خریدی جاویگی اور اس بازار مین جنت والے ایک دوسرے سے ملین گے کہا پھر متوجہ ہوگا
مرد بلند مرتبہ تو وہ ملیگا اس شخص سے جو کہ اس سے دون ہے حالانکہ ان مین کوئی دنی نہین ہے پس خوش آویگا اس
کو وہ لباس جو اس پر ہوگا سو وہ پوری نہ کرنے پائیگا اپنے جی کی آخر بات کو یہانتک کہ متمثل ہو جاویگا
اس پر زیادہ تر حسین اس سے اور یہ اس لیے کہ کسی کے واسطے لائق نہین ہے کہ اس مین حزن و رنج کرے پھر
ہم لوٹ آئینگے طرف اپنے گھرون کے تو استقبال کرینگی ہماری بیبیان پھر کہین گی مَرْحَبًا وَّاَهْلًا
بِحِبِّنَا یعنے مرحبا ہو ہمارے دوست کو البتہ مقرر تو تو آیا اس حال مین کہ تجھ مین جمال و خوشبو افضل ہے اس حال
سے جس پر تو ہم سے جدا ہوا تھا تو وہ کہینگے کہ ہم نے تو آج ہمارے جبار تبارک و تعالے سے مجالست کی ہے
اور ہم کو یہی لائق ہے کہ ہم ویسی شے لیکر لوٹ کر آئین جیسے شے لیکر ہم لوٹ کر آئے وَقَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ
فِی صِفَةِ الْجَنَّةِ مِنْ جَامِعِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ
هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ بِهٖ نَحْوَهٗ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ
امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ یعنے جو شخص دوست
رکھے اللہ کے ملنے کو تو دوست رکھے اللہ اسکے ملنے کو اور جو شخص ناخوش رکھے اللہ کے ملنے کو تو ناخوش
رکھے اللہ اس کے ملنے کو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب ناخوش رکھتے ہین موت کو آپ نے فرمایا نہین ہے
یہ کراہت موت کی ولیکن مومن جس وقت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس خوشی سنانے والا
طرف اللہ تعالے کے ساتھ اس شے کے جس کی طرف وہ جانے والا ہے تو نہین ہوتی کوئی شے محبوب تر
اس کو اس سے کہ مقرر ہو ملنے اللہ تعالے سے پس اللہ دوست رکھتا ہو اس کے ملنے کو فرمایا اور بیشک فاجر
یا کافر جس وقت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس ساتھ اس شر کے جس کی طرف وہ جانیوالا

ہے یا وہ شر جس کی طرف ملاقات کرے گا تو ناخوش رکھتا ہے اللہ کے ملنے کو پس ناخوش رکھتا ہے اللہ اسکے ملنے کو وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ وَرَدَ فِي الصَّحِيْحِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے وحدہ لاشریک لہ پھر دائم و ثابت رہے توحید پر اور ملتفت نہ ہوئے طرف کسی معبود کے سوا اللہ کے ابو السعود کہتے ہیں ربنا اللہ کہا اس کی ربوبیت کا اعتراف کر کے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کر کے یعنے نہ کوئی رب ہے اور نہ کوئی معبود ہے واسطے ہمارے مگر اللہ جس طرح کہ جملہ اس معنے کا مفید ہے پھر ثابت و دائم رہے استقامت پر کلمہ ثم واسطے تراخی زمانے کے ہے اس جہت سے کہ استقامت ایک ایسا امر ہے کہ اسکا زمانہ ممتد ہوتا ہے خطیب کہتے ہیں کہ ثم واسطے تراخی رتبہ کے ہے فضیلت میں کیونکہ ثبات توحید پر اور ان چیزوں پر جو اس کی صحیح و درست کرنے والی ہیں مرنے تک یہ ایک ایسا امر ہے اپنے علو رتبہ میں کہ ہاتھ نہیں آتا ہے مگر ذو الجلال والاکرام کی توفیق سے صحابہ کی اور تابعین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ استقامت کے معنے خالص کرنا عمل کا ہے واسطے اللہ تعالی کے ابو حیان کہتے ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے استقامت کے معنے میں دو قول مروی ہیں ایک یہ ہے کہ استقامت یہ ہے کہ شریک نہ کریں ساتھ اللہ کے کسی شے کو دوسرا یہ ہے کہ رجوع نہ ہوئے طرف بوجنے بتوں کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقاموا بطاعة الله ولم يروغوا روغان الثعلب دوسرا لفظ یہ ہے استقامت یہ ہے کہ مستقیم ہووے تو امر و نہی پر ولا تروغ روغان الثعلب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اخلاص کیا عمل کا واسطے اللہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ادا کیے فرائض بعض صحابہ سے یوں مروی ہے کہ پھر استقامت کی اللہ کے فرائض پر قتادہ و ابن زید نے کہا استقاموا علی طاعة الله حضرت حسن نے کہا استقامت کی اللہ کے امر پر پس عمل کیا ساتھ طاعت اس کی کے اور اجتناب کیا اس کی معصیت سے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ نے کہا کہ استقامت کی لا الہ الا اللہ کی شہادت پر یہانتک کہ مر گئے ثوری نے کہا عمل کیا موافق اس کے جو کہا ربیع نے کہا اعراض کیا ماسوی اللہ سے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ زہد کیا فانی میں اور رغبت کی باقی میں ان میں سے بعض اقوال گذر چکے ہیں لیکن بسبب بعض تفاوت کے پھر ذکر کیے گئے **کلمہ أَنْ** مخففہ ہے مثقلہ سے یا مفسرہ ہے یا ناصبہ مصدریہ اور کلمہ لا دو اول کی بنا پر ناہیہ ہے۔ اور تیسرے کی بنیاد پر نافیہ **خوف** وہ غم ہے جو نفس کو لاحق ہوتا ہے بسبب توقع کسی مکروہ کے مستقبل میں اور **حزن** وہ غم ہے جو اس کو لاحق ہوتا ہے بسبب فوت ہونے کسی نفع کے ماضی میں بالجملہ جن لوگوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت کی اترتے ہیں ان پر فرشتے اللہ پاک کے پاس سے وہ خوش خبری

لیکن جس کو وہ چاہتے ہیں جلب نفع یا دفع ضرر یا رفع حزن کے یا تو نا موت کے وقت ہو جیسا کہ مجاہد و ابن زید نے کہا ہے یا جب کہ وہ اپنی قبور سے کھڑے ہوں گے واسطے بعث کے جیسا کہ مقاتل و قتادہ نے کہا ہے یا ان کی زندگی میں ان احوال میں جو اُن کو پیش آتے ہیں اُنکے پاس وہ فرشتے لاتے ہیں جو ان کے سینوں کو کھولتی ہے اور خوف و حزن کو ان سے دفع کر دیتی ہے جیسا کہ بیضاوی نے ذکر کیا ہے وکیع نے کہا کہ بشارت تین جگہہ ہے وقت موت کے اور قبر میں اور وقت بعث کے اور خوشخبری یہ ہے کہ مت ڈرو موت سے اور مت رنج کرو اپنی اولاد پر کیونکہ اللہ تعالی تمہارا خلیفہ ہے ان پر کہا قال مجاہد یا مت ڈرو اپنے ثواب کی رو سے اس لیے کہ وہ مقبول ہے اور مت رنج کرو اپنے گناہوں پر کیونکہ میں ان کو تمہارے واسطے بخش دونگا جیسا کہ عطا نے کہا ہے ظاہر عدم تخصیص تنزل ملائکہ ہے ان پر ساتھ کسی وقت میں کے اور عدم تقیید نفی خوف و حزن ہے ساتھ کسی حالت مخصوص کے چنانچہ سب میں متعلق کا حذف کرنا اسی بات کو مشعر ہے غرضکہ اول تو دفع ضرر کی خوشی سنائی پھر جلب نفع کی خوشخبری دی پس کہا اور خوش ہو جاؤ ساتھ جنت کے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا بیچ رسولوں کی زبان پر دنیا میں کیونکہ تم تو اس کی طرف پہنچنے والے اس میں قرار پذیر ہونے والے اس کی نعیم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو پھر اللہ پاک نے ان کو بشارت دی اس شئے کی جو اس سب سے اعظم و برتر ہے پس فرمایا نَحْنُ اَوْلِیَاؤُکُمْ الآیۃ یعنے ہم تمہارے حفظ و معونت کے متولی ہیں دنیا و آخرت کے امور میں اور جس شخص کا اللہ ولی و ناصر ہوا تو اس نے ہر مطلب پایا اور ہر خوف سے بچا کسی نے کہا کہ یہ جملہ قول ملائکہ ہے مجاہد نے کہا کہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے وہ ساتھی ہیں جو تمہارے ساتھ دنیا میں تھے پھر جب روز قیامت ہوگا تو کہیں گے ہم تم سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو سدی نے کہا کہ ہم تمہاری اعمال کے حافظ ہیں دنیا میں اور تمہارے انصار و احبا و اولیا ہیں آخرت میں کسی نے کہا کہ وہ ان کے واسطے شفاعت کریں گے آخرت میں اور استقبال کریں گے انکا ساتھ کرامت کے نسفی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ جس طرح شیاطین قرین ہیں عاصیوں کافروں کے سو اسی طرح فرشتے متقیوں کے اولیاء و احبا ہیں دارین میں قولہ تعالے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ یعنے اور واسطے تمہاری جنت میں وہ قسم قسم کی کرامتیں لذتیں اور طرح طرح کی نعمتیں ہیں جن کو تمہارے جی چاہتے ہیں وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ اور واسطے تمہارے اس میں وہ شئے ہے جس کی تم تمنا کرو افتعال سے بمعنے طلب ہے ولهم ما یدعون میں اس کے معنے کا بیان بطور گذر چکا ہے فرق دونو جملوں میں یہ ہے کہ پہلا تو باعتبار ان کے نفوس کی خواہشوں کے ہے اور دوسرا باعتبار اس شئے کے ہے جس کو طلب کرینگے عام ہے اس سے کہ وہ شئے اس قسم سے ہو جس کی ان کے جی خواہش کریں یا نہ ہو کیونکہ یہ لازم نہیں ہے کہ ہر مطلوب

مشتہی ہو جیسے فضائل علمیہ اگرچہ اول ہی من وجہ عام ہے بحسب حال دنیا کے پس مریض ارادہ نہین کرتا ہے اس
شے کا جس کی وہ خواہش رکھتا ہے اور اس کے مرض کو ضرر دیتی ہے مگر یون کہین کہ تمنی اعم ہے ارادہ سے۔
امام رازی فرماتے ہین قریب تر میرے نزدیک یہ بات ہی کہ قولہ تعالی وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ اشارہ
ہے طرف جنت روحانی کے جس کا ذکر اس آیت مین کیا گیا ہے دَعْوٰاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الآیہ نُزُلًا
کا نصب بنا بر حال ہے موصول ہی یا اس کے عائد سے اے ماتدعونہ نزلاً یعنے وہ شے جس کو تم طلب کروگے درآن
حال کہ وہ ایک نُزُل ہی یا حال ہے تدعون کے فاعل سی اے نازلین یعنے درآنحال کہ تم اترنے والے ہوگے
منظور اس سے یہ بات بتانا ہے کہ جس شے کی وہ تمنا کرینگے وہ شی بہ نسبت اس شے کے جو ان کو عطا ہوگی
ان چیزون مین سے جن کا خطرہ ان کے دل مین نہین گزرا مثل نزل ضیف ہی یا مصدر مؤکد ہے فعل محذوف
کا اے انزلنا نزلا یا جعل مقدر کا مفعول ہے ای جعل رزقا مہیا یعنے جس شے کو تم طلب کروگے وہ کی گئی ہی
ایک روزی تیار کردہ شدہ نزل وہ رزق وضیافت ہی جو ان کے نزول کے حال مین ان کے واسطے تیار
کی جائیگی نسفی کہتے ہین نزل رزق نزیل ہے یعنے مہمان اس کی تحقیق سورۂ آل عمران مین گزر چکی ہے مِنْ
غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ متعلق ہے محذوف سی جو کہ صفت ہی نزلا کی اے نزلا کائنا من غفور رحیم یا متعلق ہے تدعون
سے اے تطلبونہ من جہۃ غفور رحیم یا متعلق ہے استقر سی جس سے لکم متعلق ہے اے استقر لکم من جہۃ
غفور رحیم اہل معانی کہتے ہین یہ سب چیزین جو اس آیت مین مذکور ہوئین یہ تو بطور نزل وما حضر کے ہے
کہ جلدی سے پیش کر دیا اور جب کریم منان نے یہ نزل عطا کیا تو بعد اس کے جو الطاف وکرامت واجور
عظیم وتحف جسیم عنایت فرمائیگا ان کو خیال کرتے ہو وہ کیا کچھ ہون گے بالجملہ جب کہ اللہ سبحانہ
نے اول اس شخص کی وعید ذکر کی جس نے قرآن سے اور اس کے معنے سوچنے سے اعراض کیا اور بعد اس
کے اس شخص کی فضیلت ذکر کی جس نے عبودیت کا اقرار کیا اور قلب وقالب سے مستقیم رہا تو بیان فرمایا کہ
یہ مرتبہ نفس کی ذات وجوہر کا استکمال ہے اور جو شخص بعد کامل کرنے اپنے جوہر نفس کے ناقصون کی تکمیل
مین مشغول ہوا تو اس کی شان بالاتر اور اسکا حال خوب تر ہے بہ نسبت اس شخص کے جس نے اپنے نفس
کی تکمیل پر کفایت کی اور اپنے غیر کے حال کی طرف التفات کرنے سے اعراض کیا پس ارشاد فرمایا وَمَنْ

أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَ
مَا يُلَقّٰهَا إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَا إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا

نیک کام اور کہا مین حکم بردار ہون اور برابر نہین نیکی اور نہ بدی جواب مین تو کہہ اس سے بہتر پہر جو تو دیکہے تو جس مین
تجہہ مین دشمنی تہی جیسے دوستدار ہے ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انہین کو جو سہار رکہتے ہین اور یہہ بات
ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے اور کبہی چوک لگے تجہہ کو شیطان کے چہکنے سے تو پناہ پکڑ اسکی بیشک
وہی ہے سنتا جانتا **ف** برابر نہین نیکی برائی اور نہ برائی نیکی سے کوئی سخت کلام کہے یا برا معاملہ کرے
اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس کرنے سے دشمن ہو جاتے ہین جیسے دوست اگرچہ دل مین نہ ہون **ف**
حوصلہ کشادہ چاہیے کہ بری بات سہار کر سانت سے بہلی کہے یہ اقبال بندون کو ملتا ہے **ف** یعنی
کبہی بے اختیار غصہ چڑہ آوے تو یہ شیطان کا دخل ہے اور وسوسہ ہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
اللہ عزوجل فرماتا ہے اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف یعنی بلایا اللہ کے بندون کو طرف
اس کے اور کیا نیک کام اور کہا مین ہون حکم بردارون سے یعنی اور وہ خود راہ یاب ہے اس بات کو ساتہہ
جس کو کہتا ہے پس نفع اس کا واسطے اپنی جان کے اور واسطے غیر کے لازم و متعدی ہے اور وہ ان مین سے
نہین ہے جو حکم کرتے ہین نیک بات کا اور خود نہین کرتے اور منع کرتے ہین بری بات سے اور آپ اس کو
کرتے ہین بلکہ وہ خود نیکی بجا لاتا ہے اور بدی چہوڑتا ہے اور خلق کو خالق تبارک و تعالے کی طرف بلاتا ہے
یہ آیت کریمہ عام ہے ہر اس شخص مین جس نے خیر کی طرف بلایا اور وہ خود راہ یاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سب لوگون سے بڑہ کر اس کے سزاوار ہین جیسا کہ محمد بن سیرین وسدی و عبدالرحمن بن زید بن
اسلم نے کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے مؤذنین صلحا ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ثابت ہوا ہے کہ اذان
دینے والے دراز تر لوگون سے ہون گے از روی گردنون کے قیامت کے دن (۳) سنن مین مرفوعا آیا ہے
کہ امام ضامن ہے اور مؤذن مؤتمن پس ہدایت کرے اللہ اماموں کو اور مغفرت کرے واسطے مؤذنون
کے (۴) ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حصے مؤذنون
کے نزدیک اللہ تعالی کے قیامت کے دن مثل حصون مجاہدون کے ہون گے اور وہ درمیان اذان و
اقامت کے مثل اس شخص کے ہے جو تڑپ رہا ہے اللہ تعالے کی راہ مین اپنے خون مین (۴) کہا اور
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مین مؤذن ہوتا تو پروا نہ کرتا اس کی کہ حج نہ کرتا اور نہ عمرہ کرتا
(۵) کہا اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مین مؤذن ہوتا تو کامل ہوتا میرا امر
اور پروا نہ کرتا مین اسکی کہ محنت نہ اٹہاؤن واسطے قیام شب کے اور نہ واسطے صیام روز کے مین نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے اے اللہ مغفرت کر واسطے مؤذنون کے تین بار کہا
پس مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمکو چہوڑ دیا حالانکہ ہم تو لڑتے ہین اذان پر تلوارین لیکر آپ

نے فرمایا کلا یا عمر یعنے اللہ سب کو بخشے اے عمر بیشک شان یہ ہے کہ عنقریب آئیگا لوگون پر ایک زمانہ کہ چھوڑ دینگے اذان
کو اپنے ضعفا پر اور وہ گوشت جن کو اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے آگ پر مؤذنون کے گوشت ہین (۶) کہا اور حضرت
عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور واسطے اُن کے یعنے مؤذنون کے یہ آیت ہے ومن احسن الآیہ
فرمایا پس وہ مؤذن ہے جبکہ اس نے کہا حی علی الصلوٰۃ تو مقرر اس نے بلایا طرف اللہ کے (۷) اور اسی طرح
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما اور عکرمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین موذنون کے بغوی
نے حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وعمل صالحا کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنے دو رکعت نماز
درمیان اذان و اقامت کی پھر بغوی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے درمیان ہر دو اذان کے نماز ہے پھر تیسری بار مین فرمایا لمن شاء یعنی
اس کے واسطے جو چاہے وَقَدْ اَخْرَجَہُ الْجَمَاعَۃُ فِیْ کُتُبِہِمْ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ
عَنْہُ اور وارد کی حدیث ثوری کی عن زید العمی عن ابی ایاس معاویہ بن قرۃ عن انس بن مالک رضی اللہ
عنہ قال الثوری لا اراہ الا قد رفعہ الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دعا رد نہین کی جاتی ہے درمیان
اذان و اقامت کے وَرَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ کُلُّھُمْ مِنْ حَدِیْثِ
الثَّوْرِیِّ بِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ
التَّیْمِیِّ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ بِہٖ صحیح یہ ہے کہ آیت عام ہے حق مین مؤذنون کے اور ان کے غیر
مین اس لیے کہ وقت نزول اس آیت کے اذان ہی بالکل مشروع نہین ہوئی تہی کیونکہ یہ سورت مکی ہے
اور اذان جو مشروع ہوئی ہے سو مدینہ منورہ مین بعد ہجرت کے جب کہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ کو خواب
مین دکہائی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا قصہ بیان کیا پس آپ نے عبداللہ کو
حکم دیا کہ بلال رضی اللہ عنہ پر اس کا القا کرین اس واسطے کہ ان کی آواز زیادہ تر بلند ہے چنانچہ یہ
امر اپنی جگہہ مین مقرر ہے تو اب صحیح یہی بات ٹہیری کہ آیت عام ہے جس طرح کہ عبدالرزاق نے عن معمر
عن الحسن البصری روایت کیا ہے کہ انہون نے یہ آیت پڑہی ومن احسن الآیہ تو یون فرمایا ہذا حبیب اللہ
ہذا ولی اللہ ہذا صفوۃ اللہ ہذا خیرۃ اللہ ہذا احب اہل الارض الی اللہ اجاب اللہ فی دعوتہ ودعا الناس
الی ما اجاب اللہ فیہ من دعوتہ وعمل صالحا فی اجابتہ وقال اننی من المسلمین ہذا خلیفۃ اللہ قولہ تعالیٰ وَلَا
تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ یعنے برابر نہین ہوتی ہے نیکی اور بدی دونون مین بڑا فرق ہے اِدْفَعْ
بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ یعنے جس نے تجہ سے برائی کی ہے تو تو اس پر احسان کرکے اپنے سے اس کو دفع کر
جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نہین عقاب کیا تو نے اس کو جس نے تیرے حق مین اللہ کی نافرمانی

کی شکل اس کے کہ تو اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت کرے طلب ہو کہ جس نے تیرے ساتھ برائی کی اور اللہ کا عاصی ہوا تو اس کے ساتھ نیکی کر اور اللہ کا مطیع ہو اس سے بڑھ کر اس کے حق میں کوئی عقاب نہیں ہے فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ولی یعنے دوست ہی اور حمیم یعنے قریب یعنی جب تو اس سے نیکی کریگا جس نے تجھ سے بدی کی ہے تو یہ تیرا اس سے نیکی کرنا اس کو کھینچ لیجائے گا طرف تیری یہ صافات و محبت و شفقت کے یہانتک کہ وہ تیرا دوست و شفیق ہو جائے گا گویا تیرا سچا دوست اور تیرا رشتہ دار ہے یا بن نہو کہ تجھ پر شفقت کریگا اور محبت بھلائی کرے گا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا یعنے اس وصیت کو وہی قبول کریگا اور اس پر عامل ہو گا جو کہ اس پر صبر کرے گا کیونکہ یہ امر نفوس پر شاق و دشوار ہوتا ہے وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ یعنے یہ برتاؤ اسی کو نصیب ہوتا ہے جو کہ دنیا و آخرت میں سعادت و بہرہ مندی سے صاحب بہرہ وافر ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومنوں کو امر فرمایا ہے صبر کا وقت غصے کے اور حلم و بردباری کا وقت جہل کے اور عفو و درگزر کا وقت برائی کرنے کے پھر جب انہوں نے یہ کام کیے تو اللہ تعالیٰ ان کو شیطان سے محفوظ رکھیگا اور ان کا دشمن ان کے لیے خاشع و فروتن ہو جائے گا گویا وہ ولی حمیم ہے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنے انس کا شیطان تو با اوقات اس کے ساتھ نیکی کرنے سے فریفتہ ہو جاتا ہے اب رہا جن کا شیطان سو اس کے بارہ میں کوئی حیلہ و تدبیر نہیں بن آتی ہے مگر پناہ مانگنا اس کے خالق کے ساتھ جس نے اس کو تجھ پر مسلط کیا ہے پس جب تو پناہ مانگے گا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس کی طرف ملتجی ہو گا تو وہ اس کو تجھ سے روک دے گا اور اس کے کید و مکر کو رد فرما وے گا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو فرماتے

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ و نفخہ و نفثہ ہم اول ذکر کر آئے ہیں کہ قرآن شریف میں اس مقام کی کوئی نظیر نہیں ہے مگر سورہ اعراف میں یہ آیت ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور سورہ مومنین میں یہ آیت اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا طرف اللہ کے یعنے اسکی توحید و طاعت کی طرف حضرت حسن فرماتے ہیں یہ شخص مومن ہے کہ اس نے جواب دیا اللہ کو اس کی دعوت میں یعنے اس کے بلانے کو قبول کیا اور بلایا لوگوں کو طرف اس شے کے جس میں اس نے اللہ کو جواب دیا یعنے اللہ کی طاعت اور نیک عمل کیا اپنے جواب دینے میں اور کہا بیشک میں حکم برداروں سے ہوں واسطے اپنے رب کے اس کہنے سے غرض صرف کہنا ہی نہیں ہے بلکہ اس کہنے

کے ساتھ دل کا اعتقاد ملائے پس اپنے دل سے دین اسلام کی حقیت کا معتقد ہو مع اس تلفظ کے یعنے دل سے اسلام کا معتقد ہوا اور اس سے فرحان وشادان ہوکر اور اس کو اپنا دین و مذہب ٹھیرا کر اور اس کے ساتھ فخر کر کے زبان سے کہا واننی من المسلمین ابن سیرین وسدی وابن زید نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہ قول حضرت حسن سے بھی مروی ہے عکرمہ وقیس بن ابی حازم ومجاہد نے کہا کہ موذنون مین نازل ہوئی اس مین جو بحث ہے وہ اول گزر چکی ہے اولی حمل آیت کا ہے عموم پر جیسا کہ لفظ اس کا مقتضے ہے اور جو اس کا سبب نزول ہے وہ تو بدخول اولی اس مین داخل ہے پس ہر وہ شخص جس نے جمع کیا درمیان بلانے بندون کے طرف اس شے کے جس کو اللہ نے مشروع کیا ہے اور نیک عمل کیا یہ وہی ادا کرنا اس شی کا ہے جو اللہ تعالے نے اس پر فرض کی ہے مع اجتناب کرنے اس شی کے جو اللہ پاک نے اس پر حرام کی ہے اور تھا مسلمانون کے دین مین نہ ان کے غیر سے تو کوئی شے اس سے بہتر نہین ہے اور نہ واضح تر ہے اس کے طریقے سے اور نہ زیادہ تر ہے ثواب مین اس کے عمل سے **دعوت الی اللہ کے مراتب ہین** پہلا مرتبہ انبیا علیہم السلام کی دعوت کا ہے کیونکہ یہ حضرات بلاتے ہین طرف اللہ پاک کے ساتھ حجتون برہانون کے اور سیف کے یہ مرتبہ غیر انبیا کے واسطے نہین ہے دوسرا مرتبہ علما کی دعوت کا ہے یہ لوگ اللہ تعالی کی طرف دعوت کرتے ہین ساتھ دلائل وبراہین کے فقط **علما تین قسم** ہین ایک عالم باللہ غیر عالم بامر اللہ دوسرا عالم بامر اللہ غیر عالم باللہ تیسرا عالم باللہ وعالم بامر اللہ پس **اول** تو وہ بندہ ہے جس کے دل پر اللہ تعالی کی معرفت مستولی ہوگئی سو وہ اس کے نور جمال وصفات کبریائی کے مشاہدے مین مستغرق ہوگیا پس وہ علم احکام کے سیکھنے کے واسطے فارغ نہین ہوتا ہے مگر اس قدر جو ضروری ہے **دوسرا عالم** بامر اللہ غیر عالم باللہ یہ وہ ہین جنھون نے حلال وحرام پہچانا اور دقائق احکام کو جانا لیکن اسرار جلال اللہ کو اور اس کے جمال کو نہین پہچانتے ہین رہے **تیسری** قسم کے علما یعنے عالم باللہ وباحکام اللہ سو یہ لوگ جامع ہین فضائل ہر دو قسمین اولین کے یہ کبھی تو بحسب ارادہ ساتھ اللہ تعالی کے ہوتے ہین اور کبھی برحمت وشفقت ساتھ خلق کے پس جب خلق کی طرف رجوع ہوتے ہین تو انکے ساتھ ایسے ہوجاتے ہین جیسے ان ہی مین کے ایک گویا وہ اللہ تعالی کو پہچانتے نہین ہین اور جس وقت اپنے رب کے ساتھ تنہا ہوتے ہین تو اس کے ذکر مین مشغول ہوجاتے ہین گویا وہ خلق کو پہچانتے ہی نہین ہین یہ راہ ہے مرسلین وصدیقین کی **تیسرا مرتبہ** دعوت کا دعوت بسیف ہے یہ مرتبہ بادشاہون کے واسطے ہے کیونکہ یہ لوگ کفار سے لڑتے ہین یہانتک کہ اللہ کے دین وطاعت مین داخل ہوجائین **چوتھا مرتبہ** دعوت کا بلانا موذنون کا ہے طرف نماز کے سو یہ بھی اللہ تعالی کی طرف اور اس کی طاعت کی طرف بلانے والے ہین یہ مرتبہ اضعف مراتب دعوت الی اللہ ہے پس جب ہر مرتبہ ان مراتب مین سے داخل

ہوا دعوت الی اللہ مین تو یہہ بات ظاہر ہوگئی کہ آیت کی تخصیص ان مراتب مین سے بعض کے ساتھہ بیوجہ ہے بالجملہ
بہترین اقوال اس شخص کا قول ہے جو ان تین خصلتون کا جامع ہے ایک تو اللہ تعالی کی طرف بلانا دوسرے
عمل صالح تیسرے دین اسلام کو اپنا دین ٹھیرانا اور اس سے خوش ہونا اور اس کے ساتھہ فخر کرنا پھر جب اللہ
پاک نے مشرکون کی برائیان شمار کین اور انکا سوء انجام بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آمادہ
کرنا شروع فرمایا اس بات پر کہ ان کو اللہ کی اور اس کی طاعت کی طرف بلاتے جائین پس ارشاد فرمایا ولا
تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ مراد حسنہ سے وہ شے ہے جس پر آپ قائم ہین یعنے دین حق کی طرف ان کو بلانا اور
ان کی جہالت پر صبر کرنا اور ان سے انتقام نہ لینا اور ان کی سفاہت وحماقت کی طرف التفات نہ کرنا اور
سیئۃ سے مراد وہ مخالفت وعناد ہے جو انہون نے ظاہر کیا جیسے ان کا یہ قول کہ قلوبنا فی اکنۃ الآیہ اور
یہ قول لا تسمعوا لہذا القرآن الآیہ تو گویا اللہ پاک نے یون فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا فعل
تو حسنہ ہے اور ان کا فعل سیئہ اور جزا و حسن انجام مین حسنہ وسیئہ برابر نہین ہوتے ہین تو جس وقت تو نے یہہ
حسنہ کیا تو تو مستوجب تعظیم ہوا دنیا مین اور مستحق ثواب ہوا آخرت مین اور وہ اس کی ضد مین تو یہ لائق نہین ہے
کہ ان کا اس سیئہ پر اقدام کرنا تجہہ کو مانع ہو اس حسنہ مین مشغول ہونے سے تو تو ان کو اللہ کی طرف بلاتے جا
اور ان کے ماننے نہ ماننے سے کچہہ بحث نہین کسی نے کہا کہ برابر نہین ہوتی ہے وہ حسنہ جس سے اللہ پاک راضی
ہوتا ہے اور جس پر ثواب دیتا ہے اور وہ سیئہ جس کو اللہ تعالی مکروہ رکہتا ہے اور جس پر عقاب کرتا ہے کسی نے
کہا کہ حسنہ توحید ہے اور سیئہ شرک کسی نے کہا کہ حسنہ مدارات ہے اور سیئہ غلظت ودرشتی کسی نے کہا
حسنہ عفو ہے اور سیئہ انتصار یعنے بدلا لینا کسی نے کہا حسنہ علم ہے اور سیئہ فحش اس کے سوا اور اقوال بہی ہین
اس کی کوئی وجہ نہین ہے کہ حسنہ کی کسی نوع کے ساتھہ انواع طاعات سے تخصیص کی جاے اور اسی طرح
تخصیص سیئہ کی کسی نوع کے ساتھہ انواع معاصی سے کیونکہ لفظ اس سے زیادہ تر وسیع ہے فراء نے کہا کہ
ولا السیئۃ مین کلمہ لا زائد ہے کرخی نے کہا واسطے تاکید کے اس لیے کہ استوا ایک کے ساتھہ مکتفی نہین ہوتا ہے پس
معنے یہ ہین برابر نہین ہوتی ہے حسنہ ساتھہ سیئہ کے بلکہ حسنہ خیر ہے اور سیئہ شر ہے ابو السعود کہتے ہین جملہ ولا
تستوی الحسنۃ الخ مستانفہ ہے واسطے بیان محاسن اعمال کے لایا گیا ہے وہ اعمال جو جاری ہین درمیان بندون
کے بعد بیان ان محاسن اعمال کے جو کہ جاری ہین درمیان بندے کے اور رب عزوجل کے مقصود اس سے ترغیب
دینا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے مین مشرکون کی ایذا پر اور ان کی برائی کے مقابلہ کرنے مین ساتھ
بہلائی کرنے کے اور جملہ ادفع بالتی ہی احسن استیناف مبین ہے واسطے حسن عاقبت حسنہ کے یعنے جب
برائی کرنے والے کی طرف سے تجہہ کو برائی آئے تو جن بہلائیون سے اس کا دفع ممکن ہے ان مین سے بہترین

بھلائی کے ساتھ اس کو دفع کر منجملہ اس کے مقابلہ برائی کرنے کا ساتھ بھلائی کرنے کے اور گناہ کا ساتھ عفو کے
اور غضب کا ساتھ صبر کے اور چشم پوشی کرنا ہفوات وزلات سے اور برداشت کرنا مکروہات کی حضرت ابن عباسؓ نے
فرمایا ملاقات کر تو اس کی ساتھ سلام کے مجاہد وعطا نے کہا یعنی بالسلام اذا لقی من یعادیہ کسی نے کہا بالمصافحۃ
عند التلاقی مطلب یہ ہے کہ حسنہ وسیۂ اپنی ذات مین متفاوت ہین کوئی نیکی اعلے درجہ کی کوئی اوسط کوئی ادنی اسی
طرح سیۂ بھی پس جب کہ تجھ کو دو نیکیان پیش آئین تو وہ نیکی لے جو دوسری سے بہتر وخوب تر ہے پھر اس کے ساتھ
دفع کر اس برائی کو جو تجھ پر وارد ہوا اپنے بعض اعدا سے مثلاً اگر کسی شخص نے تجھ سے کوئی برائی کی تو حسنہ یہ ہے کہ
تو اس کو معاف کردے اور وہ حسنہ جو احسن وبہتر ہے وہ یہ ہے کہ اس کی برائی کی جگہ تو اس کے ساتھ احسان کر
مثلا وہ تیری ذم کرتا ہے تو تو اس کی مدح کرے یا وہ تیرے لڑکے کو مار ڈالے تو تو اس کے بیٹے کو اس کے دشمن
کے ہاتھ سے فدیہ دیکر چھڑا دے بالتی ہی احسن کو جو بجائے بالحسنہ کے رکھا سو اس لیے کہ حسنہ کے ساتھ دفع کرنے مین
خوب مبالغہ ہو جائے کیونکہ جس نے دفع کیا ساتھ احسن کے تو اس پر آسان ہو جائیگا دفع کرنا ساتھ اس شے
کے جو اس سے کم درجہ کی ہے پھر جو فائدہ دفع بالتی ہی احسن سے حاصل ہوتا ہے اس کو بیان کیا فاذا الذی
الآیہ یعنے جب تو یہ دفع کرے گا تو دشمن مثل دوست کے اور بعید مثل قریب کے ہو جائیگا مقاتل نے کہا یہ آیت
حق مین ابو سفیان بن حرب کے نازل ہوئی یہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن تھا پھر آپ کا دوست ہو گیا بسبب
سسرالی رشتہ کے جو درمیان آپکے اور اس کے واقع ہوا پھر مسلمان ہوا تو دوست ہو گیا اسلام مین حمیم ہو گیا یہ
سبب صہارت کے اس کے سوا اور کچھ بھی کہا ہے اولی حمل کرنا آیت کا ہے عموم پر ضمیر وما یلقاہا کی راجع ہے
طرف فعلہ یا حالت کی جیسا کہ زجاج نے کہا ہے وہ حالت یہی دفع کرنا سیۂ کا ہے ساتھ حسنہ کے یعنے نہین
دیے جاتے اس فعل وحالت خاص کو مگر وہ لوگ جنہون نے صبر کیا غصے کے پی جانے اور مکروہ وناخوش
کی برداشت پر اور سختیون کے گھونٹ گھونٹ اتارنے پر اور بدلہ نہ لینے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
آدمی ہے کہ اس کا بھائی اسے گالی دیتا ہے تو وہ کہتا ہے اگر تو سچا ہے تو اللہ مجھے بخشے اور اگر وہ جھوٹا ہے
تو اللہ تجھے بخشے سبحان اللہ سوائے نفوس قدسیہ کے بھلا یہ کام کسی اور کا ہے اسی لیے فرمایا وَمَا يُلَقَّاهَا
إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ یعنے یہ بات اسی کو ملتی ہے جو کہ ثواب خیر مین بڑے حصے والا ہے یا جس کو خلق حسن
وکمال نفس سے بڑا حصہ ملا ہے یہ قول انسب ہے قتادہ نے کہا کہ حظ عظیم جنت ہے لئے وما یلقاہا الا من وجبت
لہ الجنۃ کسی نے کہا کہ ضمیر یلقاہا کی جنت کی طرف راجع ہے کسی نے کہا کہ کلمہ توحید کی طرف جمہور نے
یلقاہا کو تلقیہ سے پڑھا ہے اور طلحہ بن مصرف وابن کثیر نے ایک روایت مین تلاقاہا ملاقات سے پھر اللہ
تعالی نے شیطان سے پناہ مانگنے کا امر فرمایا کہ إِمَّا يَنْزَغَنَّكَ الآیہ نزغ مشابہ نخس کے ہے نخس کہتے ہین

چونکا مارنے کو چھیڑنے کو اس کے ساتھہ وسوسے کو تشبیہ دی ہے اس واسطے کہ وسوسہ شر پہ باعث ہوتا ہے صحاح میں
کہا نزغ الشیطان بینہم یعنے شیطان نے ان کے آپس میں فساد ڈالا و نزغہ لکلمۃ یعنے اس میں طعن کی مثل نخستہ
بعود او باصبع یعنے اس کو چونکا مارا لکڑی سے یا انگلی سے نزغ کو نازغ ٹھیرایا بطور مجاز عقلی کے جیسے جد جدہ
یا مراد نزغ سے نازغ ہے شیطان کو موصوف بمصدر کیا ہے بطور مبالغہ کے یا بسبب اس کے التسویل و تزیین کے
کلمہ من ابتدائیہ ہے یعنے ایسا نزغ کرنا جو ناشی و صادر ہو شیطان کی جہت سے اور جب نزغ یعنے نازغ ہو تو کلمہ من
تجریدیہ ہوگا بایں معنے کہ شیطان سے ایک اور شیطان نکالا اور اس کا نام نازغ رکھا اب کلام میں دو مجاز ہونگے
ایک تو یہ ہوا کہ وسوسے کی تعبیر نزغ کے ساتھہ کی دوسرا یہ ہوا کہ شیطان کو نازغ ٹھیرایا کلمہ ان شرطیہ ہے اور ما زائدہ
واسطے تاکید معنے شرطیت و استلزام کے اسی لیے نون تاکید کا فعل شرط سے لاحق ہوا ہے اس لیے کہ نون تاکید
کا اس کے ساتھہ لاحق نہیں کیا جاتا ہے جبتک کہ شرطیہ کی تاکید ما کے ساتھہ نہ کی جاوے معنے یہ ہیں کہ اگر پہنچے
تجھ کو شیطان سے چھیڑ منجملہ ان چیزوں کے جن کو اللہ تعالی نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے یا تجھ کو روکے دفع
کرنے سے ساتھہ بہتر چیز کے اور بدترین سیئہ کے ساتھہ دفع کرنے کا تجھ کو حکم کرے تو تو پناہ مانگ ساتھہ
اللہ کے اس کی شر سے اور مت چل اور اس کا کہا مت مان اور اللہ کی مشروع کی ہوئی شے کو کر یا بہتر چیز
کے ساتھہ دفع کر جملہ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تعلیل ما قبل ہے یعنے اللہ کے ساتھہ اس لیے پناہ مانگ
کہ وہ بڑا سننے والا ہے ہر سننے کی بات کا اسی جملہ سے تیرا پناہ مانگنا ہے اور بڑا جاننے والا ہے ہر جاننے کی
شے کا اسی میں سے تیرا فعل و حال ہے اور جو ذات پاک ایسا ہو سننے جاننے والا ہے تو وہ ضرور پناہ دیتا ہے اس کو
جو اس سے پناہ مانگتا ہے نکتہ یہاں انہ هو السمیع العلیم فرمایا بزیادت کلمہ ہو والف ولام تعریف اور سورہ اعراف
میں انہ سمیع علیم بدون ان دونوں کے اس کی یہ وجہ ہے کہ یہاں ایسے کلام سے متصل ہے جس کی تکرار و حصر
کے ساتھہ تاکید کی گئی ہے یعنے و ما یلقاہا الآیہ سو یہاں اس تاکید کے مناسب ایسا ہی کلام مؤکد ہے اور وہاں
چونکہ کلام تاکید سے خالی ہے اس لیے کلام حسب قیاس لایا گیا وہ قیاس یہی ہے کہ مسند الیہ معرفہ ہو اور مسند نکرہ
بخاری و مسلم وغیرہما نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ دو شخصوں نے دشنام دہی کی نزدیک نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر ان میں سے ایک کا غصہ سخت ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک میں
البتہ جانتا ہوں ایک کلمہ کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس سے غصہ جاتا رہتا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پس
وہ شخص بولا کیا آپ مجھ کو مجنون خیال کرتے ہیں تو آپ نے یہ آیت پڑھی اما ینزغنک الآیۃ **حکایت** مولانا
الشیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے مروی ہے کہ ایک اعرابی فصحائے عرب میں
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ یہ سن چکا تھا کہ آپ کو جوامع الکلم عطا ہوئے اور آپ بلیغ

ایسی کتاب معجز نازل کی گئی ہے کہ اُس کے معارضہ سے فصحائے عرب عاجز ہوتے ہیں پس اس نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر جو نازل کیا گیا ہے آیا اُس میں ہے مثل اس کے جو میں نے کہا ہے تو آپنے فرمایا تو نے کیا کہا ہے پس اس اعرابی نے کہا میں نے یہ کہا ہے ؎

وَحَيِّ ذَوِي الْأَضْغَانِ تَسْبِ عُقُوْلَهُمْ	تَحِيَّتَكَ الْقُرْبٰى فَقَدْ يَرْقَعُ النَّعْلَ
وَإِنْ جَهَرُوْا بِالْقَوْلِ فَاعْفُ تَكَرُّمًا	وَإِنْ سَتَرُوْا عَنْكَ الْمَلَامَةَ لَمْ تُقِلْ
فَإِنَّ الَّذِيْ يُؤْذِيْكَ مِنْهُ اسْتِمَاعُهُ	وَإِنَّ الَّذِيْ قَدْ قِيْلَ خَلْفَكَ لَمْ يُقَلْ

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑہی وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ الآیۃ تو وہ اعرابی بول اٹھا ہذا واللہ السحر الحلال واللہ ما تخیلت ولا کان فی علمی انہ نزل ویوتے باحسن مما قلت اشہد انک رسول اللہ واللہ ماخرج ہذا الا من ذی ال لنتہے کلامہ ذکرہ الشیخ زادہ رضی اللہ تعالے عنہ ال یعنے اللہ عزوجل سے اور واللہ ما بلغ ہذا الکلام الا من ہو رسول اللہ جاء بہ من عند ربہ لانہ خارج عن وسع البشر یعنے واللہ یہ کلام سحر حلال ہے واللہ میں نے نہ خیال نہ کیا اور نہ میرے علم میں تہا کہ وہ نازل ہوا اور لایا جائیگا بہتر اس سے جو میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے رسول ہو واللہ نہیں پہونچایا اس کلام کو مگر اُس نے جو کہ اللہ کا رسول ہے لایا اُس کو اپنے رب کے پاس سے کیونکہ وہ بشر کی طاقت سے خارج ہے بالجملہ برائی کا مقابلہ اچہی سے اچہی بہلائی کے ساتھہ کرنا اُسی کا بنتا اور آدمی کا کام ہے جس کو فضائل نفسانی وقوت روحانی سے بڑا حصہ ملا ہے کیونکہ انتقام میں مشغول ہونا جو ہوتا ہے سو صرف بوجہ ضعف نفس کے اور اس لیے کہ نفس واردات خارجیہ سے اثر پذیر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ جب نفس قویۃ الجوہر ہوتا ہے تو خارجی واردات سے متاثر نہیں ہوتا اور جب اُن سے متاثر نہ ہوا تو اُن کی برداشت بہی اُسپر دشوار نہیں ہوتی ہے اور نہ وہ انتقام میں مشغول ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ نیک سیرت اُسی کو ملتی ہے جو کہ قوت وصفائے نفس سے صاحب بہرۂ عظیم ہے یہ بہی احتمال ہے کہ یہ معنے ہوں کہ یہ نیک خصلت اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو کہ بہرۂ عظیم والا ہے ثواب آخرت سے تو اس وجہ پر قولہ وما یلقاہا الا الذین صبروا ان کی مدح ہوگا بسبب اُنکے صبر کرنے کے اور قولہ وما یلقاہا الا ذو حظ عظیم وعدہ ہوگا بزرگتر حظ کا ثواب سے پہر جب اللہ پاک نے اگلی آیت میں یہ بات بیان فرمائی کہ احسن اعمال واقوال دعوت الی اللہ ہے اور یہ امر معلوم ہے کہ دعوت الی اللہ کے طریقوں میں بڑا عمدہ طریقہ بیان کرنا دلائل کا ہے اور قائم کرنا حجتوں برہانوں کا جو کہ دلالت کرتی ہیں وجود معبود برحق پر جو کہ موصوف بوحدانیت وقدرت قاہرہ وحکمت بالغہ ہے تو اب ان دلیلوں کی تقریر شروع کی پس ارشاد فرمایا وَ

مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا
عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اور اس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو
اللہ کو جس نے وہ بنائے اگر تم اُسی کو پوجتے ہو پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ نزدیک تیرے رب کے ہیں پاکی بولتے ہیں
اُس کی رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے اور ایک اس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب
اُتارا ہم نے اُس پر پانی تازی ہوئی اور اُبھری بیشک جس نے اُس کو جلایا وہ جلاوے گا مردے وہ سب
چیز کر سکتا ہے **ف** یہ کیا چیزیں ہیں اور ان کا غور کیا چیز ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں
اللہ تعالی آگاہ کرتا ہے خلق کو اپنی قدرت عظیم پر اور اس پر کہ کوئی اُس کا نظیر و مثل نہیں ہے اور وہ قادر
ہے اُس شے پر جو چاہتا ہے اور اُس کی قدرت کی نشانیوں میں سے رات دن اور سورج چاند ہیں یعنے اس نے
رات بنائی مع اُس کی تاریکی کے اور دن مع اس کی روشنی کے اور یہ دونوں ایک پیچھے ایک آتے
رہتے ہیں تھکتے نہیں اور بنایا سورج اور اس کا نور درخشی اور چاند اور اُس کی روشنی اور ٹھیرایا
اندازہ اس کی منزلوں کا اس کے فلک میں اور اختلاف چال کا اپنے فلک میں تاکہ اس کی اور سورج
کی چال کے اختلاف سے پہچانا جاوے مقدار شب و روز کا اور جمعوں کا اور مہینوں اور برسوں کا اور اس
کی وجہ سے حقوق و اوقات عبادات و معاملات کا پورا ہونا ظاہر ہو جائے پھر جو اجرام ہیں کہ عالم علوی
و سفلی میں مشاہدہ ہوتا ہے ان سب میں سورج اور چاند چونکہ حسین تر تھے اس لیئے اللہ پاک نے اس پر
آگاہی بخشی کہ یہ دونوں مخلوق ہیں دو بندے ہیں اس کے بندوں میں سے اُس کے قہر و تسخیر کے تحت
میں مقہور و مسخر ہیں پس فرمایا کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے انکو بنایا
اگر تم اُسی کو پوجتے ہو یعنے اسی کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو پس تمہارا اُس کو پوجنا
مع اس کے کہ اُس کے غیر کو بھی پوجو تم کو کچھ نفع نہ دیگا کیونکہ وہ اس کو نہیں بخشتا ہے کہ اس کے ساتھ
شرک کیا جائے اسی لیئے یوں فرمایا پھر اگر وہ تکبر کریں یعنے تنہا اس کے پوجنے سے اور اسی پر اڑیں کہ
شریک کریں اُس کے ساتھ اُس کے غیر کو تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں یعنے فرشتے وہ اسکی پاکی بولتے
ہیں رات دن اور وہ نہیں تھکتے کما قال تعالیٰ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا
لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ حافظ ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت گالی دو رات کو اور نہ دن کو اور نہ سورج کو اور نہ چاند کو اور نہ ہواؤں

کو کیونکہ بہیجی جاتی ہین رحمت واسطے ایک قوم کے اور عذاب واسطے ایک قوم کے قوله تعالی ومن آیاته الآیة یعنے
اور اس کی نشانیون سی اُس کی قدرت پر مردون کے پہر زندہ کرنے پر یہہ ہے کہ تو دیکہتا ہے زمین کو خاشعة یعنے مانند
ساکن اُس مین کچہ روئیدگی نہین بلکہ وہ مردہ ہوتی ہے پہر جب ہم نے اُتارا اُس پر پانی تو اُس نے نکالین سب قسم
کی کہیتیان اور میوے ان الذی احیاها الآیة یعنے جس نے اُس کو زندہ کیا وہی مردون کا زندہ کرنے والا ہے اسر
کہ ہر شے پر قدرت ہے **ف** فتح البیان کا بیان خاتمہ مع توضیح یہ ہے کہ رات اور دن آیات قدرت الٰہی سے اسر
بات مین ہین کہ ایک حد معلوم پر ایک دوسرے کے پیچہے لگی آتی ہین اور ایک قدر مقسوم پر نوبت بنوبت آتی رہتی
ہین اور سورج اور چاند اس بات مین کہ ہر ایک ان مین سے ایک اندازہ کی ہوئی چال اور ایک نور مقرر کے ساتہ
مختص ہے روشن دونون ہین مگر ہر ایک کی روشنی جدا چلتے دونون ہین مگر ہر ایک کی نئی چال نیا انداز جدا
جدا رنگ ڈہنگ ایک کا تسلط دن کو دوسرے کا رات کو غرضکہ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچہے آنا ایسے
طور پر جس کے اوپر خلق کے منافع و مصالح متفرع ہوتے ہین اور مہر و ماہ کا اس کام کے واسطے مسخر کرنا جوان سے
ارادہ کیا جاتا ہے اُن ظاہر تر نشانیون سے ہے جو اللہ پاک کے وجود باجود پر اور اس کی وحدانیت و کمال علم و
حکمت پر دلالت کرتی ہین رہی یہ بات کہ چار چیزون سے تعرض کیا باوجود اس کے کہ پوجنے والون نے جو پوجا
ہے وہ سورج اور چاند ہین جیسا کہ آیندہ آئیگا رات دن کو نہین پوجا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ منظور یہ بات بتانا ہے
کہ سورج اور چاند پورے طور پر سجدہ کرنے کے رتبے سے گرے ہوئے ہین بایں طور کہ مخلوقیت کے اندر ان کو
اعراض کے رشتے مین پرویا ہے کون اعراض جن کو بذات خود کسی طرح کا قیام نہین ہے اور یہی بہید ہے کہ
کل کو آیات کے سلک مین انتظم کیا ہے مطلب یہہ کہ سجدے کی لیاقت نہ ہونے مین جیسے اعراض وغیرہ مخلوق
ہے ویسے ہی یہ ہین اس بات مین اور مخلوق سے ان کو کوئی شرف حاصل نہین ہین جس طرح اور خلق اپنے
خالق کی وحدانیت و قدرت پر دال ہے اسی طرح یہ بہی ہین گو بہ نسبت بعض مخلوق کے باعتبار منافع ان کو
اس پر ترجیح ہو یہ اور بات ہے پہر جب یہ بیان کیا کہ یہ چارون اللہ پاک کی آیات سے ہین تو خلق کو سورج چاند
کے پوجنے سے منع کیا اور امر فرمایا کہ اللہ عز و جل کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو
کیونکہ یہ دونون تو اس کی مخلوقات مین سے دو مخلوق ہین گو اُن کے منافع بکثرت ہین سو کچہ اس کی وجہ سے یہ بات
ٹہیک نہین ہو سکتی کہ اپنے خالق کی ربوبیت مین اس کے شریک ہو جائین بلکہ یہ تو اپنے طلوع و غروب و اختلاف
سیر اور رات دن کی حرکت سے ظاہر ظہور پکار پکار کہہ رہے ہین کہ بہائیو ہم تو اپنے خالق قدیر و قاہر کی مخلوق
و مقہور ہین اُس کے حکم کے موافق تمہارے کاروبار کی اصلاح کے واسطے چکر مار رہے ہین رات دن چلتے
رہتے ہین فرمایا اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا کیونکہ مستحق سجدے کا خالق ہی ہے مخلوق اس لائق نہین

ہے کہ اسے سجدہ کیا جائے ضمیر خلقھن کی راجع ہے طرف چار شئے متقدم کے اس لیے کہ حکم جمع غیر عقلا کا حکم جمع اناث کا ہے یا آیات کی طرف پھرتی ہے یا طرف شمس و قمر کے اس لیے کہ ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک تثنیہ بھی جمع ہے سمین کی تبیین یہ ہے کہ چار کی تعبیر جو ضمیر اناث کے ساتھ کی باوجود اس کے کہ تین اُن میں مذکر ہیں اور عادت تغلیب مذکر کی ہے مؤنث پر سو اس کی یہ وجہ ہے کہ جب ومن آیاتہ فرمایا پھر چاروں کو آیات کے رشتے میں پرو دیا تو ہر ایک اس میں آیت ہو گیا اس لیے ضمیر اناث کے پیرایہ میں اُن کو ادا کیا اور خلقھن فرمایا ان کنتم ایاہ تعبدون اس شرط کا جواب محذوف ہے تقدیر یہ ہے لاتسجدوا لغیرہ اور تقدیم ایاہ کی واسطے حصر و تخصیص کے ہے یعنے اگر تم خاص اُسی کو پوجتے ہو تو مت سجدہ کرو اس کے غیر کو اس لیے کہ سجدہ خاص ترین عبادات ہے ساتھ اللہ پاک کے کیونکہ عبادت اس سے عبارت ہے کہ اللہ تعالے کے واسطے ذلیل ہونا اور اس کی جناب کی تعظیم کرنا اور سجود غایت درجہ کی تعظیم ہے تو بہ نسبت باقی وجوہ عبادت کے زیادہ تر خاص ہوا ساتھ اللہ سبحانہ و تعالی کے پس جو شخص عبادت کو اللہ پاک کے ساتھ خاص کرے تو اُس کو لازم ہے کہ اس کے غیر کو سجدہ نہ کرے اور ضرورت اس بات کی کہ اختصاص مطلق عبادت کا واسطے اُس کے مستلزم ہوتا ہے اختصاص اخص عبادت کو ساتھ اُس کے بطریق اولے کہتے ہیں کہ کچھ لوگ شمس و قمر کو سجدہ کرتے تھے جیسے صابئین اپنے پوجتے میں تاروں کو اور دعوی کرتے ہیں کہ ان کے سجدہ کرنے سے قصد کرتے ہیں اللہ کے واسطے سجدہ کرنے کا سو وہ اس سے منع کیے گئے ایس یہ وجہ ہے تخصیص ذکر سجود کی ساتھ نہی کے کسی نے کہا کہ اس کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ سجود منتہائے مراتب عبادت ہے شیخ زادہ کہتے ہیں سدی نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک بولے کہ مت سجدہ کرو مگر واسطے لات وعزی کے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی فان استکبروا الآیۃ اب اگر کوئی کہے کہ جو مستکبر ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم کمتر و ذلیل تر ہیں اس سے کہ ہم کو بالذات اللہ تعالی کی عبادت کی لیاقت حاصل ہو سو ہم نہیں پوجتے ہیں مگر اس کو جو اس کے نزدیک ہماری سفارش کرے اور ہم کو اُس سے قریب کر دے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

خدا کی عبادت کے قابل نہیں ہوں میں بندے کا بندہ بنا چاہتا ہوں

پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو اللہ تعالی کے سجود سے مستکبر ٹھیرایا تو کہیں گے کہ مراد استکبار سے استکبار اللہ تعالی کے سجود سے نہیں ہے بلکہ مراد استکبار سے تکبر کرنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے قبول کرنے سے اس نہی میں کہ تم غیر اللہ کو سجدہ مت کرو جتنے یہ ہیں پھر اگر وہ تکبر کریں تیرے حکم کے امتثال پر اور انکار کریں مگر واسطے شریک کے فذلک لا یقلل عدد من یخلص عبادتہ سبحانہ و تعالی یہ جواب محذوف ہے شرط کا اس کی جگہ میں فالذین عند ربک الآیۃ کو رکھ دیا ہے یہ جواب محذوف کی علت اور سبب و دال ہے

یعنے تو یہ اُن کا استکبار کم نہین کرتا ہے اُن لوگون کی گنتی کو جو خالص کرتے ہین اپنی عبادت کو واسطے اللہ پاک کے
کیونکہ ملائکہ مقربین اللہ تعالے کے پاس اُس کی تنزیہ کیا کرتے ہین انداد سے ہمیشہ یہ کافر بڑے تکبر کیا کرین ان کے
تکبر سے کیا بگڑتا ہے کسی نے کہا کہ جواب محذوف فدعہم وشانہم ہے یعنے اگر یہ لوگ امتثال امر سے تکبر کرین تو تو
اُن کو اور اُن کے حال کو چھوڑ دے کیونکہ اللہ کے ایسے بندے ہین جو اس کو پوجتے ہین جیسے فرشتے کہ رات
دن ہمیشہ اللہ سبحانہ کی تسبیح کیا کرتے ہین کسی نے کہا کہ یسبحون کے معنے یسجدون ہین یعنے سجدہ کرتے ہین اور
اس مین تسبیح کہتے ہین یا بمعنے یصلون ہے یعنے نماز پڑھتے اور اُس مین سجود وغیرہ کرتے ہین مطلب یہ ہے
کہ اللہ پاک عابد کو کبھی معدوم نہین کرتا ہے بلکہ اُس کی خلق مین سے وہ ہین جو علی الدوام اُس کی عبادت کیا
کرتے ہین نہ اکتاتے ہین نہ سست پڑتے ہین کلمہ عند سے مراد مکانت وتشریف کی عندیت ہے مکانی مراد نہین
ہے کیونکہ اللہ سبحانہ مکان سے پاک ہے وہ تو کون ومکان کا خالق ہے تشریفی عندیت جیسے اس حدیث شریف مین
ہے انا عند ظن عبدی بی وانا عند المنکسرۃ قلوبہم یہ آیۃ کریمہ بلا خلاف منجملہ آیات سجود سے ہے اختلاف جو
ہے سو موضع سجود مین ہے پس ایک قول یہ ہے کہ موضع سجدے کا ان کنتم ایاہ تعبدون ہے اس لیے کہ امر
سے متصل ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہم لا یسأمون پر ہے کیونکہ یہ تمام کلام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ وہ سجدہ کرتے تھے آخر آیتین پر حم سجدہ سے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُن مین کے اول
پر سجدہ کرتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ پہلی اور آخر آیت پر سجدہ کرتے تھے جب کہ
اللہ پاک نے فلکی چار دلیلین ذکر کین تو بعد اس کے دلائل ارضی بیان کین پس ارشاد فرمایا وَمِنْ اٰیٰتِہٖ
اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ الآیہ خطاب ہر صالح خطاب کو ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنے اللہ پاک کی نشانیون
سے جو کہ دال ہین اس کی قدرت ووحدانیت وبعث پر یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی یعنے بعض زمین کو
تو سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور بعض کو دل کی آنکھ سے دیکھے ہوئے پر قیاس کرکے کہ وہ خشک پڑی ہوئی ہے
مطلب ہے کہ رؤیت کے دو معنے ہین ایک تو آنکھ سے دیکھنا اور دوسرے دل سے جاننا تو یہان دونون معنے ٹھیک
ہین پس جس زمین کو اپنے سر کی آنکھ سے دیکھا تو یہان بصری رؤیت ہوئی اور جس کو آنکھ سے نہین دیکھا
تو دیکھے ہوئے پر قیاس کرکے اس کو دل سے دیکھا یہ قلبی رویت ہوئی خاشعۃ کے معنے مین یابسۃ متطامنۃ لا نبات
فیہا یعنے خشک ساکن جس مین روئیدگی نہین ہے لفظ خاشعۃ سے یہ معنے زیادہ تر مناسب ہین کسی نے یون
تفسیر کی یابسۃ جدبۃ جامدۃ یعنے خشک قحط زدہ جمی ہوئی کسی نے کہا الغبراء التی لا تنبت یعنی غبار اڑتی بے
روئیدگی کے ازہری کہتے ہین جس وقت زمین خشک ہوگئی اور اس پر پانی برسایا نہ گیا تو محاورہ عرب مین بولتے
ہین قد خشعت خشوع بمعنے تذلل وتقاصر ہے یعنی ذلیل وپست وکم ہونا جیسے کہتے ہین کہ فلان نے فلان

کے لیے خشوع کیا یعنے تواضع وفروتنی کی اپنے آپ کو پست کیا اور چھوٹا کیا تکبر اس کی ضد ہی چونکہ عربی عجب
عروس سی یا زبان ہے اکثر اس مین استعارات وکنایات کے زیور سے آراستگی کی جاتی ہے اس لیے زمین
کی حالت قحط و بے نباتی کے واسطے خشوع کا استعارہ کیا گیا گویا اس حال مین وہ ایسی ہو رہی ہے جیسے کوئی
شخص خاضع خاشع متواضع خاموش ہو رہا ہے جس طرح کہ کریمہ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً مین زمین کو موصوف
بہمود کیا ہے ہمود کہتے ہین آگ کے بجھنے کو یہان اسکے خشک و بے نبات ہونے کی تشبیہ آگ بجھنے سے دی
ہے خشوع وہمود یہ دونون وصف زمین کے خلاف اس کے وصف کو ہین ساتھ اہتزاز وربو کے جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ماء سے مراد بارش کا پانی ہے یا نہر ندی کنوئین
بادلی کا کیونکہ اس کی اصل بھی آسمان ہی کے پانی سے ہے یعنے تم دیکھتے تھے کہ زمین کا تحال ہو رہا تھا
کہ خشک بے نبات گرد آلود دبلی پڑی تھی پھر جب اللہ پاک نے اُس پہ پانی نازل کیا تو اُس نے روئیدگی لیکر ایک
حرکت عظیم وکثیر وسریع کی تو اُس کا یہ حرکت کرنا ایسا ہوا جیسے کوئی خود اپنی سعی سے اسکو کرتا ہے۔ اور
اصل اہتزاز کے معنے مین حرکت کرنا ہا آدمی جب حرکت کرتا ہے تو عادۃ یون کہتے ہین اہتز
الانسان کما قال الشاعر تراہ کنصل السیف یہتز للندی اذا لم تجد عند امرء السوء مطعما
مجاہد وغیرہ نے کہا ربت کو یہ معنے ہین کہ زمین پھولی اور بلند ہوئی پہلے اس سے کہ روئیدگی اُگلے یعنے
یعنے روئیدگی سے بعد اپنے مردہ ہونے کے اس بنا پر عبارت مین تقدیم و تاخیر ہوگی تقدیر یہ ہے ربت واہتزت
یعنے پھولی اور نبات کر لیکر حرکت کی کسی نے کہا کہ اہتزاز وربو کبھی تو ہوتی ہین قبل نکلنے روئیدگی کے
زمین سے اور کبھی اُس کے بعد ہوتی ہین ربو کے معنے لغت مین مرتفع ہونے کے ہین جس طرح کہ بلند جگہہ
کو ربوہ و رابیہ بولتے ہین پس نبات حرکت کرتی ہے واسطے باہر آنے کے پھر اپنے جسم کے طول وعرض
مین بڑھتی جاتی ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ خوش ہوتی ہے بارش سے اور پھولتی ہے ساتھ روئیدگی
کے کسی نے کہا شق ہوگئی پھر اُس کی مٹی بلند ہوئی اور اُس سے روئیدگی نکلی اور ما بین زمین وآسمان
کے بلند ہوئی روئے زمین کو ڈھانکتی ہوئی اور اُس کی رگین منشعب ہوئین اور اس کے تنے موٹے ہوئے
تو اب اس کے چلنے کو مانع ہو گئے اُس آسان حالت پر جس مین وہ اول تھی اور اس روئیدگی سے مزین ہوئی
گویا ویسی ہوگئی جیسے کوئی اپنے لباس و زینت مین تکبر کرتا ہے اور اکڑتا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے ذلیل
و متواضع کے مثل تھی ابو جعفر وخالد نے ربات پڑھا ہے اس آیت کی تفسیر پوری طور پر سورہ حج مین گزر چکی ہے
پھر جب اللہ پاک نے بیان کیا کہ دعوت الی دین اللہ اعظم مناصب واشرف مراتب ہی پھر یہہ بیان
کیا کہ اس کی طرف دعوت کرنا جو حاصل ہوتا ہے سو اسی بات سے کہ اُس کے وجود کے دلائل ذکر کیے جائین

اوراس کے کہ وہ صفات عظمت کے ساتھہ متصف ہے اور اسکا رب ہین دلائل وآیات کثیرہ ذکر فرمائے تو اب عود کیا طرف دہمکانے اُن لوگون کے جوکہ اُن آیتون مین نزاع کرتے ہین اور شبہے ڈالکر ان مین جہگڑتے ہین پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ جو لوگ ٹیڑہے دہتے ہین ہماری باتون مین ہم سے چہپی نہین بہلا ایک جو پڑتا ہے آگ مین بہتر یا ایک جو آوے گا امن سے دن قیامت کے کرتے جاؤ جو چاہو بیشک جو کرتے ہو وہ دیکہتا ہے جو لوگ منکر ہوئے سمجہوتی سے جب اُن پاس آئی اور یہ کتاب ہے نادر اس پر جہوٹ کا دخل نہین آگے سے نہ پیچہے سے اُتاری ہوئی ہے حکمتون والے سب خوبیون سراہے کی تجہ سے وہی کہتے ہین جو کہہ دیا ہے سب رسولون کو تجہ سے پہلے تیرے رب کے یہان معافی بہی ہے اور سزا بہی ہے دکہہ والی اور اگر ہم اُس کو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتین کیون نہ کہولی گئین کیا اوپری زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی تو کہہ یہ ایمان والون کو سوجہ ہے اور روگ کا دفعہ اور جو یقین نہین لاتے اُن کے کانون مین بوجہ ہے اور یہہ اُن کو اندہا یا ان کو پکارتے تہے دور کی جگہہ سے انتہی

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الحاد رکہنا کلام کا ہے اُس کے غیر مواضع پر قتادہ وغیرہ نے کہا کہ الحاد کفر وعناد ہے لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا الآیۃ مین تہدید شدید ووعید اکید ہے یعنے اللہ پاک اس شخص کو جانتا ہے جوکہ اُس کی آیات واسماء وصفات مین الحاد کرتا ہے اور عنقریب اس پر اُس کو جزا دے گا ساتھہ عقوبت ونکال کے اسی لیے یون فرمایا اَفَمَنْ يُّلْقٰى الآیۃ یعنے آگ مین پڑنے والا اور بے خوف آنے والا قیامت کے دن یہ دونون برابر نہ ہون گے پہر اللہ عزوجل نے کافرون کی تہدید کرنے کو فرمایا اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ مجاہد وضحاک وعطائی خراسانی نے کہا یہ وعید ہے یعنے کرو جو چاہو خیر یا شر بیشک وہ تم کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکہتا ہے اسی لیے فرمایا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ پہر اللہ جل جلالہ نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ الآیۃ ضحاک وسدی وقتادہ نے کہا کہ ذکر قرآن شریف ہے وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ یعنے بیشک وہ البتہ ایک کتاب منیع الجناب ہے کوئی

اس کی مثل لانیکا قصد نہین کر سکتا ہے باطل نہ اسکے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے یعنے بطلان کو اس کی طرف
کوئی راہ نہین ہے اس لیے کہ وہ اُتارا گیا ہے طرف سے رب العالمین کے اسی لیے یون فرمایا تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ
حَمِيدٍ یعنے اُتارا ہوا ہے طرف سے اس ذات پاک کے جو کہ اپنے اقوال و افعال مین حکمتون والا ہے سراہا ہوا
ہے اپنے ساری اوامر و نواہی مین سب کے عواقب و غایات محمود ہین پھر اللہ عزوجل نے فرمایا مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ
قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ قتادہ و سدی وغیرہما نے کہا نہین کہی جاتی ہے واسطے تیرے تکذیب مگر ویسی جو
کہی جا چکی ہے واسطے رسولون کے تجھ سے پہلے پس جیسا تو جھٹلایا گیا ویسے ہی وہ جھٹلائے گئے اور جیسا اُنھون
نے صبر کیا اپنی قوم کی ایذا دہی پر ویسا ہی تو صبر کر اپنی قوم کی ایذا پر جو تجھ کو دیتے ہین یہ قول ابن جریر کا مختار
ہے اُنھون نے اور ابن ابی حاتم نے اس کے سوا اور کوئی قول حکایت نہین کیا قولہ تعالے إِنَّ رَبَّكَ لَذُو
مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ یعنے بیشک تیرا رب البتہ بخشش والا ہے واسطے اُس کے جو اُس کیطرف رجوع ہوا
اور دردناک عذاب والا ہے واسطے اس کے جو اپنے کفر و طغیان و سرکشی و عناد و دشمنی و شقاق و مخالفت پر چلتا رہا
ابن ابی حاتم سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہین جب کہ یہ آیت نازل ہوئی ان ربک لذو مغفرۃ الایۃ تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر نہ ہوتا عفو اللہ کا اور تجاوز اُس کا تو گوارا نہ ہوتا کسی کو عیش اور اگر نہ ہوتے
اُس کے وعید و عقاب اسکا تو البتہ ہر ویسا کر بیٹھتا ہر کوئی قولہ تعالے وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا الآیۃ
جب کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف کا ذکر فرمایا اور اُس کی فصاحت و بلاغت و احکام کا اُس کے لفظ و معنی
مین اور باینہمہ مشرکین اُس پر ایمان نہ لائے تو آگاہی بخشی اس بات پر کہ اُن کا کفر سا تہ اس کے عناد و تعنت
و سرکشی کا کفر ہے کما قال عزوجل وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ
مُؤْمِنِينَ اور اسیطرح اگر سارا قرآن شریف عجم کی زبان مین اُتارا جاتا تو البتہ بطور سرکشی و عناد کے
کہتے کیون نہین اُتارا گیا کھولکر عرب کی زبان مین اور البتہ اُس کو اوپرا جانتے تو کہتے کیا اوپری زبان
کی کتاب اور عرب کا آدمی یعنے کیونکر اُتارا جاتا ہے عجمی کلام عربی مخاطب پر جو اُس کو سمجھتا نہین ہے اسی
طرح یہ معنے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و سدی وغیرہم سے روایت کیے گئے ہین
کسی نے کہا کہ یہ قول اُن کا لولا فصلت الآیۃ مراد اس سے یہ ہے کیون نہ اُتاری گئین بعض آیتین اوپری
زبان مین اور بعض عربی مین یہ قول حضرت حسن البصری رضی اللہ عنہ کا ہے اور وہ اس کو اسی طرح پڑہتے
تہے بدون استفہام کے اعجمی مین یہ قول سعید بن جبیر سے بہی ایک روایت ہے اس قول مین بنسبت اول
کے سرکشی و عناد مین زیادہ تر مبالغہ ہے پھر اللہ عزوجل نے فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ
یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے کہ یہ قرآن اس شخص کے واسطے جو اس پر ایمان لایا ہدایت

ہے اس کے دل کے لیے اور شفا ہے اُن شکوک و شبہون کی جو سینون مین ہین اور وہ لوگ جو ایمان نہین لاتے ہین اُن کے کانون مین بوجھ ہے یعنے وہ اُس شے کو نہین سمجھتے ہین جو اُس مین ہے اور وہ اُن پر اندہا پا ہے یعنے وہ راہ نہین پاتے ہین طرف اُس بیان کے جو اُس مین ہے کما قال تعالے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا **قوله تعالے** اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ مجاہد نے کہا یعنے وہ پکارے جاتے ہین اُس جگہہ سے جو کہ دور ہے ان کے دلون سے **ابن جریر** نے کہا معنے اس کے یہ ہین گویا جو شخص اُن سے خطاب کرتا ہے وہ اُن کو پکارتا ہے دور جگہہ سے نہین سمجھتے ہین اس بات کو جو وہ کہتا ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ **ضحاک** نے کہا کہ پکارے جاوینگے قیامت کے دن ساتھ زشت تر ناموں اُن کے کے **سدی** نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے نزدیک ایک شخص کے مسلمانون مین سے فیصلہ کر رہے تھے کہ ناگاہ اس شخص نے کہا یا لبیکاہ یعنے اے شخص مین حاضر ہون تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تو کیون لبیک کہتا ہے کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے یا کسی نے تجھے پکارا ہے تو اس نے کہا مجھے پکارا ایک پکارنے والے نے دریا کے ورے سے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اولٰئک ینادون من مکان بعید ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے **ف** فتح البیان کا۔ اِن فاتح مع توضیح یہ ہے کہ الحاد اصل مین مطلق میل و عدول و انحراف کو کہتے ہین اسی معنے سے قبر کے لحد کو لحد بولتے ہین اس لیے کہ وہ اس کے ایک جانب کی طرف مائل تر ہوتی ہے جب کہ قبر کھودنے والا سیدہی کھودنے سے مائل ہوتا ہے پھر ایک جانب مین کھودتا ہے تو کہتے ہین الحد الحافر و لحد پس الحاد کا استعارہ کیا گیا واسطے حال زمین کے جب کہ وہ ملحود ہو یعنی مائل کی ہوئی پھر اس کا استعارہ کیا گیا واسطے منحرف و مائل ہونے کے تاویل مین آیات قرآن کے صحت و استقامت کی جہت سے اور محاورے مین بولتے ہین الحد فی دین اللہ یعنے اللہ کے دین سے میل و عدول کیا اور لحد بھی کہتے ہین یہ ایک لغت ہے الحد مین ملحدون کو الحد و لحد سے پڑہا ہے یہ دونون قرارت سبعیہ ہین تفسیر الحاد کی پوری طور پر اول گزر چکی ہے یعنے بیشک جو لوگ مائل ہوتے ہین حق و راستی سے ہماری آیتون مین بایں طور کہ ان مین طعن کرتے ہین اور تحریف و تاویل باطل کرتے ہین اور ان مین لغو بکتے ہین مجاہد نے کہا قرآن سے ایمان سے مائل ہوتے ہین دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ مائل ہوتے ہین وقت تلاوت قرآن کے ساتھ سکار و تصدیہ و لغو و غنا کے قتادہ نے کہا جھوٹ بولتے ہین ہماری آیتون مین سدی نے کہا معاندہ و مشاقہ یعنے دشمنی و مخالفت کرتے ہین ابن زید نے کہا شرک کرتے ہین یہ سب معانی قریب یک دیگر ہین بالجملہ ان الذین الآیہ کا رجوع اُن لوگون کی طرف ہے جنہون نے کہا تھا لا تسمعوا لہذا القرآن و الغوا فیہ یہ وہی ہین جنہون نے الحاد کیا

اور خبران الّذین کی وہی خبر سابق ہے اس سے یہ نکلا کہ آیات مین الحاد کرنے والے قرآن کے منکر ہین تمین نے اور
وجوہ بھی ذکر کیے ہین حسب کہ اللہ پاک نے ملحدین فی آیات اللہ کی تہدید مین مبالغہ کیا تو بعد اس کے قرآن
شریف کی تعظیم بیان فرمائی وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ یعنے بیشک وہ قرآن جس مین کافر الحاد کرتے تھے البتہ ایک
بڑی کتاب عزیز ہے عزیز یا تو ماخوذ ہے عزت بمعنے غلبہ سے یعنے وہ غالب و ممتنع ہے اس سے کہ کوئی اسکا معارضہ
ومقابلہ کرے یا طعن کرنے والے اس مین طعن کرین ممنوع ہے ہر عیب سے بحمایت الٰہی حمایت کی گئی ہے اللہ پاک
نے بحفظ خود اس کو بچایا ہے اور ہر وقت مین اس کے واسطے مالغین ومحافظین مقدر فرمائے ہین وہ لوگ ہر
کو محفوظ ومحروس کہتے ہین یا بین ملحد کہ اہل ہوا و زیغ کے شبہون کا ابطال اور اُن کی تاویلات فاسدہ کا
رد کرتے ہین پس وہ بحفظ الٰہی غالب ہے یا عزت خلاف ذلت سے ماخوذ ہے یعنے وہ کثیر النفع عدیم النظیر کتاب
ہے خلق اس کے معارضے سے عاجز ہے کسی نے کہا کہ اعزہ اللہ بمعنے منعہ سے ماخوذ ہے یعنے وہ ممتنع ہر
ابطال وتحریف کے قبول سے پھر اس کی یہ صفت بیان کی کہ وہ حق ہے باطل کو کسی طرح اُس کی طرف راہ
نہین ہے پس فرمایا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ الآیۃ زجاج نے کہا اس کے یہ معنے ہین کہ وہ اس سے محفوظ ہے کہ اُس
سے کم کیا جائے تو باطل اُسکے پاس آئے اُس کے آگے سے یا اُس مین زیادہ کیا جائے تو باطل اُس کے پاس
آئے اُسکے پیچھے سے قتادہ وسدی بھی اسی کے قائل ہین اس بنا پر باطل کے معنے زیادت ونقصان کے
ہین مقاتل نے کہا نہین آتی ہے اُسکو تکذیب اُن کتابون سے جو اُس کے قبل ہین اور نہ اُس کے بعد کوئی
کتاب آئے گی کہ اس کو باطل کرے کلبی وسعید بن جبیر اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ باطل شیطان ہے
یعنے وہ اس کی طاقت نہین رکھتا ہے کہ اس مین زیادہ کرے یا اُس سے کم کرے کسی نے کہا یہ معنے ہین
کہ نہ اُس مین بڑھایا جاتا ہے ..... نہ اس سے گھٹایا جاتا ہے نہ تو جبریل علیہ السلام کی طرف سے اور نہ حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے کسی نے کہا نہین آتی ہے اس کو تبدیل اور تناقض کو جہ من الوجوہ کسی نے کہا
نہین آتا ہے اس کو باطل اس چیز سے جس کی خبر دی زمانہ متقدم مین اور نہ زمانہ متاخر مین یعنے اس کی
اگلی پچھلی خبرین سب راست و درست ہین کسی نے کہا کہ باطل اس کی طرف راہ نہین پاتا ہے کسی جہت سے
سنبھلا جہات کے تا آنکہ اُس کے پاس پہونچے معنے یہ ہین کہ ہر وہ شے جو اُس مین ہے حق وصدق ہے اُس مین
وہ چیز نہین ہے جو کہ واقع کے مطابق نہ ہو یہ سب معانی ٹھیک ہین لیکن عموم اولے ہے قولہ تعالےٰ تَنْزِیْلٌ
مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہو یا صفت دیگر ہے کتاب کی نزدیک اس شخص کے
جو کہ صفات مین سے غیر صریح کی صریح پر تقدیم جائز رکھتا ہے کسی نے کہا یہ صفت ہے کتاب کی اور جملہ لا یاتیہ
الباطل معترضہ ہے درمیان موصوف وصفت کے کسی نے کہا یہ جملہ تعلیل ہے کتاب کی وضعین ند کمدین

کی یعنے وہ کتاب عزیز کثیر النفع عدیم النظیر یا منیع وغالب کہ اس کا ابطال کسی سے بن نہین آتا اس لیے ہے کہ اتاری
گئی ہے حکیم کی طرف سے اور وہ کتاب حق ہے کہ باطل اُس کی طرف راہ نہین پاتا اس واسطے کہ وہ منزل ہے حمید کی
طرف سے پھر جب اللہ پاک نے اپنی آیتون کا شرف اور اپنی کتاب کا علو درجہ بیان کیا تو اس طرف رجوع
ہوا کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے قوم کی ایذا پر صبر کریں اور وہ جو کتاب اللہ کے سوچنے سے
اعراض کرتے ہین اُس سے دل تنگ نہ ہون کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہین ہے پس ارشاد فرمایا مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا
مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ کلمہ ما نافیہ ہے کسی نے کہا استفہامیہ ہے ای شی استفہام انکاری بھی بمعنے
نفی ہوتا ہے حاصل دونون کا ایک ہے یعنے نہین کہا جاتا ہے واسطے تیرے ان کافرون کی طرف سے کہ تجھ
ساحر کاذب مجنون کہتے ہین مگر مثل اس کے جو کہا جا چکا ہے واسطے رسولون کے پہلے تجھ سے کیونکہ انکی
قوم ان کو ویسا کہتی تھی جیسا تجھ کو یہ لوگ کہتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہے کہ اُن کو کہنے دیو
اور اُن کی ایذا دہی سے اثر پذیر نہ ہون یا یہ معنے ہین کہ نہین کہا جاتا ہے واسطے تیرے توحید واخلاص
عبادت کا اللہ تعالی کے واسطے مگر وہی جو اگلے رسولون کے واسطے کہا گیا ہے کیونکہ ساری شرائع اس
پر متفق ہین یعنے توحید کوئی نئی بات نہین ہے یہ تو ہمیشہ سے چلی آئی ہے پھر کفار کیون اس کو اوپرا سمجھتے
ہین اب جو کوئی توحید اختیار کرے گا اور تنہا اللہ کو پوجے گا اس کی مغفرت ہوگی اور جو کفر و شرک و تکذیب
کرے گا اس کو عقاب ہوگا چنانچہ ارشاد فرمایا اِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَّذُو عِقَابٍ اَلِيْمٍ یعنے بیشک تیرا رب البتہ
بڑی مغفرت والا ہے واسطے اُس شخص کے جو اس کی مغفرت کا مستحق ہے یعنے وہ موحد جنہون نے تیری پیروی کی
اور اُن نبیون کی جو تجھ سے پہلے تھے اور دردناک عذاب والا ہے واسطے کفار کے جو کہ اللہ کے رسولون کے
مکذب و دشمن ہین یا یہ معنے ہین کہ تیرا رب البتہ صاحب مغفرت ہو واسطے اپنے نبیون کے اور صاحب عقاب
الیم ہے واسطے اُن کے اعدا کے قول ثانی کی بنا پر یہ بھی احتمال ہے کہ قولہ تعالی اِنَّ رَبَّكَ الآیۃ مقولہ ہو قول
کا یعنے کہ حاصل اُس شے کا جو تیری طرف اور اُن کی طرف وحی کی گئی وعدہ مغفرت کا ہے مومنون کو
اور عقاب کا کافرون کو قولہ تعالے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا الآیۃ کرخی کہتے ہین یہ جواب ہے ان
کے قول کا کہ کیون نہ اُتارا گیا قرآن عجم کی زبان مین پس اللہ پاک نے فرمایا اگر ہم کرتے اس قرآن کو جس کو تو
پڑھتا ہے لوگون پر عرب کی غیر زبان مین تو کہتے کیون نہ بیان کی گئین اسکی آیتین ہماری زبان مین کیونکہ
ہم تو عرب ہین عجم کی زبان کو سمجھتے نہین ہین کسی نے کہا مراد یہ ہے کیون نہ تفصیل کی گئین اُس کی آیتین
تو بعض اعجمی کی جاتین واسطے سمجھانے عجم کے اور بعض عربی واسطے افہام عرب کے ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ مین استفہام
انکاری ہے اور تتمہ قول مشرکین سے ہے یعنی البتہ کہتے کیا کلام اعجمی اور رسول عربی حضرت ابن عباس رض

کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اگر ہم کرتے قرآن کو اعجمی اور اے محمد تیری زبان عربی ہے تو البتہ کہتے اعجمی و عربی تو ہر
کو ہمارے پاس لاتا ہے مختلف یا مختلط کیون نہ ظاہر کی گئین اُس کی آیتین تو ہوتا قرآن مثل زبان کے فرماتا ہے
پس ہمنے نہ کیا تاکہ وہ یہ نہ کہین تو اب اُن پر حجت ہوگئی **اعجمی** وہ ہے جو فصیح و صاف نہین بولتا ہے برابر ہے
کہ عرب سے ہو یا عجم سے ابو السعود فرماتے ہین اعجمی اس کلام کو کہتے ہین جو سمجھا نہین جاتا اور اُس کے متکلم کو حرف
یا واسطے مبالغے کے ہے وصف مین جیسے احمری یعنے نہایت سرخ ہمین کہتے ہین عجمی وہ ہے جو صاف
نہین بولتا ہے گو عرب سے ہو یہ منسوب ہے طرف اپنی صفت کی مثل احمری و دواری کے حرف یا اس مین مبالغہ
کے لیے ہے وصف مین نسب اس مین حقیقی نہین ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالی نے لوامح مین فرمایا ہے
کہ یہ حرف یا مثل یای کرسی و بختی کے ہے شیخ نے ان دونون مین فرق کیا ہے کہا کہ مثل یائے کرسی و بختی
کے نہین ہے کیونکہ اُن دونون کی یا پر کلمہ بنا کیا گیا ہے بخلاف یائے اعجمی کے کیونکہ عرب لوگ رجل اعجم و
اعجمی بولتے ہین انتہے اعجم ضد فصیح ہے یعنے وہ شخص جو اپنے کلام کو ظاہر و واضح نہین کرتا ہے اور حیوان
غیر ناطق کو بھی اعجم کہتے ہین **ابو بکر** و حمزہ و کسائی نے اعجمی بدو ہمزہ محقق پڑہا ہے اور حضرت حسن وغیرہ نے
بیک ہمزہ بنا بر خبر اور باقی قرا نے بتسہیل ہمزہ ثانیہ ہین ہین **حفناوی** نے کہا ہے ایک قرارت تو یہ ہے کہ
ہمزہ ثانیہ کی تحقیق یعنے بدون داخل کرنے الف کے درمیان اس کے اور ہمزہ اولی کے دوسرے قلب ہمزہ ثانیہ کا
الف ممدودہ بمد لازم ہے تیسرے تسہیل ہمزہ ثانیہ کی مع داخل کرنے الف کے درمیان اُس کے اور ہمزہ اولی کی
چوتھے تسہیل ثانیہ کے بدون داخل کرنے الف کے یہ چار سبعیہ ہین پانچوین باسقاط ہمزہ اولی یہ اُنکے کلام
کا حاصل ہے عمرو بن میمون نے اعجمی بفتح عین پڑہا ہے یہ منسوب ہے طرف عجم کے حرف یا اس مین واسطے
نسب کے ہے حقیقۃً یون بولتے ہین رجل عجمی اگرچہ فصیح ہو ااعجمی کے رفع مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ مبتدا
ہے خبر محذوف تقدیر یہ ہے ااعجمی و عربی یستویان یعنے کیا اعجمی و عربی برابر ہوتے ہین دوسری یہ ہے کہ
خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے اہما ای القرآن اعجمی والمرسل بہ عربی یعنے کیا وہ قرآن اعجمی ہے اور
جو اس کو دے کر بھیجا گیا عربی ہے تیسری فاعل ہے فعل مقدر کا اے ایستوی اعجمی و عربی یعنے کیا برابر
ہوتا ہے اعجمی اور عربی یہ وجہ ضعیف ہے اس لیے کہ فعل محذوف نہین ہوتا ہے مگر انہین مواضع مین جن
کا بیان ہمین نے کیا ہے **نسفی** کہتے ہین معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے کی آیتین کسی طریقے پر اُن کے پاس
آتین تو وہ ان مین تعنت پاتے یعنے سرکشی و تعنت کرتے کیونکہ وہ کچھ طالب حق تو تھے نہین وہ تو صرف
اپنی خواہشون کی پیروی کرتے تھے اس مین اشارہ ہے اس بات پر کہ اگر اللہ قرآن کو زبان عجم مین اُتارتا
تو وہ قرآن ہوتا پس یہ دلیل ہوگی واسطے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جواز نماز مین جب کہ فارسی مین

تب ہے انتہے **فتح البیان** مین ہے کہ اس مین حضرت امام صاحب کے واسطے کوئی حجت نہین جیسا کہ نسفی
وغیرہ نے زعم کیا ہے کیونکہ یہ ترکیب تو مخرج فرض و تقدیر مین خارج ہوئی ہے نہ بطور وقوع و تحقیق کے انتہی
شیخزادہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ کفار
اپنی تعنت و سرکشی کی وجہ سے کہتے تھے کہ کیون نہین اترا قرآن عجم کی زبان مین سو اسکا اُن کو یہ جواب دیا
گیا کہ اگر بات ویسی ہوتی جیسے تم فرمایش کرتے ہو تو بھی تم اعتراض و تعنت و سرکشی کو نہ چھوڑتے امام رازی
مفسرین کے اس قول پر راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ قول خالی نہین ہے طعن سے قرآن شریف مین کیونکہ
یہ اس کا مقتضی ہے کہ ایسی آیات کا وارد ہونا جائز کہا جائے جن کا ایک دوسرے سے کچھ تعلق نہ ہو تو اب کتاب
منتظم نہ رہے گی معجز ہونے کا کیا ذکر ہے پھر کہا ہے بلکہ حق یہ ہے نزدیک میرے کہ یہ سورت اول سے آخر
تک ایک ہی کلام ہے بعض بعض سے متعلق ہے یہ کلام متعلق ہے اس قول سے جو اللہ تعالی نے کفار سے نقل
فرمایا ہے کہ قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر اور اس کا جواب بھی تقدیر یہ ہے اگر ہم نازل کرتے
اس قرآن کو عجم کی زبان مین تو ان کو یہ بہانا ہوتا یون کہتے کیونکر بھیجا تو نے عجمی کلام قوم عرب کی طرف
بنی عربی کی زبان پر اور صحیح ان کا کہنا ٹھیک ہوتا کہ ہمارے دل غلافون مین ہین اس کلام سے اور ہمارے
کانون مین بوجھ ہے کیونکہ ہم تو اس کو سمجھتے نہین ہین اور نہ اس کے معنے کا احاطہ کر سکتے ہین اب
جبکہ یہ قرآن عرب کی زبان مین اترا اور تم اس زبان کے لوگون مین ہو تو یہ دعوے تم کو کیونکر ممکن ہے کہ
تمہارے دل اس سے غلافون مین ہین اور تمہارے کانون مین بوجھ ہے پس ظاہر ہو گیا کہ جب ہم اس کلام
کا جواب ٹھیرائین تو سورت اول سے آخر تک احسن وجوہ انتظام پر رہے گی اور اس وجہ پر جس کو لوگ ذکر کرتے ہین
امر انتظام مختل ہو جاوے گا تو یہ وجہ نہایت عجیب ہے انتہے پھر جب اللہ پاک نے کفار کی فرمایش کا بطلان
بیان کیا اور یہ کہ وہ باز نہ آئین گے آیتون مین تعنت کرنے سے کسی طرح سے یہ وہ آیتین تو اب بسبب
وضوح آیات و سطوع براہین قرآن اسکا یہ وصف ذکر کیا کہ وہ راہ بتانے والا ہے طرف حق کے اور زائل
کرنے والا ہے شبہ و شک کا اور شفا دینے والا ہے جہل و کفر و ارتیاب کے مرض سے پس فرمایا قُلْ
هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ یعنے وہ قرآن واسطے اُن لوگون کے جو ایمان لائے ہدایت ہے راہ
پاتے ہین اس سے طرف حق کے اور شفا ہے شفا حاصل کرتے ہین بسبب اُس کے باطنی شک و شبہہ
اور ظاہر دکھ درد سے **شہاب** کہتے ہین یہ ورد ہے اُن پر باین طور کہ قرآن اُن کے واسطے ہادی ہو
اور جو مرض اُن کے سینون مین ہے اُس کے لیے شافی ہے اور شبہہ کے دفع مین کافی ہے سو اسی لیے
معجز ہین فی لغۃ مبین بغیرہ ہو کر ان کی زبان مین وارد ہوا ہے **شیخزادہ** فرماتے ہین الذین امنوا

سے مراد وہ لوگ ہین جن کا حال رجوع ہو گا طرف ایمان کے سبب صفائی اُن کے جوہر نفس کے کدورات نفسانی و اخلاق ردی سے وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ مبتدا ہے فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ بتقدیر کلمہ ہو خبر ہے اس لیے کہ آگے وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى فرمایا ہے جب کہ اس بات کی خبر دی کہ قرآن اُن لوگون کے واسطے ہدایت ہے تو اب یہہ خبر دی کہ وہی قرآن کافرون کے کانون مین بوجہہ ہے اور ان پر اندہا یا ہے اس لیے کہ وہ اس کے سننے سے اور اس کے معانی سمجھنے سے زبردستی بہرے بنتے ہین اسی لیے باہم اتفاق کیا کہ اس کے پڑہتے وقت لغو کو شور مچاؤ اور جو آیات ونشانیان وہ اُن کو دکھاتا ہے اُن سے بتکلف اندہے بنتے ہین لفس قرآن شریف کو جو ہدی وو قر ٹہیرایا سو واسطے مبالغے کے دوسری صورت یہہ ہے کہ موصول ثانی معطوف ہے موصول اول پر اور وقر معطوف ہے ہدی پر اس شخص کے نزدیک جو معمولین عاملین مختلفین پر عطف جائز کہتا ہے تقدیر یہ ہوئی ہو للاولین ہدی وشفاء وللآخرین وقر فی اذانہم قتادہ نے کہا کہ کافر لوگ بہرے ہوئے قرآن سے اور اندہے ہوئے اُس سے سدی نے کہا کہ ان کے دل اس سے اندہے ہوئے کسی نے کہا معنے یہ ہین وہو علیہم ذو عمی یعنے قرآن اُن پر اندہاپے والا ہے مصدر کے ساتہہ اُس کا وصف کیا واسطے مبالغے کے کسی نے کہا ہو راجع ہے طرف وقر کے یعنے وہ بوجہہ اُن پر عمی ہے یعنے تاریکی وشبہ جمہور نے عمی بفتح میم منون پڑہا ہے اس بنا پر کہ مصدر ہے عمی یعمی سے عمی کا جیسے ہوِیَ یہوی ہوی حضرت ابن عباس وحضرت عبداللہ ابن الزبیر وحضرت عمرو بن العاص وحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بکسر میم منون بنا بر اسم منقوص اس بنا پر کہ قرآن کا اس کے ساتہہ مجازا وصف کیا گیا اور عمرو بن دینار نے بکسر میم وفتح یا بصیغہ فعل ماضی ابو عبیدہ نے اول قرارت کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اول ہدی وشفاء فرمایا ہے ہادی وشافی نہین کہا تو اول کے مناسب یہ ہے کہ یہان بہی مصدر ہو اُولٰٓئِكَ مبتدا ہے يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ خبر ہے یعنی وہ لوگ جو ایمان نہین لاتے مین پکارے جاتے ہین دور جگہہ سے مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن شریف کو سمجہتے نہین باوجود خوش بیانی اسکی کے اور ان کی زبان دانی کے اس اعتبار سے ان کے حال کی تمثیل دی اُس شخص کے حال سے جو کہ مسافت بعید سے پکارا جاتا ہے پہر وہ وہان سے اُسکی آواز نہین سنتا ہے فرا نے کہا جو شخص تمہارے بات کو سمجہتا نہین اس سے تم یون کہتے ہو انت تنادی من مکان بعید یعنے دور جگہہ سے پکارا جاتا ہے مطلب یہ کہ بات نہین سمجہتا پس اس مین استعارہ تمثیلیہ ہے پہر جب اللہ پاک نے کفار کے وصف مین مبالغہ کیا ساتہہ عناد وتکذیب کے جیسے اُن کا یہ قول کہ قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون تسلی دی کہ تو کچہ منفرد نہین ہے ساتہہ ایذا پانے کے اپنی قوم سے درمیان انبیا کے بلکہ یہ تو قدیم رسم ہے پس ارشاد فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ مدد لوگو کا

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۝ مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ۝ لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ اور ہمنے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اُس میں پھوٹ پڑی اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے تو ان میں فیصلہ ہوجاتا اور وہ دھوکے میں ہیں اُس سے جو چین نہیں دیتا جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے کی برائی وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر اسی کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی میوے نہیں جو نکلتے ہیں اپنے غلاف سے اور گابھ نہیں رہتا کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے جس کی اسے خبر نہیں اور جس دن اُن کو پکارے گا کہاں ہیں میرے شریک بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی نہیں اقرار کرتا اور چوک گیا اُن سے جو پکارتے تھے پہلے اور اٹکلے کہ انکو نہیں کہیں خلاصی نہیں تھکتا آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جاوے اس کو برائی تو آس توڑ بیٹھے نا امید ہوکر اور اگر ہم چکھاویں اُس کو کچھ اپنی مہر پیچھے ایک تکلیف کے جو اُس کو لگی تھی تو کہنے لگے گا یہ ہے میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر گیا اپنے رب کی طرف بیشک مجھے کو ہے اُس کے پاس خوبی سو ہم جتا دیں گے منکروں کو جو اُنہوں نے کیا ہے اور چکھاویں گے اُن کو ایک گاڑھی مار **ف** بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت میں انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اور البتہ تحقیق ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اختلاف کیا گیا اس میں یعنے اُن کی تکذیب کی گئی اور اُن کو ایذا دی گئی پس تو صبر کر جیسا کہ صبر کیا اولو العزم نے رسولوں میں سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے ایک مدت مقرر تک ساتھ تاخیر حساب کے روز معاد تک تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا اُن میں یعنے البتہ عذاب کی اُن کے واسطے جلدی کر دی جاتی بلکہ اُن کے لیے تو ایک جا کے وعدہ ہے ہرگز وہ نہ پائیں گے اُس کے ورے کوئی پھرنے کی جگہ اور وہ دھوکے میں ہیں اُس سے جو چین نہیں دیتا یعنے انکا جھٹلانا اُس کو کچھ بصیرت وبینائی سے نہ تھا جو بات کہی اُسکو پختہ طور پر سمجھے بوجھے نہیں بلکہ جو کچھ کہا اُس میں شک کرنے والے تھے جس شے میں تھے اُس میں محقق وپختہ کار نہ تھے ابن جریر نے اسی طرح اس کی توجیہ کی ہے اور یہی محتمل بھی ہے واللہ اعلم اللہ پاک فرماتا ہے جس نے کی بھلائی سو اپنے

واسطے یعنے اُس کا نفع اُسی کی جان پر عائد ہوگا اور جس نے کی بُرائی سو وہ بھی اُسی پر یعنے اس کا وبال اُسی پر راجع ہوگا اور تیرا رب ایسا نہین کہ ظلم کرے بندون پر یعنے وہ عقاب نہین کرتا ہے کسی کو مگر بہ سبب اس کے گناہ کے اور نہ عذاب کرتا ہے کسی کو مگر بعد اس کے کہ اُس پر حجت قائم کرے اور اس کی طرف رسول بھیجے پھر فرمایا جل وعلا اُسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا یعنے اُس کو کوئی نہین جانتا ہے سوا اس کے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپ سید البشر ہین جبرئیل علیہ السلام سے اور وہ سادات ملائکہ سے ہین جب کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے قیامت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس سے اُس کا پوچھا جاتا ہے وہ دانا تر نہین ہے پوچھنے والے سے اور جس طرح کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا وقال تعالٰی لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ **قولہ تعالے** وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ الآیہ یعنی ساری اشیا اُس کے علم سے ہوتی ہین اس کے علم سے تو ذرہ بھر زمین مین غائب ہوتا ہے نہ آسمان مین اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وقال تعالٰی يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ وقال تعالٰی وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ **قولہ سبحانہ و تعالے** وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ الآیہ یعنے قیامت کے دن اللہ تعالی پکارے گا مشرکون کو روبرو ساری خلائق کے کہان ہین میرے شریک جن کو تم نے میرے ساتھہ پوجا تھا تو کہین گے ہم نے تجھے خبر دے دی کہ کوئی ہم مین سے آج اس کی گواہی نہین دیتا ہے کہ تیرے ساتھہ کوئی شریک ہے اور جن کو پہلے پوجا تھا وہ جاتے رہے سو انہون نے ان کو کچھہ نفع نہ پہونچایا وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ظن بمعنے یقین ہے یعنے قیامت کے دن مشرکون نے یقین کر لیا کہ نہین ہے واسطے اُن کے کوئی بھاگنے کی جگہہ اللہ تعالے کے عذاب سے کما قال تعالٰی وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا **قولہ تعالے** لَا يَسْاَمُ الْاِنْسَانُ الآیہ یعنے او کتاتا نہین آدمی خیر کے مانگنے مین اپنے رب سے مراد مال وصحت جسم وغیرہ ہے اور اگر لگ جائے اُس کو بُرائی یعنے بلا یا محتاجی تو آس توڑے نا امید ہو کر یعنے اس کے ذہن مین یہ پڑے کہ بعد اس کے کوئی خیر اس کو میسر نہ ہوگی اور اگر ہم چکھاوین اس کو کچھہ اپنی مہر پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو لگی تھی تو کہنے لگیگا یہ ہے میرے لائق یعنے جب کہ اس کو کوئی خیر ورزق پہونچے بعد اس کے کہ وہ سختی مین تھا تو کہنے لگے کہ یہ میرے لیے ہے بیشک مین اس کا استحقاق رکھتا تھا نزدیک اپنے رب کے اور مین خیال نہین کرتا ہون قیامت کو قائم ہونے والی یعنے قیامت کے قائم ہونے کا انکار کرتا ہے یعنے اس سبب کہ اسے ایک نعمت دی گئی تو اتراتا ہے اور بڑائی مارتا ہے اور کفر کرتا ہے کما قال تعالے كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى **قولہ تعالے** وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ الآیہ یعنے اگر وہان پھر جانا ہوگا تو ضرور میرا رب مجھہ پر

احسان کرے گا جیسا اس نے اس کو مین مجھ پر احسان کیا ہے باوجود نہ عمل کرنے کے اور عدم یقین کے اللہ عزوجل
پر منا کرتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا فَلَنُنَبِّئَنَّ الآیہ جس شخص کا یہ عمل و اعتقاد ہو اللہ پاک اس کو عقاب و نکال کے
ساتھ تہدید کرتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ولقد اتینا الآیہ ایک کلام مستانف متضمن
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی و تشفی کو اس رنج و غم سے جو آپ کو حاصل ہوتا تھا بسبب کفر کرنے قوم کی
اور بوجہ طعن کرنے کے قرآن شریف مین سو اللہ پاک نے خبر دی کہ یہ تو ایک قدیم عادت ہے رسولون کی امتون
مین کچھ تمہاری ہی قوم کے ساتھ خاص نہین ہے کیونکہ جو کتابین ان کی طرف نازل کی جاتین تو وہ ان مین اختلاف
کیا کرتے تھے بعض لوگ کہتے کہ حق ہین بعض کہتے کہ باطل ہین جس طرح کہ تمہاری قوم نے اختلاف کیا ہے تمہاری
کتاب مین سو کوئی تو اس کی تصدیق کرتا ہے کوئی تکذیب **بیان** مراد کتاب سے توریت شریف ہے اور فیہ کی ضمیر
اسی کی طرف پھرتی ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی طرف راجع ہے لیکن قول اول اولی ہے اس واسطے
کہ توریت ذکر کتاب ہی کا چلا آتا ہے گو نبی مین اختلاف کرنا بعینہ کتاب مین اختلاف کرنا ہے پھر اگر یہ خیال ہو
کہ اگلی امتون کے مکذب تو ہلاک کر دیے جاتے تھے اس امت کے مکذب کیون نہین معذب ہوتے سو اس کی وجہ
ذکر فرمائی وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ الآیہ یعنے اگر نہ ہوتا کلمہ جو سابق ہو چکا ہے تیرے رب سے عذاب کی
تاخیر کرنے مین ان لوگون سے جنہون نے قرآن کی تکذیب کی ہے تیری امت مین سے اور ان کی مہلت دینے
مین جیسا کہ فرمایا ہے وَلَكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى تو ان مین فیصلہ کر دیا جاتا بایں طور کہ ان کے مکذبین
کے واسطے عذاب کی جلدی کر دی جاتی قتادہ نے کہا کہ سابق ہو چکا ہے واسطے ان کے ایک وقت اور ایک
مدت اللہ پاک کی طرف سے جس کو وہ پہونچنے والے ہین مطلب یہ ہے کہ تکذیب کی وجہ سے وہ اسی کے مستحق ہین
کہ ہلاک کر دیے جائین لیکن حکمت الہی اس کی مقتضی ہوئی کہ ان کو مہلت دی جائے ایک مدت مقررہ تک
یا روز قیامت تک اور وہان مصدق اور مکذب مین فیصلہ ہو وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ یعنے اور
بیشک وہ البتہ شک مین ہین تیری کتاب سے جو کہ تجھ پر نازل کی گئی ہے یعنے قرآن ایسا شک کہ مریب ہے
یعنے شک مین ڈالنے والا یا شک شدید الریبہ یا ایسا شک کہ موجب ہے واسطے اضطراب کے کسی نے کہا کہ مراد
اس سے یہود ہین یعنے یہود شک مریب مین ہین توریت سے لیکن قول اول اولی ہے پھر فرمایا کہ کافر لوگ جو
تیرے حق مین اور تیری کتاب کے باب مین بدگوئی کرتے ہین تو اس سے متوحش مت ہو اس لیے کہ مَنْ عَمِلَ
صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ الآیہ یعنے جو کوئی اللہ کا مطیع ہوگا اور اس کے رسولون پر ایمان لائے گا اور ان کی تکذیب
نہ کرے گا تو اس کا ثواب اسی کی طرف راجع ہوگا اور اسکا نفع اسی کے ساتھ خاص ہوگا اور جو کوئی برائی
کرے گا تو اس کی برائی کا عقاب اسی پر ہوگا نہ اس کے غیر پر کیونکہ اللہ پاک ہر ایک کو قیامت کے دن

وہی جزا دیگا جس کا وہ مستحق ہے اسی لیے فرمایا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ یعنے اللہ پاک عذاب نہین کرتا ہے کسی کو بغیر سبب اس کے گناہ کے اور نہ اس سے کسی پر ظلم واقع ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا ظلام صیغہ نسب کا ہے جیسے تمار و بقال و خباز ہے مبالغہ کا صیغہ نہین ہے یہ تقریر اور تقریرون سے بہتر ہے کرخی نے کہا کہ ظلام کے معنے ذو ظلم ہین اس مین اس طرف اشارہ ہے کہ ظلام صیغہ مبالغہ نہین ہے سورۂ آل عمران مین بذیل تفسیر ان اللہ لیس بظلام للعبید اس آیت کے معنے پر گفتگو گذر چکی ہے اور اسی طرح سورۂ انفال مین چونکہ یہان اسکا مظنہ تھا کہ کوئی کہے کہ یہ دن کب ہوگا اس لیے اللہ پاک نے خبر دیدی کہ علم قیامت کا اور وقت اس کے قیام کا سوا اس کے اور کوئی نہین جانتا ہے پس ارشاد فرمایا اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ یہان مضاف مقدر ہی لے علم سوال الساعۃ یعنے تنکون مطلب یہ ہے کہ اس سوال کے جواب کا علم اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے پس جس وقت سوال واقع ہو قیامت سے تو مسئول پر واجب ہے کہ اس کے علم کو اللہ کی طرف پھیرے نہ اس کے غیر کی طرف یہ حصر الیہ کی تقدیم سے معلوم ہوتا ہے مروی ہے کہ مشرکون نے کہا تھا اے محمد اگر تو نبی ہے تو ہم کو خبر دے کہ قیامت کب قائم ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی قولہ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا کلمہ ما نافیہ ہے اور اول کا من استغراق کے لیے اور دوسرا ابتدائے غایت کے واسطے ہے یعنے اور نہین نکلتے ہین کوئی میوے اپنے غلافون سے کسی نے کہا کہ کلمہ ما موصولہ ہے محل جر مین معطوف ہی ساعت پر اور اول من بیانیہ یعنے اسی کی طرف رد کیا جاتا ہے علم قیامت کا اور علم ان میوون کا جو نکلتے ہین اپنے غلافون سے لیکن قول اول اولے ہے اس واسطے کہ بعد کا ما نافیہ ہے موصولہ نہین بن سکتا اور نظم کلام ایک ہے تو معلوم ہوا کہ نافیہ ہونا بہتر ہے **اکمام** جمع کم بکسر کاف ہے کم کہتے ہین میوے کے ظرف کو جس مین وہ ہوتا ہے اس کا اطلاق ہر ظرف پر ہوتا ہے مال کا ظرف ہو یا اور کسی شے کا **ابو عبیدہ** کہتے ہین اکمامہا او عیتہا او عیۃ وہ ظرف ہین جن مین میوے ہوتے ہین واحد اس کا کم و کمہ ہے **راغب** کہتے ہین کم وہ شے ہے جو ہاتھ کو ڈھانکتی ہے کرتے سے اور وہ شے ہر جو میوے کو ڈھانکتی ہے جمع اس کی اکمام ہے یہ قول اس پر دال ہی کہ کم بضم کاف ہی کیونکہ اس کو مشترک ٹھیرایا اور میان کم قمیص کے اور کم ثمرہ کے اور اس مین کچھ اختلاف نہین ہے کہ قمیص کی کم بضم ہے یعنے کرتے کی آستین اور ہوسکتا ہے یون کہین کہ جو کم میوے کا ظرف ہے اس مین دو لغت ہین ضم و کسر جمہور نے من ثمرۃ بافراد پڑھا ہے بنا بر ارادہ جنس اور نافع و ابن عامر و حفص نے بجمع اس لیے کہ انواع ثمار مین اختلاف ہوتا ہے **قتادہ** نے کہا من اکمامہا حین تطلع یعنے نہین نکلتے ہین کوئی میوے اپنے غلافون سے جبکہ نکلتے ہین وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ یعنے اور نہین اٹھاتی ہے

کوئی مادہ حمل کا اپنے پیٹ میں اور نہ جنتی ہے اُس حمل کو مگر ساتھ علم اُسکے یعنی باوجود علم اللہ کے ہوتا ہے اور اللہ کے جانے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ علم اللہ کے استثنا مفرغ ہے اعم احوال
سے یعنی نہیں حادث ہوتی ہے کوئی شے یعنی نکلنا کسی میوہ کا اپنے غلاف سے اور نہ حمل کسی حاملہ مادہ کا اور
جننا کسی جننے والی کا کسی حال میں احوال سے ملابس واسطے کسی شے کے اشیاء سے مگر یہ حال ملابست اُس
کی کے ساتھ علم اللہ کے پس اُسی کی طرف رد کیا جاتا ہے علم قیامت کا جس طرح کہ رد کیا جاتا ہے اُسکی
طرف علم ان امور حادثہ کا نکتہ متعلق علم کا ذکر نہیں کیا واسطے تعمیم کے کیونکہ اس وقت ذہن سامع کا ہر
طرف جائیگا یعنے حمل کا نر و مادہ ہونا خوب صورت بد صورت ہونا اور بچے کی مان اُس کو وقت دن پورے
ہونے کے جنے گی یا اس سے قبل اور میوہ پکنے کے وقت کو پہونچے گا یا اُس سے قبل بگڑ جائیگا اسی کے مثل
اور امور **حکایت** مروی ہے کہ منصور دوانقی کو ایک مدت اپنی عمر کی معرفت کا فکر رہا ہے اس نے اپنی
خواب مین ایک خیال دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ دریا سے نکالا اور پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اس طرح
مین اُس نے علماء سے پوچھا تو انھون نے اُس کی تعبیر کہی پانچ برس اور پانچ مہینے اور اُس کے سوا اور
یہانتک کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تاویل اس کی یہ ہے کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں اور یہ
آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ
مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ كذا ذكره الشيخ زاده زرق الله لشيخ زيادة
ف اگر کوئی کہے کہ بعض صالح منجملہ اصحاب کشف کبھی کوئی بات کہتا ہے سو وہ اُس مین صواب کو
پہونچتا ہے یعنے وہ بات ٹھیک ہوتی ہے اور اسیطرح کاہن و نجومی تو کہین گے کہ اصحاب کشف تو
جب کوئی بات کہین گے تو وہ اللہ تعالی کے الہام و اطلاع سے ہوگی اُن کو یہ اللہ تعالیٰ کے علم
سے ہوئی جس کی طرف حوادث کا علم رد کیا جاتا ہے رہے کاہن و نجومی سو ان کو ہرگز قطع و جزم ممکن
نہیں ہے کسی شے مین منجملہ اُن چیزون کے جن کو کہتے ہین صرف نہایت اس کا ادعاے ظن ضعیف
ہے جو صواب کو کبھی نہین پہونچتا ہے اور اللہ پاک کا جو علم ہے سو وہی علم الیقین مقطوع یہ ہے جس پر
کوئی اُس کا شریک نہین ہے کذا قالہ الخازن فتح البیان مین ہے اس مین دلیل ہے اس پر کہ
اصحاب کشف و کہانت اہل نجوم ان کو ہرگز قطع و جزم ممکن نہین ہے کسی شے مین اُن چیزون سے جن
کو کہتے ہین واقع مین سچی بات ہے کاہنون نجومیون کا تو کچھ ٹھیک ہی نہین ارباب کشف کے واسطے
بھی سخت شروط ہین کہ ان کا میسر ہونا نہایت دشوار ہے مرد صالح ایکا شرع کا تابع ولی رحمن سچا
اور کشف صحیح مطابق ظاہر شریعت کے ہو ہر بے سروپا مبدعین تابع شیطان کے کشف کا کچھ ذکر ہی نہین
ہے بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے قیامت کا ذکر کیا تو بعد اس کے کچھ قیامت کا حال بھی ذکر کر دیا اور اس سے

قائلین شرکا و انداد کو وعید سنائی پس ارشاد فرمایا وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي کلمہ یوم مین اذکر محذوف عامل ہے شرکا کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرمائی بنا بر اُنکے زعم باطل کے یعنے ذکر کر اُس دن کا جس مین اللہ سبحانہ پکارے گا مشرکون کو مراد روز قیامت ہے بہر لطور تہکم و تقریع و سرزنش کے اُن سے فرمائیگا کہان ہین میرے شریک جن کا تم دعوے کرتے تہے کہ وہ میرے شریک ہین دنیا مین بتون وغیرہ سے اب تم اُن کو بلاؤ تو چاہیے کہ وہ تمہاری واسطے سفارش کرین یا عذاب کو تم سے دفع کرین قَالُوا آذَنَّاكَ ماضی کا صیغہ بمعنے مضارع ہے تحقق کے بتانے کو ماضی کے پیرایہ مین اُسکو ادا کیا ہے محاورے مین بولتے ہین آذن یوذن اذا اعلم یعنے ایذان بمعنے اعلام ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا اعلمناک کسی نے کہا بمعنے اخبرناک ہے نسفی کہتے ہین کہ یہ قول ظاہر تر ہے اس واسطے کہ اللہ تعالے تو اس کا عالم تہا اور اعلام عالم کا محال ہے سوا اس کے نہین کہ خبر دینا واسطے عالم بالشئے کے تحقق ہے ساتہہ اُس شئے کے جس کو وہ جان چکا ہے مگر یہ کہ معنے یون ہون کہ تو نے اب جان لیا ہمارے دلون سے کہ ہم وہ باطل گواہی نہین دیتے ہین کیونکہ جب اس نے اس بات کو جان لیا اُن کے نفوس سے تو گویا اُنہون نے اُس کو اعلام کیا انتہے یا یون کہو کہ اعلام مجاز ہے قول سے کیونکہ حقیقت اعلام کی تو اللہ تعالے کے حق مین متصور نہین ہو سکتی ہے اسی لیے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالے نے اس کا ترجمہ کہہ سنایا کیا ہے اور حضرت ابن عباس نے جو اعلمناک کی تفسیر فرمائی ہے سو باعتبار لغت کے ہے دوسری یہ ہے کہ اعلام بمعنے اخبار ہو سکتا ہے جس طرح کہ مجازًا بمعنے قول آتا ہے معنے یہ ہین مشرکین کہینگے بمعنے تجہے خبر دیدی مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی گواہ جو اس کی گواہی دے کہ تیرے واسطے کوئی شریک ہے یہ یون ہے کہ جب قیامت کا معاینہ کرین گے تو شریکون سے بیزار ہو جائین گے اور جن بتون کو پوجتے تہے وہ ان سے بیزار ہو جائین گے کسی نے کہا کہ قائل اس قول کے معبود لوگ ہین جن کو وہ پوجتے تہے یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی گواہ جو اُن کے واسطے یہ گواہی دے کہ وہ حق پر تہے لیکن قول اول اولی ہے وَضَلَّ عَنْهُمْ الآیہ یعنے غائب و زائل و باطل ہو گئے آخرت مین وہ اصنام وغیرہ جن کو پہلے پوجتے تہے دنیا مین اور یقین کی اور جان لی یہ بات کہ اُن کے لیے کوئی جگہ بہاگنے کی نہین ہے عذاب سے حیص بمعنے فرار ہے محاورے مین بولتے ہین حاص یحیص حیصًا اذا ہرب کسی نے کہا کہ ظن اپنے حقیقی معنے پر ہے کیونکہ اس حال مین ظن و رجا ان کے واسطے باقی رہین گی لیکن اولی یہ ہے کہ ظن یہان بمعنے یقین ہے جیسا کہ ترجمہ مین گزر چکا ہے جب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ یہ کافر آخرت مین شرکا سے بیزار ہونگے بعد اس کے کہ دنیا مین شریکون کے ثابت کرنے پر اصرار کرتے تہے تو اب یہ ذکر کیا کہ انسان ساری اوقات مین متغیر الاحوال ہے ایک راہ پر جمتا نہین ہے کسی خیر و قدرت کا حاصل

کرتا ہے تو بھول جاتا ہے اور بڑا اینٹھتا ہے اور اگر کسی بلا و نقمت کا احساس کرتا ہے تو ذلیل و خوار ہو جاتا ہے پس
ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ یعنے ملول نہیں ہوتا ہے
انسان خیر کے مانگنے سے واسطے اپنے نفس کے اور اس کے کھینچنے سے طرف اپنے اور ہمیشہ اپنے رب سے مال کا
سوال کرتا رہتا ہے خیر سے مراد اس جگہہ مال و صحت و سلطان و غلبہ و دولت ہے سدی کہتے ہیں کہ انسان
سے مراد اس جگہہ کافر ہے کسی نے کہا ولید بن مغیرہ کسی نے کہا عتبہ و شیبہ فرزندان ربیعہ اور امیہ بن خلف
اولیٰ حمل آیت کا ہے عموم پر باعتبار غالب کے تو اب تلبس عباد کا خروج اس کے منافی نہ ہوگا حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ نے من دعاء المال پڑھا اور اگر لگے اس کو برائی یعنے بلا و شدت و فقر و مرض تو بڑا نا امید ہونے
والا ہے اللہ کے روح سے بڑا آس توڑنے والا ہے اس کی رحمت سے مطلب یہ ہے کہ انسان کا اقبال خیر
کی حالت میں تو یہ حال ہے کہ نہیں پہونچتا ہے طرف کسی وقت کے مگر طالب زیادتی ہوتا ہے اس پر اور
کبھی اس کی طلب سے ملول نہیں ہوتا ہے اور ادبار و حرمان کے حال میں آس توڑ قانط ہو جاتا ہے اللہ پاک کی
رحمت سے کسی نے کہا یؤس ہے اپنی دعا کے قبول ہونے سے قنوط ہے بسبب بدگمان کے ساتھ اپنے رب
کے کسی نے کہا یؤس ہے اس مکروہ کے زائل ہونے سے جو اس کو لگا ہے قنوط ہے بسبب گمان کرنے
اس کے دوام کے جو اس کو حاصل ہوتا ہے یاس صفت ہے قلب کی یعنے رجا کا قطع کرنا اور قنوط ظاہر کرنا ہے
اس کے آثار کا ظاہر بدن پر صنیع محلی ترادف کے مقتضی ہے اور بعض اسی کے قائل ہیں اس بنا پر دونوں کا جمع
کرنا واسطے تاکید کے ہوگا یؤس و قنوط دونوں صیغے مبالغہ کے ہیں دلالت کرتے ہیں اس پر کہ وہ شدید
الیاس عظیم القنوط ہے دو طریق سے اس میں مبالغہ کیا گیا ہے ایک تو بنائے فعول کے طریق سے جیسا کہ
ہم نے اشارہ کیا اور طریق تکریر سے مع ظہور اثر یاس کے جو کہ قنوط میں ہے کیونکہ قنوط یہ ہے کہ اثر یاس
کا اس پر ظاہر ہو پھر وہ متضائل و ذلیل ہو یعنے اللہ کے فضل و رحمت سے امید قطع کرے یہ صفت ہے کافر
کی بدلیل کریمہ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا الآیۃ
حرف لام توطیہ قسم کا ہے لئے واللہ لئن اور لیقولن قسم کا جواب ہے چونکہ یہ قائم مقام جواب شرط کے ہو گیا اس
لیے اس کو حذف کر دیا ہے یعنے البتہ اگر ہم اس کو دیں کوئی خیر و عافیت و غنا بعد شدت و مرض و فقر کے
تو البتہ وہ کہے گا ہذا لی یعنے یہ ایک ایسی شے ہے کہ میں اس کا استحقاق رکھتا ہوں اللہ پر اس لیے کہ وہ میرے
عمل سے راضی ہے پس یہ خیال کیا کہ یہ نعمت جس میں وہ ہو گیا اس کو پہونچی اس سبب سے کہ وہ اس کا مستحق
ہے اور یہ نہ جانا کہ اللہ جانچتا ہے اپنے بندوں کو ساتھ خیر و شر کے تا کہ ظاہر ہو جائے اس کو شاکر حامد
و منکر سے اور صابر جازع سے مجاہد نے کہا اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ بسبب میرے عمل کے ہے اور میں اس

کے لائق ہون یا معنے ہین کہ یہ واسطے میرے ہمیشہ ہی زائل نہ ہوگی وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً یعنے مین گمان
نہین کرتا ہون قیامت کو کہ وہ قائم ہوگی جس طرح کہ انبیا اُس کی خبر دیتے ہین یا ہین یقین پر نہین ہون بعث
سے یہ بات کافرین ومنافقین کے ساتھہ خاص ہے تواب مراد انسان سے جو کہ شروع آیت مین مذکور ہے جنس
ہوگی باعتبار اُس کے غالب افراد کے کیونکہ یاس اللہ کی رحمت سے اور قنوط اس کی خیر سے اور شک بعث مین
نہین ہوتا ہے مگر کافرون سے یا اُن سے جو کہ دین مین متزلزل ہین اسلام تبکلف ظاہر کرتے ہین کفر کو
پوشیدہ رکھتے ہین وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ مین حرف لام قسم کا ہے اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى جواب ہے قسم کا
اس لیے کہ قسم شرطیہ پر سابق ہے یعنے البتہ اگر رجوع کیا جاؤن طرف اپنے رب کے بر تقدیر سچ ہونے قیام ساعت
کے اور حصول بعث ونشور کے جس کی انبیا ہم کو خبر دیتے ہین تو بیشک واسطے میرے نزدیک اُس کے البتہ اچھی
حالت ہوگی نعمت وکرامت سے پس اُس نے یہ خیال کیا کہ وہ دنیا کی خیر کا مستحق ہے بسبب اس خیر وخوبی کے
جو اُس مین ہے اور آخرت کی خیر کا بھی مستحق ہے بسبب اُس بات کے جس کا اپنے جی مین اعتقاد کیا اور اُسکو
اپنے نفس کے واسطے ثابت کیا حالانکہ یہ ایک اعتقاد باطل وظن فاسد ہے یہ کلام کئی مبالغون کو متضمن ہے
ایک تو قسم وانّ کے ساتھہ تاکید کی دوسرے دونون ظرف مقدم کیے تیسرے صیغہ تفضیل کی طرف عدول کیا
اس لیے کہ حسنے تانیث ہے احسن کی اللہ پاک نے اس کافر کے قول کا یہ جواب دیا فَلَنُنَبِّئَنَّ الآیہ یعنے پس
البتہ ہم خبر دینگے اُن لوگون کو جو منکر ہوئے اُس عمل کے جو انھون نے کیا دن قیامت کے مطلق سے
کہ بات ویسی نہین ہے جیسے وہ خیال کرتا ہے اُس کے واسطے تو عقاب شدید ہے چنانچہ فرمایا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ یعنے اور البتہ ہم چکھائین گے اُن کو گاڑہے عذاب سے بسبب اُن کے گناہون کے
یہ لام اور اول کا لام دونون توطیۂ قسم کے ہین پھر جب اللہ پاک اُس شخص کے اقوال نقل کر چکا جس پر انعام
کیا بعد اس کے کہ اُس کو تکلیف پہونچی تھی تو اب اسکا احوال بھی بیان کیا پس ارشاد فرمایا وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ○ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ
وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ○ اور جب ہم نعمت بھیجین انسان پر ٹلا جاوے اور موڑ لے
اپنی کروٹ اور جب لگے اس کو برائی تو دعائین کرے چوڑی تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہوا اللہ پاک کے پاس سے پھر
تم نے اُس کو نہ مانا اُس سے بہکا کون جو دور چلا جاوے مخالف ہو کر اب ہم دکھاوین گے اُن کو اپنے نمونے دنیا
مین اور آپ اُن کی جان مین جب تک کہ کھل جاوے اُن پر کہ ٹھیک ہے کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ

ع ٦

سنتا ہے وہ دہوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیرے ہے ہر چیز کو **ف** یہ سب بیان ہے
انسان کے نقصان کا نہ سختی مین صبر ہے نہ نرمی مین شکر **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین ہتے
ہین اور جب ہم انعام کرین انسان پر تو اعراض کرے طاعت سے اور تکبر کرے انقیاد و مطیع ہونے سے واسطے
اللہ عزوجل کے حکمون کے کما قال جل جلالہ فَتَوَلّٰی بِرُکْنِہٖ اور جب لگے اُس کو برائی یعنے سختی تو طول دیوے
سوال کو ایک شے مین پس کلام عریض وہ ہے جس کے لفظ طویل ہون اور معنے کم اور کلام وجیز اسکا عکس ہے
یعنے ما قل و دل یعنے لفظ تہوڑے معنے بہت اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
لِجَنْبِہٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْہُ ضُرَّہٗ مَرَّ کَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَآ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّہٗ قولہ تعالی
قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الآیۃ اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے
اُن مشرکون سے جو قرآن کی تکذیب کرتے ہین تم مجھے بتاؤ اگر ہو یہ قرآن اللہ کے پاس سے پھر تم اس کے
منکر ہوئے یعنے تم اپنے حال کو کیا دیکھتے ہو نزدیک اُس ذات کے جس نے اُسکو اپنے رسول پر نازل
کیا اسی لیے یون فرمایا کون زیادہ تر بہکنے والا اُس سے جو کہ شقاق بعید مین ہے یعنے کفر و عناد و مخالفت
حق مین اور راہ دور مین ہدایت سے پھر فرمایا عنقریب ہم دکھا دین گے اُن کو اپنی نشانیان دنیا مین یعنے
عنقریب ہم ظاہر کرین گے اپنی دلالتین اور حجتین اس بات پر کہ قرآن حق ہے اللہ تعالی کے پاس سے
اُتارا گیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خارجی دلیلون سے جو دنیا مین ظاہر ہونگی باین طور کہ ملک
فتح ہونگے اور اسلام اقالیم پر اور سارے دینون پر غالب ہوگا مجاہد و حسن و سدی نے کہا وفی انفسہم
یعنے اور ہم اُن کو دکھائین گے دلیلین اُن کی جانون مین مراد جنگ بدر و فتح مکہ وغیرہ وقائع ہین جو اُن پر
نازل ہوئے جن مین اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصرت دی اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ
عنہم کو مظفر و منصور کیا اور باطل کو اور اس کے جتھون کو اُن مین ذلیل و خوار فرمایا یہ بھی احتمال ہے کہ مراد
اس سے وہ مواد و اخلاط و ہیئات عجیب ہون جن سے اور جن مین اور جن پر انسان مرکب کیا گیا ہے
چنانچہ یہ بات علم تشریح مین مبسوط ہے جو کہ دال ہے صانع تبارک و تعالے کی حکمت پر اور اسی طرح وہ
اخلاق متباین حسن و قبیح وغیرہ جن پر وہ مجبول و مخلوق ہوا ہے اور وہ اعمال و افعال و کاروبار وغیرہ جن
مین وہ تصرف کرنے والا ہے زیر اقدار الٰہیہ جن سے گذرنے اور تجاوز کرنے کی قدرت نہین رکھتا ہے
ساتھ اپنے حول و قوت و حیل و حذر کے بلکہ یہ ساری تصرفات اللہ پاک کی حول و قوت و قدر نافذ سے ظاہر
ہوتے ہین اور وہ اس کے نیچے مقہور ہے چنانچہ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب **التفکر والاعتبار**
مین اس مضمون کی نظم اپنی شیخ ابو جعفر قرشی سے روایت کی ہے حیث قال وحسن المقال سے

وَاِذَا نَظَرْتَ تُرِیْدُ مُعْتَبَرًا ... فَانْظُرْ اِلَیْکَ فَفِیْکَ مُعْتَبَرٌ
اَنْتَ الَّذِیْ تُمْسِیْ وَ تُصْبِحُ ... فِی الدُّنْیَا وَ کُلُّ اُمُوْرِہٖ عِبَرٌ
اَنْتَ الْمُصَرَّفُ کَانَ فِیْ صِغَرٍ ... ثُمَّ اسْتَقَلَّ بِشَخْصِکَ الْکِبَرُ
اَنْتَ الَّذِیْ تَنْعَاہُ خِلْقَتُہٗ ... یَنْعَاہُ مِنْہُ الشَّعْرُ وَ الْبَشَرُ
اَنْتَ الَّذِیْ تُعْطٰی وَ تُسْلَبُ لَا ... یُنْجِیْہِ مِنْ اَنْ یُسْلَبَ الْحَذَرُ
اَنْتَ الَّذِیْ لَا شَیْءَ مِنْہُ لَہٗ ... وَ اَحَقُّ مِنْہُ بِمَالِہِ الْقَدَرُ

یعنے جس وقت تو نظر کرے طرف کسی شے کے ارادہ کرے تو عبرت کا مطلب ہے کہ عبرت حاصل کرنے کو کسی شے کی طرف نظر کرے تو تو خود اپنی طرف نظر کر تجھی مین ٹری عبرت ہے تو خود پورے کا پورا ایک عجیب عبرتگاہ ہے دَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ تو دنیا مین شام و صبح کرتا ہے تیرے سارے کام ایک سے ایک ٹرہ کر عبرت ہین مگر تو اپنی طرف تو نظر بند کر لیتا ہے اپنے کامون مین غور نہین کرتا خود کو سب سے بہتر سمجھکر علیحدہ کر لیتا ہے سارے دن غیر کا روزنامچہ لکھا کرتا ہے فلان اچھا فلان بُرا اگر اس طرح اپنا نامۂ اعمال لکھتا تو ایک کام کی بات تہی اور غور کرنے سے اپنا حسن و قبح معلوم ہوتا اور اپنی ہر بات ایک عبرت ظاہر ہوتی بالجملہ تو اپنی بچپن کی حالت کو غور کر کہ تو محض عاجز تہا اپنا کوئی کام نہین کر سکتا ماں باپ تیرے کام کرتے تہے ہگانا ستانا کہلانا پلانا سُلانا وغیرہ مین تو کچھ تصرف نہین کر سکتا تہا تجہ مین تصرف کیا جاتا تہا پہر آہستہ آہستہ قد افزا کرکے تیرے جسم مین ٹرائی آئی جہوٹے سے ٹرا ہوا تیرے قوی مین قوت و توانائی آئی اب اپنے سارے کام خود کرنے لگا اور اس وقت کو بہول گیا اپنے جمال و کمال و قوت پر ناز و کبر کرنے لگا گویا ہمیشہ سے ایسا ہی تہا یہ ہوتے ہوتے ضعف قوی کی صبح کاذب نمود ہوئی مرغ پیری نے بانگ دی پہر صبح صادق ہو گئی اب تیرا سارا بدن تجھے موت کی خبر دینے لگا ایک طرف سے سفید بال خبر دے رہے ہین دوسری طرف سے کہال کی چمک اور صفائی جا کر جہریان کہہ رہی ہین کہ عیش و نشاط کی بساط اُٹہاؤ ضعف و کمزوری کا فرش بچہاؤ اب ان تین زمانون مین نظر کر کہ کتنا تفاوت ہے بیچ کا زمانہ جس کا ہر پیر فریفتہ و دیوانہ ہے اُس مین تیرے زور و قوت و ہمت و جود و شجاعت کا یہ حال تہا کہ ہمسرون سے خوب لڑتا بہڑتا دشمنون سے مال چہینتا دوستون کو عطا کرتا تہا اب یہہ حال ہے کہ موت کے قاصد ایک ایک قوت کرکے تجہ سے چہینتے جاتے ہین اور تو موت سے حذر کر رہا ہے اور وہ سب کا سب تجھے چہین لے جائیگی اور تیرا حذر کرنا اُس سے تجہ کو نجات نہ دیگا تیری کوئی شے تیرے ملک مین ہے اور جو کچھ تیرا ہے قدر اس سب کی تجہ سے زیادہ تر حق دار ہے اللّٰہم توفیقاً و غفراً

ورحمۃ وفضلاً جماداتی عبد ذٰلک الا **قولہ تعالیٰ** اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ یعنے اللہ پاک
ہے گواہ اپنے بندون کے افعال واقوال پر اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم صادق ہین اس شے مین جس کی آپ نے اس کی طرف سے خبر دی کما قال تعالیٰ لٰکِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ
اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ الآیہ **قولہ تعالیٰ** اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ یعنے خبردار بیشک وہ شک مین ہین
قیامت کے قائم ہونے سے اسی لیے وہ اُس مین فکر نہین کرتے ہین اور نہ اُس کے واسطے عمل کرتے اور نہ اُس
سے حذر وخوف کرتے ہین بلکہ وہ اُن کے نزدیک ایک باطل امر ہے جس کی پروا نہین کرتے ہین حالانکہ وہ ضرور ہونے
والی ہے اُس مین کسی طرح کا شک نہین ہے **ابن ابی الدنیا** نے سعید انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اللہ پاک کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ اَیُّهَا النَّاسُ فَاِنِّیْ لَمْ اَجْمَعْكُمْ
لِاَمْرٍ اُحْدِثُهٗ فِیْکُمْ وَلٰکِنْ فَکَّرْتُ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ اَنْتُمْ اِلَیْهِ صَائِرُوْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّ الْمُصَدِّقَ
بِهٰذَا الْاَمْرِ اَحْمَقُ وَالْمُکَذِّبَ بِهٖ هَالِكٌ پھر اُتر پڑے یعنے بعد حمد وثنا کے مین کہتا ہون لوگو مین نے تم کو
کسی امر کے واسطے نہین جمع کیا ہے کہ مین اُسکو تم مین جاری کرون لیکن مین نے اس امر مین فکر کی جس کی
طرف تم جانے والے ہو سو مین نے یہ بات جان لی کہ جو شخص اس کا ماننے والا ہے وہ تو احمق ہے اور جو اس
کی تکذیب کرنے والا ہے وہ ہلاک ہونے والا ہے یعنے احمق اس لیے ہے کہ جیسے اُس کے مثل اور لوگ عمل کرتے
ہین وہ اس کے واسطے ویسا عمل نہین کرتا اور نہ اُس سے اور اُس کے ہول سے حذر وخوف کرتا ہے اور وہ باوجود
اس کے اُس کی تصدیق کرنے والا اور اُس کے وقوع کا یقین کرنے والا ہے اور باوجود اس کے اپنے لہو ولعب
وغفلت وشہوات وذنوب مین تمادی کر رہا ہے تو اس اعتبار سے وہ احمق ونادان ہے اور لغت مین احمق ضعیف
العقل کو کہتے ہین اور جو اس کا مکذب ہو وہ ہالک ہے یہ بات تو ظاہر وواضح ہے واللہ اعلم پھر اللہ پاک نے یہ بات
ثابت کی کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور ہر شے کا محیط ہے اور قائم کرنا قیامت کا اُس کے نزدیک سہل وآسان ہے
اَلَآ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنے ساری مخلوقات اُس کے زیر قہر ہے اور اُس کے قبضے مین اور اُس کے علم کی پیٹ
مین ہے اور وہی اُن سب مین اپنے حکم سے تصرف کرنے والا ہے سو جو اس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا
لا الٰہ الا ہو آخر تفسیر سورۃ حٰمٓ السجدۃ وللہ الحمد والمنۃ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ انسان
سے مراد جنس انسان ہے جس حیثیت ہو باعتبار غالب افراد کے **نَاٰی** بروزن رمٰی یعنے تبعد ہے مصادر مین
بولتے ہین نایت ونآریت بمعنی بعدت وتباعدت اور منتائی مکان بعید کو کہتے ہین یزید بن قعقاع نے
مد بروزن قال پڑھا ہے بالف قبل الہمزہ حرف باقدمیت کا ہے نای جانب کنایہ ہے اعراض سے یعنے
غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ پاک اُس پر انعام کرتا ہے تو وہ شکر سے اعراض کرتا ہے اور

حق کے واسطے مطیع ہونے سے ترفع و تکبر و تجبر کرتا ہے اور تبختر کرتا ہوا اپنی جانب کو موڑتا ہے یا یہ معنے ہیں کہ شکر سے
منحرف ہوتا ہے یا جانب مجاز ہے نفس سے یعنے مارے تکبر کے شکر سے دور ہوتا ہے بذاتہ وبکلیتہ نہ بجانبہ مطلب یہ ہے
کہ کبر کے مارے صرف اپنی جانب کو شکر سے نہیں پھیرتا ہے بلکہ کل کا کل پورا اس سے دور ہوتا ہے محاورہ میں
جانب بولتے ہیں اور ذات مراد لیتے ہیں چنانچہ شخص کے نام کی تصریح نہیں کرتے اور اس کی ذات سے مجلس و مکان
وجانب وغیرہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں منظور اس سے اس کی تعظیم کا اشعار ہوتا ہے پس یوں کہتے ہیں حضرت
فلان ومجلس فلان وکتبت الی جہۃ فلان والی جانبہ العزیز والی جنابہ الرفیع اور مراد اس سے اس شخص کی ذات
ہوتی ہے یا یہ معنے ہیں کہ جب اللہ تعالی اس کو کوئی نعمت دیتا ہے تو نعمت اس کو اترا دیتی ہے پھر منعم کو
بھول جاتا ہے اور اس کے شکر سے اعراض کرتا ہے اور اللہ تعالی کی ذکر و دعا سے دور رہتا ہے وَاِذَا مَسَّہُ
الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ اور جب لگے اس کو بلا و جہد و فقر و مرض تو وہ صاحب دعاء کثیر ہے عرب لوگ عرض
وطول کا کثرت میں مجازاً استعمال کرتے ہیں پس جب کوئی باتیں اور دعا بہت کرے تو بولتے ہیں اطال فلان
فی الکلام واعرض فی الدعاء اور یہ بطور استعارہ ہے جس شے کا فراخ عرض ہو اس سے اسکا استعارہ کیا ہے
اس کی کثرت بتانے کو کیونکہ جو شے عریض ہوتی ہے تو اس کے اجزا کثیر ہوتے ہیں یہ استعارہ تخییلیہ ہے اول
تو دعا کو اس شئے سے تشبیہ دی جو موصوف بامتداد ہوتی ہے پھر اس کے واسطے عرض ثابت کیا کذا قالہ الکرخی
عریض صیغہ مبالغے کا ہے یعنے بڑی چوڑی دعا طویل نہ کہا اس لیے کہ طول اطول امتداد میں ہوتا ہے
پس جب اسکا عرض بڑا ہوا تو اس کے طول کا کیا خیال ہے کہ کتنا بڑا ہوگا کما افادہ ابو السعود معنی یہ ہیں
کہ جب اس کو برائی لگتی ہے تو اللہ تعالے سے تضرع و زاری کرتا ہے اور اس سے فریاد رسی چاہتا ہے کہ جو بلا
اس پر نازل ہوئی ہے وہ اس سے دور کر دے اور اس کی بکثرت دعا مانگتا ہے پس شدت و تکلیف میں تو
اس کو یاد کرتا ہے اور راحت و آرام میں اس کو بھولتا ہے اور نزول نقمت کے وقت اس سے فریاد رسی چاہتا
ہے اور حصول نعمت کے وقت اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ کام کافروں کا ہے اور ان کا جو کہ مسلمانوں میں سے
غیر ثابت قدم ہیں شہاب نے کہا اب اگر کوئی کہے کہ اس کا عریض طویل دعا مانگنا اس وصف کو منافی ہے
جو اول گزر چکا ہے کہ وہ یئوس قنوط ہے کیونکہ دعا فرع ہے رجا و طمع کی اور قنوط میں ظہور اثر یاس کا معتبر
ہے تو ظہور دعا کا جو کہ رجا و امید پر دال ہے اس کے منافی ہے تو کہیں گے کہ اس منافات کا رفع یوں ممکن ہے
کہ اس کو عدم اتحاد اوقات و احوال پر حمل کریں انتہے یعنے کسی وقت تو یئوس قنوط ہوتا ہے اور کسی وقت
لمبی چوڑی دعا کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ حال اور قوم کا حال ہے اور وہ حال دوسری قوم کا یا کل کی شان
ہے بعض اوقات میں کما قالہ ابو السعود نسفی نے کہا یا قنوط ہے جنگل میں اور ذو دعاء عریض ہے دریا میں

یا قنوط ہے ساتھہ دل کے اور ذو دعاء عریض ہے ساتھہ زبان کے یا قنوط ہے بت سے اور ذو دعاء ہے واسطے اللہ
تعالی کے بعد حجب اللہ پاک نے مبالغہ کیا مشرکون کے وعید مین اور یہ بیان کیا کہ وہ شرک سے اور شرکا کی
گواہی سے رجوع کرین گے جن کے دنیا مین مدعی تہے تو بعد اس کے ایک اور تقریر فرمائی جو کہ ان پر وجب کرتی
ہے اس بات کو کہ قرآن سے اعراض کرنے مین اور جو اس مین امر توحید و نبوت و حشر و نشر و جزا ہے اس کے
عدم قبول مین مبالغہ نہ کرین پس ارشاد فرمایا قُلْ أَرَأَيْتُمْ الآیہ یعنے تم مجھے خبر دو اپنی حالت عجیب کی اگر ہو قرآن
اللہ کے پاس سے جیسا کہ مین نے کہا پہر تم نے اسکی تکذیب کی اور اسکو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اس شے پر جو
اس مین ہے تو کون زیادہ تر گمراہ ہے اس سے جو کہ خلاف بعید مین ہو یعنے ایسا خلاف کہ حق سے نہایت
دور ہے مطلب یہ ہے کہ تم سے بڑہکر کوئی گمراہ نہین ہے بسبب تمہاری فرط شقاوت و شدت عداوت کے
کلمہ أَرَأَيْتُمْ بمعنے اخبرونی ہے استعمال اس کا اخبار کے معنے مین مجاز ہے وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جیسے علم شے
کا سبب ہے اس شے سے خبر دینے کا یا شے کا دیکہنا طریق ہے اس شے کے احاطہ کرنے کا علم سے اور صحت
اخبار کا اس سے تو جو صیغہ واسطے طلب علم کے تہا یا واسطے طلب ابصار کے اس کا استعمال کیا گیا طلب
خبر مین اس لیے کہ یہ دونون طلب مین مشترک ہین پس اس مین دو مجاز ہین ایک تو استعمال رای کا جو کہ
بمعنے علم یا البصر ہے اخبار مین دوسرا استعمال ہمزہ کا جو کہ واسطے طلب رویت کے ہے طلب اخبار مین قال
الشہاب شیخ نے دو مجاز یون بتائے کہ رویت کا اطلاق کیا گیا اور اخبار مراد لیا گیا اس لیے کہ رویت اخبار
کی سبب ہے دوسرا یہ ہے کہ استفہام بمعنے امر ٹہیرایا گیا اس لیے کہ استفہام و امر دونون مین طلب ہوتی ہے اب
رہی یہ بات کہ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ اصل مین اسے تہی اضل منکم ہے یعنے کون شے بڑہ کر گمراہ ہے تم
سے مَنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ کو منکم کی جگہہ مین رکہا ہے اس لیے کہ منظور بیان کرنا ان کے حال کا ہے شقاق
و مخالفت مین اور یہ مخالفت سبب اعظم ہے ان کی گمراہی مین پہلا مفعول رأی کا محذوف ہے ای أرأیتم
انفسکم یعنے تم مجھے خبر دو اپنی جانون کی اور دوسرا مفعول جملہ استفہامیہ ہے کما قالہ الکرخی اور جملہ شرطیہ
معترضہ ہے درمیان دونو مفعولون کے اور جواب شرط کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے فانتم اضل من غیرکم یا
فلا احد اضل منکم آکا دہ الجمل یعنے تم سے بڑہ کر کوئی گمراہ نہین اسلیے کہ تم نہایت دور کی مخالفت مین ہو
کیونکہ جو کوئی منکر ہو اس شے کا جو اللہ تعالے کے پاس سے نازل ہوئی باین طور کہ اس کو یون کہے کہ وہ
کہانیان ہین اگلون کی یا شعر و سحر ہے یا جنون و ہذیان ہے تو بیشک وہ اللہ کا ایسا دشمن ہوا کہ اس کے
دشمنی دوستی سے نہایت دور اور ایسا مخالف ہوا کہ اس کی مخالفت اتفاق سے بنہایت بعید جا پڑی
اور بلا شک جو ایسا ہو تو وہ غایت درجہ کی گمراہی مین اور پلے مرے کے بہکاوے مین ہے **چونکہ**

محصول آیت کا یہ تہا کہ تم نے جب یہ قرآن سنا تو اس سے اعراض کیا یہانتک کہا کہ ہمارے دل غلافون مین ہین اُس
شے سے جسکی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانون مین بوجہہ ہین اور یہ امر بضرورت معلوم ہے کہ قرآن کا اس قسم
سے ہونا کہ اُس سے اعراض کرنا اور اُس کو ترک کرنا واجب ہے اسکا علم ولیقین اس قبیل سے نہین ہے کہ بالبدیہہ حاصل
ہو جائے اور توحید ونبوت کے قائل ہونے کے فساد کا علم بہی ایسا نہین ہے جب یہ بات ثابت ہوئی تو اب جو
کوئی نظر و استدلال کیطرف رجوع کرنے سے پہلے قرآن سے اعراض کرے اور جو چیزین متعلق باعتقاد وعمل
اُس مین ہین اُن کا منکر ہو تو وہ حق وجب الاتباع کے منکر ہونے اور عذاب شدید کے مستحق ہونے سے کیونکر امن
مین رہ سکتا ہے پس قرآن شریف کی تکذیب پہ اصرار کرنا اور اُس سے سونہہ موڑنا نظر و استدلال کی طرف رجوع
کرنے سے پہلے غایت درجے کی بعید بات ہے اس پر کوئی عاقل جرارت نہین کر سکتا ہے اگر ذرا بہی اُس کی آیتون
مین ودلیلون مین نظر وتامل کرتے تو صاف طور پر اس کی حقیت اور جن امور کی طرف وہ بلاتا ہے اُن کی راستی
مہر نیمروز کی طرح ظاہر ہو جاتی لیکن چونکہ عداوت ودشمنی کی کالی گہٹا ان کے دلون پر چہارہی تہی اس لیے
اُس کی دلیلون کی روشنی سے اندہے ہو کر انکار واعراض کیا جب ان آیتون کے دکہانے سے کام نہ چلا تو
اللہ پاک نے اور آیتون کے دکہانے کا اُن سے وعدہ کیا پس ارشاد فرمایا سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي
أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنے عنقریب ہم اُن کو دکہائین گے اپنی دلالتین قرآن کے سچ ہونے
کی اور علامتین اُس کو اللہ کے پاس سے ہونے کی اطراف زمین مین اور اُن کی جانون مین یہانتک کہ ظاہر ہو جائیگی
واسطے اُن کے یہ بات کہ وہ حق ہے **آیات آفاقی** سے مراد وہ حوادث ہین جن کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُن کو خبر دی یعنے حوادث گزشتہ کے آثار اور فتوح بلاد جو کہ اللہ تعالے نے آپکے واسطے اور آپکے خلفا
کے واسطے میسر کیے اور ظہور وغلبہ ممالک شرق وغرب پر بطور خرق عادت کہ پس اگر قرآن اور رسول جس پر اُس
کو نازل کیا حق نہ ہوتے تو آیندہ حوادث کا وقوع ویسا نہ ہوتا جیسے اُن کی خبر دی حالانکہ وہ حوادث عالم غیب
مین تہے اور جو اخبار متعلق بحوادث ماضیہ قرآن مین ہین وہ اُس کے مطابق نہ ہوتے جو کہ تواریخ والون کے
نزدیک مقرر ومضبوط ہین حالانکہ خبر دینے والا امی نہ لکہا نہ پڑہا اور نہ تاریخ دان لوگون سے ملا جلا اور
اسی طرح جو لوگ حاملین قرآن ہین اور سبیل ایمان لائے ہین اُن کو یہ نصرت خارق عادت نہ دیتا کیونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنون کا اور اُن کے خلفا کے اعداء کا اُن کی ناصرین دین کے دشمنون کا
خذلان ہر زمانے مین بطور خارق عادت وخارج از معہود ہوا ہے پس اگر دین کا امر حق نہ ہوتا تو اُن کو یہ ثبات
واستقرار نہ ہوتا کیونکہ باطل کی تو ایک ہوا چلتی ہے پہر تہم جاتی ہے اور ایک غلبہ ظاہر ہوتا ہے پہر مضمحل
ہو جاتا ہے **قرطبی** لکہتے ہین یعنے ہم اُن کو دکہائین گے نشانیان اپنی وحدانیت وقدرت کی آفاق

مین یعنے اگلی امتون کے منازل کا اجڑنا اور اوسان کی جانون مین ساتھ بلا یا د امراض کے ابن زید نے کہا
کہ آفاق مین تو آیات سما و زمین کے نفوس مین حوادث ارض مجاہد نے کہا آفاق مین فتح ان بستیون کی جن کا
فتح اللہ تعالیٰ نے میسر کی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپکے خلفا کے یعنے بعد آپکے اور
آپ کے انصار دین کے لیے اطراف دنیا مین اور بلاد مشرق و مغرب مین عموما اور ناحیہ مغرب مین خصوصًا
وہ فتوح کہ ان کی مثل خلفا زمین مین سے کسی کو میسر نہین ہوئین قبل ان کے یا غالب ہونا جبابرہ واکاسرہ
پر اور غالب کرنا ان کے قلیل کا ان کے کثیر پر اور مسلط کرنا ان کے ضعفا کا ان کے قوی لوگون پر اور
جاری کرنا اللہ پاک کا ان کے ہاتھون پر ایسے امور کا جو کہ معہود سے خارج اور خارق عادات ہین وفی انفسہم
سے مراد فتح مکہ ہے ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے اور منہال بن عمرو و سدی نے اسی کو اختیار کیا ہے
قتادہ و ضحاک نے کہا فی الآفاق سو مراد اللہ تعالیٰ کی وقائع ہین جو امتون مین واقع ہوئے اور فی انفسہم
سے مراد روز بدر ہے عطا نے کہا فی الآفاق سے مراد اقطار سموات و ارض ہین سورج چاند تارے رات دن
ریاح و امطار و رعد و برق و صواعق اور روئیدگی درخت پہاڑ دریا وغیرہ اور فی انفسہم سے مراد وہ لطیفہ
صنعت و بدیع حکمت ہی جو انسان کی خلق مین رکھی ہے یہانتک کہ پاخانے پیشاب کی راہ مین کہ آدمی
ایک جگہ سے کھاتا پیتا ہے اور دو جگہ سے متمیز ہو کر نکلتا ہے اور دونون آنکھون مین جن سے دیکھتا
ہے زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ اور دونون کانون مین جن سے فرق کرتا ہے درمیان مختلف
آوازون کے اس کے سوا اور بدیع حکمتین جو اللہ پاک نے انسان مین رکھی ہین اب اگر کوئی کہے کہ سنریہم الخ
اس کا مقتضی ہے کہ اللہ پاک نے ان نشانیون پر ان کو مطلع نہین کیا بعد اس کے ان کو مطلع کریگا باوجود
اس کے کہ ان سب پر ان کو مطلع کر چکا اور یہ نشان ان کے پیش نظر ہین تو کہین گے کہ مراد اس بنا پر یہ ہے
کہ ہم ان کو دکھائینگے اسرار اپنے نشانیون کے پس اگرچہ وہ بالفعل ان پر مطلع ہین لیکن ان کے سر و حکمت پر
ہنوز مطلع نہین ہوئے ہین کذا قال الکرخی ابن جریج سے مروی ہے کہ بارش روک دی ساری زمین
سے نے انفسہم مین کہا وہ بلا یا جو ان کے جسمون مین ہوتی ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ لوگ اسے سفر کرتے تو عاد و ثمود کے آثار دیکھتے پھر کہتے واللہ البتہ مقرر سچ کہا محمد نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور فی انفسہم مین فرمایا امراض کسی نے کہا کہ فی انفسہم سے مراد انسان کا نطفہ ہونا ہے اس کے سوا اور
انتقال احوال جس طرح کہ سورۂ مومنین مین اس کا بیان گزر چکا ہے انہ الحق کی ضمیر راجع ہے طرف
قرآن شریف کے کسی نے کہا طرف اسلام کے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے کسی نے کہا
خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے یعنے ان کو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ آپ رسول حق ہین جو کہ

یا ہے کسی نے کہا راجح ہے طرف اس شے کے جسے اللہ پاک اُن کو دکھائیگا و الاول اوسے کشفی نے دو قول لکھے
ہین قرآن یا اسلام قاضی نے چار قرآن یا رسول یا توحید یا اللہ وجودیہ نے اس آیت کی یون تحریف کی کہ اسکو
اتحاد خالق و مخلوق پر حمل کیا تعالے اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **آفاق** جمع افق بضم ہمزہ وفا ہے
اہل لغت نے اسی طرح کہا ہے جیسے اعناق وعنق افق کہتے ہین ناحیہ کو آفاق نواحی و اطراف ہوئے راغب
نے نقل کیا ہے کہ افق بفتحتین کہتے ہین جیسے جبل و اجبال جملہ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ الآیہ متانف ہے منطوی
اس پر اُن کو توبیخ و تقریع کرنا ہے اسپر کہ قرآن کی شان ہین تردد کرتے ہین اور اُن کی عناد پر جو کہ داعی
ہوتا ہے طرف وارد کرنے آیات کے اور اسپر کہ اللہ تعالے کے خبر دینے پر اکتفا نہین کرتے ہین ہمزہ
انکاری ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے اے الم یغنہم و لم یکفہم
اور بربک محل رفع مین ہے فاعل ہے یکف کا حرف با زائد ہے فاعل مین راجح یہی قول ہے اور مفعول
محذوف ہے اے اولم یکفہم ربک اور انہ علی کل شئ شہید بدل ہے بربک سے یعنے کیا غنی نہ کیا اُن کو
اور کافی نہ ہوا اُن کو آیات موعودہ سے جو کہ بیان کرنے والے ہین حقیت قرآن کی یہ امر کہ اللہ پاک شہید
ہے ساری اشیا پر یعنے اس کا ساری چیزون پر شہید ہونا بس ہے اور کسی آیت کی ضرورت نہین ہے کہ
قرآن کی حقیت پر لائی جائے بعد اُس کے خبر دینے کے کہ وہ حق ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کیا کافی نہین
ہے تیرا گواہ کفار کے اعمال پر یعنے اُسکی گواہی کافی ہے کسی نے کہا یعنی ہین کیا کافی نہین ہے
رب تیرا شاہد اس پر کہ قرآن اُتارا گیا ہے اُس کے پاس سے شہید بمعنے عالم ہے یا بمعنے حاضر ماخوذ شہادت
سے جس کے معنے حضور کے ہین زجاج نے کہا اس جگہہ کفایت کے یہ معنے ہین کہ اللہ عزوجل اُن کے واسطے
وہ شے بیان کر چکا جس مین کفایت ہے دلالت مین حقیت قرآن پر یا دین اسلام پر یا صدق نبوت حضور
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یا یہ معنے ہین کیا کافی نہین ہے تجھہ کو یہ بات کہ اللہ تعالی ہر شے پر شہید ہے اور کا
محقق ہے پس وہ محقق کر دیگا تیرے کام کو ساتھہ ظاہر کرنے آیات موعودہ کے جس طرح کہ اُس نے
باقی اشیا کو محقق کیا ہے یا وہ مطلع ہے تو وہ جانتا ہے تیرے حال کو اور اُن کے حال کو یا یہ معنے ہین
کیا کافی نہین ہے انسان کو زجر کرنے والا معاصی سے یہ امر کہ اللہ تعالی مطلع ہے ہر شے پر کوئی
پوشیدہ شے اُس پر مخفی نہین ہے اَلَا اِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ یعنے خبردار بیشک وہ شک
مین ہین بعث و حساب و ثواب و عقاب سے کسی نے مریۃ کو بضم میم پڑھا ہے جیسے خفیہ و خفیہ اَلَا اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
مُّحِيطٌ محاورہ مین بولتے ہین احاط یحیط احاطۃ وحیطۃ یعنے اللہ پاک کے علم نے ساری معلومات کا اور
اس کی قدرت نے ساری مقدورات کا احاطہ کر لیا ہے اس مین وعید شدید ہے اس لیے کہ جس نے ہر شے

کا احاطہ کیا اُس پر کوئی شے مخفی نہیں سب تو وہ بدلا دیگا نیک کو اس کی نیکی کا اور بد کو اس کی بدی کا واللہ سبحانہ اعلم بمرادہ واسرار کتابہ

سُورَةُ الشُّورىٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت مبارکہ کا نام سورہ شوریٰ بدون الف ولام کے اور سورہ حٰم عسق اور سورہ عسق اور سورہ حٰم عسق بھی ہے اس کی تین اوپر پچاس آیتیں ہیں یہ ساری سورت مکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حٰم عسق مکے میں نازل ہوئی اخرجہ ابن مردویہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کے روایت کیا ہے اور اسی طرح حسن وعکرمہ وعطا وحضرت جابر رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے حضرت ابن عباس وقتادہ سے یہی مروی ہے کہ مکی ہے مگر اس کی چار آیتیں مدینے میں نازل ہوئی ہیں قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى الیٰ آخرہ کما اس میں مدنی سے یہ ہے ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهٗ الی قولہ تعالیٰ بذات الصدور اور یہ آیت وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ الی قولہ تعالیٰ من سبیل ابن جریر وابن ابی حاتم ونعیم بن حماد وخطیب نے ارطاۃ بن منذر سے ایک حدیث طویل حٰم عسق کی تفسیر میں روایت کی ہے یہ حدیث صحیح و ثابت نہیں ہے فتح البیان وفتح القدیر میں فرمایا ہے ہمارا ظن یہی ہے کہ منجملہ موضوعات مکذوبات کے ہے واضع کو اس حدیث کی وضع پر وہ شے باعث ہوئی جو کہ بہت لوگوں کے واسطے واقع ہوتی ہے یعنے اہل دول کی عداوت اور اُن کی شان کی حقارت اور اُنپر عیب لگانا اسی طرح وہ حدیث ہے جو ابو یعلیٰ وابن عساکر نے ابو معاویہ سے روایت کی ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بسند ضعیف فتح البیان وفتح القدیر میں فرمایا بسند موضوع و متن مکذوب حافظ ابن کثیر نے فرمایا حدیث اول کے حق میں کہ غریب عجیب منکر ہے اور دوسری کے بارے میں یوں فرمایا کہ وہ اغرب ہے اول سے فتح البیان وفتح القدیر میں فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک دونوں موضوع مکذوب ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ ان کا ذکر آئے گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ

سے پہلوں کیطرف اللہ زبردست حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں مین اور زمین اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا
قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اوپر سے اور فرشتے پاکی بولتے ہین خوبیان اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہین زمین والون
کے سنتا ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان آور جنہون نے پکڑے ہین اُس کے سوا رفیق اللہ کو وہ یاد ہین اور
او رتجھ پر نہین اُن کا ذمہ **ف** آسمان پھٹ پڑین رب کی عظمت کے زور سے یا فرشتون کے ذکر کی کثرت سے تاثیر
ہو اور پھٹ پڑین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان مین چار انگشت جگہہ نہین جہان کوئی فرشتہ سر نہین
رکھہ رہا سجدے مین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین حروف مقطعہ پر اول کلام گزر چکا ہے ابن جریر نے ایک
اثر غریب عجیب منکر ارطاۃ بن منذر سے اس جگہہ روایت کیا ہے کہا ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی
طرف آیا اور ان کے پاس حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے پس اس نے عرض کیا تم مجھے خبر دو تفسیر قول اللہ تعالیٰ
حم عسق کی راوی کہتا ہے کہ انہون نے سر جھکا لیا پھر اُس سے اعراض کیا اُس نے پھر اپنی بات کی تکرار کی تو پھر
سے اعراض کیا پھر اُسے کچھ جواب نہ دیا اور اُس کی بات کو ناخوش رکھا پھر اُس نے تیسری بار اُس کی تکرار کی تو
بھی اُس کی طرف کوئی شے جاری نہ کی یعنے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا مین تجھ
اُس کی خبر دیتا ہون مین پہچان گیا کہ انہون نے کیون اُس کو مکروہ رکھا وہ اُتری ہے حق مین ایک شخص کے
اُن کے اہل بیت سے اُس کو عبد الالہ و عبد اللہ کہتے ہین وہ اُتریگا ایک نہر پر مشرق کی نہرون سے اُس پر دو شہر
بنا کیے جائینگے شق کرے گا درمیان اُنکے شق کرنے کر یعنے اُن مین اُس نہر کو کاٹ کر لائیگا پھر جب اللہ تبارک
و تعالیٰ اذن دیگا اُن کے ملک کے زوال مین اور اُن کی دولت و مدت کے منقطع ہونے مین تو اللہ عز و جل اُن مین
کے ایک شہر پر آگ بھیجے گا رات کو تو وہ شہر صبح کو سیاہ تاریک ہو جائیگا اور ایسا جل جائیگا گویا اپنی جگہہ مین
تھا ہی نہین اور اس کے ساتھ کا شہر تعجب کرتا ہوا صبح کرے گا کہ وہ کیونکر اچانک فنا کر دیا گیا پس نہ ہوگی مگر سپیدی
اُس کے اُس دن کی یہانتک کہ اُن مین کا ہر جبار عنید اُس مین جمع ہو جائے گا پھر اللہ اُسکو اور اُن کو ایک ساتھ
زمین مین دھسا دیگا سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا حم عسق یعنے عزمۃ من اللہ تعالیٰ و فتنۃ و قضاء حم عین یعنے عدلا
منہ سین یعنے سیکون ق یعنے واقع بہاتین المدینتین اس اثر سے زیادہ تر غریب وہ حدیث ہے جس کو حافظ
ابو یعلےٰ موصلی نے حضرت ابن عباس کے مسند کے جزء ثانی مین عن ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
روایت کیا ہے لیکن اسناد اُس کی نہایت درجہ ضعیف و منقطع ہے ابو معاویہ کہتے ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ منبر پر چڑھے پھر فرمایا لوگو کیا سنا ہے تم مین سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تفسیر فرماتے تھے
حم عسق کی پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جست کی پھر کہا مین نے حم ایک اسم ہے اللہ تعالیٰ کے
اسماء سے حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر عین کہا عاین المولون عذاب یوم بدر یعنے معاینہ کیا اعراض کرنے والون نے عذاب

بدر کے دن کا فرمایا پھر سین کہا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فرمایا پھر قاف تو حضرت ابن عباسؓ چپ
ہوئے پھر حضرت ابوذرؓ کھڑے ہوئے تو ویسی تفسیر کی جیسی حضرت ابن عباس نے کی تھی اور کہا قاف ایک قارعہ
ہے آسمان سے کہ لوگوں کو ڈھانک لیگا **قولہ تعالےٰ** كَذٰلِكَ يُوحِيٓ اِلَيْكَ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح
تیری طرف یہ قرآن اتارا ہے اسی طرح اتارا اپنے کتابوں کو اور صحیفوں کو نبیوں پر تجھ سے پہلے اللہ نے جو کہ
غالب ہے اپنے انتقام میں حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال میں **امام احمد** نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ
وحی آپ پر کیونکر آتی ہے تو آپؐ نے فرمایا کبھی تو آتی ہے مجھ کو مثل آواز گھنٹے کے اور یہ سخت تر اس کی ہے مجھ پہ
پھر وہ منجلی ہو جاتی ہے مجھ سے اور میں یاد رکھتا ہوں جو کچھ اس نے کہا یعنے فرشتے نے اور کبھی آتا ہے میرے
پاس فرشتہ مرد بنکر سو وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے پھر میں یاد رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا
ایس البتہ مقرر میں نے آپ کو دیکھا کہ اترتی ہے آپ پر وحی سخت سردون میں پھر وہ آپ سے منجلی ہوتی ہے اور آپ کی
پیشانی البتہ ٹپکتی ہے از روئے پسینہ کے مطلب یہ ہے کہ نہایت سردی کے دن میں مارے شدت وحی کے آپ کی
پیشانی مبارک سے پسینا ٹپکنے لگتا تھا اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ **طبرانی** نے عن عبد اللہ
ابن الامام احمد عن ابیہ بسند خود عن عائشہ رضی اللہ عنہا عن الحارث بن ہشام روایت کیا ہے کہ حارث نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وحی آپ پر کس طرح نازل ہوتی ہے تو آپؐ نے فرمایا مثل صلصلہ جرس کے یعنے
مثل گھنٹے کی آواز کے پھر وہ مجھ سے منجلی ہوتی ہے اور مقرر میں یاد رکھتا ہوں جو اس نے کہا یعنے فرشتے
نے اور فرمایا یہ وحی سخت تر اس کی ہے مجھ پہ فرمایا اور کبھی آتا ہے میرے پاس فرشتہ پھر وہ متمثل ہو جاتا ہے
واسطے میرے یعنے آدمی کی صورت میں پھر وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے پس میں یاد رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے **امام**
احمد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
تو عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ احساس کرتے ہیں وحی کا تو آپؐ نے فرمایا میں سنتا ہوں صلاصل کو یعنے
گھنٹے کی آوازوں کو پھر میں اس وقت چپ رہتا ہوں پس کوئی بار نہیں ہے کہ وحی کی جاوے طرف میرے
مگر میں نے گمان کیا کہ میری جان قبض کی جاتی ہے تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ہم
وحی آنے کی کیفیت اول شرح بخاری میں اس حدیث پر ذکر کر آئے ہیں کہ وہ مغنی ہے بیان دوبارہ ذکر کرنے
سے وللہ الحمد والمنۃ **قولہ تعالےٰ** لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور
جو کچھ زمین میں ہے یہ سب اللہ کے بندے اور اس کے ملک میں اس کے قہر و تصریف کے تحت میں ہیں وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْعَظِيمُ یعنے اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا کما قال اللہ سبحانہ وتعالےٰ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

اس باب مین بہت سی آیتین ہین **قولہ عزوجل** تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ حضرت ابن عباس ضحاک
وقتادہ وسدی وکعب احبار نے کہا ہے فرقا من العظمۃ یعنے لگتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اپنے اوپر سے مارے خوف
کے رب العالمین کی عظمت سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ مثل اس آیت کے ہے
اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا **قولہ جل جلالہ** اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اعلام
بذلک وتنویہ بہ یعنے مقصود اس آیت سے اللہ پاک کی مغفرت ورحمت کثیر کا اعلام ہے اور اُس کی شان بلند کرنا ہے
قولہ سبحانہ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ یعنے اللہ پاک مشرکون کے اعمال
پر شہید ہے ان کو خوب شمار کرتا ہے اُن کامون کا پورا پورا بدلا اُن کو دیگا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ای
انما انت نذیر واللہ علی کل شئ وکیل یعنے تو تو صرف ڈرا نے والا ہے اور اللہ تعالی ہر شئے پر وکیل ہے **ف**
فتح البیان کا بیان فاتحہ مع توضیح یہ ہے کہ حمٓ عسٓق اس قسم کے فواتح سور پر کلام گزر چکا ہے **عبدالمؤمن**
کہتے ہین مینے حسین بن فضل سے پوچھا کیون جدا کیا گیا عسٓق سے اور کہیٰعص کیون نہ جدا کیا گیا تو کہا اس
واسطے کہ یہ واقع ہوا ہے درمیان اُن سورتون کے جن کا اول حمٓ ہے سو یہ اپنے قبل و بعد کے نظائر کی چال
پر چلا پس حمٓ تو مبتدا ہے اور عسٓق اسکی خبر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ حمٓ عسٓق دو آیتین گنی گئی ہین اور اُن کی انشا
جیسے کہیٰعص اور المٓرٓ اور المٓصٓ ایک آیت شمار کی گئی ہین یعنے اس لیے ان مین فصل نہین کی گئی اور
کسی نے کہا اس لیے کہ سارے حروف تہجی معنے مین ایک ہین بایں حیثیت کہ بیان کی بنیاد اور کلام کی بنا
ہین کما ذکرہ الجرجانی پس جب اس اعتبار سے ایک ٹھیرے تو یکجا لکھے جائین اور ان مین فصل نہ ہو تیسری
یہ وجہ ہے کہ اہل تاویل نے اس مین اختلاف نہین کیا ہے کہ کہیٰعص اور اسکی امثال حروف تہجی ہین وگر
ہیچ اور حمٓ مین اختلاف کیا ہے پس کسی نے کہا کہ اس کے معنے حُمَّ ہین اے قضی ما ہو کائن یعنے مقدر و
مقضی ہو چکا جو کچھ ہونے والا ہے پس اس کو فعل ٹھیرایا ہے تو فصل کی درمیان اس کے جو کہ فعل ٹھیرایا
گیا اور اس کے جو کہ فعل نہین ٹھیرایا گیا مطلب یہ ہے کہ حمٓ کو بعض نے حروف کے تحت سے نکالا اور اس کو
فعل ٹھیرا کر کہا کہ اس کے معنے حُمَّ الامر ہین یعنے قضے الامر اور عسٓق اپنی اصل پر باقی رہا یعنے حروف تہجی
پر **قاضی** نے کہا شاید حمٓ عسٓق دو نام ہین سورت کے اسی لیے ان مین فصل کی گئی اور دو آیتین شمار کی
گئین اور اگر یہ ایک نام ہو تو فصل واسطے تطابق باقی حوامیم کے ہے انتھے اول کی بنا پر دونون خبر ہونگی
مبتدائے محذوف کی اور ثانی قول پر بھی اُسے مبتدائی محذوف کی خبر ٹھیرائینگے اس کے معنے مین کسی نے
کہا ہے کہ حٓ سے مراد حلم اللہ پاک کا ہے اور میم سے مراد اُس کی مجد و بزرگی اور عین سے مراد اس کا علم

اور سین سے مراد اس کی سنا اور روشنی اور ق سے مراد اس کی قدرت ہے اس نے اُن اشیا کی قسم کھائی ہے اُس کے سوا اور کچھ بھی کہا ہے جو کہ تکلف و تعسف ہے کوئی دلیل اس پر دال نہیں ہے نہ کوئی حجت و شبہہ حجت اس میں جو بے اصل قول روایت کیے گئے ہیں اُن کو ہم اول ذکر کر آئے ہیں حق وہی ہے جو فاتحہ سورہ بقرہ میں ذکر کیا گیا ہے امام نے فرمایا یہ بات جان رکھو کہ ایسے مواضع میں گفتگو تنگی کرتی ہے اور مجازفات کا لیتے اٹکل بچو باتوں کا دروازہ کھولنا اُس قسم سے ہے جس کی طرف کوئی راہ نہیں ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ اُس کا علم اللہ پاک کو سپرد کیا جائے وہی خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے حم سق پڑھا ہے کَذٰلِكَ یُوْحِیْۤ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ یہ کلام مستانف ہے ماقبل سے متعلق نہیں ہے منظور اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ مضمون اس سورت کا موافق اُن مضامین کے ہے جو باقی کتابوں میں ہیں جن کا نزول اگلے نبیوں پر ہوا ہے موافقت اس میں ہے کہ جیسا اُن میں توحید کی طرف بُلانا اور حق کی طرف راہ بتانا تھا ویسا ہی اس میں ہے یعنے مثل اُن معانی کے جو اس سورت میں ہیں وحی کی گئی طرف تیرے اور وحی کی گئی طرف باقی رسولوں کے بیضاوی نے کہا وجہ مشابہت کی یہ ہے کہ جس شے کی وحی کی گئی ساری کتابوں میں وہ تین امر کی طرف رجوع کرتی ہے توحید و نبوت و بعث سو اس قدر قرآن شریف میں اور باقی کتب الٰہیہ میں موجود ہے زادہ نے کہا وجہ مشابہت یہ ہے کہ ان چیزوں میں اشتراک ہے توحید و نبوت و معاد کی طرف بلانا اور احوال دنیا کی برائی بیان کرنا اور آخرت کے امور میں رغبت دلانا کسی نے کہا کہ حم عسق کی وحی کی گئی طرف اُن انبیا کے جو آپ سے قبل تھے اس بنا پر کذلک کا اشارہ ہوگا طرف حم عسق کے والا اول اور خازن نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ نہیں ہے کوئی نبی صاحب کتاب مگر حال یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف اس کے حم عسق سو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کذلک یوحی الیک الآیۃ واللہ اعلم اس بنا پر مشابہت ہوئی حم عسق کے وحی ہونے میں یعنے جیسے اس کی وحی تیری طرف کی ویسی ہی اگلے نبیوں کی طرف کی بالجملہ کذلک کا حرف کاف محل نصب میں ہے بنا بر صفت مفعول مطلق محذوف یعنے مثل اس ایحا مثل ذلک الایحاء الذی اوحی الی سائر الرسل یوحی الیک الآیۃ جمہور نے یوحی بکسر حاء بصیغہ معروف پڑھا ہے اور فاعل اللہ ہے اور العزیز الحکیم اس کی دونوں صفتیں ہیں اور کاف یعنے مثل صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی جیسا کہ گذر چکا اور مجاہد و ابن کثیر و ابن محیصن نے بفتح حاء بصیغہ مجہول اُس کے نائب فاعل میں تین وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ ضمیر مستتر ہے جو کہ کذلک کی طرف پھرتی ہے کیونکہ وہ مبتدا ہے تقدیر یہ ہے مثل ذلک الایحاء یوحی ہو الیک پس مثل ذلک مبتدا ہے اور یوحی ہو الیک اس کی خبر دوسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل الیک ہے اور

کاف منصوب المحل ہے بنا پر اگلی دو وجہ کے تیسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل جملہ اللہ العزیز الحکیم ہے اے یوحی الیک ہذا اللفظ یعنے وحی کی جاتی ہے طرف تیرے اس لفظ کی کہ اللہ عزیز حکیم ہے لیکن بصریون کے اصول اس کے مساعد نہین ہین کیونکہ جملہ نہ فاعل ہوتا ہے نہ نائب فاعل یا نائب فاعل قرآن ہے یا مصدر یوحی اس بنا پر اللہ العزیز الحکیم کا رفع اس بنیاد پر ہوگا کہ فعل محذوف کا فاعل ٹھیرے گا گو یا کسی نے کہا من یوحی یعنے کون وحی کرتا ہے تو کہین گے اللہ العزیز الحکیم یعنے وحی کرتا ہے اللہ جو کہ غالب ہے اپنے ملک مین ساتہ قہر اپنے کے حکمت والا ہے اپنے کام مین صواب کو پہونچنے والا ہے اپنے قول و فعل مین اس کی مثل قولہ تعالے یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال مین گزر چکا ہے الوحیوہ و اعمش و ابان نے نوحی بنون پڑہا ہے اس صورت مین اللہ العزیز الحکیم محل نصب مین مفعول ہوگا نوحی کا معنے یہ ہونگے کہ وحی کرتے ہین ہم طرف تیرے اس لفظ کی کہ اللہ عزیز حکیم ہے لیکن اس مین یہ خلل ہے کہ حکایت جمل کے بغیر قول صریح کے لازم آتی ہے اب یوحی کو مع اختلاف قرارت کے دیکہو کہ مضارع ہے اس کے معنے حال کے ہین یا استقبال کے اگر اس کو انہی معنے پر رکہوگے تو الی الذین من قبلک کو محذوف سے متعلق کروگے باین تقدیر واوحی الی الذین من قبلک اور اگر بمعنے ماضی ٹھیراؤگے تو ماضی کو مضارع کی صورت مین لانا بلحاظ تصویر حال ہوگا یا یون کہو کہ مضارع کا استعمال استقبال مین تو حقیقت ہے اور ماضی مین مجاز پس اسکا استعمال دونون مین یون ہو سکتا ہے کہ استقبال مین تو بنظر اس قرآن کے ہے جو اس وقت نازل نہین ہوا اور ماضی مین بنظر اس قرآن کے جو بالفعل نازل ہو لیا اور بنظر ان کتب کے جو انبیائے سابقین پر نازل ہو چکین غرضکہ اللہ پاک نے جو اپنی ذات مقدس کو موصوف بعزت و حکمت کیا سو منظور اس سے علو شان بیان کرنا ہے اس شئے کی جس کی وحی کی گئی کیونکہ جب وحی کرنے والے کی صفت عزیز ہوئی تو معلوم ہوا کہ کامل قدرت والا ہے اور جب اس کی صفت حکیم ہوئی تو سمجہا گیا کہ اُس کا علم کامل ہے اور یہہ کہلی بات ہے کہ جو اثر ایسی ذات کی طرف منسوب ہو جو کہ بکمال قدرت و علم متصف ہے تو وہ علو شان و رفعت قدر کے اقصے مراتب مین ہوگا پہر اپنی ذات پاک کا اور وصف ذکر فرمایا کہ لہ ما فی السموات وما فے الارض یعنے اُس کے کمال قدرت و نفوذ تصرف کا کیا ٹھکانا ہے اُسکا وصف تو یہہ ہے کہ آسمان و زمین مین جو کچہ ہے وہ سب اسی کے ملک ہے اور ساری مخلوقات مین اسی کا تصرف ہے اور اس کی ذات و شان اپنی خلق پر عالی ہے اور اس کا مکان و مرتبہ عظیم و کبیر ہے اور اس کی ہیبت و جلال کا یہ حال ہے تکاد السموات یتفطرن من فوقہن یعنے قریب ہے کہ آسمان پہٹ پڑین اپنے اوپر سے جمہور نے تکاد کو تائے فوقیہ اور یتفطرن کو تای فوقیہ بعد یائے تحتیہ مع تشدید طا پڑہا ہے اور نافع و کسائی و ابن وثاب نے یکاد بیائے تحتیہ و یتفطرن اور ابو عمرو مفضل

و ابوبکر و ابوعبید نے ینفطرن نون بعد الیا ماخوذ انفطار سے کقولہ تعالیٰ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ تفطر یعنے
تشقق سے یعنے شق ہونا پھٹنا اب رہی یہ بات کہ شق کیون ہون سو اس کی وجہ مین کئی قول مین ضحاک و سدی تو
کہتے ہین کہ پھٹ پڑین مارے اللہ کی عظمت وجلال کے کسی نے یون کہا کہ مارے اللہ پاک کی عالیشان عظمت کے
اس معنی پر یہ بات دال ہے کہ اس کا ذکر بعد ہو العلی العظیم کے آیا ہے تو معلوم ہوا کہ ان کا شق ہونا بوجہ عظمت وجلال
الٰہی کے ہے کسی نے کہا بسبب کثرت فرشتون کے جو کہ آسمانون پر ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ
قریب ہے کہ ہر ایک ان مین کا پھٹ پڑے اوپر اُس آسمان کے جو
اُس کے متصل ہے بسبب گفتے مشرکون کے یہ بات کہ اللہ نے ٹھیرائی اولاد کسی نے کہا من فوقہن کے معنے مین ہین
فوق الارضین یعنے پھٹ پڑین زمینون کے اوپر ہو الاول اور کلمہ من واسطے ابتداء غایت کے ہے
یعنے پھٹنے کی ابتداء ہو فوق کی جہت سے اخفش صغیر نے کہا کہ ضمیر من فوقہن کی راجع ہے طرف جماعات کفار کے
یعنے پھٹ پڑین کفار کی جماعتون کے اوپر سو یہ قول نہایت ہی بعید ہے جہت فوق کے خاص کرنے کی
وجہ ہے کہ فوق کی جہت زیادہ تر قریب ہے طرف آیات عظیمہ و مصنوعات باہرہ کے یا بطریق مبالغہ ہے گویا کفار
کی بات باوجود اس کے کہ تحت کی جہت سے آئی ہے اُس نے فوق کی جہت مین اثر کیا تو تاثیر اُس کی جہت تحت میں
بطریق اولےٰ ہوگی قولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ کلام مستانف ہے یعنے مشرکون کی بے
ادبیان ایسی ہین کہ آسمان پھٹ پڑین مگر فرشتے تنزیہ کرتے ہین اپنے رب کی اُس شے سے جو اُس کی بارگاہ
عالیجاہ کے لائق نہین ہے اور اُس پر جائز نہین ہے اس حال مین کہ اُس کی حمد کرتے ہین اُس کی خوبیان
بیان کرتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ یا سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہین کسی نے کہا کہ التسبیح اس جگہ بجائے تعجب
رکھی گئی ہے یعنی اللہ پاک پر مشرکین کی جرأت کرنے سے تعجب کرتے ہین کسی نے کہا کہ نماز پڑھتے ہین اپنے
رب کے امر سے قال السدی قولہ تعالیٰ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ یعنے شفاعت کرتے ہین واسطے اُن
لوگون کے جو زمین مین ہین یعنے اللہ پاک کے مومن بندے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مطلب یہ ہے کہ مراد استغفار سے اس جگہ شفاعت ہے واسطے مومنین کے تو آیت اُن کے ساتھ
خاص ہوئی یا یہ معنے ہین کہ ہدایت طلب کرتے ہین واسطے زمین والون کے کسی نے کہا فرشتون کے استغفار
کرنے کے یہ معنے ہین کہ سعی کرتے ہین اُس شے مین جو مستدعی ہوتی ہے مغفرت کی واسطے اُن کے اور تاخیر
اُن کی عقوبت کے واسطے طمع کرنے کے ایمان کافرین اور توبہ فاسقین اب یہ آیت عام ہوگی چنانچہ ظاہر
لفظ یہی ہے اور مومنین کے ساتھ خاص نہ ہوگی گو وہ اس مین بدخول اولیٰ داخل ہین قاضی بیضاوی اسی طرف
گئے ہین بلکہ اگر استغفار کی تفسیر کی جاوے ساتھ سعی کرنے کے اُس شے مین جو خلل متوقع کو دفع کرے

توحیوان کو عام ہو جاتی ملکہ جماد کو بھی مطلب یہ ہے کہ بطور عموم مجاز کے استغفار کے ایسے معنے لیے کہ کافرین و مومنین کو شامل ہین وہ معنے یہ ہین کہ سعی کرنا اُس شے مین جو مستدعی ہوتی ہے اُن کی مغفرت کی وہ شے ایمان ہے پس اُن کی استغفار کافرون کے بارے مین تو یون ہے کہ اُن کے واسطے ایمان طلب کرتے ہین اور مومنین کے حق مین یون ہے کہ اُن کی سیئات سے تجاوز کرنا چاہتے ہین تو اب اُن کی استغفار حق مین عام زمین و الوان کے ہوگئی یہ حاصل ہے شیخ کا قرطبی کا بیان یہ ہے کہ ضحاک نے کہا کہ لمن فے الارض سے مراد مومنین ہین سدی نے کہا کہ اس کا بیان سورہ مومنین مین ہے ویستغفرون للذین آمنوا اس بنا پر کہ من فی الارض سے مراد مومنین ٹھیرے تو ملائکہ سے مراد حاملان عرش معلے ہونگے کیونکہ یہ خدمت انھین کی ہے کسی نے کہا کہ ساری فرشتے مراد ہین کلبی کے قول سے یہی ظاہر ہے وہب کہتے ہین کہ من فی الارض کے واسطے فرشتون کا مغفرت مانگنا منسوخ ہے ویستغفرون للذین آمنوا سے مہدوی کہتے ہین صحیح یہ ہے کہ منسوخ نہین ہے اس لیے کہ خبر ہے یعنے خبر مین نسخ جاری نہین ہوتا ہے نسخ احکام کا خاصہ ہے یہ آیت مومنون کے ساتھ خاص ہے ابو الحسن بن حصار کہتے ہین کہ حاملان عرش معلی مخصوص با استغفار ہین واسطے مومنون کے اور سوا اسکے اور فرشتے ہین جو کہ زمین والون کے واسطے مغفرت مانگتے ہین ماوردی نے کہا اس استغفار مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ ذنوب وخطایا سے مغفرت مانگتے ہین ظاہر قول مقاتل یہی ہے دوسرا یہ ہے کہ اُن کے واسطے رزق وروزی وفراخی طلب کرتے ہین قالہ الکلبی ظاہر تر قول یہی ہے کیونکہ من فی الارض کافر وغیرہ کو عام ہے اور مقاتل کے قول پر کافر داخل نہ ہوگا **مطرف** رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین وجدنا انصح عباد اللہ لعباد اللہ الملائکۃ ووجدنا اغش عباد اللہ لعباد اللہ الشیاطین یعنے ہم نے پایا ناصح ترین بندگان خدا واسطے بندون اللہ کے فرشتون کو اور پایا ہم نے دغاباز تر اللہ کے بندون کے واسطے بندگان خدا کے شیاطین کو بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ فرشتے زمین والون کے واسطے مغفرت مانگتے ہین تو اس طرف اشارہ کیا کہ وہ اُن کی دعا کو قبول کرتا ہے اور وہی مغفرت فرماتا ہے پس

ارشاد فرمایا اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنے سنتے ہو بیشک اللہ وہی ہے کثیر المغفرۃ والرحمۃ واسطے اپنے اہل طاعت کے اور اپنے دوستون کے یا واسطے اپنے ساری بندون کے کیونکہ کافرون اور عاصیون کی تاخیر عقوبت ایک نوع ہے اللہ پاک کی انواع مغفرت ورحمت سے دوسری یہ ہے کہ ہر مخلوق اس کی رحمت سے بہرہ مند ہے بالجملہ آسمان کے شق ہونے کی جو دو تفسیرین اول گزر چکی ہین ایک یہ کہ اللہ پاک کی عظمت کے مارے ہیبت تر ین دوسری یہ کہ بہ سبب بدگوئی مشرکین کے کہ اللہ پاک کے اولاد ہے نعوذ باللہ منہ سو اول کی بنا پر تو والملائکۃ یسبحون الآیہ زیادت تقریر ہوگی واسطے عظمت الٰہی کے کیونکہ اللہ سبحانہ کی مخلوقات مین

قسم ہے ایک تو عالم جسمانیات اور اُن مین سب سے بڑا آسمان ہین دوسرا عالم روحانیات ہو اور اس مین سب سے بڑہ
کر فرشتے ہین پس اول یہ بیان کیا کہ جسمانیات پر اُس کو کامل قدرت حاصل ہے تو فرمایا تکاد کہ آسمان پہٹ
پڑین یا پہٹ جاوین ہیبت ماری اُس کی عظمت کو پہر روحانیات کی طرف انتقال کیا تو فرمایا کہ الملائکۃ یسبحون بحمد
ربہم یہ جواہر روحانی کو دو تعلق ہین ایک تعلق تو عالم کبریا وجلال کے ساتہ فیض حاصل کرنے اور اُس کے قبول
کرنے کا دوسرا تعلق عالم اجسام کے ساتہ ہے فیض دینے اور تاثیر کرنے کا تو یسبحون بحمد ربہم تو اشارہ ہے طرف
اس تعلق کے جو اُن کو بارگاہ ذو الجلال والاکرام سے ہے اور یستغفرون لمن فی الارض اشارہ ہے طرف
اُس تعلق کے جو اُن کو عالم اجسام سے ہے اور تسبیح جو ہے تنزیہ کرنا اللہ پاک کا ہے ناسزا امور سے اور تحمید اس
کا وصف کرنا ہے ساتہ اس بات کے کہ وہ ساری نعمتون خوبیون کا عطا کرنے والا ہے اور اس کا منزہ ہونا ناسزا
امور سے فی ذاتہ رتبے مین مقدم ہے اس پر کہ وہ خیرات وسعادات کا فیاض ہے اس لیے یسبحون بحمد ربہم فرمایا
ویحمدون یسبحہم نہ کہا اور دوسری تفسیر کی بنیاد پر یسبحون بحمد ربہم الآیہ اس امر کے بتانے کو ٹہیرا کہ
کہ وہ پاک ہے اُس بات سے جس کی نسبت اُس کی طرف کی گئی اور یہ ہے جو اُن کو جلد عذاب نہین کرتا ہے سو
اس لیے کہ فرشتے مغفرت مانگتے ہین اور اس واسطے کہ اُس کی مغفرت ورحمت نہایت درجہ کو پہونچی ہوئی ہے
ہذا حاصل التفسیر والذین اتخذوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جنہون نے ٹہیرائے ہین واسطے اُس کے رب جن کو وہ پوجتے
ہین اور ٹہیرائے واسطے اُس کے شرکا وانداد واشال اللہ اُن پر حفیظ ہے یعنے اُن کے اعمال کو محفوظ رکہتا
ہے اُن مین کہ اس سے کوئی شے غائب نہین ہوتی ہے تاکہ اُن اعمال کی اُن کو جزا دے اور نہین تو اُن پر
وکیل یعنے اُس نے تجہ کو اُن کا ذمہ دار نہین بنایا ہے تاکہ تجہ سے اُن کا مواخذہ ہو اور نہ تجہ کو اُن کی ہدایت
سپرد کی ہے تو تو صرف پہونچانے والا ہے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ
وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ○ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ
وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ
يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اور اسی طرح اُتارا ہم نے تجہ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سناوے

ع ۹

بڑے گانون کو اور اُس کے آس پاس والون کو اور خبر سناوے جمع ہونے کے دن کی اُس مین دہوکا نہین
ایک فرقہ بہشت مین اور ایک فرقہ آگ مین اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگون کو کرتا ایک ہی فرقہ پر داخل کرتا ہے
جس کو چاہے اپنی مہر مین اور گنہگار جو ہین اُن کا کوئی نہین رفیق نہ مددگار کیا اُنہون نے پکڑے ہین
اس سے ورے کام بنانے والے سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مردے اور وہ ہر چیز پر

اگر ہے یہ ایک ایسا امر کہ اس سے فراغت ہو چکی ہے آپ نے فرمایا سددوا وقاربوا پس تحقیق جنت والا خاتمہ کیا
جاتا ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل جنت کے گو اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو اور بیشک نار والا خاتمہ کیا جاتا
ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل نار کے اگرچہ اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ
کیا پس اُس کو قبض کر لیا پھر فرمایا فارغ ہو گیا رب تمہارا عزوجل بندوں سے پھر آپ نے داہنے سے اشارہ
کیا پس پھینک دیا اُس سے پھر فرمایا فریق فی الجنۃ اور پھینک دیا بائیں سے اور فرمایا فریق فی السعیر
ہکذا رواہ الترمذی والنسائی جمیعا عن قتیبۃ عن اللیث بن سعد وبکر بن مضر کلاہما عن ابی قبیل عن
شفی بن ماتع الاصبحی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بہ وقال الترمذی حسن صحیح غریب وساقہ البغوی
فی تفسیرہ بسندہ نحوہ وعندہ زیادات منہا ثم قال فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر عدل من اللہ عزوجل و
رواہ ابن ابی حاتم بسندہ ورواہ ابن جریر بسندہ عن شفی عن رجل من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فذکرہ ثم رواہ
عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ کہتے ہیں بیشک اللہ تعالےٰ نے جب کہ پیدا کیا آدم علیہ
السلام کو تو جھاڑا اُن کو مثل جھاڑنے سلائی کے اور نکالی اُن سے اُن کی کل ذریت تو نکلے امثال
نغف کے پھر اُن کی دو مٹھیاں بھریں پھر فرمایا شقی وسعید پھر دونوں کو ڈال دیا پھر اُن کی مٹھیاں بھریں
پھر فرمایا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر وَھٰذَا الْمَوْقُوْفُ اَشْبَہُ بِالصَّوَابِ واللہ سبحانہ وتعالےٰ
اعلم امام احمد نے ابو نضرہ سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں سے اُس کو ابو عبداللہ کہتے تھے اُس پاس اُس کے صحاب داخل ہوئے یعنے اُس کی زیارت وملاقات
کو آئے تھے تو اُس کو روتا ہوا پایا پس اُس کو کہا تجھے کون چیز رلاتی ہے کیا تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا خذ من شاربک ثم اقرہ حتے تلقانی کہا کیوں نہیں ولیکن میں نے سنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے بھری اپنے داہنے ہاتھ میں ایک
مٹھی اور دوسری دوسرے میں ہاتھ میں اور فرمایا ہذہ لہذہ وہذہ لہذہ یعنے یہ تو واسطے جنت کے اور یہ واسطے نار کے اور میں
پروا نہیں کرتا ہوں پس میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کونسی مٹھی میں ہوں حدیثیں قدر کی صحاح وسنن و
مسانید میں بہت سی ہیں اُن میں سے حضرت علیؓ وحضرت ابن مسعود وحضرت عائشہ صدیقہ اور ایک جماعت
کثیر کی حدیثیں ہیں قولہ تبارک وتعالےٰ وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَعَلَہُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً اور اگر چاہتا اللہ تو کر دیتا
اُن کو ایک امت ہدایت پر یا ضلالت پر ولیکن اللہ تعالےٰ نے تفاوت فرمایا ہے درمیان اُن کے سو
ہدایت کی جس کو چاہتا ہے طرف حق کے اور گمراہ کیا جس کو چاہتا
ہے حق سے اور حکمت وحجت بالغہ اُسی کے واسطے ہے اسی لیے یوں فرمایا وَلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ

ابن جریر نے ابن حجیرہ سے روایت کیا ہے کہ اُن کو یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت موسی علیہ السّلام نے عرض کیا
یارب تیری خلق جن کو تونے پیدا کیا ٹھیرایا تو نے اُن مین سے ایک فریق جنت مین اور ایک فریق آگ مین
کیون نہین داخل کیا تو نے اُن سب کو جنت مین پس فرمایا اے موسی تو اُٹھا اپنے کرتے کو تو انہون نے
اُٹھایا عرض کیا مقربین نے اُٹھا لیا فرمایا اُٹھا تو اُٹھایا پھر کچھہ نچھوڑا عرض کیا یارب مقربین نے اُٹھا لیا
فرمایا اُٹھا عرض کیا مقربین نے اُٹھا لیا مگر وہ شئے جس مین خیر نہین ہے فرمایا اسی طرح مین داخل کرتا ہون
اپنے ساری خلق کو جنت مین مگر وہ جس مین خیر نہین ہے **ف** قولہ تعالی اَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ اَوْلِيَاءَ
الآیہ اللہ پاک انکار کرتا ہے مشرکون پر اس بات مین کہ انہون نے اللہ پاک کے سوا معبو ٹھیرائے ہین اور خبر
دیتا ہے کہ وہی ولی حق ہے کہ تنہا اُسی کی عبادت لائق ہے اس لیے کہ وہ قادر ہے مُردون کے زندہ کرنے پر
اور وہ ہر شے پر قدیر ہے **ف** وَكَذَٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ الآیہ مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ذٰلک
کا اشارہ ہے طرف مصدر اوحینا کے اور حرف کاف بمعنے مثل محل النصب مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہے
مفعول مطلق محذوف کی اور قرآنًا عربیًا موصوف وصفت ملکر مفعول بہ ہے اوحینا کا اے واوحینا
الیک ایحاءً مثل ذلک الایحاء المذکور فی قولہ یوحی الیک البدیع البین المفھم قرانا عربیا لالبس فیہ علیک
لا علی قومک یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے وحی کرنے کا ایسا وحی کرنا کہ مثل اس وحی کرنے کے ہے جس
کا ذکر یوحی الیک مین ہے جو کہ بدیع و نادر و ظاہر نئے طرز کا مطلب کا خوب سمجھانے والا ہے قرآن عربی
جس مین تجھہ پر کسی طرح شک و شبہ نہین ہے نہ تیری قوم پر مطلب یہ ہے کہ ہم نے تجھہ پر قرآن عربی زبان
کا نازل کیا تیری قوم کی زبان مین جس طرح کہ ہم نے ہر رسول کو اُس کی قوم کی زبان مین بھیجا تاکہ اُن
کی زبان خوب سمجھہ مین آئے بات مین کسی طرح کا دھوکا نہ ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف
معنے آیت متقدم کے وہ معنے یہی ہین کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور تو صرف ڈر سنانے والا ہے اس بنا پر حرف
کاف مفعول بہ ہوگا اور قرآنًا عربیًا اُس سے حال چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکون کے ایمان
لانے پر حریص تھے اور وہ جو شرک و گمراہی پہ اصرار کرتے تھے اس پر آپ کو حزن و رنج ہوتا تھا اس لیے
اللہ پاک نے اس بات کا انکار کیا بایں قول کہ اللہ حفیظ علیھم الآیہ یعنے تیرے قابو مین یہ بات نہین ہے
کہ تو ایسے اصرار کرنے والون کو ہدایت کرے صرف اللہ پاک اس پہ قادر ہے اور تیرا ذمہ صرف ڈر سنا دینا
ہے دگر ہیچ پھر فرمایا وکذلک اوحینا الآیہ یعنے اور مثل اس آیت کے ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور مثل
اس مضمون کے جس کی وہ متضمن ہے یعنے تو جو اُن کے ایمان پر نہایت حریص ہے اس بات پر انکار کیا ہے اور
اس قسم کا انکار بار بار قرآن مین مکرر لایا گیا ہے حالانکہ اس انکار پر جو شے دال ہے وہ قرآن عربی نہ ہونا

کا ہے اُس کہنے سے تجھ پر کچھ تنگی نہیں ہونا ہے کیونکہ وہ تو تیری زبان ہے اور تو نے اُس کو بمنزلہ کلام مبہم وملتبس کے ٹھیرایا
ہے جب تو تو اُن کے ایمان لانے کی حرص کو نہیں چھوڑتا ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى الآیہ یعنے قرآن عربی کی
تیری طرف اس واسطے وحی کی ہے کہ تو ڈراوے ام القری کو یہان مضاف ومفعول ثانی محذوف ہے اے
لتنذر اہل ام القری العذاب یعنی تاکہ ڈراوے تو ام القری والون کو اور اُن لوگون کو جو اُس کے آس پاس ہیں
عرب اور ساری دنیا کے لوگ اور تنذر یوم الجمع مین مفعول اول محذوف ہے اے تنذر الناس یوم الجمع یعنے
اور ڈراوے تو لوگون کو روز قیامت سے اول سے ثانی اور ثانی سے اول مفعول جو حذف ہوا ہے سو واسطے
تہویل وابہام تعمیم کے ام القری سے مراد مکہ مکرمہ ہے عرب لوگ ہر شے کی اصل کا نام ام رکھتے ہین مکے کو بھی زمین
کی اصل ہونے کے واسطے ٹھیرایا کہ منظور اُس کی تشریف وتعظیم ہے اس وجہ سے کہ اُس مین اللہ پاک کا خانہ معظم و
مکرم ہے اور مقام ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہے یا اس لیے کہ زمین اُس کے نیچے سے پھیلائی گئی ہے قیامت
کو یوم الجمع اس لیے کہتے ہین کہ اُس مین خلائق کا مجمع ہوگا یا یہ مراد ہے کہ روحین جسمون سے جمع کی جائینگی
یا اس دن ظالم ومظلوم جمع ہونگے یا عمل کرنے والا اور اُس کا عمل یکجا ہوگا جملہ لاریب فیہ استیناف ہے یا
حال ہے یوم الجمع سے یا جملہ معترضہ ہے تقریر ماقبل کے واسطے لایا گیا ہے اُس کے نزدیک جو کہ جملہ معترضہ
کے آخر کلام مین لانے کو جائز کہتا ہے جمہور نے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر کو دونون جگہ برفع پڑھا
ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور جار ومجرور خبر ہے ابتدا بنکرہ اس لیے جائز ہوئی کہ مقام تفصیل کا مقام ہے
یا یہ کہ فریق سے پہلے خبر مقدر ہے ای منہم فریق فی الجنۃ ومنہم فریق فی السعیر یا یون کہو کہ خبر ہے مبتدای
محذوف کی اے ہم فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر یہ ضمیر راجع ہوگی طرف مجموعون کی جو کہ یوم الجمع سے معلوم
ہوتا ہے یعنے روز جمع کے دن جو لوگ جمع کیے جائینگے وہ ایک گروہ تو جنت مین ہے اور ایک گروہ دوزخ
مین زید بن علی نے دونون جگہ فریقا بنصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ جملہ مقدرہ مین حال ہے ای افترقوا احال
کونہم فریقا فی الجنۃ وفریقا فی السعیر یعنے وہ لوگ فرقے فرقے ہون گے درحال کہ ایک فرقہ تو بہشت مین
ہوگا اور ایک فرقہ نار مین فراء وکسائی نے نصب کو جائز کہا ہے باین تقدیر لتنذر فریقا اول دو
حدیثین دربارہ قدر بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہما گذر چکی ہین ایک مرفوع اور ایک موقوف
حافظ ابن کثیر نے موقوف کو اشبہ بالصواب ٹھیرایا تھا وہی دونون فتح البیان وفتح القدیر مین بھی ہین سے الجملۃ لفظ
کالفاظ ہے آخر مین کہا ہے وروی ابن جریر طرفا منہ عن ابن عمرو موقوفا علیہ قال ابن جریر وہذا الموقوف اشبہ
بالصواب صاحب فتح القدیر وفتح البیان رحمہما اللہ نے فرمایا ہے بل المرفوع اشبہ بالصواب فقد رفعہ الثقۃ
ورفعہ زیادۃ ثابتۃ من وجہ صحیح ویقوی الرفع ما اخرجہ ابن مردویہ عن البراء قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم وفی یدہ کتاب ینظر فیہ قالوا انظروا الیہ کیف وہو امی لا یقرء قال فعلمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ہذا کتاب من رب العالمین باسماء اہل الجنۃ واسماء قبائلہم لا یزاد فیہم ولا ینقص منہم وقال فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر فرغ ربکم من اعمال العباد۔ بالجملہ جب اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ اہل جمع دو فریق ہین تو ذکر کیا کہ یہ اُس کی مشیت سے ہے پس فرمایا وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَعَلَھُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ضحاک نے کہا یعنے اگر چاہتا اللہ تو البتہ کر دیتا اُن کو ایک دین والے یا ہدایت پر یا ضلالت پر لیکن وہ متفرق ہوئی مختلف دینون پر بسبب مشیت ازلیہ کے یہی معنے ہین اس قول کے وَلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَاءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ الآیہ یعنے ولیکن داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت مین یعنے دین حق مین مراد اسلام ہے سلمہ اللہ تعالے اور ظالمین یعنے مشرکین نہین ہے واسطے اُن کے کوئی ولی کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور نہ کوئی نصیر کہ اُس مقام مین اُن کی مدد کرے اسی کی مثل یہ آیت ہے وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی اور یہ آیت وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰھَا مطلب یہ ہے کہ ہدایت وگمراہی مشیت الٰہی سے ہے اللہ پاک نے جس کسی سے ہدایت کا اختیار کرنا جان لیا ہے تو اُس کو ہدایت کرتا ہے پھر اُس کے سبب سے اپنی جنت ورحمت مین داخل فرماتا ہے اور جس سے گمراہی کا اختیار کرنا معلوم کیا ہے اُس کو گمراہ کرتا ہے پھر اُس کی وجہ سے اُسکو سعیر والون مین ٹھیراتا ہے یہان ظاہر مقابلہ اس کا مقتضے ہے کہ یون کہا جاتا ویدخل من یشاء فی غضبہ ونقمتہ لیکن ایسا نہ کہا اس لیے کہ منظور مبالغہ کرنا ہے وعید مین کیونکہ اُن کے متولی وناصر کی نفی کرنا زیادہ تر دال ہے اس پر کہ اُن کا عذاب مین ہونا ایک ایسا امر معلوم ہے کہ اُس سے فراغت ہو چکی ہے کذا قالہ الکرخی اور مبالغہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انذار کا مقام ہے ایسی جگہہ وعید مین مبالغہ کرنا انسب ہوتا ہے والمشرکون کی جگہہ الظالمون فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اور یہی ظلم علت ہے اُن کے واسطے ولی وناصر نہ ہونے کی علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین وَھٰھُنَا مُخَاصَمَاتٌ بَیْنَ الْمُتَمَذْھِبِیْنَ الْمُحَامِیْنَ عَلٰی مَا دَرَجَ عَلَیْہِ اَسْلَافُھُمْ فَدَبُّوْا عَلَیْہِ مِنْ بَعْدِھِمْ وَلَیْسَ بِنَا اِلٰی ذِکْرِ شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ فَائِدَۃٌ کَمَا ھُوَ عَادَتُنَا فِیْ تَفْسِیْرِنَا ھٰذَا فَھُوَ تَفْسِیْرٌ سَلَفِیٌّ یَمْشِیْ مَعَ الْحَقِّ وَیَدُوْرُ مَعَ مَدْلُوْلَاتِ النَّظْمِ الشَّرِیْفِ وَاِنَّمَا یَعْرِفُ ذٰلِکَ مَنْ رَسَخَ قَدَمُہٗ وَتَبَرَّاَ مِنَ التَّعَصُّبِ قَلْبُہٗ وَلَحْمُہٗ وَدَمُہٗ قولہ تعالے

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ کلمہ ام منقطعہ بمعنے بل ہے فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ جواب ہے شرط محذوف کا مثلاً ان ارادوا اولیاء بحق فاللہ ہو الولی بالحق اس بنا پر مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اول کافرون کا یہ وصف کیا کہ وہ ظالم ہین اُن کا کوئی ولی وناصر نہین ہے پھر اس وصف سے اضراب کیا طرف دوسرے وصف کے وہ یہ ہے کہ انھون نے اللہ تعالیٰ کے سوا اولیاء ٹھیرا لیے ہین بتون سے اُن کو پوجتے ہین یہ وصف بطور تخصیص بعد

تتمیم کے لیے ہے کیونکہ ظلم عام ہے اور شرک خاص ہے ظلم کی ایک فرد ہے سو اس سے یہ بات بتاتا ہے کہ یہ وصف خاص باوجود اس کے کہ اُس عام کے افراد سے ہے اپنے ظلم ہونے میں اُس حد تک پہونچا ہے کہ بسبب اُس کے اُس عام کی شمار میں معدود ہونے سے نکل گیا ہے یعنے کافر لوگ ظالم ہیں اور یہی ظلم اُنکے لیے ولی و ناصر نہ ہونے کا سبب ہوا ہے پس اس سے اضراب کیا بطور ترقی کے ادنیٰ سے اعلےٰ کی طرف بلکہ اُنھون نے تو ایک ایسا بڑا ظلم کیا ہے کہ مارے اپنی عظمت کے گویا ظلم کی جنس سے نکل گیا وہ یہی اُن کا اولیا ٹھیرانا ہے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر بتون کو غرض کہ شرک انتہا درجہ کا ظلم ہے کہ اس سے بڑہ کر ظلم کا کوئی درجہ نہیں ہے یہان سے شرک کی برائی کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ پاک نے کیسے سبا لغہ اور حسن ادا سے اس کی برائی بیان فرمائی ہے اگر وہ ارادہ کرین ولی بحق کا تو ولی بحق اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی بحق نہیں ہے وہی اس کے لائق ہے کہ اُسے ولی ٹھیرائین کیونکہ خالق و رازق ضار و نافع وہی ہے اور اُسی کی شان سے یہ ہے کہ وہ زندہ کرتا ہے مردون کو اور وہی قادر ہے ہر مقدور پر پس جو ذات پاک ان اوصاف جلیلہ کے ساتھ متصف ہو وہی اس کا مستحق ہے کہ الوہیت کے ساتھ اُس کو خاص کرین اور تنہا اُسی کو پوجین نہ یہ کہ مشرکون کے تبون سے اپنی مکھیان اڑا لی نہیں جا تین محلی کہتے ہین کہ حرف فا مجرد عطف کے واسطے ہے یعنے عطف ما بعد کا ماقبل پر اور سببیت سے خالی ہے کرخی نے کہا غرض محلی کی رد ہے زمخشری پر کہ وہ جواب ہے شرط مقدر کا جیسا کہ اول گزر چکا ہے ابوحیان نے کہا اس تقدیر کی کوئی حاجت نہیں ہے اس لیے کہ بدون اس کے کلام تمام ہے کسی نے کہا کہ یہ ام بمعنے ہمزہ انکار و توبیخ ہے اول اللہ پاک نے اُن کا یہ وصف کیا تھا کہ اُنھون نے اُس کے سوا اولیا ٹھیرائے ہین پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ تو اُن پر وکیل نہیں ہے اور اُن کی ہدایت تیرے ذمہ نہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ہدایت کرتا پھر جس شے کے ساتھ اُن کا اول وصف کیا تھا اُسی کی اُن کیطرف سو یہان خبر دی اُن پر انکار و توبیخ کر کے یعنے کیا اُنھون نے ٹھیرائے ہین اُس کے سوا اولیا مطلب یہ ہے کہ جن کو اُنھون نے اولیا ٹھیرایا ہے اُن کو اس کی لیاقت نہیں ہے ولی تو اللہ ہی ہے اس کا مستحق وہی ہے کیونکہ وہ مردے جلاتا ہے ہر شے کو کر سکتا ہے پس جو ایسا ہے وہی لائق ہے اس کے کہ ولی بنایا جاوے کسی نے کہا کہ یہ ام بل اور ہمزہ انکار کے معنے مین ہے بل تو واسطے انتقال کے ہے بیان ماقبل سے طرف بیان ما بعد کے ماقبل مین یہ بیان کیا تھا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہیں ہے یعنے اُن کو بغیر ولی و ناصر کے اپنے عذاب مین چھوڑ دے گا پھر اس بیان سے دوسرے بیان کی طرف انتقال کیا وہ یہ ہے کیا اُنھون نے ٹھیرائے ہین اُس کے سوا اولیا یعنے جن کو ولی ٹھیرایا ہے وہ ولی نہیں ہین اس بنا پر یہ جملہ مقررہ مؤکدہ ہے ماقبل کا کیونکہ ماقبل مین نفی تھی ولی و نصیر ہونے کی سوا اس جملے نے اُس نفی کی بطور انکار و توبیخ کے تاکید

کردی جب خوب پکے طور پر اسکا بیان ہو چکا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہین ہے تو فرمایا کہ فاللہ ہو الولی یعنے ولی
بحق تو اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی نہین ہے پھر جب اللہ پاک نے مشرکون کو یون تہدید کی کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے
اور یون کہ ظالمون کا کوئی ولی و نصیر نہین ہے پھر یہ حکم لگایا کہ ولی بحق وہی ہے تو بعد اس کے وہ بات بیان فرمائے
جو دال ہے اس پر کہ وہ ولی ہے مومنون کا ساتھ مدد کرنے اور ثواب دینے کے اور ذلیل کرنے والا ہے دین
کے دشمنون کا ساتھ تعذیب و عقاب کے پس ارشاد فرمایا وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ
اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَ
مِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ لَهُ مَقَالِيدُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ اور جس بات مین
پھوٹے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کی چکوتی ہے اللہ پر حوالہ وہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر مجھ کو بھروسا اور اُسی کی
طرف میری رجوع بنا نکالنے والا آسمانون کا اور زمین کا بنا دیے تم کو تمہین مین سے جوڑے اور چوپایون
مین سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اس ت نہین اُس کی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا اسی پاس
ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ناپ دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر
رکھتا ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ اختلاف عام ہے ساری اشیا مین یعنے جس امر مین ہو
سے تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ پر حوالہ ہے یعنی اس مین وہی حکم کرنے والا ہے اپنی کتاب کے ساتھ اور
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ساتھ کما قال جل وعلا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ فقولہ تعالیٰ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي الآیۃ یعنے یہ فیصلہ کرنے والا ہر شے مین اللہ ہے رب میرا اُسی پر مین نے
بھروسا کیا اور اُسی کی طرف مین رجوع ہوتا ہون ساری امور مین فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیۃ یعنے وہ پیدا
کرنے والا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اس شے کا جو اُن کے درمیان مین ہے اُس نے بنا دیے تم کو
تمہاری جنس و شکل سے جوڑے تم پر منت رکھنے کو اور تفضل و مہر کرنے کو بنا دیے تمہاری جنس سے مرد و عورت
اور بنا دیے چوپایون سے جوڑے یعنے پیدا کر دیے واسطے تمہارے چوپایون سے آٹھ جوڑے يَذْرَؤُكُمْ
فِيهِ کا یہ مطلب ہے کہ پیدا کرتا ہے تم کو اس خلق مین اس صفت پر ہمیشہ پیدا کرتا رہتا ہے تم کو اس مین نر
و مادہ ایک خلق بعد ایک خلق کے اور ایک گروہ بعد ایک گروہ کے اور نسل بعد نسل کے آدمیون اور چوپایون
مین سے بغوی نے کہا فیہ یعنے رحم مین کسی نے کہا پیٹ مین کسی نے کہا اس طرز کی خلقت مین مجاہد نے
کہا نسلا بعد نسل من الناس والانعام کسی نے کہا حرف فی بمعنے با ہے لے یذرؤکم بہ یعنے پھیلاتا ہے تم کو
بسبب اس خلق کے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنے نہین ہے مثل پیدا کرنے والے سارے جوڑون کے کوئی شے کیونکہ

وہ تو فرد صمد ہے جس کی کوئی نظیر و مثل نہین ہے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنے اور وہ خوب سنتا دیکھتا ہے قولہ
تعالیٰ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ الآیہ کی تفسیر سورۂ زمر مین گذر چکی ہے حاصل اُس کا یہ ہے کہ وہ آسمان و زمین مین
حاکم و متصرف ہو فراخی کرتا ہے روزی کی جس پر چاہتا ہے اور تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے حکمت و عدل
اُسی کو ہے بیشک وہ ہر شے کو خوب جانتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتحرمع توضیح یہ ہے کہ یہ اختلاف
عام ہے ہر امر دین مین جس کے بارے مین بندون نے اختلاف کیا ہے سو اس کا حکم و فیصلہ و مرجع اللہ ہی کی
طرف ہے وہی اپنے حکم سے قیامت کے دن اُس مین حکم دیگا اور اُس مین جھگڑنے والون کے جھگڑے کا فیصلہ
کر دے گا اور اُس وقت حق والا باطل والے سے ظاہر ہو جائے گا اور جنت کا فریق نار کے فریق سے چھٹ
جائیگا کلبی کہتے ہین من شئے سے مراد امر دین ہے سو اُسکا حکم طرف اللہ کے ہے وہ اس مین فیصلہ کرے گا
قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے او امر الدنیا اور بڑھایا ہے یعنے دین کا امر ہو یا دنیا کا کشاف مین دنیا کا
لفظ زیادہ نہین کیا ہے محلی نے اس کو یون ذکر کیا ہے من الدین وغیرہ غیرہ سے مراد جیسے دنیا مین خصومات
ہوتے ہین اول اولے ہے یعنے امر دین کیونکہ یہ کچھ لازم نہین ہے کہ درمیان مومنین و کافرین کے امور
دنیا مین خصومات ہون اور ایسی خصومت مین تحاکم الے اللہ نہین بولتے ہین کما افادہ الشہاب شیخ زادہ
کا بیان یہ ہے کہا ہے کہ یہ آیت حکایت ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی واسطے مومنین کے
سو گویا آپ نے امر دین وغیرہ مین فیصلے کو اللہ پاک کے سپرد کیا پس اللہ پاک نے اس قول کو قرآن مجید مین
نقل فرما دیا اس بات پر قول آئندہ دال ہے یعنے ذٰلکم اللہ ربی الآیہ انتہے مقاتل کہتے ہین کہ بعض اہل مکہ نے
تو قرآن شریف کا انکار کیا اور بعض اُس پر ایمان لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی مگر اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ
خصوص سبب کا اور ممکن ہے یون کہین کہ کلمہ الے اللہ کے یہ معنے ہین کہ اس کا حکم پھیرا جاتا ہے طرف کتاب
اللہ کے کیونکہ قرآن شریف مشتمل ہے حکم و فیصلے پر درمیان بندگان خدا کے اُس امر مین جس کے اندر اختلاف
کرتے ہین پس آیت عام ہوگی ہر اختلاف مین جو امر دین سے متعلق ہے اس کو کہ وہ پھیر اگیا ہے طرف کتاب
کے اُسی کے مثل قولہ تعالے وان تنازعتم فی شئی الآیہ ہے اور اللہ پاک یہ حکم لگا چکا ہے کہ دین جو ہے
سو اسلام ہی ہے اور قرآن شریف حق ہے اور مومنین جنت مین ہین اور کافرین نار مین ہین لیکن چونکہ کفار
اُس کے حق ہونے کی تصدیق نہین کرتے تھے مگر دار آخرت مین کر لین گے اس لیے اللہ پاک نے اُن کو اس کا وعدہ
دیا قیامت کے دن کا کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ مختلف فیہ مین محاکمہ لاؤ طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کیونکہ اُنکا حکم اللہ کا حکم ہے اور اُن کی حکومت و فیصلہ پر اُن کے غیر کی حکومت کو مت اختیار کرو
ذٰلِکُمُ اللّٰہُ خبر اول رَبِّیْ خبر ثانی عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ تیسری خبر وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ چوتھی خبر یعنے یہ حاکم عظیم

الشان ساتھ اس حکم کے اللہ ہی میرا رب ہے اُسی پر مین نے بھروسا کیا ہے اپنے سارے کامون مین نہ اُس کے غیر پر
اور اپنے ساری امور اُسی کے سپرد کر دیے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہون نہ طرف اُس کے غیر کے ہر شے مین جو
مجھے پیش آتی ہے جمہور نے فاطر السموات والارض کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ یا پانچوین خبر ہے یا یہ خود مبتدا
ہے اور ما بعد اُس کا اُس کی خبر ہے یا ربی کی صفت ہے اس لیے کہ اضافت محضہ ہے اس بنیاد پر جملہ علیہ توکلت
والیہ انیب معترضہ ہوگا درمیان صفت و موصوف کے زید بن علی نے فاطر کو بجر پڑھا ہے اس بنا پر کہ صفت
ہے اسم شریف کی جو الی اللہ مین ہے اور ما بین اُن کے معترضہ ہے یا اس بنیاد پر کہ علیہ یا الیہ کی ضمیر سے بدل ہے۔
کسائی نے بنا بر ندا النصب جائز کہا ہے اور غیر کسائی نے بنا بر مدح یعنے امدح اور اعنی فاطر بمعنے خالق
مبدع ہے اس کی تحقیق اول گزر چکی ہے جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا الآیہ چھٹی خبر ہے یعنے پیدا کیے
واسطے تمہارے تمہاری جنس سے عورتین یا مراد بی بی حوا علیہا السلام ہین اس لیے کہ حضرت آدم علیٰ
نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہین وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا اور پیدا کی واسطے چوپایون
کے انھین کی جنس سے مادہ یا یہ معنے ہین کہ پیدا کیے واسطے تمہارے چوپایون سے اصناف نر و مادہ کی
یہ وہی آٹھ اصناف ہین جن کا ذکر سورہ انعام مین کیا ہے يَذْرَؤُكُمْ ماخوذ ہے ذرء سے بمعنے
بثّ ہے یعنے پھیلانا یا بمعنے خلق و انشاء ہے کُم کا خطاب آدمیون کے مخاطب لوگون کو ہے اور انعام کو مگر
اس مین عقلا کو تغلیب دی گئی ہے غیر عقلا پر زمخشری نے کہا یہ مسئلہ احکام ذات العلتین سے ہے شیخ
کہتے ہین یہ ایک اصطلاح غریب ہے مراد اس سے یہ ہے کہ جب خطاب و غیبت دونون جمع ہون تو خطاب
کو تغلیب دی جائے فیہ کی ضمیر راجع ہے طرف جعل کے جو کہ جعل سے معلوم ہوتا ہے یا راجع ہے طرف
مخلوق کے یا طرف تدبیر کے جن کا ذکر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمیون اور چوپایون کے واسطے جوڑے
بنائے تا آنکہ اُن کے نر و مادہ مین توالد و تناسل ہوا کلمہ فی یا تو اپنے ظرفی معنے پر ہے یعنے اُس تدبیر
مین تمہاری کثرت کرتا ہے یعنے یہ تدبیر بث و تکثیر کے واسطے مثل منبع و معدن کے ٹھیرائی گئی ہے
یا بمعنے با سے سببیہ ہے یعنے بڑھاتا ہے تم کو بسبب اُس تدبیر کے فرا و زجاج و ابن کیسان نے کہا یکثرکم
بہ یعنے کثرت کرتا ہے تمہاری بسبب کرنے تمہارے کے جوڑے کیونکہ یہ سبب ہے نسل کا ابن قتیبہ نے
کہا فیہ اے فی الزوج **قولہ** لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ الخ ساتوین خبر ہے یہان ذکر مثل سے مراد مبالغہ ہے نفی
مین بطریق کنایہ کے جس طرح یہ قول ہے عرب کا کہ مثلک لا یبخل و غیرک لا یجود غرض قائل کی مخاطب کا
عدم بخل اور اس کا جود نہایت مبالغہ و خوبی سے ثابت کرنا ہے تو اس کو یون ادا کیا کہ تیرا مثل بخل نہیں
کرتا ہے اور تیرا غیر جود نہین کرتا ہے اب دیکھو کہ مخاطب سے کسقدر سبالغے کے ساتھ بخل کی نفی ہوئی کیونکہ

حب بخیل کی نفی اُس شخص سے کی گئی جو کہ مخاطب سے مناسبت و مثلیت رکھتا ہے تو اُس سے تو بطریق اولی اُس کی
نفی ہوئی اور جب مخاطب کے غیر سے جود کی نفی ہوئی تو کس مبالغہ سے اُس کے واسطے جود کا ثبوت ہوا یہ محاورہ زبان
اُردو میں بھی ہے مثلا یوں کہتے ہیں کہ تم سے آدمی سے یہ کام بعید ہے غرض یہ کہ جو کوئی تمہاری مثل ہے
اُس سے یہ کام بعید ہے تو خود تم سے تو نہایت بعید ہے کسی نے کہا کہ حرف کاف زائد ہے واسطے تاکید کے
اس لیے کہ اللہ پاک کا کوئی مثل نہیں ہے معنے یہ ہیں کہ اُس کی مثل کوئی شے نہیں ہے یہ وجہ معربین کے
نزدیک مشہور ہے کسی نے کہا کہ کلمہ مثل زائد ہے ثعلب وغیرہ اسی کے قائل ہیں جس طرح کہ اس آیت میں
لفظ مثل زائد آیا ہے فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ای بما آمنتم بہ اسی باب
سے یہ قول ہے اوس بن حجر کا ؎

وَقَتْلَى كَمِثْلِ جُذُوعِ النَّخِيلِ ۔۔۔ تَغَشَّاهُمُ مُسْبِلٌ مُنْهَمِرْ

اے کجذوع النخیل یہ قول جید نہیں ہے بلکہ قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ کنایہ ایک باب مسلوک ہے عرب
کا اور اُن کے واسطے ایک شاہراہ مالوف ہے مطلب یہ ہے کہ عرب لوگ کنایہ کا بہت استعمال کرتے ہیں
اس باب میں کتاب الکنایہ ثعالبی کی ایک بے مثل و بے مثال کتاب ہے قرآن مجید و حدیث شریف و اشعار
مقبول عرب و محاورات سے اُس میں کنایہ کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ باب زیادت مثل سے یہ شعر ہے کسی شاعر کا ؎

لَيْسَ كَمِثْلِ الْفَتَى زُهَيْرٍ ۔۔۔ خَلْقٌ يُوَازِنُهُ فِي الْفَضَائِلِ

کسی اور نے کہا

عَلَى مِثْلِ لَيْلَى يَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ ۔۔۔ وَإِنْ بَاتَ مِنْ لَيْلَى عَلَى الْيَأْسِ طَاوِيَا

کسی اور نے کہا ہے

سَعْدُ بْنُ زَيْدٍ إِذَا أَبْصَرْتَ فَضْلَهُمُ ۔۔۔ فَمَا كَمِثْلِهِمُ فِي النَّاسِ مِنْ أَحَدِ

ابن قتیبہ نے کہا کہ عرب لوگ مثل کو نفس و ذات کے مقام میں قائم کرتے ہیں تو یوں بولتے ہیں مثلی لا یقال
لہ ہذا اے انا لا یقال لی ہذا یعنے مجھ سے آدمی کے واسطے یہ بات نہیں کہی جاتی ہے کسی نے کہا کہ
مراد مثل سے صفت ہے یعنی یوں ہے کہ مثل بمعنے مثل ہے اور مثل بمعنے صفت ہے جیسا کہ قولہ تعالیٰ مَثَلُ الْجَنَّةِ
الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ اے صفۃ الجنۃ پس معنے یہ ہیں کہ نہیں ہے مثل صفت اللہ کے کوئی شے ان صفات
سے جو کہ اُس کے غیر کے واسطے ہیں یہ قول ایک محمل سہل ہے ابوالبقا نے کاف کی زیادتی کو ترجیح
دیکر کہا ہے کہ اگر وہ زائد نہ ہو تو مفضی ہوگا طرف محال کے کیونکہ معنے یہ ہوں گے کہ اُس کے واسطے
مثل ہے اور اس کی مثل کے واسطے مثل نہیں ہے حالانکہ اس میں تناقض ہے کیونکہ جب اس کے

واسطے مثل ہوا تو اُس کی مثل کے واسطے بھی مثل تھا اور وہ وہی ہے باآنکہ اثبات مثل کا واسطے اللہ پاک کے محال ہے یہ تقریر خوب ہی لیکن ابو البقاء نے جو اعتراض وارد کیا ہے وہ اُس بات سے مندفع ہو جاتا ہے جو ہم ذکر کر آئے ہیں کہ کلام خارج ہوا ہے مخرج کنایہ میں راغب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ بہت مشابہت کے واسطے وضع کیے گئے ہیں لفظ مثل اُن سب سے زیادہ تر عام ہے یہ یوں ہے کہ لفظ نِدّ تو اُس شے کے واسطے کہا جاتا ہے جو مشارک ہے جوہر میں فقط اور شِبہ اُس شے میں بولتے ہیں جو مشارک ہے کیفیت میں فقط اور مساوی اُس شے میں کہتے ہیں جو اُس کو مشارک ہے صرف کمیت میں اور شکل اُس شے میں بولتے ہیں جو اُس کے مشارک ہے فقط قدر و مساحت میں اور مثل اس سب میں بولا جاتا ہے اسی لیے جب اللہ پاک نے نفی شبہ کا ارادہ کیا ہر وجہ سے تو خاص کر کے مثل کا کلمہ ذکر کیا فرمایا لیس کمثلہ شئ جو کوئی اس آیت کریمہ کو سمجھے گا جیسا کہ اس کے سمجھنے کا حق ہے اور اس کو سوچے گا جیسا کہ سوچنے کا حق ہے تو جو لوگ صفات میں اختلاف کرتے ہیں ان کے اختلاف کے وقت اس کی وجہ سے ایک نہایت روشن و واضح راہ پر چلے گا اور اُس کی بصیرت اور بھی بڑھ جائے گی جب کہ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کے معنے میں تامل و غور کرے گا اس لیے کہ یہ اثبات بعد اُس نفی مماثل کے مشتمل ہے برد الیقین و شفائے صدور و انثلاج قلوب پر یعنے جب اول یوں کہا کہ اُس کی مثل کوئی شے نہیں ہے پھر یہ فرمایا کہ وہ سمیع بصیر ہے تو بابت صفات کے جو شبہے کی گرمی اور شک کے کانٹے کی کھٹک سینہ و دل کو بے چین کرتی تھی اس اثبات نے اُس کو دور کر دیا الیقین کی خنکی آگئی سینوں کا روگ گیا شفا ہو گئی دل ٹھنڈے ہو گئے جو صفات جلیلہ الٰہیہ قرآن شریف میں یا صحیح حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں وہ سب برحق ہیں کیفیت اُن کی اللہ پاک کو معلوم ہے سلف کا یہی طریقہ ہے کہ اُن کو بلا تکییف و تشبیہ و تمثیل و تعطیل و تاویل مانیں اور اُن کی کیفیت کو صاحب صفات کے حوالے کریں اب اے طالب حق تم اس حجت نیرہ و برہان قوی کی قدر کرو کیونکہ تم اس سے بہت سی بدعتوں کو توڑ پھوڑ ڈالو گے اور ضلالت و گمراہی کے سروں کو توڑ دو گے اور قاصرین متکلفین متکلمین متاولین کے طوائف کے ناکوں کو اس سے خاک میں آلودہ کرو گے خصوصًا جب کہ تم نے اُس کے ساتھ قولہ تعالے وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا کو ملا دیا تو اسے تو اس علم کی رسی کے دونوں سرے پکڑ لیے جس کا نام علم کلام و علم اصول الدین رکھتے ہیں ؎

دع عنك نهبا صيح في حجراته	۰	وهات حديثا ما حديث الرواحل

غرضکہ وهو السميع البصير آٹھویں خبر ہے اور لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نویں خبر مقالید جمع ہے مقلاد کی یا مقلید کی یا اقلید کی یہ جمع برخلاف قیاس ہے اقلید بمعنے مفتاح ہے یعنے اُسی کے ہیں کنجیاں

ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی یا اُن کے خزانے مراد مطر و نبات وغیرہ ہے جیسے وہ جواہر جو زمین سے نکالے
جاتے ہین نحاس نے کہا کہ جو شخص کنجیون کا مالک ہوتا ہے وہی خزانون کا بھی مالک ہوتا ہے اس کی تحقیق سورہ
زمر مین گزر چکی ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ آسمان و زمین کی کنجیان اُس کے ہاتھ مین ہین تو اُس کے بعد بسط
وقبض کا ذکر فرمایا يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ یہ دسوین خبر ہے یعنے روزی فراخ کرتا ہے جس کے واسطے
چاہتا ہے جیسے روم و فرس اور اُس کی تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے جیسے عرب اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنے
بیشک وہ ہر شے کو اشیا مین سے خوب جانتا ہے سو اُس پر کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین ہے اُس کے علم نے جو ہر
شے کا احاطہ کیا ہے سو اُس کے نیچے یہی مندرج ہے کہ مطیع کی طاعت کو اور عاصی کی معصیت کو جانتا ہے تو
جزا دیگا ہر ایک کو جس خیر و شر کا وہ مستحق ہوگا جبکہ اللہ پاک نے كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ الآیہ
مین یہ ذکر کیا کہ اس نے وحی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو یہ سورت جن معانی کو متضمن تھی اُسکی
تفصیل شروع کی پس ارشاد فرمایا شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا
تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ راہ ڈالدی تم کو دین مین وہی جو کہہ
دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہہ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسے کو یہ کہ قائم
رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اس مین بھاری پڑتا ہے شریکوالون کو جس طرف تو بلاتا ہے اُن کو اللہ چن لیتا
ہے اپنی طرف جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اس کو اپنی طرف جو رجوع لاوے اور پھوٹ جو ڈالی سو
سمجھ آچکی پیچھے آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل گئی ہے تیرے رب سے ایک ٹھیرے وعدے
تک تو فیصلہ ہوجاتا اُن مین اور جن کو ہاتھ لگی ہے کتاب اُن کے پیچھے وہ دھوکے مین ہین اُس کے جو بیڑا
نہین دیتا **ف** اصل دین ہمیشے ایک ہی ہے اس کے قائم کرنے کے طریق ہر وقت مین جدا ٹھیرا دیے
ہین اللہ نے **ف** یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنے بدل گئے، اور پیچھے
والے مختلف باتین دیکھتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ معنے اُس طرح یا اس طرح یہ اختلاف برا ہے جو
معنون مین خلاف نکلتا ہو اور اگر کئی طرح معنے کہے جن مین خلاف نہین نکلتا اُس کا منع نہین انتہے
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے فرماتا ہے اس امت سے کہ مشروع کیا واسطے تمہارے دین سے وہ
دین جس کی وصیت کی نوح کو اور وہ دین جس کی وحی کی ہم نے طرف تیرے اول رسل کا ذکر کیا بعد آدم

علیہ السلام کو وہ نوح علیہ السلام ہین اور آخر رسل کا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پھر ان کے درمیان مین بگے اولوا العزم رسولون کا ذکر کیا وہ حضرت ابراہیم وحضرت موسی وحضرت عیسے بن مریم علیہم السلام ہین اس آیت نے پانچ کے ذکر کو نظم کیا ہے جس طرح کہ احزاب کی آیت ان پر مشتمل ہے اس کریمہ مین وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآیہ اور وہ دین جسکو سارے رسول لائے وہ یہی پوجنا ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کا کما قال عز وجل وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ٥ اور حدیث شریف مین ہے ہم خاص گروہ انبیا کی اولاد علات ہین دین ہمارا ایک ہے یعنے قدر مشترک باہم انبیا کی یہی عبادت ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی گو شرائع اور طریقے اُن کے مختلف ہوئے ہین کما قال جل جلالہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا اسی لیے یہان یون فرمایا ہے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ یعنے اللہ پاک نے سارے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو باہم الفت رکھنے اور جمع رہنے کی وصیت فرمائی ہے اور افتراق و اختلاف سے ان کو منع کیا ہے كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ کا یہ مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس توحید کی طرف تو ان کو بلاتا ہے اُس کو اُنہون نے اوپرا سمجھا ہے اور وہ اُن پر شاق گزری ہے پھر اللہ سبحانہ نے فرمایا اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ الآیہ یعنے اللہ ہی مقدر کرتا ہے ہدایت کو اُس کے واسطے جو اُس کا مستحق ہے اور لکھتا ہے گمراہی اُس پر جس نے اُس کو اختیار کیا ہے راہ ہدایت پر اسی لیے یون فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ یعنے اُن کی مخالفت جو حق کے واسطے ہوئی سو اس کے بعد ہوئی کہ وہ اُن کی طرف پہونچ گیا اور حجت اُن پر قائم ہو چکی اور سوای بغی وعناد ومخالفت کے اور کوئی شئے اُن کو اس پر باعث نہین ہوئی پھر اللہ عز وجل نے فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ الآیہ یعنے اگر نہ ہوتا اللہ کا کلمہ جو سابق ہو چکا ہے کہ بندون کو مہلت دیگا اُن کے حساب قائم کرنے کے روز قیامت تک تو جلدی سے دنیا ہی مین اُن پر عقوبت لا ڈالتا قولہ تعالی وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ الآیہ یعنے پچھلا گروہ بعد قرن اول کے جس نے حق کی تکذیب کی ہے البتہ شک مریب مین ہین اُس سے یعنے اپنے امر وایمان کے یقین پر نہین ہین وہ جو ہین سو بدون دلیل وبرہان کے اپنے آبا واسلاف کے مقلد ہین بے سمجھے بوجھے اُن کی پیروی کرتے ہین اور اپنے کام سے حیرت مین ہین اور شک مریب و شقاق بعید مین ہین **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ شرع لکم کیا رہوین خبر ہے اور شرع بمعنے بین و اوضح وسن و اظہر ہے اور لکم کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو ہے یعنے اسنے امت محمدیہ پر ظاہر و واضح کیا واسطے تمہارے دین سے ایک واضح طریق اور ایک ایسے دین کی راہ ڈالی جس کی صحت پر انبیا کا اتفاق ہو اور وہ دین جس کی وصیت نوح کو کی یعنے توحید و دین اسلام اور وہ اصول

شرائع جن مین رسول مختلف نہین ہوئے اور کتابین اُن پر متوافق ہوئین اور وہ دین جس کی ہم نے وحی کی طرف
تیرے یعنے قرآن و شرائع اسلام اور بیزار ہونا شرک سے مطلب ہے کہ وصیت کی ہم نے نوح کو اور تجھ کو اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دین کی خاص کرکے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اول انبیای
صاحب شرائع ہین اُن کے اول ہونے کی دلیل وہ ہے جو حدیث صحیح مین ثابت ہوئی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حدیث مشہور کبیر شفاعت مین فرمایا ہے ولیکن تم نوح کے پاس آؤ اس لیے کہ وہ اول رسول ہین
کہ بھیجا اُن کو اللہ نے طرف زمین والون کے یہ بات صحیح ہے اس مین کوئی اشکال نہین ہے جس طرح
کہ یہ امر بغیر اشکال ہے کہ حضرت آدم اول رسول ہین جو نبی کیے گئے مگر اتنی بات ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ
صرف نبوت تھی اُن کے واسطے فرائض مقرر نہین کیے گئے تھے اور نہ محارم اُن کے لیے مشروع ہوئے تھے
اُن کی شرع تو صرف تنبیہ تھی بعض امور پر اور اقتصار تھا معاش کی ضرورتون پر او حیات و بقا کے وظائف
کا اخذ تھا یہ شرع حضرت نوح علیہ السلام کے وقت تک مستمر رہی پھر اللہ پاک نے ماؤن بیٹیون بہنون کی تحریم
دیکر انکو بھیجا اور واجبات اُن پر مقرر کیے اور آداب و دیانات اُن کے لیے وضع فرمائے اور یہ امر ہمیشہ رسولون
سے متاکد و پختہ ہوتا رہا اور نبیون سے اس کام کی نصرت و مدد ہوتی رہی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا اور
ایک شریعت کے بعد دوسری قائم ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ پاک نے شرائع کو ختم کیا ساتھ بہترین ملل ہماری
ملت اسلام کے زبان پر اکرم رسل ہمارے نبی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غرضکہ امت محمدیہ
کے واسطے وہ قدیم شریعت مشروع کی ہے جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور جس کی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف وحی کی اور جس کی حضرت ابراہیم و حضرت موسے و حضرت عیسے علیہم السلام کو وصیت فرمائی یعنے
یہ ایسی نفیس و عمدہ و برگزیدہ و پاک شریعت ہے جس کی صحت پر سارے نبی اور ساری کتابین متفق ہین خاص
کرکے ان پانچ نبیون کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ حضرات بابرکات اکابر انبیا ہین اور شرائع معظمہ و اتباع کثیرہ
والے ہین اور اولوالعزم ہین اور اس لیے کہ کافرون کے دل اُن کی طرف مائل ہین کیونکہ بعض کی نبوت پر
اکثر کا اتفاق ہے جیسے حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام اور حضرت موسے علیہ السلام مین یہود اور
حضرت عیسے علیہ السلام مین نصاری متفرد ہین اور اس واسطے کہ ان مین سے ہر ایک کے لیے جدید شرع
ہے ان کے سوا جو اور رسول ہین سو وہ اپنے پہلے کی شرع پہونچانے کے واسطے مبعوث ہوتے تھے دیکھو
حضرت شیث و حضرت ادریس علیہما السلام حضرت آدم علیہ السلام کی شرع کے پہونچانے کو مبعوث ہوئے تھے
اور حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام جو حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان مین تھے
سو یہ حضرت نوح کی شرع کے پہونچانے کو بھیجے گئے تھے اور جو حضرت ابراہیم و حضرت موسی کے مابین تھے

وہ شرع ابراہیمی کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے تھے اسی طرح جو یابین حضرت موسیٰ و حضرت عیسےٰ کے ہوئے وہ شرع موسوی کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے فلیتامل اب یہان پانچ امر قابل سمجھنے کے ہین اول یہ ہے کہ شروع مین وصی فرمایا اور پہر والذی اوحینا کہا اوما اوحینا نہ کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ الذی اصل موصولات ہے سو اس اعتبار سے جس شئے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اُس کی تفخیم شان منظور ہے کہ جو کلمہ موصولات مین اصل تہا اُس کے ساتھہ اُس کو ادا کیا دوسرا یہ ہے کہ جو شئے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مشروع فرمائی اُس کو مخصوص بایجاد کیا باوجود اس کے کہ ماقبل و مابعد مین بلفظ توصیہ مذکور ہے یعنی یہان والذی وصینا ک بہ نہ کہا بلکہ اوحینا الیک فرمایا سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ مقصود آپ کی رسالت کی تصریح کرنا ہے کون تصریح جو کہ واسطے انکار کفار کے قامع و بیخ کن ہے تیسرا یہ ہے کہ یہان اوحینا فرمایا اوحی نہ کہا جیسا کہ اول وصی کہا تہا بلکہ غائب سے صیغہ متکلم مع الغیر کی طرف التفات کیا سو نکتہ یہ ہے کہ منظور اس امر کا بتانا ہے کہ اللہ پاک کو آپ کی طرف وحی کرنے کے ساتھہ کمال اعتنا و نہایت درجے کا اہتمام ہے جبہی تو یون فرمایا کہ ہم نے وحی کی طرف تیرے جیسے بلا تشبیہ بادشاہان دنیا کو جب کسی امر کا اہتمام جتانا منظور ہوتا ہے تو کہتے ہین ما بدولت نے یہ کام کیا اور ہم نے یہ حکم دیا اور یہی بہید ہے اس مین کہ والذی اوحینا کو اُس کے مابعد پر مقدم کیا باوجود اس کے کہ مابعد کا مضمون یعنے وما وصینا بہ ابراہیم الآیہ زمانے مین اس پر مقدم ہے چوتہا یہ ہے کہ اگر والذی اوحینا کی تقدیم مابعد پر اہتمام کے واسطے ہے تو چاہیے تہا کہ ما وصی بہ نوحا پر بہی مقدم کیا جاتا اس کا نکتہ یہ ہے کہ توصیہ نوح علیہ السلام کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ جو دین اُن کے لیے مشروع کیا ہے اس کا بسرعت یہ بیان ہو جائے کہ وہ ایک قدیم دین ہے پانچوان یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو خطاب کو بطریق تلوین متوجہ کیا یعنے اول شرع لکم فرمایا گو خطاب امت کو ہے مگر آپ سب مخاطبون کے سردار ہین تو گویا آپ اول مخاطب ہین بعد کو امت ہے اور یہان الیک فرمایا سو یہ نیرنگی خطاب کے واسطے آپ کی تشریف و تعظیم کے ہے اور اس لیئے کہ منظور آگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ اللہ پاک نے اُس دین متین کو مشروع فرمایا ہے واسطے امت کے آپ کی زبان فیض ترجمان پر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ واتباعہ وبارک وسلم بعدد معلوماتہ الی یوم الدین آمین پہر وہ شئے بیان کی جس کے ساتھہ ان سب کو وصیت فرمائی پس ارشاد فرمایا اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ مراد دین سے اللہ پاک کی توحید ہے یعنے زبان سے ایک کہنا اور دل سے ایک جاننا کسی نے خوب کہا ہے مصرعہ یکے گویم یکے خوانم یکے دانم۔ اور اُس پر ایمان لانا اور اسکے رسولون کی طاعت کرنا اور اُس کے شرائع و احکام کو ماننا اور اُس کے قائم کرنے سے .... مراد اُس کے ارکان کی تعدیل ہے اور اُسکو محفوظ

کہتا ہے اُس سے کہ اُس میں زیغ و میل واقع ہو یا اُس پر مواظبت و مداومت کرتا ہے اور اُس کے واسطے چست و چالاک
رہتا ہے اور اُس کے احکام کی بجا آوری میں سعی و کوشش کرتا ہے سدی نے کہا یہ معنے ہیں کہ اُس پر عمل
کرو کسی نے کہا کہ اللہ پاک کی توحید ہے اور اُسپر ایمان لانا ہے اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور
پچھلے دن پر اور طاعت اللہ تعالیٰ کی اس کے اوامر و نواہی میں اور باقی وہ امور جن سے آدمی مسلمان ہوتا
ہے اور وہ شرائع جو کہ اُمتوں کے مصالح میں موافق اُن کے احوال کے یہ مراد نہیں ہیں کیونکہ یہ مختلف و
متفاوت ہوتی ہیں کما قال تعالیٰ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا مجاہد کہتے ہیں نہیں بھیجا
اللہ نے کبھی کوئی نبی مگر وصیت کی اُس کو نماز کے قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور اقرار کی واسطے اللہ
کے ساتھ طاعت کے پس یہ اس کا وہ دین ہے جو اُن کے واسطے مشروع کیا قتادہ نے کہا مراد حلال جاننا
حلال کا اور حرام جاننا حرام کا ہے قرطبی نے کہا یہ معنے ہیں کہ وصیت کی ہم نے تجھ کو اے محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوح کو ایک دین کی یعنے ایک ہے اُن اصول میں جن میں شرائع مختلف نہیں ہوئے
وہ اصول یہ ہیں توحید و نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و تقرب الی اللہ عمل صالح سے اور صدق و وفا بعہد و ادائے
امانت و صلہ رحم اور تحریم کفر و قتل و زنا کی اور خلق کے ایذا دینے کی کسی طرح سے متصور ہو اور زیادتی و ظلم
کرنے کی حیوان پر کسی طرح سے ہو اور دناءات میں گھسنے کی اور اُس کام کی جو رجوع ہوتا ہو طرف قطع مروات
کی پس یہ سب امور مشروع کیے گئے ہیں ایک دین ایک ملت کر کے اور انبیا علیہم السلام کی زبانوں پر مختلف
نہیں ہوئی گو اُن کے اعداد مختلف ہوئے وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا اَنْ اَقِيمُوا الدِّينَ الخ کلمہ اَنْ
مصدریہ ہے اور وہ اور اس کا مابعد محل رفع میں ہے اُس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور جملہ مستانفہ
ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا وہ کیا شے ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشروع کی سو یہ اُس کا
جواب دیا کہ ہو اقامۃ الدین یعنے وہ شے دین کا قائم کرنا ہے کسی نے کہا کہ محل نصب میں ہے بنا بر بدل
موصول سے یا محل جر میں ہے بنا بر بدل دین سے یا ضمیر بہ سے کسی نے کہا کہ اَنْ تفسیریہ ہے اس لیے
کہ اُس سے قبل وہ شے ہے جس میں معنے قول کے ہیں یعنے کلمہ وصّی و اوحینا توصیہ و ایحا دونوں میں
قول کے معنے ہیں پھر جب اللہ پاک نے دین کے قائم کرنے کا اُن کو امر کیا تو اُس میں اختلاف کرنے
سے اُن کو نہی کی پس ارشاد فرمایا وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ یعنے مت اختلاف کرو توحید میں اور اللہ پر ایمان
لانے میں اور اُس کے رسول کی طاعت میں اور اُس کے شرائع و احکام کے قبول میں کیونکہ یہ وہ امور ہیں
جن پر شرائع کا تطابق ہوا ہے اور دین ان میں متفق ہیں تو ایسے امور میں خلاف لائق نہیں ہے اب
رہی فروع مسائل جن میں دلیلیں مختلف ہوئی ہیں اور امارات باہم متعارض ہوتی ہیں اور افہام

کا اُن مین تباین ہوتا ہے سو وہ اس تفرق کے قبیل سے نہین ہین کیونکہ وہ تو منجملہ مطارح اجتہاد و مواطن خلاف
ہین قرطبی نے اس کی تفسیر مین یون کہا ہے کہ کرو تم دین کو قائم و دائم و مستمر و محفوظ و مستقر بدون اس
کے کہ اُس مین خلاف و اضطراب کرو سو خلق مین سے بعض نے تو اس عہد کو وفا کیا اور بعض نے توڑ ڈالا اور
جس نے توڑا تو اُس کے توڑنے کا وبال اُسی کی جان پر پڑے گا غرض کہ جن امور کا ذکر ہو چکا ہے وہ تو سب
دینون مین متفق رہے اس اعتبار سے سارے دین ایک دین ہین اور دین کے احکام مین شرائع کا اختلاف
ہوا سوائے امور مذکورہ کے حسب ارادہ الٰہی جس وقت مین جس حکم کی مصلحت مقتضی ہوئی وہی اُس وقت
کی امت کو دیا گیا اور جس امر کی جس زمانے مین حکمت موجب ہوئی وہی امر اُس زمانے کی امت کے واسطے
وضع کیا گیا مطلب یہ ہے کہ اختلاف شرائع و احکام کا باختلاف امت و زمانہ حسب مقتضای مصلحت
و حکمت الٰہیہ بارادہ الٰہی ہوا واللہ اعلم قتادہ نے تفسیر مین کہا ہے الا تعلموا ان الفرقۃ ہلکۃ وان الجماعۃ ثقۃ
یعنے خبردار جان رکھو کہ فرقت ہلاکت ہے اور جماعت اعتماد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جماعت
رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے غرضکہ جب اللہ پاک نے ایسا نفیس دین شروع کیا جس پر سارے نبیون
کا اتفاق ہے اور اُس کے قائم کرنے کا حکم دیا اور اُس مین اختلاف کرنے سے نہی کی تو اب اُس گروہ کا
ذکر کیا جس پر وہ شاق ہوا پس فرمایا کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ یعنے گران اور شاق گزری
مشرکون پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مراد توحید ہے اور چھوڑنا بتون کا قتادہ نے کہا سخت
گزری اُن پر گواہی لا الٰہ الا اللہ وحدہ کی اور ابلیس اور اُس کے لشکر اُس سے تنگ ہوئے سو انکار کیا اللہ
نے مگر اس بات کا کہ اُس کی مدد کرے اور اُسکو بلندی بخشے اور اُس کو ظاہر و غالب و ظفرمند کرے اُن
لوگون پر جنھون نے اُس سے عداوت کی دوسرا لفظ قتادہ کا یہ ہے کہ تکبر کیا مشرکون نے اس سے کہ اُن
کے واسطے کہا گیا لا الٰہ الا اللہ محلی و بیضاوی نے ماتدعوہم الیہ کی تفسیر من التوحید کی ہے اور خازن نے
من التوحید و رفض الاوثان اور نسفی نے من اقامۃ الدین والتوحید یہ سب تفسیر بقرینہ مشرکین کی گئی
ہے لیکن اولے تعمیم ہے اس لیے کہ سیاق اسی تعمیم پر دال ہے اور خاص کرکے جو مشرکین کا ذکر کیا ہے
یہ اُس کو مانع نہین ہے کما لایخفی کما افادہ صاحب فتح البیان والکرخی رحمہما اللہ تعالےٰ پھر اللہ
پاک نے اپنے اولیاء کو خاص فرمایا اَللّٰهُ یَجْتَبِیْ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ یعنے خالص کرتا ہے اللہ واسطے اپنے
نفس کے جس کو چاہتا ہے یہ قول مجاہد کا ہے اجتبا بمعنے اختیار ہے افتعال کا وزن ہے جبایۃ سے
جبایۃ کہتے ہین جمع کو بر طریق اصطفا کے اصطفا کہتے ہین برگزیدہ و منتخب و پسند کرنے کو اللہ کا بندہ
کو اجتبا و اختیار کرنا یہ ہے کہ اُسکو خاص کرتا ہے ساتھ فیض الٰہی کے تاکہ انواع و اقسام کی نعمتین

اُس کو حاصل ہو جاوین بغیر اُس کی سعی و کوشش کے یعنے چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہتا ہے لیئے بندون
مین سے واسطے اپنی توحید کے اور اپنے دین مین داخل ہونے کے وَیَهۡدِیۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ یعنے توفیق دیتا ہے
اپنے دین کی اور خالص کر لیتا ہے واسطے اپنی عبادت کے اُس شخص کو جو رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اُس کی
کے اور متوجہ ہوتا ہے طرف عبادت اُس کی کے جملہ اَللّٰهُ یَجۡتَبِیۤ الآیة مستانفہ ہے واسطے تحقیق حق کے لایا گیا ہے
اور اس مین اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن مین سے وہ لوگ ہین جو دعوت کو قبول کرتے ہین پھر جب اللہ پاک نے وہ
شے ذکر کی جو اُن کے واسطے شروع فرمائی یعنے دین . . . کا قائم کرنا اور متفرق نہ ہونا تو بعد اس کے تفرق
و اختلاف کا ذکر کیا جس کا وقوع ہوا پس ارشاد فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ الآیة یعنی نہیں
متفرق ہوئے مگر اس بات کو جان کر کہ فرقت گمراہی ہے اُس پر وعید کی گئی ہے یا بعد علم بعثت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا بعد آنے اسباب علم کے کہ وہ رسول اور کتب وغیرہا ہین سو اُن کی طرف التفات نہ کیا۔ اور
متفرق ہونے والون سے کسی نے کہا کہ مراد متفرق ہونے والون سے قریش ہین اور یہ وہ ہین جو متفرق ہوئے بعد اس کے کہ اُن
کے پاس علم آگیا یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے بغی و حسد کے اُن سے آپ پر اور آپ کو
آنے سے پہلے وہ بات کہا کرتے تھے جو اللہ پاک نے اُن کی طرف سے اس آیت مین نقل فرمائی ہے وَاَقۡسَمُوۡا
بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَیۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ جَآءَهُمۡ نَذِیۡرٌ الآیة اور اس آیت مین فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ اور کسی نے
کہا کہ مراد اگلے نبیون کی امتین ہین اور وہ آپس مین مختلف ہوئین جب کہ بعضین اُن مین سے ایمان لائین سو ایک
قوم تو ایمان لائی اور دوسری قوم کافر ہوئی کسی نے کہا یہود و نصاریٰ خاصۃً مراد ہین جیسا کہ اس آیت مین
آیا ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَیِّنَةُ متفرق ہوئے بسبب بغی
کے بعض سے بعض پر واسطے طلب ریاست کے سوائے اُن کا متفرق ہونا کچھ اس لیے نہین ہے کہ بیان مین اور تحقیقون
مین کوئی قصور ہے ولیکن بسبب بغی و ظلم کے اور بسبب مشغول ہونے کے دنیا و جاہ و ریاست مین پھر اگر کوئی
کہے کہ اختلاف کرنے والون پر عذاب کیون نہین آیا تو اس کی یہ وجہ ذکر فرمائی وَلَوۡ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ
اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ یعنے اگر نہ ہوتی بات جو سابق ہو چکی ہے تیرے رب سے مراد تاخیر عقوبت ہے ایک
مدت مقرر تک مراد روز قیامت ہے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے بَلِ السَّاعَةُ مَوۡعِدُهُمۡ کسی نے کہا کہ اجل سے مراد وہ
مدت ہے جس کو اللہ پاک جاری کر چکا ہے واسطے اُن کے عذاب کے دنیا مین ساتھ قتل و قید و ذلت و قہر کے
تو البتہ جلدی سے اُن پر عقوبت نازل کر کے اُن مین فیصلہ واقع ہو چکتا کسی نے کہا یہ معنے ہین البتہ فیصلہ کر دیا
جاتا درمیان اُس شخص کے جو اُن مین سے ایمان لایا اور اُس کے جو کافر ہوا بایں طور کہ کافرون پر تو عذاب نازل
ہو جاتا اور مومنون کو نجات ملتی قولہ تعالیٰ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لَفِیۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِیۡبٍ

یعنے اور بیشک وہ لوگ جو وارث کیے گئے کتاب توریت و انجیل کے مراد وہ یہود و نصاریٰ ہین جو کہ حضور صلی اللہ علیہ
و آلہ و سلم کے عہد شریف مین تھے بعد اُن یہود و نصاریٰ کے جو ان سے پہلے تھے جنھون نے حق مین اختلاف
کیا تھا مجاہد کہتے ہین من بعدہم بمعنے من قبلہم ہے یعنی قبل مشرکین مکہ کے اور وہ یہود و نصاریٰ ہین کسی نے
کہا کہ الذین اورثوا الکتاب سے مراد کفار مشرکین عرب ہین جو کہ وارث کیے گئے قرآن شریف کے بعد اس کے
کہ اہل کتاب وارث کیے گئے اپنی کتاب کے وصف و حال اُن کا یہ ہے کہ البتہ شک مین ہین ایسا شک کہ قلق
کرنے والا ہے ریبت مین ریبت سے مراد نفس کا قلق و اضطراب ہے قرآن سے یا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان
دو وجہ کی بنا پر لفظ شک اپنے مشہور معنے پر نہین ہے معنے مشہور اُس کے یہ ہین کہ نقیضین کا اعتدال و تساوی
ہو ذہن مین بلکہ مراد شک سے اس معنے سے عام تر معنے ہین یعنے مطلق تردد غرضکہ وہ اس سے ایسے تردد مین
ہین جو کہ اُن کے نفس کو بیچین کر رہا ہے اس لیے وہ ایمان نہین لائے قرطبی نے کہا لفی شک من الذی
اوصی بہ الانبیا یعنی ضمیر منہ کی راجع ہے طرف اُس دین کے جس کی وصیت اللہ پاک نے انبیا علیہم السّلام
کو کی جمہور نے اورثوا پڑھا ہے اور زید بن علی نے ورثوا بتشدید را اور توریت سے ف شیخزادہ رحمہ اللہ تعالےٰ
کے بیان کا حاصل یہ ہے جب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس نے سارے انبیا کو اور اُستون کو امر فرمایا کہ
متفق علیہ دین کو لین تو یہان اس بات کا مظنہ تھا کہ کوئی یون کہے پھر ہم کیون اُن کو مختلف پاتے ہین سو
اس کا یہ جواب دیا وما تفرقوا الآیہ یعنے وہ متفرق نہین ہوئے مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس اجماع آچکا قائم
کرنے پر دین متفق علیہ کے اور وہ اس سے اس بات کو جان چکے کہ تفرق گمراہی ہے لیکن اُنھون نے تفرق
کیا یہ بسبب بغی کے جو اُن کی طرف سے صادر ہو حاصل ہوئی اور یہ سبب حسد و عداوت کے جو اُن کے آپس مین
جمی ہوئی اور اتفاق سے مانع تھی سو اسی لیے ہر گروہ ایک مذہب کی طرف گیا اور لوگون کو اُسکی طرف بلایا
اور اُس کے سوا اور مذاہب کو قبیح کہا یہ معنے تو اس بنا پر تھے کہ بغی کے معنے عداوت ہون یہ بھی احتمال ہے
کہ بغی مصدر ہو بغاہ بمعنے طلبہ کا اور معنے یہ ہون کہ متفرق ہوئے واسطے طلب دنیا و ریاست کے پھر اللہ پاک
نے یہ خبر دی کہ وہ لوگ بسبب اپنے تفرق کے مستحق عذاب ہوئے مگر اللہ پاک نے اس عذاب کو اُن سے مؤخر کیا
اس لیے کہ اُس کے پاس پہر عذاب کے واسطے ایک وقت مقرر ہے قاضی بیضاوی نے اصول دین مین متفرق ہونے
والون کی تفسیر کی اُن اُمتون کے ساتھ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مبارک پر سابق ہین اور الذین
اورثوا الکتاب من بعدہم کی تفسیر کی اہل کتاب کے ساتھ جن مین سے ہر فریق جدا ہوا اپنے صاحب ایک
کتاب کی طرف منتسب ہو کر سوائے کتاب فریق دیگر کے پس من بعد ما جاءہم العلم کی یہ تفسیر کہ نہین تفرق
کیا مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس یہ علم آگیا کہ تفرق گمراہی ہے اس پر وعید کی گئی ہے سو یہ تفسیر اس بنا پر

سے ہے کہ مراد تفرق سے اگلی امتون کا اختلاف ہے اُس اصل مین جو کہ درمیان اصحاب شرائع کے مشترک ہے یہ قول قتادہ
کا مختار ہے تیسیر التفسیر کہ بعد اس کے کہ آیا اُن کے پاس علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا
سو یہ اس بنا پر ہے کہ مراد تفرق سے تفرق ہر فریق کا ہے اہل کتابین سے اپنی کتاب کی طرف منتسب ہو کر
اب اس قول کی بنیاد پر ضمیر تفرقوا کی اہل کتاب کی طرف راجع ہوگی اور الذین اورثوا الکتاب من بعدہم سے
مراد مشرکین اہل مکہ ہون گے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہوگا اور لفی شک منہ کی ضمیر راجع ہے طرف
کتاب اہل کتاب کے یعنے وہ اپنی کتاب کو جانتے نہین ہین جیسے کہ وہ ہے یا اُس پر ایمان نہین لاتے ہین
جیسا کہ حق ہے ایمان لانے کا اس قول کی بنا اس پر ہے کہ متفرقین سے مراد اگلے اہل کتاب ہین اور الذین
اورثوا الکتاب سے مراد وہ اہل کتاب جو آپ کے معاصر تھے یا ضمیر راجع ہے طرف قرآن شریف کے اس بنا پر
کہ متفرقین سے مراد مطلق اہل کتاب اور الذین اورثوا سے مراد مشرکین ہین فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَا
أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝
وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اللّٰهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
قَرِيبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ
أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ اللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ
الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ سو تو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا فرما دیا اور نہ چل اُن کے چاؤن پر اور کہہ مین یقین لایا
ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملتے
ہین ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہین ہم مین اور تم مین اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اُسی کی طرف
پھر جانا ہے اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہین اللہ کی بات مین جب خلق اُس کو مان چکی اُن کا جھگڑا اوگل رہا ہے اُن
کے رب کے یہان اور اُن پر غصہ ہے اور اُن کو سخت مار ہے اللہ وہی ہے جس نے اتاری کتاب سچے دین پر اور ترازو
اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو شتابی کرتے ہین اُس کی جو یقین نہین رکھتے اُس پر اور جو یقین
رکھتے ہین اُن کو اُس کا ڈر ہے اور جانتے ہین کہ وہ ٹھیک ہی ہے سنتا ہے جو لوگ جھگڑتے ہین اُس گھڑی
کے آنے مین وہ بہکے ہین دور پر اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندون پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہی ہے
زور آور زبردست ف پہلے کتاب والون سے اس طرح کلام کرنا چاہیے ف یہ اُن کتاب والون کو
کہا جو سمجھے لوگون کو بہکاتے ہین شبہے ڈال کر ف ترازو فرمایا دین حق کو جس مین بات پوری ہے نہ کم

۲ ع

نہ زیادہ **ف** جس کو چاہیے جتنی چاہیے دی انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ دس مستقل کلمون پر
مشتمل ہے اُن مین کا ہر کلمہ اپنے قبل کے کلمے سے منفصل ہے اور ایک مستقل حکم ہے سواے آیۃ الکرسی کے
اور کوئی اس کی نظیر نہین ہے کیونکہ وہ بہی اس کے مثل دس فصول ہے ۔ ۱ ۔ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ یعنے پس اُسطرح
اُسی دین کے جس کی ہم نے تیری طرف وحی کی اور جس کی ہمنے وصیت کی سارے رسولون کو تجہ سے پہلو
جو کہ بڑے بڑے شریعت والے مین جس کی پیروی کی گئی ہے جیسے کہ اولوا العزم وغیرہم رسول ہین سو تو بلا لوگون
کو طرف اُس کے ۲ قولہ عز وجل وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ یعنے اور قائم رہ تو اور وہ جس لئے تیری پیروی کی اللہ
تعالی کی عبادت پر جیسا کہ اللہ عز وجل نے تم کو امر فرمایا ہے ۳ قولہ تعالے وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ یعنے اور
مت چل مشرکون کی چاؤن پر بتون کی عبادت مین جس کو اُنہون نے اپنی طرف سے جہوٹ بنا لیا ہے ۴
قولہ جل وعلا وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ یعنے اور تصدیق کی مین نے ساری کتابون کی جو نازل
کی گئین آسمان سے نبیون پر فرق نہین کرتے ہین ہم درمیان کسی کے اُن مین سے ۵ قولہ عظم سلطانہ وَ
أُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ یعنے اور مجہ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ حکم مین جیسا کہ اللہ تعالے نے
مجہ کو امر کیا ہے ۶ قولہ جلت عظمتہ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے معبود اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہین ہے
سو ہم تو اس کا اقرار کرتے ہین اختیاراً اور تم اگرچہ اختیاراً اُس کو نہین کرتے ہو تو ساری عالمون مین جو
کوئی ہے وہ طوعاً و اجباراً اُسی کو سجدہ کرتا ہے ۷ قولہ تبارک وتعالی لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ یعنے
ہم تم سے بری و بیزار ہین کما قال سبحانہ وتعالی وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ
بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ۸ قولہ بہر برہانہ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ مجاہد نے
کہا نہین ہے کوئی خصومت درمیان ہمارے اور تمہارے سدی نے کہا یہ قبل نزول آیت سیف کے تہا یہ
قول متجہ ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور آیت سیف بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے ۹ قولہ عم نوالہ اللّٰهُ
يَجْمَعُ بَيْنَنَا یعنے واللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے قیامت کے دن کما قال تعالے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۱۰ قولہ جل جلالہ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ یعنے اسی
کی طرف مرجع و مآب ہے حساب کے دن قولہ تعالے وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ الآیہ اللہ پاک وعید سناتا ہے اُن
لوگون کو جو کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہین اس شخص کو جو اُس پر ایمان لا چکا یعنے جو لوگ کہ جہگڑتے ہین
مومنین سے جو کہ اللہ کو اور اُس کے رسول کو ماننے والے ہین تاکہ اُن کو روکین اُس راہ ہدایت سے جس پر
وہ چلے ہین حجت اُن کی باطل ہے نزدیک اللہ کے اور اُن پر غصہ ہے اُس کی طرف سے اور اُن کے لیے
سخت عذاب ہے قیامت کے دن حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا کہ جہگڑے مومنون سے بعد اس کے کہ وہ

مان چکے اللہ کو اور اُس کے رسول کو تاکہ اُن کو روکین ہدایت سے اور طمع کی کہ جاہلیت پھر لوٹ آئے قتادہ نے کہا یہ جھگڑنے والے یہود و نصاری ہین مومنون سے کہا کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے قبل ہے اور ہم تم سے بہتر ہین اور ہم کو اللہ کے ساتھ زیادہ تر لگاؤ ہے تم سے حالانکہ وہ اس بات مین جھوٹ ہوئے پھر اللہ پاک نے فرمایا اللہ الذی انزل الکتاب بالحق یعنے اللہ وہی ہے جس نے اُتارین کتابین اپنے پاس سے اپنے بندون پر اور میزان یعنی عدل و انصاف قالہ مجاہد و قتادہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ اور مثل اس آیت کے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ قولہ تبارک و تعالے وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ مین تین امر ہین ایک تو اس مین ترغیب ہے قیامت کی دوسرے اُس سے ترہیب ہے تیسرے ہے بے رغبت کرنا ہے دنیا مین قولہ عز و جل يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا الآیہ یعنے جلدی کرتے ہین قیامت کی وہ لوگ جو اُس پر یقین نہین رکھتے ہین کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے اور یہ جو کہتے ہین سو صرف واسطے تکذیب کے اور بعید جاننے کے اور کفر و عناد و دشمنی کے اور جو یقین رکھتے ہین وہ اُس کے وقوع سے ڈرنیوالے ہین اور جانتے ہین کہ وہ حق ہے یعنی ضرور ہونے والی ہے سو وہ اُس کے واسطے مستعد ہین تیاری کر رہے ہین اُس کے لیے عمل کرتے ہین احادیث صحاح و حسان و سنن و مسانید مین ایک حدیث اتنے طریقون سے مروی ہے کہ وہ تواتر کے درجے کو پہونچی ہے اُس کے بعض الفاظ مین یہ ہے کہ ایک شخص نے باواز بلند آپ سے پوچھا اور آپ اپنے بعض سفرون مین تھے پس اُس نے آپ کو پکارا تو آپ نے مثل اُس کے آواز سے فرمایا ہا ؤم یعنے آؤ پس اُس نے آپ سے عرض کیا کب ہے قیامت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا تیری خرابی ہو بیشک وہ تو ہونے والی ہے پھر تو نے اُس کے واسطے کیا تیار کیا ہے تو اُس نے عرض کیا کہ حب اللہ کی اور اس کے رسول کی تو آپ نے فرمایا انت مع من احببت یعنی تو اُس کے ساتھ ہے جس کو تو نے دوست رکھا پس قول آپ کا حدیث شریف مین المرء مع من احب یہ لامحالہ متواتر ہے غرض یہ ہے کہ آپ نے اُس کو قیامت کے وقت کا جواب نہین دیا بلکہ اُس کے واسطے تیاری کرنے کا اُس کو امر فرمایا قولہ تعالے اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ یعنے خبردار بیشک جو لوگ جھگڑتے ہین قیامت کے وجود مین اور دفع کرتے ہین اُس کے وقوع کو البتہ کھلی جہالت مین ہین کیونکہ جس نے آسمان و زمین بنائے وہ بطریق اولی واحیاء مُردون کے جلانے پر قادر ہے کما قال تعالے وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ قولہ تعالی اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنے لطف و مہر کی جو اپنی خلق

کی روزی دینے مین اُس کو ہے کہ ساری خلق کو روزی دیتا ہے کسی کو اُن مین سے بھولتا نہین اُس کی روزی ہر
نیکوکار و بدکار دونون برابر ہین کما قال تعالے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ
مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اس آیت کو بہت سے نظائر ہین یرزق من یشاء اس کے
یہ معنے ہین کہ روزی کی فراخی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے اور وہ ہے روزآور زبردست یعنی کوئی شئے اُس
کو عاجز نہین کرتی ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے فَلِذٰلِكَ فَادْعُ الآیہ ذٰلک کا اشارہ
ہے طرف تفرق و شک کے یا کتاب یا علم کے یا دین مشروع کے قبل مین یہی اشیا مذکور ہین یعنے پس بسبب
تفرق و شک کے یا کتاب کے یا علم کے جس کو تو دیا گیا ہے یا بسبب اس کے کہ اللہ تعالے نے مشروع کیا ہے
دین سے جو دین کہ مشروع کیا پس تو بلا طرف اللہ کے اور اُس کی توحید کے اور طرف اتفاق و ایتلاف
کے یا یک رنگی قوی ملت پر یا طرف پیروی کرنے اُس شے کے جس کو دیا گیا اور اس بنا پر جائز ہے کہ یہ لام
بجائے الے ہو واسطے فائدہ دینے صلہ و تعلیل کے فرا و زجاج کہتے ہین معنے یہ ہین فالی ذٰلک
فادع جیسے تم بولتے ہو دعوت الی فلان و لفلان اور ذٰلک کا اشارہ ہے طرف اُس شے کے جس کی
انبیا کو وصیت کی یعنے توحید کسی نے کہا کلام مین تقدیم و تاخیر ہے معنے یہ ہین کبر علے المشرکین ما
تدعوہم الیہ فلذٰلک فادع یعنے گران گزری مشرکون پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مراد توحید ہے سو
اسی طرف تو بلا اور قائم رہ اُس شے پر جس کی طرف تو نے دعوت کی راغب نے استقامت کی تفسیر بلزوم منہج
مستقیم کی ہے یعنے سیدہی راہ پر چلنا پس جب اُس کی یہ تفسیر ہوئی تو اب اس کی کوئی حاجت نہ رہی کہ استقامت
کی تاویل بدوام علے الاستقامت کی جائے قتادہ نے کہا کہ مستقیم رہ اللہ کے امر پر سفیان نے کہا کہ قرآن پر ضحاک
نے کہا کہ رسالت کے پہونچانے پر جیسا کہ تجہ کو اس کا امر کیا گیا ہے طرف سے اللہ تعالے کے اور مت پیروی
کر اُن کے اہوا کی یعنے توحید کے چھوڑنے مین اُن کی باطل خواہشون کا اور ان کے تعصبات حق سے باطل
کا پیرو مت ہو اور اللہ کے دین مین جو کوئی تیرا مخالف ہوا ہے اُس کے خلاف کی طرف نظر مت کر محلی کا بیان
یہ ہے کہ پس واسطے اسی توحید کے پس بلا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو اور مستقیم رہ اُس پر اور
مت پیروی کر اُن کی خواہشون کی اُس کے ترک مین نسفی کہتے ہین پس واسطے اس تفرق کے اور واسطے
شاخ شاخ ہونے کفر کے بہت شاخین ہو کر جو کہ اس تفرق کے سبب سے پیدا ہوئی ہین پس بلا تو طرف
اتفاق و ائتلاف کے حنیفی قوی ملت پر اور مستقیم رہ اس پر اور اس کی طرف بلانے پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے تجہ کو امر فرمایا ہے اور پیروی مت کر اُن کی باطل مختلف خواہشون کی اسی کے مثل خازن نے بھی
کہا ہے قاضی صاحب مرحوم کے بیان کا بیان یہ ہے کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف مصدر تفرقوا کے یا طرف

کتاب کے جس سے مراد قرآن شریف ہے یا طرف دین مشروع کے جس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ امر ہے دین کے قائم
کرنے کا اور نہی ہے تفرق سے یعنی پس واسطے اس تفرق کے یا کتاب کے یا علم کے جو تجھ کو دیا گیا ہے پس بلا تو خلق کو
متفق ہونے کی طرف ایک ملت پر یا طرف پیروی کرنے کی اس شے کی جو تجھ کو دی گئی ہے اور اس بنیاد پر کہ
ذلک کا اشارہ ہو طرف کتاب کے یا علم کے تو ہو سکتا ہے کہ حرف لام بمعنے الی ہو یہاں تک کہ ادع کا صلہ سر کیا
مذکور ہو جائے اور تعلیل کے معنے کا بھی فائدہ دے فراء و زجاج اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں فالی ذلک الدین
الذی وصینا بہ الانبیاء فادع الناس یعنے پس طرف اسی دین کے جس کی ہم نے وصیت کی انبیا کو پس بلا
تو لوگوں کو وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ یعنے اور کہدے کہ میں ایمان لایا ساری کتابوں پر
جن کو اللہ تعالے نے اپنے رسولوں پر اتارا ہے نہ ان کی طرح جو کہ انہیں سے بعض پر ایمان لائے اور بعض کے
منکر ہوئے اس میں حق کی تحقیق ہے اور بیان ہے اس بات کا کہ ساری کتابیں اصول دین میں متفق ہیں اور
توریت و انجیل والوں کے دلوں کو مالوف کرنا ہے اور ان کے واسطے تعریض ہے یعنے ہم سب کتابوں کو مانتے
ہیں اور تم سب کو نہیں مانتے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ یعنے اور مجھے حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے
بیچ اللہ کے حکموں میں جب کہ تم میری طرف مرافعہ کرو اور ظلم نہ کروں تم پر بایں طور کہ جو حکم اللہ تعالے نے
مشروع فرمایا ہے اس پر بڑھاؤں یا اس سے گھٹاؤں اور جس شے کے پہونچانے کا اللہ تعالے نے مجھ کو
حکم دیا ہے اس کو جوں کا توں تمہاری طرف پہونچاؤں حرف لام بمعنے کے ہے یعنی میں مامور ہوا ہوں
ساتھ اس شے کے کہ جس کے ساتھ مامور ہوا ہوں تا کہ عدل کروں درمیان تمہارے کسی نے کہا کہ لام زائد
ہے معنے امرت ان اعدل ہیں یعنے مجھے حکم ہوا ہے اس بات کا کہ عدل کروں کسی نے کہا یعنے با ہے اور
ان مصدریہ مقدر ہے ای بان اعدل لیکن قول اول ہے ابو العالیہ کہتے ہیں میں حکم کیا گیا ہوں تا کہ برابری
کروں درمیان تمہارے دین میں سو ایمان لاؤں ہر کتاب پر اور ہر رسول پر ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ عام ہے
ہر شے میں یعنے مجھے حکم ہوا ہے تا کہ عدل کروں درمیان تمہارے ہر شے میں اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے اللہ ہمارا
معبود ہے اور تمہارا معبود ہے اور ہمارا خالق ہے اور تمہارا خالق ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ یعنے
ہماری اعمال کا ثواب و عقاب ہمارے ساتھ خاص ہے اور تمہارے اعمال کا ثواب و عقاب تمہارے ساتھ
خاص ہے سو ہر کوئی اپنے عمل کا بدلا پاوے گا لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ یعنے نہیں ہے کوئی خصومت درمیان
ہمارے اور تمہارے اس لیے کہ حق ظاہر و واضح ہو چکا اب باہم جھگڑنے کی کوئی مجال نہیں رہی ان کی باطل
باتوں کو پیرایہ حجت میں ادا کیا سو صرف ان کے زعم باطل پر ان سے مقابلہ کرنے کو ہے ورنہ ان کی باتوں کو
حجت سے کیا علاقہ حضرت ابن عباس و مجاہد نے فرمایا کہ خطاب یہود کو ہے یہ قول قرطبی نے نقل کیا ہے کسی نے

کہا کہ علی العموم کفار کو ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے آیت سیف سے محلی وخازن نے بہی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ منسوخ نہین ہے اس لیئے کہ براہین ظاہر ہوگئے اور حجتین قائم ہو چکین اب باقی نہ رہا مگر عناد اور بعد عناد کے نہ کوئی حجت ہے نہ کسی طرح کا جدال۔ صاحب فتح البیان اور کرخی رحمہما اللہ تعالی نے کہا ہے آیت مین نہین ہے مگر وہ شے جو دال ہے متارکت پر مقاولہ ومحاجہ مین مطلقًا تا آنکہ منسوخ ہو قاضی صاحب مرحوم بہی اسی کے قائل ہین فرماتے ہین ولیس فی الآیۃ ما یدل علی متارکۃ الکفار راسا حتی تکون منسوخۃ بآیۃ القتال انتہی اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا الآیہ یعنے اللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے محشر مین واسطے فصل قضا کے اور اسی کی طرف مرجع ہے قیامت کے دن پہر ہر ایک کو اُس کے عمل کی جزا دیگا قولہ تعالی وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللّٰهِ الآیہ مین ضمیر کی راجع ہے طرف دین اللہ کے کسی نے کہا کہ طرف اللہ پاک کے کسی نے کہا طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کا ذکر سیاق سے معلوم ہوتا ہے فعل یعنے استجیب اسپر دال ہے لیکن قول اول اولی ہے یعنے وہ لوگ جو جہگڑتے ہین اللہ کے دین مین بعد اس کے کہ لوگون نے اُس کو مان لیا اور اُس مین داخل ہو چکے مجاہد نے کہا بعد اس کے کہ لوگ اسلام مے آئے کہا یہ لوگ ایک قوم ہین جنہون نے یہ وہم کیا کہ جاہلیت لوٹ آئی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین یہ لوگ اہل کتاب ہین مسلمانون سے جہگڑتے اور رہ ہدایت سے اُن کو روکتے تہے بعد اس کے کہ اُنہون نے اللہ کو مان لیا اور فرمایا یہ ایک قوم ہین اہل ضلالت سے اور یہ انتظار کرتے تہے اس کا کہ جاہلیت اُن کے پاس آجائے قتادہ کہتے ہین یہ لوگ یہود ونصاری ہین جہگڑنا اُن کا یہ قول ہے اُن کا کہ ہمارا نبی تمہارے نبی سے قبل ہے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے اور اپنے واسطے فضیلت خیال کرتے تہے باین طور کہ وہ اہل کتاب ہین اور اولاد مین انبیا کی اور مشرکین یون کہتے تہے اَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا اس پر یہ آیت نازل ہوئی عکرمہ سے مروی ہے کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح الآیہ نازل ہوئی تو مشرکون نے اُن مومنون سے کہا جو کہ اُن کے درمیان مین تہے کہ لوگ تو داخل ہو چکے اللہ کے دین مین فوج فوج تو اب تم ہمارے درمیان سے نکل جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ان قولون مین سے بعض قول اول گزر چکے ہین لیکن فی الجملہ الفاظ کا تفاوت ہے غرضکہ موصول مبتدا ہے اور خبر اس کی یہ جملہ ہے حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے مردان مذکورین کی حجت پہسلنے والی ہے نزدیک اُن کے رب کے اُس کو کسی طرح کا ثبات ورجاؤ نہین ہے مثل ایسی شے کے ہے جو کہ اپنی جگہہ سے پہسل رہی ہے محاورہ مین بولتے ہین دحضت حجتہ دحوضًا از باب خضع یعنی اُس کی حجت باطل ہوئی اور احاض بمعنے ازلاق ہے یعنے کسی شے کو پہسلانا اور پہسلنے کی جگہہ کو مکان دحض بولتے ہین ودحضت رجلہ از باب قطع یعنے اس کا پاؤن پہسل گیا انکے جہگڑنے کا نام حجت رکہا گو وہ حجت

نہین ہے شبہہ ہے اس بہر کو اُن کے خیال مین وہ حجت ہو وعلیہم غضب یعنے صرف یہی نہین ہے کہ اُن کی حجت باطل ہے دگر یہہ بلکہ اُن پر شبا غضب ہے اللہ پاک کی طرف سے باین وجہ کہ باطل کے ساتھہ جھگڑتے پہر اس پر بہی قناعت نہین بلکہ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ یعنے اور اُن کے واسطے آخرت مین سخت عذاب ہے امام رازی نے مواحدہ یہود کے بیان مین فرمایا ہے کہ اُنہون نے اللہ تعالے کے دین مین یون جھگڑا کیا کہا کیا تم یہ نہین کہتے ہو کہ دین متفق علیہ کا اخذ واجب ہے نہ اُس دین کا جس مین اختلاف ہے موسی علیہ السلام کی نبوت اور اُن کی کتاب کی حقیت بالاتفاق معلوم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت متفق علیہ نہین ہے تو یہ بات واجب ہوئی کہ یہودیت کا اخذ اولی واجب ہو سو اُن کی یہ حجت ہے اللہ پاک نے اُس پر یہ حکم لگایا کہ وہ باطل ہے اُس کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہود نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ موسی علیہ الصلوۃ و السلام پر ایمان لانا صرف اسی لیے واجب ہوا کہ اللہ تعالے نے اُن کی تصدیق کی باین طور کہ اُن کے ہاتہ پر معجزے ظاہر فرمائے اور جس کسی کی اللہ تعالی دعوی رسالت مین باین طریق تصدیق کرے تو وہ اپنے دعوی مین سچا ہے تو اس پر ایمان لانا واجب ہو پس اُن کا یہ اجماع مستلزم ہے اُن کی حجت کے بطلان کو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کا دعوی کیا تو اللہ تعالے نے آپکے دعوی مین آپ کی تصدیق کی باین طور کہ آپکے دست مبارک پر ظاہر و باہر معجزے پیدا فرمائے اور یہود نے اُن معجزون کا مشاہدہ کیا پس اگر ظہور معجزے کا مدعی نبوت کے صدق پر دلیل ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار واجب ہے اور اگر وہ آپکے حق مین اُس پر دلیل نہین ہے تو حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین کیونکر دلیل ہوتا ہے پس اُسکو ایک کے صدق پر تو دلیل ٹھیرانا اور دوسرے کی راستی پر دلیل قرار نہ دینا محکم بغض و عناد صرف ہے جب کہ اللہ پاک نے اُن معانی کی تعلیم کی جن کو یہ سورہ کریمہ متضمن ہے باین طور کہ اُن مضامین کی وحی کی تذکار کی آپ کی طرف قرآن مجید مین اور اُن نبیون کی طرف جو آپ سے پہلے تھے اور باین طور کہ اُن کے وحی کرنے کی نسبت کی طرف اللہ عزیز حکیم کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انکار کیا اُن کی شدت حرص کا مشرکون کے ایمان لانے پر اور اُن کے قصد کرنے کا اس کی رسالت پہونچانے پر طرف اُن کے اور اُن کے ڈرانے پر ساتھہ یوم الجمع کے اور ساتھہ تعذیب گنہگار کے جو اُس مین ہوگی اور یہ انکار ایسے طرز پر کیا جو کہ متضمن ہے اُن کی تہدید کو باین طور کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور اُن کے واسطے کوئی ولی و نصیر نہین ہے پہر یہ بیان کیا کہ وہ اس تہدید کے مستحق ہین باین وجہ کہ جو دین درمیان ارباب شرائع کے متفق علیہ ہے اُنہون نے اُس کی مخالفت کی وہ دین یہی ہے کہ جن امور پر ایمان لانا واجب ہے اُن سب پر ایمان لانا اور جس کام کا اللہ پاک نے امر کیا ہے اور جس کو منع فرمایا ہے اس سب مین اللہ تعالی کا مطیع ہونا

اور اس مین متفرق نہ ہونا تواب یہ بیان کرنا شروع کیا کہ یہ دین متفق علیہ جو مشروع کیا ہے سو بسبب نازل کرنے ایسی کتاب کے جو کہ انواع و اقسام کے دلائل و بینات پر مشتمل ہے پس ارشاد فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ **کتاب سے** مراد جنس ہے تو جو کتابین رسولون پر نازل کی گئی ہین اُن سب کو شامل ہوگی کسی نے کہا کہ مراد خاص قرآن شریف ہے **بالحق** متعلق ہے محذوف سے وہ حال ہو کتاب سے ای متلبسا بالحق حق سے مراد صدق و درستی ہے **میزان** سے مراد عدل ہے اکثر مفسرین نے اسی طرح کہا ہو عدل کا نام میزان اس لیے رکھا کہ میزان آلہ ہے انصاف کا اور برابری کرنے کا درمیان خلق کے تواب میزان سے عدل مراد لینا مجاز ٹھیرے گا میزان جو سبب تھا عدل کا اُس کا استعمال کیا عدل مین جو کہ مسبب ہے یعنے اللہ وہ ہے جس نے نازل کین ساری کتابین یا خاص قرآن شریف اس حال مین کہ صدق و درستی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہو اور نازل کیا عدل تاکہ خلق مین انصاف کیا جائے کسی نے کہا میزان سے مراد وہ شے ہے جو کتب منزلہ مین بیان کی گئی ہے اس قسم سے جس کے ساتھ عمل کرنا ہر انسان پر واجب ہے کسی نے کہا میزان جزا ہے طاعت پر ساتھ ثواب کے اور معصیت پر ساتھ عقاب کے قتادہ کہتے ہین میزان عدل ہے اس شے مین جس کا امر کیا اور اس شے مین جس سے منع فرمایا عدل کا نازل کرنا یہ ہے کہ اُس کا امر فرمایا اور اس کے ساتھ مکلف کرنا کسی نے کہا کہ میزان سے مراد خود میزان ہے یعنے ترازو جس سے تولتے ہین حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین اللہ پاک نے آسمان سے اُس کو نازل فرمایا اور بندون کو اُس سے تولنے کی تعلیم فرمائی تاکہ اُن کے آپس مین تظالم و تباخس نہ ہو یعنے تولنے کی چیزون کو پورا تول کر لین و دین کرین حقوق مین کمی زیادتی نہ ہونے پائے جس طرح کہ اس آیت مین ہے لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ مجاہد کہتے ہین ہو الذی یوزن بہ یعنے میزان سے مراد یہی حقیقی ترازو ہے جس سے تولتے ہین کسی نے کہا میزان سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین فیصلہ کرتے ہین درمیان تمھارے اللہ کی کتاب سے پھر کتاب و میزان کی اتباع مین اور ان کی حدود کے قائم کرنے مین ترغیب دی ارشاد فرمایا وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ یعنے تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو پس تو پیروی کر کتاب کی اور عمل کر ساتھ شرع کے اور مداومت کر عدل و انصاف پر قبل اس کے کہ اچانک آن لے تجھ کو وہ دن جس مین تیرے اعمال تولے جائین اور تیری جزا پوری پوری دی جائے **کلمۂ ما** استفہامیہ ہے اور استفہام انکاری ہے محل نے بیان دو ترکیبین بیان کی ہین ایک یہ ہے کہ لعل معلق ہے فعل کا عمل سے دوسری یہ ہے کہ مابعد اُس کا قائم مقام دو مفعول کے کیا گیا ہے حمادی نے دوسری کی شرح مین کہا ہے کہ فعل تو بیدیک ہے اور مابعد اُس کا جملہ لعل الساعۃ

قریب ہے یعنے مفعول اول تو کاف ہوا پس یہ فعل متعدی ہے طرف تین مفعول کے اس لیے کہ مضارع ہے ادری
کا جو کہ بسبب ہمزہ کے تین کی طرف متعدی ہوتا ہے انتہے اس پر جمل نے کہا کہ اس ترکیب کو مع اس ترکیب کے
دیکھنا چاہیے جو کہ محلی نے سورۃ القارعہ مین لکہی ہے وہان یون کہا ہے کہ جملہ ما القارعۃ محل نصب مین ہے
قائم مقام مفعول ثانی کے پس یہان فعل کو دو مفعول کی طرف متعدی ٹھیرایا ہے اور سمین نے جو یہان اور سورۃ
انبیا مین کہا ہے اس کی نہایت یہ ہے کہ جملہ لعل الساعۃ قریب محل نصب مین ہے فعل سے بسبب تعلیق فعل
کے لعل سے اور یہ نہین ذکر کیا کہ وہ قائم مقام ایک مفعول کے ہے یا دو کے حاصل یہ ہے کہ محلی کے دونون
کلامون مین مخالفت ہے واللہ اعلم یعنے یہ مین کون چیز کرتی ہے تجھ کو جاننے والا قیامت کا عالم اس کے وقت
کا شاید وہ قریب ہو یعنی کوئی سبب نہین ہے جو پہونچاوے طرف جاننے اس کے قریب کے مگر وہ وحی جو تجھ
پر نازل کی جاتی ہے **قریب** کی تذکیر مین وجوہ مین ایک یہ ہے کہ تانیث ساعت کی حقیقی نہین ہے
دوسری یہ ہے کہ قریب کا موصوف مقدر ہے ای شئ قریب تیسری یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف ہے ای
قریب مجیئہا او اتیانہا چوتھی یہ ہے کہ یعنے ذات قرب ہو پانچوین یہ ہے کہ ساعت یعنے بعث ہے جیسا کہ
زجاج نے کہا ہے یعنے یہ ہین لعل البعث قریب چھٹی یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے اے لعل مجی الساعۃ
قریب ساتوین یہ ہے کہ قریب مؤنث و مذکر دونون کی صفت مین آتا ہے کما قال تعالیٰ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ
مِّنَ الْمُحْسِنِينَ یہ قول کسائی کا ہے لیکن کرخی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ قریب مین مذکر و مؤنث برابر نہین
ہین اس لیے کہ یہان فعیل یعنے فاعل ہے اور اس مین مذکر و مؤنث برابر نہین ہوتا ہے خاکسار عفی اللہ عنہ
نے اس کی پوری بحث کتاب المبتکر فے بیان المؤنث والمذکر مین لکہی ہے مثل ایک رسالے کے ہے
اکابر علماء کے اقوال اس مین نقل کیے ہین بالجملہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کا
ذکر فرمایا اور آپ کے پاس ایک قوم مشرکین کی تہی تو اس کی تکذیب کرنے کو بولے وہ کب قائم ہوگی اس پر
اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اس قول کی صحت پر یہ جملہ دال ہے يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا
یعنے شتابی کرتے ہین اس کی وہ لوگ جو اس پر ایمان نہین لاتے ہین شتابی کرنا ٹھٹھے کا اور اس کے جھٹلانے
کا سو وہ اس سے ڈرتے نہین ہین وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا اور جو اس پر ایمان لائے ہین وہ اس کے
آنے سے خائف ہین یعنے سو وہ اس کی شتابی نہین کرتے ہین مقاتل نے کہا اس واسطے کہ وہ نہین
جانتے ہین اس کو کہ جب یہ ناگہان آجائینگے زجاج نے کہا اس لیے کہ وہ جانتے ہین کہ ان سے
محاسبہ ہوگا اور ان کو ان کے اعمال کی جزا دیجاوے گی وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ اور جانتے ہین کہ وہ
آنے والی ہے اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور وہ ضروری ہونے والی ہے اسی کی مثل یہ آیت ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ پھر اس مین جھگڑنے والون یا شک کرنے والون کی گمراہی بیان کی ارشاد فرمایا اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ

یمارون یا تو ماخوذ ہے ممارات سے ممارات کہتے ہین مخاصمہ ومجادلہ کو یا مریہ سے مریہ بمعنے شک وریبۃ ہے یعنی سنتے ہو بیشک جو لوگ جھگڑتے ہین یا شک کرتے ہین قیامت مین البتہ ایسی گمراہی مین ہین جو کہ حق سے نہایت درجہ دور ہے کیونکہ اُنہون نے تفکر نہ کیا اُن دلیلون مین جو کہ اس پر ایمان لانے کی موجب ہین اور اُن کے مشاہدے مین ہین اُن کی آنکھون کے سامنے کھڑے ہین اُن کی عقلین اُن کو سمجھتی ہین اگر وہ غور وفکر کرتے تو ضرور جان لیتے کہ جس نے اُن کو اول بار پیدا کیا ہے وہ قادر ہے دوبارہ پیدا کرنے پر **کتاب** عزیز اور سنت مطہرہ دال ہے اُس کے وقوع پر اور عقلین گواہی دیتی ہین اس پر کہ دار جزا کا ہونا ضروری ہے بعث زیادہ تر مشابہ اشیا کی ہے ساتھ محسوس چیزون کے پس جو کوئی راہ یاب نہ ہوا طرف جائز رکھنے بعث کی تو وہ زیادہ تر دور ہوگا راہ پانے سے طرف اُس شے کے جو اُس سے دور ہے اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یعنے اللہ پاک بہت لطف ونرمی والا ہے اپنے بندون پر اور نہایت رافت اور مہربانی کرنے والا ہے مقاتل کہتے ہین لطیف ہے ساتھ نیک وبد کے باین طور کہ بسبب گناہون کے بندون کو بھوک سے قتل نہین کیا عکرمہ نے کہا الطیف بمعنی بار ہے یعنے نیکی واحسان کرنے والا اسدی نے کہا بمعنے رفیق ہے یعنے نرمی کرنے والا کسی نے کہا بمعنے حفی ہے یعنے نہایت مہربان قرطبی نے کہا الطیف ہی ساتھ اُن کے عرض ومحاسبہ مین کسی نے کہا منافع کے پہونچانے مین اور بلا کے پھیرنے مین کسی نے کہا الطیف ہے ساتھ باریکیون کے علم اس کا اور عظیم ہوا جرائم سے حلم اسکا کسی نے کہا لطیف وہ ہے جو مناقب کو پھیلاتا ہے اور مثالب کو چھپاتا ہے یعنے عیوب کو یا معاف کرتا ہے درگذر فرماتا ہے اُس شخص سے جس سے لغزش ہوگئی ہے یا دیتا ہے بندے کو زیادہ کفایت سے اور تکلیف دیتا ہے اس کو طاعت کی طاقت سے کم حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لطیف ہے ساتھ اپنے دوستون کے تو انہون نے اُس کو پہچانا اور اگر وہ لطف کرتا اپنے دشمنون کے ساتھ تو وہ اُس کے منکر نہ ہوتے حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لطف کرتا ہے اُن کے ساتھ رزق مین دو وجہ سے ایک تو یہ ہے کہ اُس نے تیری روزی ٹھیرائی طیبات سے یعنے پاک اور حلال چیزون سے دوسرے یہ ہے کہ یکبارگی تجھ کو نہین دیدی کہ تو اُس کو بیجا خرچ کر ڈالے مطلب یہ ہے کہ حاجت کے موافق دیا جاتا ہے واقع مین اس سے بڑہ کر اور کیا لطف ومہر ہے **حسین بن الفضل** نے کہا الطیف ہے اُن کے ساتھ قرآن مین اور اُس کی **تفصیل وتفسیر** مین کسی نے کہا لطیف وہ ہے کہ خوف نہ کیا جائے مگر اُس کے عدل کا اور امید نہ رکھی جائے مگر اُس کے فضل کی۔

کسی نے کہا ہو الذی یعین چلا الخدمة ویثنی المدحة یعنے اللطیف وہ ہے کہ اعانت کرتا ہے خدمت پر اور مدح کرتا ہے بہت کسی نے کہا ہو الذی لا یعاجل من عصاہ ولا یخیب من رجاہ یعنے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اُس پر عذاب کی جلدی نہیں فرماتا اور جو اُس سے امید رکھتا ہے اُس کی امید کو ضائع نہیں کرتا ہے کسی نے کہا وہ ہے کہ اپنے سائل کو رد نہیں کرتا ہے اور اپنے امیدوار کو ناامید نہیں فرماتا ہے کسی نے کہا وہ ہے کہ رحم کرتا ہے اُس شخص پر جو کہ اپنی جان پر رحم نہیں کرتا ہے کسی نے کہا ہو الذی اوقد للعلماء من الکتاب والسنة سراجا وجعل لہم الصراط المستقیم والدین القیم منہاجا وانزل لہم من سحائب برہ وسنزو لطفہ وکرمہ واحسانہ ماء ثجاجا یعنے وہ ہے جس نے روشن کیا واسطے علماء کے کتاب و سنت سے چراغ اور ٹھیرایا واسطے اُن کے سیدہی راہ کو اور دین مضبوط کو رستہ چلنے کا اور اُتارا واسطے اُن کے اپنی بر وسنت ولطف وکرم واحسان کی بدلیوں سے پانی خوب برسنے والا کسی نے کہا وہ ہے کہ قبول کرتا ہے قلیل اور بذل کرتا ہے جزیل یعنے کثیر کسی نے کہا ہو الذی یجبر الکسیر وییسر العسیر یعنے وہ ہے جو کہ جوڑتا ہے ٹوٹے ہوئے کو اور آسان کرتا ہے مشکل کو محمد بن علی کتانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللطیف وہ ہے کہ جس نے پناہ پکڑی طرف اُس کے اُس کے بندون میں سے جب کہ وہ ناامید ہو اخلق سے تو اُس پر بہروسا کیا اور رجوع ہوا طرف اُس کے پس اُس وقت وہ اُس کو قبول کرتا ہے اور اُس پر متوجہ ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالے مطلع ہوتا ہے پرانی قبرون پر پہر اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اُن کے آثار مٹ گئے اور اُن کی صورتین مضمحل ہو گئین اور باقی رہا اُن پر عذاب اور مین لطیف ہون اور مین ارحم الراحمین ہون تخفیف کرو اُن سو اس کے سوا کچھ الہی کہا ہے حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ پاک جاری رکھتا ہے اپنا لطف اپنے بندون پر اُن کے کل امور مین منجملہ اس کے وہ رزق و روزی ہے جس سے دنیا مین زندگی بسر کرتے ہین اور یہ معنے ہین اس قول کے یَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ یعنے روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اُن مین سے جس طرح چاہتا ہے سو ایک پر تو فراخی کرتا ہے اور دوسرے پر تنگی مال کے ساتھ کسی قوم کی فضیلت وہی مین حکمت ہے تاکہ بعض بعض کی طرف محتاج ہون کما قال سبحانہ وتعالی لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا اور یہ ایک لطف ہوا بندون پر تاکہ حاجت پڑے غنی کو ساتھ فقیر کے اور فقیر کو ساتھ غنی کے کسی نے کہا یعنی ہین روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے جو چاہتا ہے انواع روزی سے پس وہ اگرچہ روزی دیتا ہے ہر جاندار کو لیکن اُس نے تفاوت رکھا ہے درمیان مرزوقین کے رزق مین قلت وکثرت وجنس ونوع کا واسطے کسی حکمت کے جس کو وہی جانتا ہے پہر فرمایا وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ یعنے وہ عظیم القوت باہر القدرت ایسا غالب ہے کہ ہر شے پر وہی غالب ہوتا ہے اور کوئی شے اُس پر غالب نہین ہوتی ہے پہر جب

ف۔ شیخ سعدی بہر سیر سبب سیسبہر

اللہ پاک یہ بیان کرچکا کہ وہ بندون پر لطیف ومہربان کثیر البر والاحسان ہے تو اس طرف اشارہ کیا کہ انسان جب تک دار کسب واختیار مین ہے اُس کو ضرور ہے کہ بھلائیون کی طلب مین اور برائیون سے بچنے مین سعی وکوشش کرے کیونکہ اُس کا لطف واحسان گو بقدر سعی وعمل عبد نہین ہے مگر اُس کی عادت اس پر جاری ہوئی ہے کہ اُس کو بندہ کی سعی وکسب کے ساتھ وابستہ کیا ہے پس ارشاد فرمایا مَنْ

كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑھا دین ہم اُس کو اُس کی کھیتی اور جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کھیتی اُس کو دین ہم کچھ اُس مین سے اور اُس کو نہین آخرت مین کچھ حصہ کیا اُن کو اور شریک ہین کہ راہ ڈالی ہے انہون نے اُنکے واسطے دین کی جس کا حکم نہین دیا اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا اُن مین اور بیشک جو گنہگار ہین ان کو دکھ کی مار ہے تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑنا ہے اُن پر اور جو یقین لائے اور بھلے کام کیے باغون مین ہین بہشت کے اُن کو ہے جو چاہین اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی ف دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق محنت کے ملے پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت مین نہین ف یعنے فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یعنے جو کوئی ارادہ کرے آخرت کے عمل کا تو ہم قوت دین اُس کو اور اعانت کرین اُس کی اُس عمل پر جس کے وہ درپے ہو رہا ہے اور بہت کرین ہم اُس کے بڑھنے کو اور بدلا دین ہم اس کو بعوض ایک نیکی کے اُس کی دس گنے کا سات سو گنے تک اُس تک جس کو اللہ چاہے ومن کان یرید حرث الدنیا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس کی سعی اسی لیے ہو کہ اُس کو دنیا سے کوئی شے حاصل ہو جائے اور آخرت کی طرف بالکل اُس کو کوئی فکر وقصد نہ ہو تو اللہ تعالے اُس کو آخرت سے محروم کریگا اور اگر چاہے گا تو دنیا سے اُس کو کچھ دیدیگا اور اگر نہ چاہے گا تو نہ یہ اُس کو حاصل ہوگی نہ وہ اور اس نیت سے دنیا و آخرت مین فائز بصفقہ خاسرہ ہوگا دلیل اس پر یہ ہے کہ اس جگہ یہ آیت مقید ہے اُس آیت کے ساتھ جو کہ سورہ سبحان مین ہے یعنے قولہ تبارک وتعالے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۗءُ رَبِّكَ

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ثوری نے عن عمر عن ابی
العالیہ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بشارت دی
اس امت کو سنا و رفعت ونصرت وتمکین کی زمین مین لیں جو کوئی عمل کرے اُن مین سے عمل آخرت کا واسطے دنیا
کے تو نہین ہوگا واسطے اُس کے آخرت مین کچھ حصہ قولہ تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ
پیروی نہین کرتے ہین اُس دین قویم کی جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے بلکہ اتباع کرتے
ہین اُس شے کا جس کو اُن کے شیاطین نے اُن کے لیئے شروع کیا ہے جن و انس مین سے جیسے حرام کرنا
بحیرہ وسائبہ و وصیلہ وحام کا جس کو شیاطین نے اُن پر حرام کیا ہے اور حلال کرنا مردار کے کھانے کا اور خون
کا اور جوے کا اُس کے سوا اور گمراہی کے امور اور جہالت باطل تحلیل وتحریم وعبادات باطلہ واموال فاسدہ
سے جن کو اُنہون نے اپنی جاہلیت مین اختراع کر لیا تھا صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتین آگ مین کھینچ رہا ہے اس لیئے کہ
پہلے پہل اُسی نے سانڈ چھوڑے یہ شخص ایک بادشاہ تھا بادشاہان خزاعہ سے اور اسی نے سب اول
یہ چیزین کین اور اسی نے قریش کو بتون کے پوجنے پر آمادہ کیا لعنہ اللہ وقبحہ اور اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے یون
فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ یعنے اگر نہ ہوتی فیصلے کی بات یعنے اگر نہ ہوتا روز معاد تک
مہلت دینا جو کہ مقدم ہو چکا ہے تو جلدی سے اُن پر عقوبت ڈالی جاتی وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ یعنے ظالمون کے واسطے سخت عذاب درد دینے والا ہے جہنم مین اور بری جگہ ہے پھر جانے کی پھر
فرمایا اللہ پاک نے تَرَى الظّٰلِمِيْنَ الآیہ یعنے تو دیکھے گا ظالمون کو عرصات قیامت مین کہ ڈرتے
ہون گے اپنی کمائی سے اور جس شے سے ڈرتے ہون گے وہ ضرور اُن پر پڑنی ہے یہ اُن کا حال ہے
کے دن اور وہ اس خوف ترس مین ہون گے اب مومنون کا تماشہ سنو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ سو یہ کہان اور وہ کہان یعنی کہان وہ شخص جو کہ
عرصات حشر مین ذلت وخواری وخوف مین پڑا ہے اور یہ ذلت وخوف اُس کے ظلم کو اُس پر ثابت کر رہا
ہے اور کہان وہ شخص جو کہ جنتون کے چمنون مین ہے کھانے پینے پہننے رہنے بسنے دیکھنے جماع کرنے
لذت کی اشیا مین خود مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ایسے مزے کے ساز وسامان مین ہے جو نہ کسی
آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل پر اُس کا خطرہ گذرا حسن بن عرفہ نے ابو طیبہ سے
روایت کیا ہے کہ بیشک سحاب اہل جنت پر یعنے اہل جنت مین کی شراب پینے والی جماعت البتہ سایہ کرے گی اُن
پر بدلی پھر اُن سے کہے گی کیا برساؤن تم پر کہا پھر نہ مانگے گا کوئی مانگنے والا اُن مین سے کوئی چیز مگر برسا

وہی شے اُن پر پیما ویگی یہانتک کہ اُن میں کا کہنے والا البتہ کہیگا تو برساوے ہم پر کوا عب اتراب کو یعنی سینہ اُبھری ہمسن عورتین کذا رواہ ابن جریر عن الحسن بن عرفۃ بہ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یعنے یہی ہے فوز عظیم و نعمت تام و شامل و کامل و عام ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ حرث لغت مین بمعنے کسب ہے محاورہ مین بولتے ہین ہو یحرث لعیالہ و یحترث ای یکتسب یعنی فلان شخص اپنے بال بچون کے واسطے کمائی کرتا ہے اسی معنے سے مرد کو حارث کہتے ہین اس لیے کہ وہ کماتا ہے اصل مین حرث کے معنے زمین مین بیج ڈالنے کے ہین پھر اعمال کے ثمرات و فوائد پر حرث کا اطلاق کیا گیا بطور استعارہ کے اعمال کی تشبیہ دی بیج سے اور ثمرات اعمال کی تشبیہ دی غلے سے جو کہ بیج بونے سے حاصل ہوتا ہے معنے یہ ہین جو کوئی ارادہ کرے اپنے اعمال و کسب سے ثواب آخرت کا تو بڑھا دیگا اللہ واسطے اُس کے اُس نیکی کو اُس دس گنے سے سات سو گنے تک کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ زیادتی کریگا اُس کی توفیق مین اور اعانت مین اور اُس کے لیے خیر کی راہین آسان کرنے مین اور جو کوئی ہو کہ ارادہ کرے اپنے اعمال و کسب سے ثواب دنیا کا یعنے متاع دنیا کا اور وہ شے جو اس مین سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو روزی دیتا ہے درآنحال کہ وہ اختیار کرنے والا ہے دنیا کو آخرت پر تو ہم دینگے اُس کو اُس مین سے وہ شے جس کے ساتھ ہماری مشیت جاری ہو چکی ہے اور ہماری قضا مین اُس کے واسطے اُس کی قسمت ہو چکی ہے اور اگر وہ اُس مین سستی کرتا اور اُس کو طلب نہ کرتا تو البتہ وہ اُس کے پاس آتی قتادہ نے کہا معنے یہ ہین کہ ہم مقدر کرین گے واسطے اُس کے وہ شے جو اُس کے واسطے قسمت کی گئی ہے کما قال اللہ تعالیٰ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ قتادہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے آخرت کی نیت پر وہ جو چاہتا ہے امر دنیا سے اور نہین دیتا ہے دنیا کی نیت پر مگر دنیا قشیری کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ آیت کافر کے بارے مین ہے حالانکہ یہ کہنا تخصیص بغیر مخصص ہے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ شخص جو اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے اس کے واسطے آخرت مین کچھ حصہ نہین ہے پس فرمایا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ اس لیے کہ اُس نے آخرت کے واسطے عمل نہین کیا تو اب اُس کے لیے اُس مین کچھ حصہ نہین ہے سورہ اسرا مین اس کی تفسیر گزر چکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ آخرت کا حرث آخرت کا عیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص اختیار کرتا ہے اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر تو نہین کرتا ہے اللہ واسطے اُس کے کوئی حصہ آخرت مین مگر آگ اور وہ شخص نہین زیادہ کرتا ہے بسبب اس کے دنیا سے کوئی شے مگر ایک رزق جس سے فراغت کردی گئی ہے اور اُس کے واسطے قسمت ہو چکا ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بشارت دو اس امت کو سناء و رفعت و نصرت و تمکین کی زمین

مین جبتک کہ انہون نے طلب کی دنیا آخرت کے عمل سے پھر جس کسی نے اُن مین سے آخرت کا عمل کیا واسطے
دنیا کے تو نہ ہوگا اُس کے لیے آخرت مین کچھ حصہ اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدُوْيَه
وَابْنُ حِبَّانَ یہ حدیث شریف اول گذر چکی ہے لیکن وہ ناقص تھی اور یہ کامل ہے حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ الآیہ پڑہی پھر فرمایا اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے اے ابن آدم تو فارغ ہوجا میری عبادت کے واسطے مین بھر دون گا تیرے سینے کو غنا سے اور بند کر دونگا
تیرے فقر کو اور اگر تو نہ کرے گا تو بھر دونگا تیرے سینے کو شغل سے اور بند نہ کرون گا تیرے فقر کو اَخْرَجَهُ
الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے
کہ حرث دو حرث ہین سو دنیا کا حرث تو مال اور بیٹے ہین اور آخرت کا حرث باقیات صالحات ہین اَخْرَجَهُ
ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا وَابْنُ عَسَاكِرَ باقیات صالحات سے مراد اعمال صالحہ ہین جن کا ثواب باقی رہتا ہے
اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا ہے بالجملہ اللہ دنیا و آخرت
مین جو قانون تہا جب کہ اللہ پاک نے اُس کو بیان کیا تو اُس کے بعد وہ گناہ عظیم بیان فرما دیا جو کہ آگ کو واجب
کرتا ہے پس ارشاد فرمایا اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ کلمہ ام منقطعہ بمعنی
بل ہے یا متصلہ ہے معادل ہمزہ استفہام کا تقدیر یہ ہے الیقبلون ما شرع اللہ من الدین ام لہم شرکاء
ای للہ تو کسی نے کہا ام بمعنے بل ہے جو کہ واسطے انتقال کے ہے اور بمعنے ہمزہ جو کہ واسطے تقریع و توبیخ
کے ہوتا ہے اور ضمیر شرعوا کی راجع ہے طرف شرکاء کے اور ضمیر لہم کی طرف کفار کے کسی نے اس کے
بالعکس کہا ہے لیکن قول اول اولی ہے غرضکہ ام مین تین قول ہوئے اول کی بنا پر تو یون کہین گے کہ
اول ایک مضمون بیان کیا پھر اُس سے انتقال کر کے دوسرا مضمون بیان فرمایا دوسرے قول کی بنا پر
معنے ہین کیا وہ قبول کرتے ہین وہ دین جو اللہ تعالے نے مشروع کیا ہے یا اُن کے واسطے معبود ہین
تیسرے کی بنیاد پر یہ معنے ہین کہ اول کلام سے اضراب کر کے دوسرا کلام بیان کیا اور اُن کی زجر و توبیخ
کرنے کو یون فرمایا کیا اُن کے واسطے معبود ہین کہ انہون نے نکالا واسطے اُن کے دین سے وہ دین
جس کا اللہ تعالے نے اذن نہین دیا مراد شرک و معاصی ہین اور دیگر ایجاد کرنے والے طریقے قاعدے اور
انکار بعث کا اور عمل کرنا دنیا کے واسطے مطلب یہ ہے کہ یہ امور دین نہین ہین بلکہ دین و دنیا کے بگاڑنے
والے امور ہین اور اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہین ہے کہ دین مقرر کرے مقصود استفہام سے
صرف اُن کو سرزنش کرنا ہے یہ آیت کریمہ بعموم خود ہر شے کو شامل ہے جس کا اللہ پاک نے امر نہین کیا اور
نہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ مراد کلمہ فصل سے تاخیر کرنا

اُن کے عذاب کا ہے اس لیے کہ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ فرمایا ہے اور ضمیر بینہم کی راجع ہے طرف مومنین و
مشرکین کے یا طرف مشرکین و شرکار کے وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کو جمہور نے بکسر اِنَّ پڑھا ہے
بنا بر استیناف اور مسلم و اعرج و ابن ہرمز نے بالفتح بنا بر عطف بر کلمۃ الفصل یعنے اگر قضای الٰہی مین اُن
کا عذاب روز قیامت پر موقوف نہ رکھا جاتا تو دنیا ہی مین درمیان مومنین و مشرکین کے یا درمیان مشرکین و شرکا
کے فیصلہ کر دیا جاتا جلدی سے اُن پر عقوبت آجاتی کیونکہ کام اُن کے اسی کے مقتضی تھے اور بیشک مشرکین
کافرین و مکذبین کے واسطے عذاب درد دہندہ یا دردناک ہے دنیا و آخرت مین کلمۃ الفصل سے مراد اگر تاخیر
عذاب کی روز قیامت تک ہے تو عذاب الیم سے مراد آخرت کا عذاب ہوگا قرطبی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین
ام لہم شرکاء ای الہم شرکاء حرف میم صلہ ہے یعنے زائد ہے اور ہمزہ تقریع و سرزنش کے لیے ہے
اور یہ متصل ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا اور اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان سے وہ لوگ اس
پر ایمان نہین لاتے تھے سو کیا اُن کے معبود ہین جنہون نے نکالا اُن کے واسطے شرک جس کا اللہ نے
اذن نہین دیا اور جب یہ محال ہے تو اللہ پاک نے شرک کو مشروع نہین کیا پھر کہان سے اُس کو دین ٹھیراتے
ہین بالجملہ چونکہ عذاب الیم غالبا عذاب آخرت مین آتا ہے اس لیے آخرت مین فریقین کا جو حال ہوگا اُس
کو بطور استیناف بیان کیا پھر کفار کے حال سے ابتدا کی پس فرمایا تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ یہ خطاب ہے ہر اُس شخص کو جو دیکھ سکتا ہے ضمیر ہو راجع ہے طرف ماکسبوا کے بتقدیر
مضاف کما قالہ الزجاج اے وجزاء ماکسبوا اور وہو واقع بہم جملہ حالیہ ہے یعنے اے دیکھنے والے تو
دیکھے گا ظالمون کو قیامت کے دن ڈرنے والے اُن گناہون سے جن کو اُنہون نے دنیا مین کمایا تھا
اس حال مین کہ جزا اُن گناہون کی ضرور اُن پر نازل ہونے والی ہے وہ ڈرین یا نہ ڈرین واللہ اعلم مطلب
یہ ہے کہ خوف وہ غم ہے جو کسی مکروہ کی توقع سے انسان کو لاحق ہوتا ہے پھر وہ اُس کے دفع کرنے کی فکر
مین لگتا ہے تو بسا اوقات اُس سے رہائی پا جاتا ہے سو ظالمون کا خوف قیامت کے دن اپنے اعمال
کی جزا ملنے سے ایسا خوف نہین ہے کہ اُس کے دفع کی فکر کرکے اُس سے رہائی ہو سکے وہ جزا تو ضرور ہی
ملنی ہے ڈرین یا نہ ڈرین کسی طرح اُس سے رہائی ممکن نہین ہے یا یون کہین کہ اللہ تعالے اُن کے حال
سے تعجب دلاتا ہے کہ اے مخاطب بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو ظالمون کو اپنے اعمال بد کی جزا ملنے سے
ڈرتے ہوئے دیکھے گا اس حال مین کہ وہ جزا اُن پر نازل ہو رہی ہوگی اس وقت ڈرنے سے کیا کام
نکلتا ہے ڈرنے کی جگہ تو دنیا تھی عجب وہان نہ ڈرے تو قیامت مین جزا ملنے کی حالت مین ڈرنے
سے کیا ہوتا ہے ڈرنا نہ ڈرنا دونون برابر ہین پھر مومنین کا حال ذکر فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ موصول مبتدا ہے اور جار مجرور اُس کی خبر ہے روضات جمع ہے روضہ کی اُنھوں نیان کہتے ہین لغت کثیرہ تسکین واو سے اور ہذیل کا لغت فتح واو کا ہے روضہ وہ جگہ ہے جس مین سبزی و تازگی بہت ہولی ہے سورہ روم مین اس کی تفسیر گزر چکی ہے روضہ جنت کا پاکیزہ و خوب تر مساکن جنت ہی جس طرح کہ روضہ دنیا کا اُس کا بہتر ین مکانات ہی اس مین تنبیہ ہے اس پر کہ مسلمین عاصین اہل جنت سے ہین کیونکہ مومنین عاملین صالحات کو اس بات کے ساتھ خاص کیا کہ وہ روضات جنات مین ہین اور روضات جنت کی جا بائے شریف و عمدہ ہین اور جو جگہین کہ ان اوصاف سے کم درجے کی ہین ضرور ہے کہ وہ مخصوص ہون اُن لوگون کے ساتھ جو مومنین عاملین صالحات سے کم درجے کے ہین معتزلہ سے کہو کہ دیکھو جناب حافظ شیراز رحمہ اللہ تعالے کیا خوب فرماتے ہین ؎

رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت — کہ ساکنان درِ دوست خاکسار انند
نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو — کہ مستحق کرامت گنہگار انند

غرضکہ عیش و آرام یہی ہے کہ مکان نفیس ہو اور لذت کی اشیا سب مہیا ہون سو فرما دیا کہ جنت اپنے کو جنت کے چمن ہین اور کھانے پینے لذت لینے کی چیزون کو ایسے مختصر و جامع بیان سے ادا فرمایا کہ ما فوق اُس سے متصور نہین ہے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے واسطے اُن کے موجود و مہیا ہے اصناف نعم و انواع مستلذات سے جو وہ چاہین نزدیک اپنے رب کے کلمہ عند ظرف ہی یشاؤن کا یا استقرار کا جو کہ عامل ہے لہم مین اور عندیت مجازی ہے قاضی صاحب مرحوم کا مختار قول ثانی ہے پھر فرمایا ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یعنے یہ ساز و سامان عشرت نشان جو مومنین کے واسطے ذکر کیا گیا یہی ہے بڑا فضل جس کا نہ بیان ہو سکتا ہے نہ اُس کی کنہ صفت و معرفت حقیقت کی طرف عقول کو راہ ہے بھلا جب حق تعالے کبیر فرمائے تو پھر وہ کون ہے جو اُس کی قدر کا اندازہ کر سکے شیخ فرماتے ہین یہ تصریح ہے اس کی کہ جو جزا عمل صالح پر مرتب ہوئی اُس کا حصول جو ہوا سو صرف بطریق فضل ہوا نہ بطریق استحقاق اللہم ارزقنا بجمیع فضلک من فتح سنا مے صرف کرمک یا سیدنا و مولانا و ما ذلک علیک بعزیز آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علے آلہ و صحبہ اجمعین ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ یہ ہے جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایمان دار بندون کو جو کرتے ہین بھلے کام تو کہہ مین مانگتا نہین اس پر تم سے کچھ نیگ مگر دوستی چاہیے ناتے مین

اور جو کوئی کما دے گا نیکی ہم اُس کو بڑھا دیں گے اُس کی خوبی بیشک اللہ معاف کرتا ہے حق ماننا کیا کہتے ہیں
اُس نے باندھا اللہ پر جھوٹ سو اللہ اگر چاہے مہر کردے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے
سچ کو اپنی باتوں سے اُس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے ف یعنے قرآن پہونچانے پر نیگ نہیں مانگتا مگر
قرابت کی دوستی یعنے میں تمہارا بھائی ہوں ذات کا مجھ سے بدی نہ کرو ف یعنے اللہ اپنے اوپر
جھوٹ بولنے دے دل کو بند کردے مضمون نہ آوے جس کو باندھے اور چاہے تو کفر کو مٹا دے بن پیغام
بھیجے مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے انتہے ف اللہ پاک
نے جو ذکر فرمایا کہ بندگان مومنین عاملین صالحات کے واسطے روضات جنات ہیں سو اس کی طرف اشارہ کرکے
فرماتا ہے ذٰلک الذی یبشر اللہ عبادہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنے یہ اُن کو ضرور حاصل ہوگا بوجہ اس کے
کہ اللہ پاک نے اُن کو بشارت دی ہے قولہ تعالے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی یعنے اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے ان کفار قریش کے مشرکوں سے کہ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اس رسالت
کے پہونچانے پر اور تمہاری خیر خواہی کرنے پر کچھ مال کہ تم مجھے دو اور تم سے صرف یہ طلب کرتا ہوں کہ تم
اپنی شر کو مجھ سے روکو اور مجھے چھوڑو کہ میں اپنے رب کی رسالتیں پہونچاؤں اگر تم میری مدد نہ کرو تو مجھے
ایذا بھی مت دو بسبب اُس قرابت کے جو درمیان میرے اور تمہارے ہے ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں
بخاری نے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ کسی نے اُن سے الا المودۃ فی القربیٰ
کا پوچھا تو سعید بن جبیر بول اُٹھے کہ قربیٰ آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا
تو نے جلدی کی قریش میں سے کوئی بطن نہ تھا مگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں قرابت تھی سو فرمایا
مگر یہ کہ ملاؤ اُس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے ہے اِنْفَرَدَ بِہِ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ
عَنْ یَحْیَی الْقَطَّانِ عَنْ شُعْبَۃَ بِہٖ وَھٰکَذَا رَوٰی عَامِرُ الشَّعْبِیُّ وَالضَّحَّاکُ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَلْحَۃَ وَ
الْعَوْفِیُّ وَیُوْسُفُ بْنُ مِھْرَانَ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مِثْلَہٗ وَبِہٖ قَالَ
مُجَاھِدٌ وَعِکْرِمَۃُ وَقَتَادَۃُ وَالسُّدِّیُّ وَاَبُوْ مَالِکٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَغَیْرُھُمْ
حافظ ابو القاسم طبرانی نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر یہ کہ
تم مجھ سے دوستی رکھو میرے نفس میں بسبب میری قرابت کے تم سے اور نگاہ رکھو اُس قرابت کو جو کہ درمیان
میرے اور تمہارے ہے امام احمد نے عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنے اس کی تفسیر میں کہ میں نہیں سوال کرتا ہوں تم سے اس شے پر جس کو

مین تمہاری پاس لایا بینات وہدی سے کچھ مزدوری مگر یہ کہ تم دوستی رکھو اللہ تعالی سے اور سعی کرو تقرب کی طرف
اُس کے ساتھ طاعت اُس کی کے اور اسی طرح قتادہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مثل اس کے روایت کیا
ہے اور یہ گویا التفسیر بقول ثانی ہے گویا یون فرماتے ہین مگر یہ کہ عمل کرو ساتھ طاعت کے جو کہ قریب کر دے تم کو
نزدیک اللہ کے پاس کا درجہ اور ایک تیسرا قول ہے یہ وہ ہے جس کو بخاری وغیرہ نے بروایت سعید بن جبیر
حکایت کیا ہے سعید نے کہا سنے اُس کے یہ ہین کہ تم دوستی کرو مجھ سے میری قرابت مین یعنے تم اُن کے ساتھ
احسان و نیکی کرو سدی ابو الدیلم سے روایت کرتے ہین کہا جبکہ حضرت علی بیٹے امام زین العابدین
فرزند ارجمند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قید کر کے لائے پھر دَرَج دمشق پر کھڑے کیے گئے تو اہل شام
مین کا ایک شخص ملعون کھڑا ہوا پھر کہا الحمد للہ الذی قتلکم واستاصلکم وقطع قرن الفتنۃ یعنے حمد ہے
اُس اللہ کو جس نے تم کو قتل کیا اور جڑ پیڑ سے تم کو اکھاڑ ڈالا اور فتنے کے سینگ کو کاٹ ڈالا تو حضرت علی
ابن الحسین رضی اللہ عنہما نے اُس سے فرمایا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے وہ بولا ہان فرمایا کیا تو نے آل حم
پڑھی ہے کہا کیا مین نے قرآن پڑھا اور آل حم مین نے نہین پڑھی فرمایا تو نے نہین پڑھا قل لا اسالکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وہ بولا وانکم لانتم ہم یعنے وہ تمہین ہو فرمایا ہان ابو اسحاق سبیعی کہتے
ہین مین نے اس آیت کا عمرو بن شعیب سے پوچھا تو کہا قربی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہما ابن جریر
پھر ابن جریر نے بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انصار نے کہا فعلنا و
فعلنا وکانہم فخروا یعنے ہم نے یہ کام کیا وہ کام کیا گویا اپنے کامون پر فخر کیا تو حضرت ابن عباس یا حضرت
عباس رضی اللہ عنہما بولے یہ شک عبد السلام راوی کا ہے فرمایا لنا الفضل علیکم یعنے ہم کو فضیلت
ہے تم پر پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تو آپ انصار کے پاس تشریف لائے اُن کی مجلسون
مین پھر فرمایا اے گروہ انصار کیا تم نہ تھے ذلیل پھر اللہ نے تم کو عزت دی میرے سبب سے بولے کیون نہین
یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کیا تم نہ تھے گمراہ پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میری وجہ سے بولے کیون نہین یا رسول
اللہ فرمایا کیا پھر تم مجھ کو جواب نہین دیتے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا کہین فرمایا کیون نہین کہتے ہو
کیا نہین نکالا تجھ کو تیری قوم نے سو ہم نے تجھے جگہہ دی کیا نہین جھٹلایا اُنہون نے تجھ کو پھر ہم نے
تیری التصدیق کی کیا نہین بے مدد چھوڑا تجھ کو پھر ہم نے تیری مدد کی پھر فرماتے رہے یہانتک کہ انصار
گھٹنون کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا ہماری اولاد اور جو کچھ ہمارے ہاتھون مین ہے واسطے اللہ کے
ہے اور اُس کے رسول کے کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسالکم الآیہ وھکذا رواہ ابن ابی حاتم
عن علی بن الحسین عن عبد المؤمن بن علی عن عبد السلام عن یزید بن ابی زیاد وفی

ضَعِیْفٌ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْہُ وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ فِیْ قَسْمِ غَنَائِمِ حُنَیْنٍ قَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا السِّیَاقِ وَلٰکِنْ لَیْسَ فِیْہِ ذِکْرُ نُزُوْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَذِکْرُ نُزُوْلِھَا فِی الْمَدِیْنَۃِ فِیْہِ نَظَرٌ لِاَنَّ السُّوْرَۃَ مَکِّیَّۃٌ وَلَیْسَ یَظْھَرُ بَیْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَھٰذَا السِّیَاقِ مُنَاسَبَۃٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ابن ابی حاتم نے عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہی کہا جب کہ یہ آیت اُتری تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہین جن کی دوستی کا اللہ نے امر فرمایا ہے فرمایا فَاطِمَۃُ وَوَلَدُھَا یعنے حضرت فاطمہ اور اُن کی اولاد رضی اللہ عنہم یہ اسناد ضعیف ہی اس مین ایک مجہول شخص غیر معروف ہی وہ راوی ہے شیخ شیعی مخترق سے اور وہ حسین اشقر ہے اور اُس کی خبر اس محل مین مقبول نہین ہے اور ذکر نزول آیت کا مدینہ مین بعید ہے اس لیے کہ سورت مکی ہے اور اُس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بالکل اولاد نہ تھی کیونکہ اُن کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہین ہوا مگر بعد جنگ بدر کے سنہ ۲ ہجری مین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین حق تفسیر اس آیت کی ہے اُس قول کے ساتھ جس کے ساتھ حبر امت ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی ہے جس طرح کہ امام بخاری نے اُن سے اس کو روایت کیا ہے اور ہم اس کا انکار نہین کرتے ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کی وصیت فرمائی ہے اور اُن کے ساتھ احسان کرنے کا اور اُن کے احترام و اکرام کا امر فرمایا ہے کیونکہ وہ تو ذریت طاہرہ سے ہین فخر و حسب و نسب مین اشرف خاندان دار شرف جدہ سے ہین روے زمین پر خصوصاً جب کہ وہ متبع ہون سنت نبویہ صحیحہ و واضحہ جلیہ کے جس طرح کہ اُن کے سلف اُس پر تھے جیسے حضرت عباس اور اُن کے فرزند اور حضرت علی اور اُن کے اہل بیت و ذریت رضی اللہ عنہم اجمعین صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ مبارک مین فرمایا جو کہ غدیر خم مین پڑھا تھا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَاِنَّھُمَا لَمْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ یعنے بیشک مین چھوڑے جاتا ہون تم مین دو گران چیزین اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنے اولاد اور بیشک وہ جدا نہ ہون گے یہانتک کہ وہ وارد ہون گے میرے پاس حوض پر امام احمد نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش جس وقت بعض بعض سے ملتے ہین تو خوب خوش ہو کر ملتے ہین اور جب ہم سے ملتے ہین تو ایسے چہرے سے ملتے ہین جو ہمکو بھی نہین بھاتا کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سخت خفا ہوئے اور فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے داخل نہ ہوگا دل مین مرد کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھے تم کو واسطے اللہ کے اور واسطے اُس کے رسول کے پھر امام احمد نے

عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر پھر کہا بیشک ہم البتہ نکلتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں قریش کو کہ باتیں کرتے ہوتے ہیں پھر جب ہم کو دیکھا تو چپ
ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہوئے یہانتک کہ ایک رگ اُبھر آئی درمیان آپکے ہر دو چشم
مبارک کے پھر فرمایا واللہ داخل نہ ہوگا دل میں کسی مرد مسلمان کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھو تم کو واسطے
اللہ کے اور واسطے میری قرابت کے بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ راوی ہیں
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ یعنی نگاہ رکھو
حقوق و ملت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے اہل بیت میں مطلب یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے آپکے اہل بیت
کا اعظام و احترام کرو اُن کی تعظیم کرنا آپ ہی کی تعظیم کرنا ہے اسی لیے بزرگان دین اپنے استاد و پیر کے سبب
سے اُن کی اولاد کی تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے صحیح میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے فرمایا واللہ البتہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ تر محبوب ہے مجھکو کہ وصل کروں میں قرابت
میری سے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا واللہ البتہ تیرا
اسلام جس دن کہ تو اسلام لایا محبوب تر تھا مجھکو اسلام خطاب سے اگر وہ اسلام لاتا اس واسطے کہ تیرا اسلام
محبوب تر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کے اسلام سے پس ہر مسلمان پر یہی واجب ہے کہ اُس کا
حال مثل حال شیخین رضی اللہ عنہما کے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کو آپ کی وجہ سے کیسی محبوب
رکھتے تھے کہ اپنے اولاد و اولاد سے بڑھ کر اُن کو سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ بعد نبیین و مرسلین کے افضل بشر
ہوئے رضی اللہ عنہما وعن سائر الصحابہ اجمعین امام احمد رحمہ اللہ تعالٰے نے یزید بن حیان سے روایت کیا
ہے کہا چلا میں اور حصین بن سبرہ و عمر بن مسلم طرف زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پھر جب ہم اُن کی طرف بیٹھے
تو حصین نے اُن سے کہا البتہ مقرر لے زید تم خیر کثیر سے ملے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
یعنے آپکے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور آپ کی حدیث شریف سنی اور آپکے ساتھ غزا کی اور
آپکے ساتھ نماز پڑھی اے زید تم نے خیر کثیر دیکھی اے زید تم ہم کو حدیث کرو اس شے کی جو تم نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو حضرت زید نے فرمایا اے بھتیجے واللہ البتہ مقرر میرا سن بڑا ہو گیا اور میرا
زمانہ قدیم ہو گیا اور میں بھول گیا بعض اُس شے کا جس کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد رکھتا
تھا پس جو کچھ میں تم کو حدیث کر چکا ہوں سو اُس کو قبول کرو اور جس کی میں نے تم کو حدیث نہیں کی سو اُسکی
تم مجھے تکلیف نہ دو پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن
ہم میں خطبہ پڑھنے کو ایک پانی پر جس کو خم کہتے ہیں درمیان مکہ و مدینہ کے سو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا اما بعد خبردار لوگو مین جو ہون سو ایک بشر ہون قریب ہے یہ کہ آوے میرے
پاس قاصد میرے رب کا تو مین جواب دون اور بیشک مین چھوڑنے والا ہون تم مین ثقلین کو اول اُنکا اللہ تعالی
کی کتاب ہے اس مین ہدایت و نور ہے فخذوہ بکتاب اللہ واستمسکوا بہ یعنی پس تم پکڑو اللہ کی کتاب کو اور خوب مضبوط
پکڑو اُس کو پس کتاب اللہ پر آمادہ کیا اور اُس مین رغبت دلائی اور فرمایا و اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی
اذکرکم اللہ فی اہل بیتی یعنے اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہون مین تم کو اللہ اپنے اہل بیت مین یاد دلاتا
ہون مین تم کو اللہ اپنے اہل بیت مین پس حصین نے زید سے کہا اے زید آپکے اہل بیت کون ہین کیا نہیں
ہین آپ کی بیبیان آپکے اہل بیت سے زید نے کہا بیشک آپ کی بیبیان آپکے اہل بیت سے ہین ولیکن آپکے
اہل بیت وہ ہین جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے بعد آپکے کہا وہ کون ہین زید نے فرمایا وہ آل علی و آل عقیل
و آل جعفر و آل عباس ہین یعنے ان سب کی اولاد رضی اللہ عنہم حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام کیا
گیا ہے زید نے کہا ہان وَهٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الْفَضَائِلِ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ
یہ **الو عیسے** ترمذی کا لفظ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ
حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَالْآخَرُ عِتْرَتِي اَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ
الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا تَفَرَّدَ بِرِوَايَتِهِ التِّرْمِذِيُّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ
غَرِيبٌ یعنے بے شک مین چھوڑنیوالا ہون تم مین وہ شے کہ اگر تم خوب مضبوط اُس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ
ہوگے بعد میرے ایک بزرگ تر ہے دوسرے سے اللہ کی کتاب ایک سی تنی ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسری
میری عترت میرے اہل بیت ہین اور ہرگز وہ جدا نہ ہون گے یہانتک کہ وارد ہون گے حوض پر سو تم نظر کرو
کیسی خلافت کرتے ہو تم میری اُن دونون مین **ترمذی** نے بسند خود عن زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن
ابیہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے
حج مین عرفے کے دن اور آپ اپنی اونٹنی قصوا نام پر خطبہ پڑھ رہے تھے سو مین نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے
لوگو بیشک مین نے چھوڑی تم مین وہ شے کہ اگر تم اُس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ کی اور عترت
میری اہل بیت میری تَفَرَّدَ بِهِ التِّرْمِذِيُّ اَيْضًا وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ وَاَبِي سَعِيدٍ
وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ پھر **ترمذی** نے بسند خود عن علی بن عبد اللہ
بن عباس عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اَحِبُّوا اللّٰهَ تَعَالٰى لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَاَحِبُّونِي بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوا اَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي

ثُمَّ قَالَ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ یعنے دوست رکھو تم اللہ کو اس سبب کہ وہ غذا دیتا ہے تم کو اپنی نعمتوں سے اور دوست رکھو مجھ کو بسبب حب اللہ کے اور دوست رکھو میری اہل بیت کو بسبب میری حب کے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الآیۃ کی تفسیر مین اور حدیثین ہم اس قدر لائے ہین کہ اس جگہہ اُن کے اعادے سے غنی ہین وللہ الحمد والمنۃ حافظ ابو یعلی[1] نے حنش سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اور وہ پکڑنے والے تھے حلقہ دروازے کا فرماتے تھے لوگو جس نے مجھے پہچانا تو مقرر اس نے مجھے پہچان لیا اور جس نے مجھے نہ پہچانا تو مین ابوذر ہون مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے سوا اس کے نہین کہ مثل میرے اہل بیت کی تم مین مانند مثل سفینہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے جو کوئی اس مین داخل ہوا تو اُس نے نجات پائی اور جو اُس سے پیچھے رہا تو ہلاک ہوا یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے قولہ سبحانہ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کرے نیکی تو ہم بڑھا دین واسطے اُس کے اُس مین اجر و ثواب مثل قولہ تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا بعض سلف نے کہا کہ ثواب حسنہ سے حسنہ ہے بعد اس کے اور جزاے سیئہ سے سیئہ ہے بعد اُس کے إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ شَكُورٌ یعنے بخشتا ہے کثیر کو سیئات سے اور کثیر کرتا ہے قلیل کو حسنات سے پس ستر کرتا ہے اور بخشتا ہے اور مضاعف کرتا ہے پس قدر دانی فرماتا ہے أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو باندھ لیتا اللہ پر جھوٹ جیسا کہ جاہل کہتے ہین تو وہ مہر لگا دیتا تیرے دل پر اور قرآن جو تجھ کو دیا ہے اُس کو تجھ سے سلب کر لیتا کقولہ جل جلالہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ یعنے البتہ ہم اُس سے سخت انتقام لیتے اور لوگون مین کوئی قادر نہ ہوتا کہ اس سے رد کرے قولہ تعالیٰ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ معطوف نہین ہے یختم پر کہ مجزوم ہو بلکہ مرفوع ہے بنا بر ابتدا قالہ ابن جریر کہا اور اُس کی کتابت سے رسم مصحف امام مین واو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ ان دو آیتون مین محذوف ہوا ہے سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ وقولہ تعالیٰ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ قولہ تعالیٰ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ معطوف ہے ویمح اللہ الباطل پر یعنے حق کو محقق و ثابت و ظاہر و واضح کرتا ہے اپنی حجتون و براہنون سے إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یعنے بیشک وہ خوب جانتا ہے اُن باتون کو جن کو ضمائر چھپائے ہین اور سرائر اُن پر منطوی ہوتے ہین کذا فے ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف فضل کبیر کے جمہور نے یبشر کو بتشدید پڑھا ہے تبشیر سے اور مجاہد و حمید بن قیس نے بضم تحتیہ و سکون موحدہ و کسر شین البشارت سے یہ دونون سبعیہ ہین اور بعض سبعہ نے بفتح تحتیہ و ضم شین پڑھا ہے

[1] قال ابو یعلی حدثنا سوید بن سعید حدثنا مفضل بن عبد اللہ عن ابی اسحاق عن حنش قال سمعت اباذر ... [illegible]

اس لفظ کے قرارت کا بیان اول گذر چکا ہے یعنے یہ فضل کبیر وہ ہے جس کی بشارت دیتا ہے اللہ اپنے بندون کو پہر بندون کا یہ وصف بیان کیا کہ وہ ہین جو ایمان لائے اور بہلائیان کین پس جن کو یہ بشارت دی گئی وہ یہی لوگ ہین جنہون نے جمع کیا ہے درمیان ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتہ اُس شئے کے جس کا اللہ پاک نے امر فرمایا ہے اور اُس چیز کے چہوڑنے کی جس سے اُس نے منع کیا ہے پہر جب اللہ پاک نے اُن احکام شریفہ کا ذکر کیا جن پر اُس کی کتاب عزیز مشتمل ہے اور جن کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی ہے تو اُن کو امر فرمایا کہ اُن کو اس بات کی خبر دین کہ بسبب پہونچانے اُن احکام کے اُن سی کچہ اجرت نہین چاہتے ہین قل لا اسالکم علیہ اجرا یعنے لے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے کہ مین تم سے طلب نہین کرتا ہون بشارت یا نذارت کی رسالت پہونچانے پر کچہہ مزدوری اور نہ کوی نفع گو قلیل ہو اب نہ آیندہ الا المودة فی القربے یعنے مگر طلب کرتا ہون محبت عظیم و واسع قربی مین یعنے ایسی بڑی وسیع محبت جو کہ قربے مین مظروف ہی باین طور کہ قربے کہ اُس کے واسطے موضع و ظرف ہے جس سے تمہاری محبت مین کی کوی شے خارج نہین ہوتی ہے یہ خطاب یا تو قریش کو ہے اس لیے کہ آپ کا ساری قبایل قریش مین رشتہ تہا یہ قول عکرمہ و مجاہد و ابو مالک و شعبی کا ہے یا خطاب ہے قریش کو اور انصار کو اس لیے کہ انصار آپکے نانہال والے لوگ ہین یا خطاب ہے سارے عرب کو کیونکہ فے الجملہ وہ سب آپکے اقارب ہین اس آیت کے معنے مین تین قول ہین چنانچہ اول سہ ادلہ کے گذر چکے ہین یہان اور طرز سے اُن کا بیان کیا جاتا ہے **قول اول** یہ ہے کہ قربی بمعنے قرابت و رحم ہے یعنے رشتہ جملہ مصادر قرب صند بعد ہے اس کی سند مین کئی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہین ایک تو وہی ہے جو بروایت بخاری اول گزر چکا ہے دوسرا الطریق سعید بن جبیر اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا مین نہین سوال کرتا ہون تم سے اس پر کچہ مزدوری مگر یہ کہ مودت رکہو مجہ سے میرے النفس مین بسبب میری قرابت کے اور محفوظ رکہو اس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے ہے تیسرا الطریق شعبی اُن سے مروی ہے شعبی کہتے ہین لوگون نے ہم پر کثرت کی اس آیت مین یعنے اس کے معنے پوچہنے مین تو ہم نے حضرت ابن عباسؓ کو لکہا اس کا ہم اُن سے پوچہتے تہے سو اُنہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسط النسب تہے قریش مین کوئی بطن یعنے قبیلہ نہ تہا اُن کے بطون سی مگر حال یہ ہے کہ آپ کی اُس مین قرابت تہی پس اللہ تعالے نے فرمایا تو اُن سے کہہ دے کہ مین نہین مانگتا ہون اسپر یعنے اُس شئ پر جس کی طرف مین تم کو بلاتا ہون کچہ مزدوری مگر مودت قربے مین یعنے مگر یہ کہ تم مودت رکہو مجہ سے بسبب میری قرابت کے تم سے اور محفوظ رکہو مجہ کو بسبب

له تبيل بطريق مجاهد عن ابن عباس رضه

اُس کے معنے مطلب یہ ہے کہ تم میری قوم ہو اور تم سب سے بڑھ کر اس کے مستحق ہو کہ مجھے مانو اور میری اطاعت کرو پھر جب تم نے
اس سے انکار کیا تو حق قرابت کو تو نگاہ رکھو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو اور مجھے ایذا مت دو چوتھا بطریق
علی بن ابی طلحہ اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سارے قریش سے قرابت تھی پھر جب اُنھوں نے
آپ کو جھٹلایا اور آپ کی بیعت سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا اے میری قوم جب کہ تم نے انکار کیا اس سے کہ
میری بیعت کرو یعنے پیروی تو نگاہ رکھو میری قرابت کو تم میں اور نہ ہووے غیر تمہارا عرب سے اولیٰ ساتھ
حفظ و نصرت میری کے تم سے غرضکہ ان سب قولوں سے معلوم ہوا کہ قربیٰ بمعنے قرابت ہے **دوسرا**
قول یہ ہے کہ قربیٰ بمعنے اقارب ہے بطریق مجاہد حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ان تحفظونی فی اہل بیتی وتودوھم لی یعنے مگر
یہ کہ تم محفوظ رکھو مجھ کو میری اہل بیت میں اور مودت رکھو اُن سے بسبب میرے اسکو دیلمی و ابو نعیم نے
روایت کیا ہے **بطریق** سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے کون اقارب ہیں جن کی مودت ہم پر واجب ہوئی ہے تو
آپ نے فرمایا علی و فاطمہ اور اُن کے دو ولد اَخْرَجَہُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالطَّبَرَانِیُّ وَابْنُ مَرْدُوَیْہِ
قَالَ السُّیُوْطِیُّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ **کلبی** نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب مدینے میں تشریف لائے تو آپ کو نوائب و حقوق پیش آتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں فراخی نہ تھی سو
انصار بولے کہ اس شخص نے تم کو ہدایت کی ہے اور وہ تمہاری بہن کا فرزند ہے اور تمہارا پڑوسی ہے
تمہارے شہر میں پس تم جمع کرو واسطے اُس کے ایک طائفہ یعنے تھوڑا اپنے مال سے سو اُنھوں نے
کیا پھر اُس کو لیکر آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُس کو اُن پر رد کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسالکم علیہ
اجرا یعنے تو کہہ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے ایمان پر کچھ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنے مگر یہ کہ تم مودت
رکھو میری قرابت و عترت سے اور محفوظ رکھو مجھ کو اُن میں ذکرہ الخطیب اور بطریق مقسم حضرت ابن عباسؓ
سے انصار کا قول فعلنا و فعلنا اول گزر چکا ہے اُس کی اسناد میں یزید بن زیاد راوی ضعیف ہے اولیٰ
یہ ہے کہ آیت مکی ہے مدنی نہیں ہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ قربیٰ بمعنے قرب و تقرب و زلفی ہے اُس کی دلیل
وہ ہے جو بطریق مجاہد عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر میں مروی ہے قل لا اسالکم
علے ما اتیتکم بہ من البینات والہدی اجرا الا ان تودوا اللہ وان تقربوا الیہ بطاعتہ اس کا ذکر بھی اول ہو چکا
ہے حضرت حسن کا لفظ یہ ہے بالطاعۃ والعمل الصالح ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے بطریق ضحاک حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکے میں نازل ہوئی اور مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا

دیا کرتے تہے اس پر یہ آیت اللہ تعالی نے نازل فرمائی یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے اُن
سے کہ مین نہین مانگتا ہون تم سے اُس شے پر جس کی طرف مین تمکو بلاتا ہون اجر یعنے سامان دنیا کا الا المودة
فی القربی یعنے مگر حفظ واسطے میرے اپنی قرابت مین جو تمہارے اندر ہی پہر جب آپنے ہجرت فرمائی طرف
مدینے کے تو اللہ پاک نے اس بات کو محبوب کہا کہ اور انبیا علیہم السلام جو کہ آپکے بہائی ہین آپ کو اُن کے
ساتھہ لاحق کردے پس فرمایا قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ یعنے ثواب
وکرامہ فی الآخرة جیسا کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا ہے وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ
رَبِّ الْعَالَمِينَ اور جس طرح کہ حضرت ہود وحضرت صالح وحضرت شعیب علیہم السلام نے فرمایا ہے اجر کا استثنا
نہین کیا جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استثنا فرمایا ہے سو اُس کو اُن پر رد کردیا اور یہ آیت منسوخ ہے
حسین بن فضل بہی نسخ کے قائل ہین اور اسی کو ابن جریر نے ضحاک سے روایت کیا ہے بغوی نے کہا
کہ یہ قول پسندیدہ نہین ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودت اور آپ سے ایذا کا روکنا اور آپ
کے اقارب کے ساتھہ دوستی رکہنا اور اللہ پاک کی طرف ساتھہ طاعت وعمل صالح کے تقرب کرنا فرائض دین
سے ہے یہ بات اُنہین تین قول کی بنا پر ہے جنکا ذکر ہوچکا ہے غرضکہ جبر امت حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین بطریق مختلف جو مروی ہوا ہے سو اُس کا حاصل وہی ہے جو بند کور ہوا
لیکن جو معنے اُن سے صحیح ہوئے ہین اور منجملہ اُن کے شاگردون کی جماعت کثیر نے وہ معنے اُن سے روایت
کیے ہین پہر اُن کے بعد جو بہت لوگون نے کہے ہین سو وہ اول ہی معنے ہین اور نسخ جو اُن سے مروی ہے
سو اُس کو منافی نہین ہے کیونکہ کوئی مانع اس سے نہین ہے کہ مکے مین قرآن شریف یہ حکم لیکر نازل ہوا
کہ کفار قریش آپ سے دوستی کرین بسبب اُس قرابت کے جو درمیان آپ کے اور اُن کے ہے اور اُس
کی وجہ سے آپ کو محفوظ رکہین پہر یہ حکم منسوخ ہوجائے اور یہ استثنا اپنی اصل سے جاتا رہے جس طرح کہ
اس پر وہ بات دال ہو جو ہم ذکر کر آئے ہین اُس مضمون سے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپنے تبلیغ رسالت
پر کسی اجر کا علے الاطلاق سوال نہین کیا پہر اگر یہ کہو کہ قربے کے معنے اہل بیت کے بہی تو اُن سے
مروی ہین وہ معارض ہونگے معنے اول کے تو کہین گے کہ اس معنے کو معنے اول کے معارضے کی قوت نہین
ہے اس لیے کہ معنے اول بطریق کثیرہ صحیح طور پر اُن سے مروی ہین اور اس معنے کی روایت کا جو حال ہے وہ
تم کو اول معلوم ہوچکا ہے دوسری یہ بات ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے لیے وہ فضائل جلیلہ ومفاخر
جمیلہ ہین کہ اللہ پاک نے بوجہ اُن کے اس روایت ضعیف کے اُن کو بے نیاز کردیا ہے چنانچہ بعض کا ذکر
اول ہوچکا ہے اور آیت تطہیر مین پورے طور پر اُن کا ذکر ہوا ہے پہر اگر یہ کہو کہ حضرت ابن عباس سے یہ

یہی تو ہو وہی ہے کہ مراد مودت سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مودت کریں اور اسکی طرف تقرب کریں اُس کی طاعت کے ساتھ یعنی اول معنے کے معانی و ڈھنگ ترکیب کے جس طرح کہ ثانی معنے اُس کے معانی کی قوت نہیں رکھتے ہیں اسی طرح یہ بھی اس کے معانی درپے قوی نہیں ہیں لیکن اتنی بات ہے کہ اس معنے کے بازو کو یہ امر قوت دیتا ہے کہ یہ تفسیر[1] مرفوع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک **ف** الا المودۃ فی القربیٰ میں جائز ہے کہ استثنا متصل ہو باین طور کہ اجر سے مراد مطلق نفع لیا جائے مجازاً کیونکہ حقیقت میں اجر انعام مالی ہے جو کہ عمل کے مقابلے میں واجب ہوتا ہے اور کلمہ فی بمعنے لام ہے مودۃ سے متعلق ہے اور قربیٰ سے مراد قرابت ہے حاصل یہ کہ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے تبلیغ پر کوئی نفع مگر یہ نفع کہ تم مجھے دوست رکھو بسبب قرابت میری کے تم سے یا قرابتیں کو دوست رکھو مثل بشرے و بشارت کے بمعنے قرابت جس سے اقارب مراد ہوتے ہیں اور کلمہ فی ظرف مستقر متعلق محذوف سے منصوب بنا بر حال مودت کے ہو اے الا المودۃ ثابتۃ فی القربیٰ متمکنۃ فیہا اس صورت میں کلمہ فی اپنے ظرفی معنے پر رہے گا گویا اقارب کو مکان و مقر ٹھیرایا مودت کا جیسے لی فی فلان مودۃ بولتے ہیں جب کہ غایت درجہ کی مودت کا اظہار منظور ہوتا ہے یعنے فلاں میں میری محبت ہے مطلب یہ ہے کہ وہ میری محبت کا گھر اور قرارگاہ ہے دیکھو جو مبالغہ اس ترکیب میں ہے وہ اس میں نہیں ہے کہ جب یوں کہو الا مودۃ القربیٰ یا الا المودۃ للقربیٰ معنے یہ ہیں مگر نفع کہ تم خوب دوستی رکھو میرے قرابت والوں سے اب اگر کوئی کہے کہ استثنا متصل کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ وحی پر طالب اجر ہیں اور یہ کئی وجہ سے جائز نہیں ہے اول تو یہ ہے کہ اللہ پاک نے اکثر انبیا علیہم السلام سے نفی طلب اجر کی تصریح نقل فرمائی ہے چنانچہ حضرت نوح و حضرت ہود و حضرت صالح و حضرت لوط و حضرت شعیب علیہم السلام کے قصوں میں مذکور ہے اور ہمارے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیا و سید المرسلین ہیں تو آپ کی شان عالی کے لائق طلب اجر کس طرح ہو سکتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ خود آپ نے نفی طلب اجر کی تصریح فرمائی ہے قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اور دوسری آیت اول گزر چکی ہے تیسری یہ ہے کہ تبلیغ آپ پر واجب تھی لقولہ تعالے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اور طلب اجر طلب واجب پر اقل الناس کو لائق نہیں ہے تو افضل الناس و سید الکائنات کا کیا ذکر ہے چوتھی یہ ہے کہ متاع دنیا اقل و اخس اشیا ہے بنسبت وحی الٰہی و علم نبوت کے پھر اخس اشیا کا طلب کرنا اشرف اشیا کے مقابلے میں عقلاً کیونکر ٹھیک ہو سکتا ہے پانچویں یہ ہے کہ طلب اجر موہم تہمت ہے اور یہ منافی ہے قطع بعثت نبوت کو پس بوجوہ بالا یہ بات ثابت ہوئی کہ طلب اجر تبلیغ پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہرگز جائز نہیں ہے تو آپ

[1] مسند امام احمد میں ایک اسناد یہ ہے حدثنا حسن بن موسیٰ حدثنا قزعۃ بن سوید عن ابن ابی نجیح عن مجاہد عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرہ ورواہ [illegible]

کہو کہ ہو شے قائم مقام طلب اجر کی ہے یعنی مودت فی القربیٰ اُس کا صدور آپ سے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے تو کہیں گے کہ یہ توڑے حسین پیرائے میں طلب اجر کی نفی ہے دیکھو کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وَلَا عَیْبَ فِیْھِمْ غَیْرَ اَنَّ سُیُوْفَھُمْ ۔ بِھِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْکَتَائِبِ

کسی قوم کی شجاعت کی تعریف کرتا ہے کہتا ہے اُن میں کوئی عیب نہیں ہے سوا اس کے کہ اُن کی تلواروں میں لشکروں کے مارنے پیٹنے سے دندانے پڑ گئے ہیں حالانکہ یہ عیب نہیں ہے بلکہ بڑا ہنر ہے اسی طرح یہاں سمجھو حاصل یہ ہوا کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا ہوں مگر یہ اجر یعنے مودت فی القربیٰ حالانکہ حقیقت میں یہ اجر نہیں ہے کیونکہ اجر تو وہ ہے جو عمل کے مقابلے میں واجب ہوتا ہے اور مودت آپ کی اور آپ کے اقربا کی قریش پر واجب تھی گو یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نبی کر کے اُن کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ آپ نے اُن کو وحی الٰہی پہنچائی کیونکہ آپ اور آپ کے اقربا ان کے رشتہ دار تھے تو ان کی صلہ رحمی کرنا اور اُن کی ایذا دہی سے باز رہنا بحکم مروت جبلی واجب تھا تو اب اُن کی مودت قربیٰ میں تبلیغ کا اجر نہ ہوئی اس لیے کہ قطع نظر تبلیغ سے اس کا وجوب اُن پر تھا پس آپ تبلیغ پر طالب اجر نہ ہوئے مگر آپ نے مودت کا نام اجر رکھا اور مودت کو اجر کے ساتھ تشبیہ دیکر اجر سے اسکا استثنا کر لیا اس قدر اتصال کی صحت میں کافی ہے۔ **دوسرا قول** یہ ہے کہ استثنا منقطع ہے لا اسالکم علیہ اجرا پر کلام تمام ہو چکا پھر فرمایا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی لیکن میں یاد دلاتا ہوں تم کو اپنی قرابت تم میں زجاج اسی کے قائل ہیں کہ منقطع ہے اس بنا پر یہ معنے ہیں لا اسالکم علیہ اجرا قط ولکن اسالکم المودۃ فی القربیٰ التی بینی بینکم ارقبونی فیھا ولا تعجلوا الی ودعونی والناس یعنے میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ اجر ہرگز و لیکن سوال کرتا ہوں تم سے مودت کا قرابت میں جو کہ درمیان میرے اور تمہارے ہے پاسداری کرو تم میری اس میں اور مت جلدی کرو میری طرف اور چھوڑ دو مجھ کو اور لوگوں کو یہی معنے کے قتادہ وغیرہ قائل ہیں چنانچہ اول ذکر ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم میرا حق نہیں پہچانتے ہو بسبب میری نبوت کے اور بوجہ رحمت عامہ ہونے میرے کے تو اس سے تو کم نہ ہو کہ بسبب قرابت کے مجھ سے دوستی رکھو اور رشتہ داری کا پاس کرو اب ذرا اس حسن اختصار کو دیکھو کہ الا المودۃ فی القربیٰ کو بجائے اس عبارت کے رکھا ہے الا ان تودوا لقرابتی منکم چونکہ قرابت کی وجہ سے باہم مودت و محبت رکھنا ایک نیک بات ہے اس لیے فرمایا وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْھَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کمائے کوئی طاعت تو زیادہ کریں ہم واسطے اُس کے اس حسنہ یعنی طاعت میں یا جنت میں حسن کو ساتھ مضاعف کرنے اُس کے ثواب کے مقاتل نے کہا معنے یہ ہیں جو کوئی کمائے ایک حسنہ تو زیادہ کریں ہم واسطے اُس کے اُس میں حسن مضاعف

کرین ہم اُس کو ایک کے بدلے مین دس اور زیادہ کسی نے کہا کہ مراد اس حسنہ سے وہی مودت فی القربیٰ ہے لیکن عموم پر
حمل کرنا اولیٰ ہے اور مودت فی القربیٰ بدخول اولیٰ اس کے تحت مین داخل ہوگی اس لیے کہ حسنہ کا ذکر مودت فی القربیٰ
کے عقب مین ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حسنہ مودت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مین
یہ قول اُسی ایک قول کی بنا پر ہے جو کہ اقوال ثلٰثہ مین اول گزر چکا ہے سدی کہتے ہین کہ یہ آیت نازل ہوئی حق
مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اُن کی مودت کے اہل بیت کے حق مین لیکن ظاہر آیت عموم ہے اقتراف
بمعنے اکتساب ہے اصل قرفت کی کسب معاوضہ مین بولتے ہین فلان یقرف لعیالہ ای یکسب یا یہ اس کا ضرب
ایضرب سے ماخوذ ہے قول عرب رجل قرفہ جبکہ وہ حیلہ گر تدبیر کار ہو اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنے جو کوئی کچھ
نیکی کرے گا تو اللہ پاک اُس کے اجر مین بڑھا دے گا ہمن اسطے کہ بیشک اللہ البتہ بڑا بخشنے والا ہے واسطے
گناہگارون کے اور بڑا قدردان ہے واسطے فرمانبردارون کے قتادہ نے کہا غفور ہے واسطے گناہون کے
شکور ہے واسطے نیکیون کے سدی نے کہا غفور ہے واسطے گناہان ... آل حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے شکور ہے واسطے قلیل کے تو اس کو مضاعف کردیگا اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کلام
منقطع ہے بمعنے بل و ہمزہ ہے بل تو واسطے اضراب کے ہے کلام سابق سے اور ہمزہ انکار توبیخی کا ہے یعنے بلکہ
کیا وہ کہتے ہین کہ باندھ لیا اُس نے اللہ پر جھوٹ باین طور کہ نبوت کا مدعی ہوا اور قرآن کی نسبت اللہ تعالیٰ
کی طرف کی پھر اللہ پاک نے اس بات کا یہ جواب دیا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ یعنے اگر وہ باندھتا اللہ
پر جھوٹ تو البتہ چاہتا صادر نہ ہونا جھوٹ کا اُس سے اور مہر کر دیتا اُس کے دل پر باین طور کہ خطرہ نہ ڈالتا اُس
کے دل مین کسی شے کا اُن چیزون سے جن مین اُس نے جھوٹ بولا جیسا کہ تم خیال کرتے ہو قتادہ نے کہا
پس اگر چاہے اللہ تو مہر کردے تیرے دل پر پس بھلا دے تجھ کو قرآن پس خبر دے اُن کو اس بات کی کہ اگر وہ
افترا کرتا اللہ پر تو اُس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا جس کی اس آیت مین اُن کو خبر دی ہے مجاہد و مقاتل نے
کہا ہے اگر چاہے اللہ تو بندش کردے تیرے دل پر ساتھ صبر کرنے کے اُن کی ایذا پر یہان تک کہ اُن کی بات
سے تیرے دل مین کچھ مشقت داخل نہ ہو کسی نے کہا کہ یہ خطاب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد
کفار ہین یعنے اگر چاہے تو مہر کردے کفار کے دلون پر اور جلدی سے اُن پر عقوبت ڈال دے یہ قول قشیری
نے ذکر کیا ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اگر تیرا جی تجھ سے یہ کہتا کہ تو باندھے اللہ پر جھوٹ تو البتہ وہ مہر
کر دیتا تیرے دل پر کیونکہ جھوٹ پر وہی جرات کرتا ہے جس کے دل پر مہر کی ہوئی ہوتی ہے والاول اولیٰ
مقصود اس کلام سے مبالغہ ہے استبعاد کے ثابت کرنے مین وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ کلام مستانف ہے
ماقبل مین جو نفی افترا کی ہے اُس کی تقریر و تاکید کے لیے لایا گیا ہے جزائے شرط مین داخل نہین ہے

اس لیے کہ اللہ پاک باطل کو مطلقاً محو کرتا ہے حرف واو لفظاً اُس سے ساقط ہو گیا ہے بسبب التقای ساکنین کے
اور لفظ پر حمل کر کے خطاً بھی گرا دیا ہے جس طرح کہ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ کو بے واو لکھا ہے ذکرہ السمین ابن انباری
کہتے ہین کہ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ پر وقف تام ہے یعنے اور مابعد اُس کا کلام مستانف ہے کسائی فرماتے ہین اس مین
تقدیم و تاخیر ہے اے واللہ یمحو الباطل اور یہ حکایت کیا ہے کہ بعض مصاحف مین یمحو سے واو ساقط ہوا ہے
زجاج کہتے ہین ویمحو اللہ الباطل حجت قائم کرتا ہے اُس شخص پر جس نے انکار کیا اُس شے کا جس کو نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے یعنے اگر وہ چیز باطل ہوتی جس کو وہ لائے تو البتہ اللہ تعالیٰ اُسکو مٹا دیتا جس طرح
کہ مفترون کے بارے مین اسپر اُس کی عادت جاری ہوئی ہے وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ اور ثابت کرتا ہے حق
کو یعنے اسلام کو ساتھ اُس شے کے جسکو اُس نے نازل کیا ہے قرآن پاک سے اور بیشک اللہ سبحانہ نے یہ
کام کر دیا پس اُن کے باطل کو مٹایا اور اسلام کا بول بالا کیا اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنے بیشک اللہ
پاک کو خوب علم ہے اُن باتون کا جو بندون کے دلون مین ہین نفی فرماتے ہین علیم ہے اُس شی کا جو تیرے سینے
مین ہے اور اُن کے سینون مین سو وہ اسی کے موافق امر کو جاری کرتا ہے پہر جب اللہ سبحانہ نے
مشرکون پر انکار کیا اور اُن کو توبیخ و سرزنش کی اس پر کہ جو دین شیاطین نے اُن کے واسطے مشروع
کیا اُس کی پیروی کی اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افترا علی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جو کہ کل افترا
سے بڑہکر عظیم و قبیح ہے تو اُن کو بلایا طرف توبہ کے اور اُن کو یہ بات بتا دی کہ وہ اُسکو قبول کرتا ہے ہر
گنہگار سے گو اُس کا گناہ کیسا ہی بڑا ہو پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا

عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۙ۝ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ

بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ

يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا

مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ۝ اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے
اور معاف کرتا ہے برائیان اور جانتا ہے جو کرتے ہو اور دعا سنتا ہے ایمان والون کی جو بھلے کام کرتے
ہین اور بڑہتی دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اور جو منکر ہین اُن کو سخت مار ہے اور اگر پھیلا دے اللہ روزی
اپنے بندون کو تو دہوم اُٹھاوین ملک مین پر اُتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندون
کی خبر رکھتا ہے دیکھتا اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ پیچھے اس سے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی
مہر اور وہی ہے کام بنانے والا خوبیون سراہا اور ایک اُس کی نشانی ہے بنانا آسمانون کا اور زمین کا اور

ع الربع ۴

جتنے بکھیرے ہین اُن مین جانور اور وہ جب چاہے اُن سب کو اکھٹا کر سکتا ہے **ف** یعنی نبی پیغام پہونچاتا ہے اور بندون کو سب معاملت اپنے رب سے ہے انتہی **ف** اللہ پاک اپنے بندون پر منت رکھتا ہے اس بات کی کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جس وقت وہ توبہ کرتے ہین اور اُس کی طرف رجوع ہوتے ہین بیشک وہ اپنے کرم وعلم سے معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے اور بخشتا ہے کقولہ تعالی عزوجل وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا **صحیح مسلم** مین ثابت ہوا ہے کہ اسحٰق ابن ابی طلحہ نے اپنے چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے ازروی خوشی کے اپنے بندی کے توبہ کے ساتھ جبکہ وہ اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے ایک تمہارے سے کہ تھی اُس کی سواری زمین بیابان مین پھر وہ اُس سے چھٹ گئی اور اُس پر اُس کا کھانا پینا تہا پھر وہ اُس سے نا امید ہو گیا تو ایک درخت کے پاس آیا پھر وہ اُس کے سائے مین لیٹ گیا اس حال مین کہ اپنی سواری سے نا امید ہو چکا تھا پھر وہ اس اثنا مین کہ ایسا تھا کہ ناگاہ اُس کے پاس وہ سواری کھڑی ہوئی ہے پھر اُس نے اُس کی نکیل پکڑی پھر مارے شدت خوشی کے بول اُٹھا اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون شدت خوشی کے مارے چوک گیا **نیز صحیح** مین بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مثل اسکے ثابت ہوا ہے **عبدالرزاق** نے عن معمر عن الزہری اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے ازروی خوشی کے اپنے بندے کی توبہ کے ساتھ ایک تمہارے سے کہ پائی اپنی گمی ہوئی سواری کو اُس جگہ مین جس مین اس سے ڈرتا ہے کہ پیاس اُس کو مار ڈالے **ہمام ابن حارث** کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس شخص کا پوچھا جو کہ عورت سے زنا کرتا ہے پھر اُس سے نکاح کر لیتا ہے تو فرمایا کہ اس کا کچھ خوف نہین ہے اور یہ آیت پڑھی وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ الآیہ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ مِّنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ الْقَاضِيْ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ هَمَّامٍ فَذَكَرَهٗ **قولہ تعالیٰ** وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ یعنی توبہ قبول کرتا ہے زمانہ آیندہ مین اور معاف کرتا ہے سیئات زمانہ ماضی ہین وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنی وہ عالم ہے ان سب کامون کا جو تم نے کیے اور اُن سب باتون کا جو تم نے کہین اور باوجود اس کے رجوع ہوتا ہے اُس شخص پر جو اُس کی طرف رجوع ہوا **قولہ سبحانہ** وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سدی نے کہا یعنے یستجیب لہم اور اسیطرح ابن جریر نے کہا ہے کہ معنے اسکے یہ ہین کہ قبول کرتا ہے واسطے اُن کے دعا جو کہ خود اپنے واسطے کرتے ہین اور اپنے دوستون

اور بہائیوں کے واسطے اور اس قول کو بعض نحویوں سے حکایت کیا ہے اور اس کو مثل اس آیت کریمہ کے ٹھیرایا ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ پھر ابن جریر و ابن ابی حاتم نے بحدیث اعمش عن شقیق بن سلمہ بن سبرہ روایت کیا ہے کہا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا شام میں پس کہا تم مومن ہو اور تم اہل جنت ہو واسطے بیشک میں البتہ امید رکھتا ہوں اس کی کہ اللہ تعالے داخل کرے اس شخص کو جسکو تم قید کرلو تم ہو فارس و روم سے جنت میں اور یہ یون ہے کہ ایک تمہارا جس وقت کہ کرے واسطے اس کے ایک ان میں کا کوئی کام تو وہ یون کہے احسنت رحمک اللہ یعنے تو نے اچھا کام کیا اللہ تجھ پر رحم کرے احسنت بارک اللہ فیک یعنے تو نے خوب کام کیا اللہ تجھ میں برکت دے پھر یہ آیت پڑھی ویستجیب الذین آمنوا وعملوا الصلحت ویزیدہم من فضلہ ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے حکایت کیا ہے کہ اُس نے قولہ تعالے الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ کو اسے ہم الذین یستجیبون للحق ویتبعونہ مثل اس آیت کے ٹھیرایا ہے إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ سنے اول ظاہر تر ہیں اس لیے کہ بعد کو یون فرمایا ہے ویزیدہم من فضلہ یعنے ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس سے زیادہ اور انکو عطا فرماتا ہے اسی لیئے ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویزیدہم من فضلہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شفاعت واسطے اس شخص کے جس کے لیے نار واجب ہوگئی ہے اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اُن کے ساتھ کوئی احسان کیا ہے دنیا میں قتادہ نے ابراہیم نخعی سے ویستجیب الذین آمنوا الآیہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہا کہ شفاعت کرین گے اپنے اخوان کے حق میں ویزیدہم من فضلہ کہا کہ شفاعت کرین گے اپنے اخوان کی اخوان کے بارے میں **قولہ عز وجل** وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ جب کہ اللہ پاک نے مومنین کا ذکر کیا اور اُس ثواب جزیل کا جو اُن کے واسطے ہے تو کافرون کا ذکر فرمایا اور اُس عذاب شدید و درد دہندہ کا جو کہ اُنکے معاد و حساب کے دن اُنکے واسطے ہے نزدیک اللہ پاک کے۔

قولہ سبحانہ وتعالے وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ الآیہ یعنے اگر اللہ تعالے اپنے بندون کو انکی حاجت سے زیادہ رزق عطا کرتا تو یہ اُن کو باعث ہوتا بغی و طغیان و سرکشی پر مارے اترانے اور نازو فخر کرنے کے ایک دوسرے پر بغاوت کرتے **قتادہ** فرماتے ہیں کہا جاتا تھا خیر العیش مالا یلہیک ولا یطغیک یعنے بہتر من گزران وہ ہے کہ مولی سے تجھے غافل نہ کرے اور بندگان خدا پر تجھ کو باغی و طاغی نہ بنائے وذکر قتادہ حدیث إِنَّمَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَسُؤَالِ السَّائِلِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ الْحَدِيثَ **قولہ جل وعلا سبحان ربی العلی الاعلے** وَلَٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ الآیہ یعنے ولیکن روزی سے انکو اتنی روزی دیتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے اُس قسم

سے جس میں اُن کی صلاح و درستی ہے اور وہ اُس کو خوب جانتا ہے سو غنی کرتا ہے اُس کو جو مستحق غنا کا ہے اور
فقیر کرتا ہے اسکو جو مستحق فقر کا ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ بیشک میرے بندوں سے وہ شخص
ہے کہ اصلاح نہیں کرتی ہے اُس کی مگر غنا اور اگر میں اسکو فقیر کر دوں تو فاسد کر ڈالوں اوپر اُس کے
دین کو اور بیشک میرے بندوں سے وہ شخص ہے کہ اصلاح نہیں کرتا ہے اُس کی مگر فقر اور اگر میں اس کو غنی کر دیا
تو البتہ فاسد کر ڈالتا اُس پر دین اُس کا **قولہ سبحانہ** وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا
یعنے وہی ہے کہ بعد نا امید ہونے لوگوں کے پانی سے نازل ہونے سے نازل کرتا ہے اُس کو اُن پر اُس وقت
میں کہ وہ اُس کی طرف حاجتمند ہوتے ہیں کما قال عز وجل وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ
لَمُبْلِسِينَ **قولہ جل جلالہ** وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ یعنے عام کرتا ہے ساتھ اُس رحمت کے وجود کو اُس قحط کے لوگوں پر
اور اُس ناحیہ پر **قتادہ** نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عرض
کیا یا امیر المؤمنین بارش رک گئی اور لوگ آس توڑ بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مطر تم یعنے اب تم پانی
برسائے گئے پھر یہ آیت پڑھی وہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وہو الولی الحمید یعنے وہی تصرف
کرنے والا ہے واسطے اپنی خلق کے ساتھ اُس شے کے جو اُن کو نفع دیتی ہے اُن کی دنیا و آخرت میں اور وہی
محمود العاقبۃ ہے اُن سب اشیا میں جن کو مقدر فرماتا ہے اور اُن کاموں میں جن کو کرتا ہے **قولہ سبحانہ**
وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیۃ یعنے جو نشانیاں اللہ پاک کی عظمت و قدرت عظیم و سلطان
قاہر پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے پیدا کرنا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جتنے بکھیرے ہیں اُن میں جانور
یعنے اور جو مخلوق کہ آسمان و زمین میں پیدا کی ہے یہ قول شامل ہے فرشتوں کو اور انس و جن کو اور باقی حیوانات
کو مع اختلاف اُن کی شکلوں رنگوں زبانوں طبیعتوں جنسوں نوعوں کے اللہ پاک نے آسمان و زمین کے اطراف
و اکناف میں اُن کو متفرق کیا اور باوجود اس سب کے اُن کے جمع کرنے پر جبکہ چاہے گا قادر ہے یعنے قیامت
کے دن اولین و آخرین کو اور ساری خلائق کو ایک ایسے میدان میں جمع کرے گا کہ پکارنے والا اُن کو
اپنی آواز سنائے گا اور نگاہ نہیں نفوذ کرے گی پھر اپنے حکم عدل و حق سے اُن میں فیصلہ کرے گا کذا فی ابن کثیر
ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے وہی ہے کہ قبول کرتا ہے توبہ اپنے گنہگار بندوں سے یعنی جو گناہ
اور برائیاں انہوں نے کی ہیں وہ جب اُن سے توبہ کرتے ہیں تو اُن کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے توبہ یہ ہے کہ
معصیت پر نادم ہو اور اس سے باز رہے اور اُس کے معاودت کرنے پر عزم کرے یہ تین شرطیں ہیں اُس معصیت
میں جو کہ درمیان بندے اور باری تعالیٰ کے ہے پس جب یہ شرطیں حاصل ہو گئیں تو توبہ صحیح ہو گئی اور اگر ان سے
ایک شرط مفقود ہوئی تو توبہ صحیح نہیں ہوتی رہی وہ معصیت جو حق آدمی سے متعلق ہے سو اسکی چار شرطیں ہیں

تین تو یہی ہین اور چوتھی شرط یہ ہے کہ صاحب معصیت کی حق سے بری ہو کسی نے کہا کہ قبول کرتا ہے توبہ کو
اپنے اولیا و اہل طاعت سے قول اول اولی ہے اس لیے کہ توبہ تو سارے بندون سے مقبول ہے مسلم ہوان یا
کافر جب کہ وہ صحیح ہو اور خلوص نیت و عزیمت صحیحہ سے صادر ہوئی ہو توبہ کے ذکر و حکم مین بہت سی حدیثین
صحیحین وغیرہما مین وارد ہوئی ہین چنانچہ بعض کا ذکر اول ہو چکا ہے **خازن** مین ہے کسی نے کہا توبہ
انتقال ہے معاصی سے از روی نیت و فعل کے اور متوجہ ہونا ہے طاعات پر از روی نیت و فعل کے **سہل**
ابن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین توبہ انتقال ہے احوال مذموم سے طرف احوال محمود کے حضرت
جنید فرماتے ہین کہ توبہ اعراض کرنا ہے ماسوی اللہ سے حقیقت مین یہ توبہ آخر درجہ کی ہے ایسی توبہ والون
کے ہاتھ مین مٹی سونا ہو جاتی ہے **قاضی** صاحب رحمہ اللہ تعالے نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
کا قول نقل فرمایا ہے کہ توبہ ایک اسم ہے کہ چھ معنے پر واقع ہوتا ہے ندامت گزشتہ گناہون پر اور تدارک
اس شے کا جس کو ضائع کیا اور چھوڑا فروض سے ساتھ اُس کی قضا کے اور رد مظالم اور گلانا نفس کا طاعت
مین جس طرح کہ تو نے اُس کی پرورش کی ہے معصیت مین اور چکھانا اُس کو تلخی طاعت کی جس طرح کہ تو نے
اُس کو معصیت کی حلاوت چکھائی اور رونا بدلے مین ہر ہنسی کے جسکو تو ہنسا ہے **قبول** متعدی کیا جاتا
ہے طرف مفعول ثانی کے بحرف من وعن اس لیے کہ متضمن ہے معنے اخذ و ابانت کو زیادہ فرماتے ہین
یس بسبب متضمن ہونے اُس کے کے معنے اخذ کو متعدی کیا جاتا ہے بحرف من محاورے مین بولتے ہین
قبلتہ منہ اے اخذتہ اور بسبب متضمن ہونے معنے ابانت و تفریق کے متعدی بحرف عن ہوتا ہے بولتے
ہین قبلتہ عنہ اے ازلتہ و ابنتہ عنہ ویعفو عن السیئات یعنے اور معاف کرتا ہے سیئات سے علی العموم
واسطے اس شخص کے جس نے توبہ کی کسی گناہ سے اور عفو کرتا ہے واسطے اُس شخص کے کہ چاہے بدون توبہ کے
بھی جب کہ وہ گناہ سوائے شرک کے ہو بعض نے سیئات کی تفسیر مادون الشرک فرمائی ہے یون کہا ہے
ہو مادون الشرک لیعفو لمن یشاء بلا توبۃ ویعلم ما تفعلون یعنے اور جانتا ہے اس خیر و شر کو جو تم کرتے ہو پس
بدلا دیگا ہر ایک کو وہ بدلا جس کا وہ مستحق ہوگا حمزہ و کسائی و حفص و خلف نے تائے فوقیہ پڑھا ہے بنا بر
خطاب اور باقی قرا نے بیائے تحتیہ بنا بر خبر اور یہ دونون سبعیہ ہین ثانی کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار
کیا ہے اس لیے کہ فعل واقع ہوا ہے درمیان دو خبرون کے ویستجیب الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت
موصول محل نصب مین ہے اے یجیب اللہ الذین الخ اجاب و استجاب ایک معنے مین آتا ہے حرف سین
تاکید کا ہے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے قبول کرتا ہے دعا اُن لوگون کی جو ایمان لائے اور نیک کام کیے
اور عطا کرتا ہے اُن کو وہ شے جو اُنہون نے اُس سے طلب کی کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ قبول کرتا ہے عبادت

مخاطبین کی کستی ہے کہا کہ تقدیر و یستجیب للذین ہے حرف لام حذف کردیا گیا ہے جس طرح کہ اس آیت مین
محذوف ہوا ہے وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اصل مین کالوا لهم ہے اصل استجابت کی یہ ہے کہ
متعدی بحرف لام ہو جس طرح کہ اس آیت مین ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ اے اجیبوا اللہ والرسول اسلیے کہ استجاب و اجاب بیک معنے ہے صاحب کشاف
نے تفسیر سورہ قصص مین کہا ہے کہ استجابت دعا کی طرف تو بنفسہ متعدی ہوتی ہے اور داعی کی طرف
بحرف لام اور جب داعی کی طرف متعدی ہوتی ہے تو غالب استعمال مین دعا محذوف ہوتی ہے پس یون
بولتے ہیں کہ استجاب اللہ دعاءہ و استجاب لہ و استجاب لہ دعاءہ نہین بولتے ہین پھر اگر کوئی کہے کہ دیکھو اس شعر
مین استجاب داعی کی طرف بنفسہ متعدی ہوا ہے ؎

وَدَاعٍ دَعَا يَا مَنْ يُّجِيْبُ اِلَى النَّدٰى	فَلَمْ يَسْتَجِبْهُ عِنْدَ ذَاكَ مُجِيْبُ

تو جواب یہ ہے اس کے یہ مین فلم یستجب دعاءہ مجیب بنا بر حذف مضاف مگر آیت مین لام محذوف ہوا اس
لیے کہ وہ معلوم ہے جس طرح کہ کالوہم مین بسبب معلوم ہونے کے حذف ہوا ہے بالجملہ معانی مذکورہ کی بنا پر
یستجیب مین ضمیر فاعل کی مضمر ہے اللہ پاک کی طرف راجع ہے اور موصول مفعول بہ ہے اب یہ سمجھنا چاہیے
کہ اللہ پاک کے جواب دینے کے کیا معنے ہین سو کہین گے کہ اجابت مجاز ہے اثابت سے یعنی اللہ پاک
ثواب دیگا مومنین عاملین صالحات کو طاعت پر وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب طاعت مشابہ ہوئی دعا کے
اُس ثواب مین جو اُس پر مترتب ہوتا ہے تو طاعت پر ثواب دینا مثل اجابت دعا کے ہوا اسی لیے اثابت
کی تعبیر کی ساتھ اجابت کے بطور استعارہ جس طرح کہ طاعت کی تعبیر کی گئی ساتھ دعا کے عطا نے حضرت
ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ ثواب دیگا اُن کو اُن کی طاعت پر اور زیادہ دیگا
اُن کو اپنے فضل سے سوائے ثواب اُن کے اعمال کے یہ زیادتی براہ تفضل و مہربانی ہوگی اُن پر کسی نے
کہا کہ موصول محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ فاعل ہے یستجیب کا اور مفعول محذوف ای یستجیبون اللہ بالطاعۃ
اذا دعاهم الیها اس بنیاد پر کہ استجاب بمعنی اطاع ہے یا اجاب یعنی جواب دیتے ہین اللہ کو ساتھ طاعت
کے جب کہ وہ اُن کو اس کی طرف بلاتا ہے یا اُس کے مطیع ہوتے ہین کما قال تعالے یا ایہا الذین آمنوا
استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم اور حضرت ابراہیم بن ادہم سے جو بات مروی ہے وہ بھی اسی کی تائید
ہے کہ موصول یستجیب کا فاعل ہے کسی نے اُن سے عرض کیا یا حضرت ہمارا کیا حال ہے کہ ہم دعا کرتے
ہین پھر وہ ہمارے واسطے قبول نہین کی جاتی ہے تو فرمایا اس واسطے کہ اُس نے تمکو بلایا سو تم نے اُس
کو جواب نہ دیا پھر یہ آیت پڑھی وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ یعنے اللہ تعالی نے اُن کو بلایا اور ہدایت

تو یہی ویستجیب الذین آمنوا الآیہ پس اس آیت سے تو طرف فاشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے انکو بلایا اور دوسرے طرف فاشارہ کیا کہ انکے بلانیکا جواب نہیں دیا
مگر بعضون نے بعضے ہی مومنین عاملین صالحات مین حاصل یہ ہوا کہ جن لوگون نے اللہ پاک کے بلانے کا جواب دیا اور اُس کی طاعت
کی تو وہ اُن کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اُس سے دعا مانگتے ہین سفاقسی نے بہی قول ثانی کو قوت دی ہے مبرد نے کہا
ہے معنے یہ ہین ویستدعی الذین آمنوا الاجابہ یعنے مومنین اجابت کو ستدعی ہین استفعل کے معنے کی حقیقت ہی
طرح ہے اس معنی مین بہی موصول محل رفع مین ہے فتح القدیر و فتح البیان مین قول اول کو اولیٰ کہا ہے وَ
یَزِیدُهُم مِّن فَضْلِهِ یعنے اللہ پاک اُن کو زیادہ دیگا اُس شے پر جو انہون نے طلب کی اپنے فضل سے یا زیادہ دیگا
اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین براہ تفضل کے اپنی طرف سے کسی نے کہا زیادہ دینے کے یہ معنے ہین کہ اُن کی سفارش
قبول کرے گا حق مین اُن کے اخوان کے چنانچہ اول گزر چکا ہے نسفی فرماتے ہین اللہ پاک نے بندون پر منت
رکہی باین طور کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جب کہ وہ توبہ کرتے ہین اور عفو کرتا ہے اُن کی سیئات سے اور اُن
کی دعا قبول فرماتا ہے جب کہ اُس سے دعا کرتے ہین اور زیادہ دیتا ہے اُن کو اُس پر جسکا انہون نے اُس سے سوال
کیا قاضی صاحب مرحوم کے بیان کی توضیح یہ ہے کہ جس صورت مین استجابت اللہ کا فعل ہو اور یہ معنے ہون کہ
قبول کرتا ہے اللہ مومنین کی دعا کو جبکہ وہ اُس سے دعا کرتے ہین اور اجابت اپنے اصلی معنے پر ہو تو یزیدہم من
فضلہ کے یہ معنے ہون گے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شی پر جس کا انہون نے سوال کیا اور
جب اجابۃ اللہ کا فعل ہو اور اس کے معنے ثواب دینے کے ہون تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے
فضل سے اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین اور جب استجابت مومنین کا فعل ہو اور اُس کے معنے اطاعت کے ہون
تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شے پر جس کے وہ مستوجب و مستحق ہین بسبب اپنی اعمال
کے قاضی صاحب نے اس معنے کو نہایت ایجاز و حسن سے ادا کیا ہے جس طرح کہ انکی عادت شریف ہے بالجملہ
جب اللہ پاک نے مومنین کا حال ذکر کیا تو اُس کے مقابلے مین کافرون کا حال یون بیان فرمایا وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ یعنے کافرون کے واسطے سخت عذاب ہے پہر چونکہ یہ بات وارد ہوتی تھی کہ اول آیت کا
مقتضا ساری تقدیرون پر یہ ہے کہ مومن فراخی و رفاہیت مین ہو باین طور کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرمائے
یا جس کرامت کا وہ مستحق ہے اُس سے زیادہ اُس کو دے اور حال یہ ہے کہ مومن اکثر سختی و انواع بلا و فقر مین
مبتلا ہوتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور اثر اجابت و زیادت کا اُس مین ظاہر نہین ہوتا تو اس حالت مین
اور آیت یستجیب الذین الآیہ مین کیونکر جمع ہوگی سو اللہ پاک نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس کی شان تو یہی ہے مگر
اثر استجابت کا واجب نہین ہے کہ دنیا مین ظاہر ہوجائے کیونکہ وہ دنیا مین انسان کے کام کی تدبیر کرتا ہے
اُس طور پر جو کہ اُس کی حکمت بالغہ کا مقتضا ہے سو وہ فقیر کرتا ہے اور غنی کرتا ہے تنگی کرتا ہے اور فراخی دیتا

اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو باغی ہو جاتے اور اگر کل کو فقیر کر دیتا تو مر جاتے پس ارشاد فرمایا وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ
لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ یعنے اگر سارے بندون کے واسطے اُن کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ سب کے سب نافرمان
اور سرکش ہو جاتے زمین مین اور اترا جاتے نعمت مین مست ہو جاتے اور تکبر کرتے اور طلب کرتے اُس شے کو جس کی
طلب اُن کو لائق نہین ہے اس لیے کہ غنا بطرہ و باشرہ ہے یعنے غنا اترانے اور مال مستی کرنے کا گھر ہے عبرت
کے واسطے قارون و فرعون کا حال کافی ہے کسی نے کہا اگر سب کو رزق مین برابر کر دیتا تو بعض
بعض کا مطیع و منقاد نہ ہوتا اور صنائع و حرفے بیکار ہو جاتے قول اول اولے ہے ظاہر آیت عموم انواع رزق
ہے کسی نے کہا کہ خاصۃً مراد مطر ہے یہ بات کہ فراخی رزق کی موجب طغیان ہوتی ہے اس مین کئی وجہین ذکر
کی ہین اُن کے بیان مین طول ہے اصل بغی کے طلب تجاوز اقتصاد ہے اس شے مین جس کا قصد کیا
جاتا ہے کمیت مین یا کیفیت مین قرطبی مین ہے کہ بغی اُن کی طلب کرنا اُنکا ہے ایک منزلت کو بعد ایک
منزلت کے اور ایک دابہ کا بعد ایک دابہ کے اور ایک سواری کا بعد ایک سواری کے اور ایک پوشاک کا
بعد ایک پوشاک کے وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ یعنے ولیکن اُتارتا ہے روزی سے واسطے اپنے
بندون کے ساتھ ایک اندازہ کے موافق اپنی مشیت کے اور حسب مقتضا اپنی حکمت بالغہ کے ینزل کو تخفیف
و تشدید پڑھا ہے اور دونون سبعیہ مین اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ یعنے بیشک اُس کو اپنے بندون کے
احوال کی خوب خبر ہے اور جو چیز اُن کی صلاح کرتی ہے اُس کو خوب دیکھتا ہے اُس کو خوب معلوم ہے کہ روزی
کی فراخی نافع ہے یا تنگی پس اُن مین سے ہر ایک کے واسطے وہی مقدر کرتا ہے جو اُس کی اصلاح کرتی ہے اور
زمین مین بغی کے ساتھ فساد کرنے سے اُس کو روکتی ہے اور جس شے کی اُس کی حکمت مقتضی ہے وہی بندہ
کے واسطے مقدر کرتا ہے پس فقیر کرتا ہے غنی کرتا ہے روکتا ہے عطا فرماتا ہے فراخی کرتا ہے تنگی کرتا ہے
اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو وہ مر جاتے اور اگر فقیر کر دیتا تو ہلاک ہو جاتے اور یہ جو دیکھتے ہو کہ کسی پر روزی کی
فراخی ہے اور وہ بغاوت کرتا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بدون فراخی کے بغی کرتا ہے سو یہ قلیل ہے اور اس میں
کوئی شک نہین ہے کہ بغی فقر کے ساتھ اقل ہے اور فراخی کے ساتھ اکثر و اغلب ہے ابو ہانی خولانی
سے مروی ہے کہا مین نے سنا عمرو بن حریث وغیرہ کو وہ کہتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی سو اصحاب صفہ کے
بارے مین اُنھون نے کہا تھا لو ان لنا یعنے کاش ہمارے واسطے دنیا ہوتی سو اُنھون نے دنیا کی تمنا کی امام سیوطی
نے فرمایا کہ سند اس کی صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے پھر حبیب اللہ پاک نے یہ
بیان کیا کہ اپنی مقتضائے حکمت سے زیادہ اُن کو نہین دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ زیادہ دینا اُن کے دین مین
اُن کو ضرر دیگا اب یہ بیان کیا کہ جس وقت وہ رزق کی طرف محتاج ہوتے ہین تو اُن کو رزق دیتا ہے اور بیشک

سے انکو مارتا نہین ہے پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ یعنے اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ جو انفع
واعم انواع رزق ہے فائدے مین اور اکثر اقسام روزی ہے منفعت و مصلحت مین **خاص** کرکے اسم غیث ذکر
فرمایا مطر نہ کہا اس لیے کہ غیث مختص ہے اُس پانی کے ساتھ جو کہ رحمت و نفع کے واسطے نازل ہوتا ہے اس لیے
کہ غیث نام ہے اُس مطر کا جو کہ خشک سالی سے لوگون کی فریاد رسی کرتا ہے اسی لیے غیث خاص کیا گیا ہے
ساتھ مطر نافع کے **چونکہ** حصول نعمت کا بعد اشتداد بلا کے اقصی مراتب فریاد رسی کا ہوتا ہے اور کمال فرح
و مسرت کا جالب اس لیے بعد اس کے یہ فرمایا مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا واسطے مزید امتنان و استدعا شکر کے یعنی
بعد اس کے کہ پانی برسنے سے ناامید ہو گئے تھے تو اب بعد ناامیدی کے اس پانی برسانے سے رحمت الٰہی
کی قدر پہچانین اور جس نعمت پر شکر واجب ہو اُس پر اُس کا شکر ادا کرین ینزل کو بتشدید و تخفیف پڑھا ہے
اور دونون سبعیہ ہین اور قنطوا کو ہمارے نے بفتح نون پڑھا ہے اور کسی نے بکسر نون یہ بھی ایک لغت ہے اور نہی
بیچ لا تقنطوا کو متواتر مین بفتح نون پڑھا ہے اور ماضی مین بکسر نون نہین پڑھا گیا مگر بطور شاذ کلمہ ما مصدریہ ہے
ای بعد قنوطهم وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ رحمت سے مراد برکات و منافع غیث ہین ہر شے مین یعنے نرم زمین مین اور
سنگستان مین اور روئیدگی و حیوانات مین اور ارزانی جو کہ بارش سے حاصل ہوتی ہے یا مراد رحمت سے رحمت
واسعہ ہے جو کہ منتظم بانتظام اولی ہے اشیای مذکورہ کو یا مراد رحمت سے خود مطر ہے تو مطر کے دو نام ذکر
کیے ایک تو غیث اس لیے کہ وہ فریاد رسی کرتا ہے سختیون سے دوسرا رحمت اس واسطے کہ وہ رافت و مہر جتانے کے لئے
ہے **زیادہ کا بیان** یہ ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہے طرف اللہ پاک کی اور وینشر رحمتہ فرمایا بعد وھو الذی
ینزل الغیث کے باوجود اس کے کہ غیث ایک رحمت بالغہ ہے سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یعنے عطف عام ہے
خاص کے باب سے ہے گویا یون فرمایا گیا کہ نازل کرتا ہے رحمت کو جو کہ غیث ہے اور پھیلاتا ہے باقی
انواع رحمت کو یہ بھی جائز ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہو طرف غیث کے اور معنے یہ ہون کہ پھیلاتا ہے غیث
کی برکات و منافع کو اور خصب کو جو اُس سے حاصل ہوتی ہے وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ یعنے اور وہی ہے جو
کہ متولی ہوتا ہے اپنے بندون کا باین طور کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور اُس
احسان و انعام و رحمت پر مستحق حمد کا ہے کہ بندے اُس کی حمد کرین اور اُس کے انعام کا شکر بجا لائین یا یہ معنی
ہین کہ وہ ولی ہے اپنے صالح بندون کا باین طور کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور منافع اُن کے واسطے کھینچ
لاتا ہے اور شر اُن سے دور کرتا ہے اور اپنے انعام پر اُن کی طرف سے مستحق حمد و ثنا کا ہے کہ خصوصا و عموما
جو انعام اُنپر کیے ہین اُن کا شکر کرین **چونکہ** محصول اس آیت کا بیان کرنا اُس شے کا ہے جو اس پر دال
ہے کہ اللہ پاک متفرد بالوہیت ہے اس لیے ایک اور آیت ذکر کی جو کہ دلالت کرتی ہے اُس کی کمال قدرت

پر کون قدرت جو کہ موجب ہے اُس کی توحید اور تفرد بالوہیت کے اور صدق وعدہ بعث ونشور کی پس فرمایا وَمِنْ
اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے اور اُس کی قدرت کی نشانیوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا
اس کیفیت عجیب صنعت غریب پر جو کہ صانع حکیم قادر کے وجود باجود کو ظاہر جلوہ دیتا ہے اور ان سے وجود صانع تعالےٰ
پر استدلال کرنے میں جو مسالک چہارگانہ علم کلام میں ثابت کیے ہیں ان ہی اُن کی طرف اشارہ ہے وہ
یہ ہیں جواہر کا حدوث اور امکان جواہر کا اور اعراض کا حدوث جو کہ جواہر کے ساتھ قائم ہیں اور نیز امکان
اعراض کا اور نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اضافت خلق کی طرف سموات وارض کے اضافت
صفت کی ہے طرف موصوف کے اَیِ السَّمٰوٰتِ الْمَخْلُوْقَةِ وَالْاَرْضِ الْمَخْلُوْقَةِ کَمَا ذَکَرَہُ الْکَرْخِیُّ وَمَا بَثَّ
فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ میں دو وجہیں ہیں ایک یہ ہے کہ خلق پر معطوف ہے بتقدیر مضاف اے وخلق ما بث دوسری
یہ ہے کہ سموات پر معطوف ہے قاضی نے اس وجہ کو مقدم ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک مختار یہی
ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہے کہ اس میں تقدیر مضاف کی حاجت نہیں ہے دابّۃ کہتے ہیں ہر اُس شے کو
جو زمین پر چلتی ہے دبیب کے معنے میں نرم رفتن یعنے ہلکے ہلکے چلنا حبیب واہب کے کلام عرب کے
یہ معنے ہوئے تو اب کہو کہ فیہما کی ضمیر راجع ہے طرف آسمان و زمین کے سو زمین میں تو دابہ کا ہونا ٹھیک
ہے آسمان میں دابہ کیونکر ہو سکتا ہے پس فرار کہتے ہیں کہ مراد ما بث فی الارض من دابۃ ہے آسمان مراد
نہیں ہے اس کی سند یہ ہے کہ دیکھو اللہ پاک نے فرمایا ہے یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ اس میں
منہما ضمیر تثنیہ ہے اور لولو و مرجان جو نکلتے ہیں سو دریائے شور سے شیریں دریا سے نہیں نکلتے ابو علی
فارسی فرماتے ہیں تقدیر یہ ہے وما بث فی احدہما مضاف محذوف ہے مجاہد فرماتے ہیں اس میں ملائکہ
اور آدمی داخل ہیں اور اللہ پاک نے فرمادیا ہے وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کرخی کہتے ہیں کہ زمخشری
نے جو یہ جائز رکھا ہے کہ فرشتوں کے واسطے مشی مع طیران ہو تو وہ موصوف بہ دبیب ہوں جس طرح
کہ انسان اس کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں یا اللہ تعالےٰ آسمانوں میں حیوانات پیدا فرمائے جو کہ اُن میں
چلیں جس طرح کہ انسان زمین میں چلتے ہیں سو یہ قول بعید ہے افہام سے اس لیے کہ عرف عام کے
خلاف ہے اور اس لیے کہ شے اسی وقت اٰیت ہوتی ہے جب کہ وہ معلوم وظاہر ومکشوف ہو اسی لیے
قاضی صاحب رحمہ نے اس قول کو چھوڑ دیا النسفی رحمہ اللہ تعالےٰ نے آخر میں ولا یبعد کرکے اس کو
ذکر کیا ہے اول یوں کہا ہے کہ دواب صرف زمین میں ہوتے ہیں لیکن جائز ہے کہ شے کی نسبت کی
جائے طرف جمیع مذکور کے گو وہ سب شے متلبس بعض مذکور ہو جس طرح کہ محاورے میں بولتے ہیں بنو
تمیم فیہم شاعر مجید حالانکہ وہ شاعر جو ہوتا ہے سو کسی فخذ میں اُن کے اُنہی فخذ سے غرضکہ محاورہ عرب میں نظیر

ملہ نکلتا ہے ان سے موتی اور مونگا ۱۲

ملہ یعنی [illegible]

کی جگہ تثنیہ اور تثنیہ کی جگہ مفرد بولتے ہین قاضی صاحب نے کہا ہے کہ دآبہ سے مراد حی ہے بطور مجاز یعنے اسم مسبب
کا اطلاق سبب پر کیا ہے اس لیے کہ حیات سبب ہے دبیب کا سو حیات پر اور دابہ پر اسم دبیب کا اطلاق کیا گیا اور
اس مین شک نہین کہ فرشتے احیا ہین پس باین اعتبار دابہ مین فرشتے اور انسان وحیوان سب داخل ہوگئے یا
یون کہو کہ مراد دابہ سے اُس کے معنے لغوی ہین یعنے ما یدب علی الارض پس دابہ باین معنے اگرچہ فقط زمین
مین مبثوث ہین لیکن اس کا رجوع اسی طرف ہے کہ وہ دونون مین مبثوث ہین اس بنا پر کہ جو شے احد الشیئین مین
ہوتی ہے تو اُس پر یہ بات صادق آتی ہے کہ فی الجملہ وہ دونون مین ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو فعل منجملہ جماعت
ایک سے صادر ہوا ہے اُس کی نسبت ساری جماعت کی طرف کی جاتی ہے اس لیے کہ اُس کا وقوع درمیان
ان کے ہوا ہے تو یون بولتے ہین بنو فلان فعلوا کذا حالانکہ اُس فعل کو ان مین سے صرف ایک نے کیا ہے غرضکہ
اُس جگہہ مناط نزاع کے دو کلمے ہین ایک تو فیہما دوسرا دابہ پس دابہ کو اپنے معنے پر رکھو تو فیہما نہین بنتا سو کسی
نے تو اس نزاع کا یہ فیصلہ کیا کہ فیہما مین تصرف فرمایا اور دابہ کو اپنے معنے پر رکھا کسی نے دابہ مین تصرف کیا
اور فیہما کو اپنے حال پر رہنے دیا چنانچہ اس کی ساری تفصیل تم سن چکے نزاع کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ
فیہما کے یہ معنے سمجھے کہ دابہ کا ظرف آسمان وزمین دونون ہین تو آسمان مین علحدہ دواب ہونے لگے اور زمین
مین جدا حالانکہ دواب زمین مین ہین اور آسمان مین فرشتے اُن کو دواب نہین کہتے ہین تو ایک کل بہانے
کی ضرورت ہوئی اب اگر یون کہین کہ یہان فیہما فرمایا ہے اگر علیہما ہوتا تو آسمان وزمین کے جدا جدا دوآبے
کہنے پڑتے اور دقت پیش آتی فیہما کو بمعنے بینہما کہو اور بلاشک دواب وحیوانات وغیرہ درمیان آسمان و
زمین کے بکھیرے گئے ہین اس مین کسی طرح کی دقت نہین ہے دابہ اور فیہما دونون اپنے حال پر رہے
اور فیصلہ ہوگیا ولله الحمد والله اعلم یا یون کہو کہ زمین وما فیہما آسمان کے اندر ہے تو جو شے زمین پر ہے وہ
بطریق اولے آسمان مین ہوئی بالجملہ جب یہ بیان کیا کہ الله پاک نے انواع واقسام کے حیوان وانسان
روئے زمین پر متفرق کیے تو بیان کیا کہ اُن کا متفرق کرنا عجز کی وجہ سے نہین ہے بلکہ ایک مصلحت کے
واسطے ہے اور جس طرح ان کو متفرق کیا ہے اسی طرح ان کے جمع کرنے پر بھی قادر ہے جس وقت کہ چاہے گا
یہ جمع کرنا واسطے حشر وجزا وحساب کے ہوگا پس فرمایا وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کلمہ ہو مبتدا ہے اور
قدیر اُس کی خبر ہے اور علیٰ جمعہم متعلق ہے قدیر سے اور اذا یشاء ظرف ہے جمعہم کا قدیر کا نہین ہے اس لیے
کہ اذا ظرف ہے مستقبل کا اور الله پاک کی قدرت ازلی ہے مشیت کے ساتھہ متعلق نہین ہے مشیت کے ساتھ
مقید الله تعالیٰ کا جمع کرنا ہے اُس کی قدرت مقید بمشیت نہین ہے ابو البقا نے کہا اس واسطے کہ یہ مودی
ہوگا طرف اس کے کہ معنے یہ ہو جائین کہ وہ ان کے جمع کرنے پر قادر ہے اُس وقت کہ چاہے تو اب قدرت

متعلق ہو جائے گی ساتھ مشیت کے حالانکہ یہ بات محال ہے اور کلمہ اذا جب مثبت وقت ہوتا ہے تو مضارع پر داخل ہوتا ہے جس طرح کہ ماضی پر آتا ہے سمین و شہاب الدین کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اہل سنت کے مذہب پر اس کے محال ہونے کی کیا وجہ ہے پس اگر ابو البقا قائل اس قول کے معتزلہ ہوں وہ قول یہ ہے کہ قدرت اس شی کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جسکو اللہ تعالے نے نہیں چاہا تو اُن کی بات چل جائے گی لیکن یہ قول تو ایک ردی مذہب ہے اُس کا اعتقاد جائز نہیں ہے **بالجملہ** جبکہ یہ جمع کرنا جوکہ عطف جمعہم میں مذکور ہے یہی سبب وجزا کے واسطے جمع کرنا تھا اس لیے اللہ پاک نے اُس کے بعد یہ بیان کیا کہ بندہ مومن سے جو جنایات و قوع میں آتے ہیں سو اُس کو اُن سے انواع مصائب بلایا کے ساتھ پاک و صاف کرتا ہے تاکہ اُس کے انتقال سے قیامت میں اُسکو ہلکا پھلکا کر دے پس ارشاد فرمایا وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو بدلا اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت اور تم تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تم کو اللہ کے سوا کام بنانے والا نہ مددگار۔ **ف** یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی نہیں داخل اور لڑکے اُن کو اور کچھ واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی انتہے **ف** اللہ پاک فرماتا ہے اے لوگو جو پڑے تم پر کوئی مصیبت عنا میں سے سو وہ گناہوں ہی کے سبب ہے جو تمہارے واسطے گزر چکے ہیں اور درگزر کرتا ہے بہت گناہوں سے سو اُن پر تمکو جزا نہیں دیتا ہے بلکہ اُن کو معاف کر دیتا ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ **حدیث صحیح** میں آیا ہے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں پہونچتا ہے مومن کو کوئی نصب یعنی تعب اور نہ کوئی وصب اور نہ کوئی ہم اور نہ کوئی حزن مگر کفارہ کرتا ہے اللہ اُس سے بسبب اُس کے خطایا اُس کے سے یہانتک کہ کانٹا جس کو وہ چبایا جاتا ہے **ابن جریر** نے ایوب سے روایت کیا ہے کہا میں نے ابو قلابہ کی کتاب میں پڑھا کہا یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھا رہے تھے تو رک گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں دیکھوں گا اُس شے کو جو میں نے کیا ہے خیر و شر سو پس آپ نے فرمایا اَرَاَيْتَ مَا رَاَيْتَ مِمَّا تَكْرَهُ فَهُوَ مِنْ مَثَاقِيْلِ ذَرِّ الشَّرِّ وَيُدَّخَرُ مَثَاقِيْلُ الْخَيْرِ یعنی کیا تو نے دیکھا جو شے تو نے دیکھی اُس شے سے جس کو تو مکروہ رکھتا ہے سو وہ مثاقیل ذرہ شر سے ہے اور ذخیرہ رکھے جائیں گے مثاقیل خیر کے یہانتک کہ تو دیا جائے گا اُس کو قیامت کے دن قال ابو ادریس

فانی اری مصداقہا فی کتاب اللہ تعالے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ثم رواہ

یعنی ابن جریر مین وجہ آخر عن ابی قلابۃ عن انس رضی اللہ عنہ قال والا قول اصح ابن ابی حاتم نے عن ابن ابی سخیلۃ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کیا نہ خبر دون تم کو فضل آیت کی اللہ عزوجل کی کتاب مین اور حدیث کی ہمکو اُس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر اور ابھی مین اُس کی تفسیر کرتا ہون واسطے تیرے اے علی جو پہونچے تم کو کوئی مرض یا کوئی عقوبت یا کوئی بلا دنیا مین سو بسبب اُس شئے کے ہے جس کو کمایا تمہارے ہاتھون نے اور اللہ تعالی حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اُس پر عقوبت آخرت مین اور جو شئے کہ عفو کیا اللہ نے اُس سے دنیا مین تو اللہ تعالے کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے بعد اپنے عفو کے وکذا رواہ الامام احمد عن مروان بن معاویۃ وعبدۃ عن ابی ابی سخیلۃ قال قال علی رضی اللہ عنہ فذکر نحوہ مرفوعا پھر ابن ابی حاتم نے بوجہ دیگر مثل اس کے ابو جحیفہ سے موقوفا روایت کیا ہے کہا مین داخل ہوا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر تو فرمایا کیا نہ حدیث کرون مین تم کو ایک ایسی حدیث کہ ہر مومن کو لائق ہے کہ اُسے یاد رکھے کہا پھر ہم نے اُن سے پوچھا تو یہ آیت پڑہی وما اصابکم الآیہ فرمایا جو شئے کہ عقاب کیا اللہ تعالی نے ساتھ اُسکے دنیا مین تو اللہ حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارا کرے اُس پر عقوبت قیامت کے دن اور جو شئے کہ عفو کیا اللہ نے اُس سے دنیا مین تو اللہ کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے اپنے عفو مین قیامت کے دن امام احمد نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین ہے کوئی شئے کہ پہونچے مومن کو اُس کے جسم مین کہ ایذا دے اُس کو مگر کفارہ کرتا ہے اللہ تعالی اُس سے بسبب اُسکے گناہون اُس کے سے امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب بہت ہو جاتے ہین گناہ بندے کے اور نہین ہوتی ہے واسطے اُس کے وہ شئے جو کفارہ کرے اُن کا تو مبتلا کرتا ہے اُس کو اللہ ساتھ حزن کے تا کہ کفارہ کر دے اُن کا ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اُس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والذی نفس محمد بیدہ ما من خدش عود ولا اختلاج عرق ولا عثرۃ قدم الا بذنب یعنی قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ مین محمد کی جان ہے نہین ہے خراش کسی لکڑی کا اور نہ حرکت و اضطراب کرنا کسی رگ کا اور نہ لڑکھڑانا قدم کا مگر بسبب کسی گناہ کے اور جن گناہون سے اللہ تعالے عفو کرتا ہے وہ اکثر ہین نیز ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بعض اصحاب انکے اُن پر داخل ہوئے اور وہ اپنے جسم مین مبتلا کیے گئے تھے یعنے کوئی بیماری تھی

تو بعض اصحاب نے اُن سے کہا کہ ہم تو تمہارے واسطے رنج کرتے ہیں بسبب اُس مرض کے جس کو ہم تم میں دیکھتے
ہیں عمران بولے پس تم رنجیدہ مت ہو بسبب اُس شے کے جس کو تم دیکھتے ہو پس بتحقیق جس شے کو تم دیکھتے ہو
بسبب کسی گناہ کے ہے اور وہ شے جس سے اللہ عفو کرتا ہے اکثر ہے پھر یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیۃ نیز ابو البلاد
سے روایت کیا ہے کہا میں نے علاء بن بدر سے کہا وما اصابکم الآیۃ اور میری بینائی جا چکی تھی در انحالیکہ میں لڑکا
تھا علاء نے کہا بسبب گناہوں تیرے ماں باپ کے نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہا ہم نہیں جانتے ہیں کسی کو
کہ اس نے قرآن یاد کیا پھر وہ اُس کو بھول گیا مگر بسبب کسی گناہ کے پھر ضحاک نے یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیۃ
پھر ضحاک کہتے اور کونسی مصیبت عظیم تر ہے قرآن کے بھولنے سے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا
بیان مع توضیح یہ ہے کہ کلمہ ما شرطیہ ہے اسی لیے حرف فا اُس کے جواب میں آیا ہے جمہور کی قراءت میں نافع و ابن عامر
نے بغیر فا پڑھا ہے سیبویہ کے نزدیک اس فا کا حذف کرنا جائز نہیں ہے اخفش و بعض بغدادیوں نے حذف کو
جائز کہا ہے جس طرح کہ اس آیت میں ہے وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اس شعر میں سے

وَالشَّرُّ بِالشَّرِّ عِنْدَ اللّٰهِ مِثْلَانِ	مَنْ يَّفْعَلِ الْحَسَنَاتِ اللّٰهُ يَشْكُرُهَا

ابو البقا بھی اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا کہ کلمہ ما موصولہ ہے تو اب حذف و اثبات فا دونوں جائز ہوا مگر
دال اول اولیٰ زجاج کہتے ہیں کہ اثبات فا کا جید تر ہے اس واسطے کہ فا مجازاۃ جواب شرط ہے اور جس نے
فا کو حذف کیا ہے سو اس بنا پر کہا ما بمعنے الذی ہے لیے الذی اصابکم وقع بما کسبت ایدیکم یعنی جو کوئی مصیبت
مصائب میں سے پہونچے تم کو کوئی سی مصیبت ہو تو بسبب اُن گناہوں کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے
گناہوں کی جو نسبت ہاتھوں کے طرف کی سو اس لیے کہ اکثر کام انہیں ہاتھوں سے وقوع میں آتے ہیں
حضرت حسن نے فرمایا کہ مصیبت اس جگہ حدیں ہیں جو کہ معاصی پر لگائی جاتی ہیں اولیٰ حمل کرنا مصیبت کا
ہے عموم پر چنانچہ وقوع نکرہ کا سیاق نفی میں اور اس پر من استغراقی کا داخل ہونا اسی عموم کا مفید ہے حضرت
حسن نے جو حدود کے ساتھ مصیبت کی تفسیر فرمائی سو اس لیے کہ یہی ایک فرد ہے عام مصیبت کی جو کہ اکثر واقع
ہوا کرتی ہے اُن کی غرض کچھ حصر نہیں ہے اور اسی طرح اکثر تفاسیر صحابہ و تابعین کی اسی قبیل سے ہوتی ہیں
چنانچہ ضحاک نے نسیان قرآن شریف کو اعظم مصیبت ٹھیرایا ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا
ہے کہ نسیان قرآن مجید کے ساتھ نسیان سنت مطہرہ بھی ملحق ہے اور اس پر عمل ترک کرنا اور رائے محض کو
باوجود موجود ہونے سنت صحیحہ کے اُس پر اختیار کرنا بعید ذکر روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر اول
ہو چکا ہے یوں کہا ہے اخرجہ احمد و ابن منیع و ابن راہویہ و عبد بن حمید و الحکیم الترمذی و ابو یعلے و ابن المنذر
و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و الحاکم کسی نے کہا کہ مراد اُن مصائب سے احوال مکروہ ہیں جیسے درد اور بیماریاں

اور قحط وبلا و غرق وحرق وصواعق وغیرہ مصائب **قائلین** تناسخ نے اس آیت کا دامن پکڑا اور یون کہا کہ اگر
اطفال کے واسطے کوئی حالت نہ ہوتی جس پر وہ اس حالت سے پہلے تھے تو وہ درد والم نہ پاتے **حق** یہ ہے کہ اُن
کا تعلق اس آیت سے ٹھیک نہین ہے یہ تو مکلف لوگون کے ساتھہ خاص ہے سیاق وسباق دونون اس تخصیص
کے شاہد عدل ہین **قولہ تعالے** وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ یعنے اللہ پاک در گزر فرماتا ہے بہت گناہون سے جن کو بندے
کرتے ہین سو اُن پر عقاب نہین کرتا یا عفو کرتا ہے بہت لوگون سے تو اُن کو جلد عقوبت نہین کرتا سنے آیت
کے یہ ہین کہ کفارہ کرتا ہے بندے سے بسبب اُن مصیبتون کے جو اُس کو پہونچتی ہین اور معاف کرتا ہے بہت سے
گناہ **صحیح** دلیلون سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا مین ساری مصیبتین جو انسان کو پہونچتی ہین اُن سب
پر اسکو اجر ملے گا یا اس سے اُس کے گناہون کا کفارہ کیا جاے گا **کسی** نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھہ
کافرون کے باین معنی کہ جو مصیبت انکو پہونچتی ہے بسبب اُن کے گناہون کے بدون اس کے ہے کہ اُن کے
کسی گناہ کی کفارہ ہو اور کسی ثواب کو اُن کے واسطے حاصل کرے اُن کے بہت سے گناہون کی عقوبت
چہوڑ رکھی جاتی ہے دنیا مین اُن پر جلدی نہین کرتا بلکہ دار آخرت تک اُن کو مہلت دیتا ہے **اولی** حمل
آیت کا ہے عموم پر اور عفو جس طرح صادق آتا ہے گناہ کے مٹانے پر اللہ کی پوچہ پاچہہ کے رفع کرنے پر
اسی طرح تاخیر عقوبت پر بھی صادق آتا ہے **واحدی** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ یہ آیت اللہ پاک کی کتاب
مین سب آیتون سے بڑہ کر رجا و امید کی ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے گناہون کی دو قسمین کین ایک
قسم کا تو اُن سے کفارہ کر دیا بسبب مصائب کے اور ایک قسم سے دنیا مین عفو کر دیا اور وہ کریم ہے اپنی عفو
مین رجوع نہین کرتا ہے پس یہ تو اللہ پاک کا طریقہ ہے مومنون کے ساتھہ رہا کافر سو اُس کے گناہ کی عقوبت
کو جلدی نہین کرتا ہے دنیا مین واسطے اُس کے یہانتک کہ قیامت کے دن اُس گناہ کو لیکر اس سے ملے گا
ترمذی وعبد بن حمید نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے نہین پہونچتی ہے کسی بندے کو کوئی نکبت پہر اُس سے بڑہکر یا اُس سے کم مگر بسبب گناہ کے اور جو عفو
کرتا ہے اللہ اُس سے اکثر ہے اور یہ آیت پڑہی وما اصابکم الآیہ **ابن مردویہ** نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَثْرَةُ قَدَمٍ وَلَا اخْتِلَاجُ عِرْقٍ وَلَا خَدْشُ
عُودٍ إِلَّا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَمَا يَعْفُو اللهُ أَكْثَرُ اس کے معنے اول گزر چکے ہین **قولہ تعالے** وَمَا
أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ یعنے نہین ہو تم فوت ہونے والے اُس شے سے جو اللہ تعالے نے تقدیر جاری
کی ہے بہاگ کر زمین اور نہ آسمان مین اگر تم اُس مین ہوتے بلکہ جن مصائب کو اُس نے تقدیر جاری کیا ہے وہ
ضرور تم پر واقع و نازل ہونگے وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ یعنے اور نہین ہے واسطے

ہر مصیبت بسبب گناہ کے
...

تمہارے الله کے سوا کوئی ولی کہ تم سے دوستی کرے پھر الله کی جاری کی ہوئی شے کو تم سے روکے اور نہ کوئی مددگار رہے کو دنیا و آخرت میں الله کے عذاب سے تمہاری مدد کرے پھر الله سبحانہ نے ایک اور نشانی ذکر کی اُن بڑی نشانیوں میں سے جو دال ہیں وجود آقادر حکیم پر اور اُس کی توحید و صدق وعدہ پر اور ارشاد فرمایا وَمِنْ

اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ اور ایک اُسکی نشانی ہے چلتے ہیں جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر چاہے تمام دے باؤ پھر بجاوین ساری دن ٹھیرے اُس کی پیٹھ پر مقرر اس میں پتے ہیں ہر ٹھیرنے والے کو جو حق مانے یا تباہ کر دے اُن کو اُن کی کمائی سے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور جان لیں جو لوگ کہ جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں اُن کو بھاگنے کی جگہ **ف** جو لوگ ہر چند اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں آخر وقت عاجز ہو جاوینگے اسکے **ف** جو نشانیاں کہ الله پاک کی قدرت باہر و سلطان قاہر پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے دریا کو مسخر کیا ہے تاکہ اُس میں کشتیاں چلیں اُس کے حکم سے وہی جہاز ہیں جو کہ دریا میں چلتے ہیں کالاعلام اے کالجبال یہ قول مجاہد و حسن و سدی ضحاک کا ہے یعنے یہ جہاز دریا میں مثل پہاڑوں کے ہیں جو جنگل میں اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ الآیہ کے یہ معنے ہیں کہ اگر الله پاک چاہتا تو تمام دیتا اُس ہوا کو جو کہ جہازوں کو لیکر دریا میں چلتی ہے یہاں تک کہ جہاز حرکت نہ کرتے بلکہ ٹھیرے ہوئے رہ جاتے نہ آتے نہ جاتے بلکہ دریا کی ظہر پر ٹھیرے رہتے علے ظہرہ کے معنے ہیں پر روی آب اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ یعنے بیشک امر یہ ہے کہ الله پاک نے دریا کو مسخر کیا اور ہوا چلائی بقدر اُس کے جس کی طرف اپنے چلنے کے واسطے حاجتمند ہوتے ہیں البتہ نشانیاں ہیں الله پاک کی نعمتوں پر جو کہ اُس کی خلق پر ہیں واسطے ہر اُس شخص کے جو بڑا صبر کرنے والا ہے سختیوں میں اور بڑا شکر کرنے والا ہے راحتوں میں اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا یعنے یا اگر چاہتا تو تباہ کر دیتا جہازوں کو اور ڈبا دیتا اُن کو بسبب گناہ اُن کے لوگوں کے جو کہ اُن میں سوار ہیں وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ یعنے اُن کے بہت گناہوں سے عفو کرتا ہے اور اگر اُن کو پکڑتا اُن کے سارے گناہوں کے سبب تو ہلاک کر ڈالتا ہر ایک کو جو جہاز میں سوار ہے بعض علمائے تفسیر نے کہا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر چاہتا تو زوردار سرکش ہوا بھیجدیتا تو وہ جہازوں کو پکڑ لیتی اور اُنکو سیدھی چال سے تباہی کی حالت میں داہنی یا بائیں طرف پھیر دیتی پھر وہ نہ کسی راہ پر چلتی نہ طرف جہت مقصود کے یہ قول متضمن ہے اُن کے ہلاک کرا اور مناسب ہے اول آیت سے وہ یہ ہے کہ اگر چاہتا تو ہوا کو تمام دیتا تو جہاز ٹھیر جاتے یا اُس کو زوردار

کردیتا تو ادہر اودہر راہ سے ہوجاتے اور ہلاک ہوجاتے لیکن اللہ پاک اپنے لطف ورحمت ومہر سے ہوا کو موافق حاجت کے بہیجتا ہے جس طرح کہ بارش کو بقدر کفایت بہیجتا ہے اور اگر اُس کو نہایت درجہ بہت نازل کرتا تو مکانون کو ڈہا دیتا یا تہوڑا اُتارتا تو کہیتی اُگا نہ سکے یہانتک کہ جو زمین مثل بلاد مصر کے ہے تو اور زمین سے اُسکی طرف سیح بہیجتا ہے اس واسطے کہ اُن کو بارش کی حاجت نہین ہے اور اگر اُن پر بارش کا پانی نازل کرے تو اُن کے مکانات ڈہا دے اور اُن کی دیوارین گرادے قولہ تعالے ویعلم الذین یجادلون الآیہ کا مطلب ہے کہ اُن کو ہمارے پاس نقمت سے کوئی بہاگنے کی جگہہ نہین ہے کیونکہ وہ تو ہماری قدرت کے سبب سے مقہور ہین کذا فی ابن کثیر **ف** نافع وابوعمرو نے الجواری باثبات یا پڑہا ہے وصل مین رہا وقف سو اثبات اُس کا اصل پر ہے اور حذف واسطے تخفیف کے ہے اس لیے کہ یارات زوائد سے ہے غرضکہ حذف یا خط مین اور اثبات وحذف وصلا ووقفا قرارت سبعیہ ہین جواری جمع ہے جاریہ کی یعنے کشتیان چلنے والی اعلام جمع ہے علم کی علم کہتے ہین پہاڑ کو اسی معنے سے خنسار کا قول ہے اپنے بہائی صخر کے مرثیہ مین ؎

کانہ علم فی راسہ نار	وان صخرا لتاتم الہداۃ بہ

خلیل نے کہا ہر شے مرتفع علم ہے نزدیک عرب کے **مجاہد** نے کہا اعلام قصور ہین یعنے محل و احد اس کا علم ہے بالجملہ جواری کا موصوف محذوف ہے اے السفن الجواری قرینہ فی البحر کا موجود ہے اور فی البحر اور کالاعلام اُس سے متعلق ہین اور اگر جواری کو اسم جامد کہوگے تو یہ دونون اس سے حال ہون گے یا اُس کی صفت **ان یشا** کو جمہور نے بہمزہ پڑہا ہے اور ورش نے نافع سے بدون ہمزہ **الریح** کو جمہور نے مفرد اور نافع نے الریاح جمع پڑہا ہے **فیظللن** کو جمہور نے بفتح لام اولی پڑہا ہے جو کہ عین فعل ہے اور یہی قیاس ہے اس لیے کہ ماضی بکسر عین ہے اور قتادہ نے بکسر لام اولی اور یہ شاذ ہے اور ایک لغت قلیل ہے **زمخشری** نے کہا کہ ظل یظل دیظل سے ہے جیسے ضل یضل ویضل **شیخ** نے کہا ایسا نہین ہے جیسا کہ زمخشری نے کہا ہے اس لیے کہ یضل بفتح عین ضللت ماضی مکسور العین سے ہے اور یضل بالکسر ضللت ماضی مفتوح العین سے ہے اور یہ دونون قیاسی ہین یعنے اُن مین سے ہر ایک کی ایک اصل ہے کہ اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے بخلاف ضل کے کیونکہ اس کی ماضی فقط مکسور العین ہے بالجملہ ظللن افعال ناقصہ سے ہے نون اسکا اسم ہے اور رواکد خبر یہ بہی جائز ہے کہ ظل یہان بمعنے صار ہو اس لیے کہ وقت ظلول دن کا وقت ہوتا ہے سو یہ معنے نہین کہ کشتیان فقط دن مین دریا کی پشت پر ٹہمی ہوی رہجاتین بلکہ مطلب صرف اتنا ہے کہ اگر ہوا کو تہام دے تو وہ دریا کی پشت پر ٹہیری رہجاتی اس سے کچہ بحث نہین کہ دن کو یا رات کو یہ مضمون ہمین کا ہے رواکد اسے غیر رن سواکن ثوابت وقوفا

یعنے ٹہر ہوجائیں وہ کشتیاں ساکن وثابت ٹہیری ہوئی جب پانی اور ہوا وکشتی ساکن ہوجاتی ہے تو بولتے ہین
رکد الماء ورکدت الریح ورکدت السفینۃ رکوداً اور ہر شے جو کسی جگہہ مین ثابت ہو تو وہ راکد ہے ترازو جب برابر
ہوجاتی ہے تو کہتے ہین رکد المیزان ورکد القوم یعنے قوم ساکن ہوگئی مراکد وہ مواضع ہین جن مین انسان
وغیرہ ساکن ہوتے ہین علے ظہرہ کے یہ معنے ہین کہ وہ کشتیاں دریا کی پشت پر ساکن ہوجائین چلین نہیں
حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے یتحرکن ولا یجرین فے البحر یعنے حرکت کرین ہلین لین اور دریا مین چلین
نہین اِنَّ فِے ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ یعنے بیشک کشتی کے تالن ہین جس کا ذکر ہوا
البتہ بڑی دلالتین ہین واسطے ہر اُس شخص کے جو کہ کثیر الصبر ہے بلا پر کثیر الشکر ہے نعمت پر کہا ہے کہ ایمان
کے دو ٹکڑے ہین آدہا تو صبر ہے یعنے باز رہنا ہے معاصی سے اور آدہا شکر ہے یعنے واجبات کو ادا کرنا۔
قطرب فرماتے ہین صبار شکور وہ ہے کہ جب اسکو نعمت دی جائے تو شکر کرے اور جب بلا مین
مبتلا ہو تو صبر کرے **عون بن عبد اللہ** کہتے ہین بہت سے نعمت یافتہ ناشکر ہین اور بہت سے
بلا رسیدہ بےصبر ہین او یوبقھن معطوف ہے یسکن پر ایباق یعنے اہلاک ہے محاورہ مین بولتے ہین
اوبقہ اے اہلکہ یعنے اس کو ہلاک کرڈالا معنے یہ ہین یعنے ہلاک کرڈالے اُن کشتیون کو ساتھ ان کے بیٹھنے
کے یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے مراد اہل کشتی ہین بِمَا کَسَبُوْا یعنے بسبب اُن گناہون کے جو انہون نے
کمائے کسی نے کہا اس سبب سے کہ انہون نے شرک کیا قول اول اوسط ہے اس لیے کہ دریا مین مشرک و
غیر مشرک دونو ہلاک ہوتے ہین وَیَعْفُ عَنْ کَثِیْرٍ یعنے اور عفو کرتا ہے بہت سے کشتی والون سے بایں
طور کہ تجاوز فرماتا ہے اُن کے گناہون سے تو غرق سے اُن کو نجات دیدیتا ہے **جمہور** نے یعف کو مجزوم
پڑہا ہے جواب شرط پر عطف کیا ہے **قشیری** رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اس قرات مین اشکال ہے
کیونکہ معنے یہ ہین اگر چاہے تو تھام دے ہوا کو پس وہ کشتیاں رہ جائین ٹہیری ہوئی یا اُن کو ہلاک
کرڈالے بسبب گناہون کشتی والون کے تو اب ویعف کا عطف اس پر خوب نہین ہے اس لیے کہ
معنے یہ ہوجائینگے کہ اگر چاہے تو معاف کردے حالانکہ یہ معنے نہین ہین بلکہ معنے تو خبر دینا عفو کا ہے
بدون شرط مشیت کے پس اب عطف مجزوم پر ہوگا لفظ کی جہت سے نہ معنے کے اعتبار سے اور ایک
قوم نے ویعفو برفع پڑہا ہے یہ قرات معنے مین جید ہے **شیخ ابوحیان** کہتے ہین کہ قشیری نے
جو یہ کہا سو جید نہین ہے اس لیے کہ ترکیب کی مدلول کو نہین سمجہا معنے یہ ہین مگر یہ کہ اللہ تعالے اگر
چاہے تو ایک لوگون کو ہلاک کردے اور ایک لوگون کو نجات دے بطور عفو کے اُن سے **اعمش** نے
یعفو برفع پڑہا ہے اس مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ مثل مجزوم کے ہو اور حرف واو مجزوم مین ثابت

رہے جسطرح کہ ثبوت حرف یا کا من یتقی ویصبر مین ہے دوسرا یہ ہے کہ فعل مرفوع ہو اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی کہ وہ بہت گناہون سے عفو فرماتا ہے بعض اہل مدینہ منورہ نے بنصب پڑھا ہے بعد واو کے اَن ناصبہ مقدر کیا ہے جس طرح کہ فیغفر لمن یشاء مین بعد حرف فا کے تین وجہ سے پڑھا گیا ہے اور یہ اَن مع فعل کے موول بمصدر ہوکر معطوف ہوگا اُس مصدر پر جو کہ اگلے فعل سے متوہم ہے تقدیر یہ ہے او یقع ایباق وعفو عن کثیر پس نصب کی قراءت مثل قراءت جزم کے ہے معنے مین مگر اتنی بات ہے کہ نصب والی مین تو عطف مصدر موول کا ہے مصدر متوہم پر اور جزم والے مین عطف فعل کا ہے اپنے مثل پر کذا فی السمین اسی باب سے نابغہ کا شعر ہے ؎

فَاِنْ یَّهْلِكْ اَبُو قَابُوْسَ یَهْلِكْ	رَبِیْعُ النَّاسِ وَالشَّهْرُ الْحَرَامُ
وَنَاْخُذْ بَعْدَهٗ بِذَنَابِ عَیْشٍ	اَجَبِّ الظَّهْرِ لَیْسَ لَهٗ سَنَامُ

بنصب ونأخذ قولہ سبحانہ وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا جمہور نے یعلم کو منصوب پڑھا ہے زجاج نے کہا بنا بر صرف یعنی صرف کے پھیرنا عطف علی اللفظ کا ہے طرف عطف علی المعنے کے کہا اور یہ اس طرح ہوا کہ جب عطف ویعلم کا مجزوم ہوکر ماقبل پر حسین نہ ٹھیرا کیونکہ معنے یہ ہوتے ہین کہ اگر چاہے تو جانین وہ لوگ جو جھگڑتے ہین ہماری آیتون مین تو اس طرف عدول کیا کہ جو فعل یعلم سے قبل تھا اس کے مصدر پر عطف ٹھیرایا اور یہ نہین ہوسکتا ہے مگر باین طور کہ یعلم سے پہلے حرف اَن مقدر کرین تاکہ اَن مع فعل کے اسم کی تاویل مین ہوجاوے چنانچہ اسی باب سے نابغہ کے شعر مین جن کا ذکر ہوچکا ہے جس طرح زجاج نے کہا ہے اسی طرح مبرد وابو علی فارسی نے بھی کہا ہے اس وجہ پر ایسی بات سے اعتراض کیا گیا ہے جس کے تحت مین کچھ فائدہ نہین ہے کسی نے کہا کہ اس کا نصب اس بنیاد پر ہے کہ تعلیل محذوف پر معطوف ہو تقدیر یہ ہے لینتقم منہم ویعلم شیخ ابو حیان وحفناوی نے اس پر یون اعتراض کیا ہے کہ شرط پر ایک قوم کا اہلاک اور ایک قوم کی نجات مترتب ہوئی ہے تو اب لینتقم منہم کی تقدیر حسین نہ ہوگی کیونکہ ماقبل مین دو امر تھے یعنے اہلاک ونجات سو یہ ایک امر کی علت ہوئی ایک امر خالی رہ گیا محلی نے بھی نصب کی توجیہ مین یہی وجہ اختیار کی ہے اے لیغرقہم لینتقم منہم ویعلم کرخی نے ابو حیان پر رد کرکے کہا بلکہ تقدیر لینتقم منہم کی حسین ہے جس طرح کہ ہمارے شیخ نے یعنے محلی نے کہا ہے اس لیے کہ مقصود فقط اہلاک کی تعلیل ہے جس کی تقدیر محلی نے لیغرقہم کہکر کی ہے اس واسطے کہ ویعلم علت معطوفہ سے مناسب یہی ہے واللہ اعلم نافع وابن عامر نے برفع یعلم پڑھا ہے بنا بر استیناف یعنی اس بنیاد پر کہ یہ جملہ فعلیہ ہو یا اسمیہ پس فعلیہ ہونے پر تو موصول فاعل ہوگا یعلم کا اور اسمیہ کی بنا پر مفعول ہوگا اور فاعل یعلم کا ضمیر مستتر ہوگی راجع طرف مبتدائے مقدر کے اے وہو یعلم الذین یہ قراءت ظاہر واضح اللفظ ہے۔

له یعنے ان یہلک ابو قابوس یہلک ربیع الناس والشہر الحرام ونأخذ بعدہ باذناب عیش مجبور الظہر لیس له سنام ۱۲

کسی نے تعلیم کو مجزوم پڑھا ہے ماقبل کے فعل مجزوم پر عطف کیا ہے باین معنے کہ اگر اللہ چاہے تو جمع کرے درمیان اہلاک و نجات و تحذیر کے **قولہ تعالے** مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ مالھم خبر مقدم اور من محیص مبتدا موخر زیادت من کما قال الجمل اور جملہ نفی قائم مقام دو مفعول تعلیم کے ہے اور نفی معلق ہے عمل سے کذا قال الجمل **قطرب** نے کہا مالھم من فرار ولا مہرب من العذاب یعنی نہیں ہے واسطے اُن کے بھاگنا اور نہ جگہ بھاگنے کی عذاب سے سدی نے کہا نہیں ہے واسطے اُن کے کوئی ملجا یعنے جائے پناہ پس ماخوذ ہے اس قول عرب سے حاص الحمیر حیصۃ اذا رمی بہ اور اسی معنے سے یہ قول ہے فلان یحیص عن الحق یعنے فلان مائل ہوتا ہے حق سے **جب اللہ پاک** اپنی وحدانیت و کمال قدرت کی دلائل بیان کر چکا تو بعد اس کے دنیا سے نفرت دلانے کا ذکر کیا اور اس کی حقیقت شان کا اس لیے کہ دلیل سے مانع یہی دنیا میں رغبت ہے پس ارشاد فرمایا فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ۝ سو جو ملا ہے تم کو کچھ چیز ہو سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور جو اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں اور جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بیحیائی سے اور جب غصہ آوے وہ معاف کرتے ہیں اور جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور کھڑی کی نماز اور اُن کا کام ہے مشورے سے آپس کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب اُن پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلا لیتے ہیں **ف** مشورے سے کام کرنا پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا **ف** یعنی کافروں سے جہاد کرتے ہیں انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی دنیا کی زندگی و زینت کی تحقیر اور جو کچھ اس میں تازگی و رونق و عیش و آرام فانی ہے اُس کی حقارت بیان فرماتا ہے کہ جو کچھ تم نے حاصل و جمع کیا ہے سو اُس سے سرو ورت ہو تو وہ توبرتنا ہے دنیا کے جیتے اور دنیا ایک خانہ دنی و خسیس ہے بالضرور فانی و زائل ہونے والا ہے اور جو اجر و ثواب اللہ تعالی کا ہے سو وہ دنیا سے بہتر ہے اور باقی و سرمدی ہے پس تم فانی کو باقی پر مقدم مت کرو اور اسی لیے یوں فرمایا لِلَّذِينَ آمَنُوا یعنے واسطے اُن کے جنہوں نے اپنے نفوس کو بچایا لذتوں کے چھوڑنے پر دنیا میں وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور واسطے اُن کے جو اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں تاکہ اُن کی اعانت کرے صبر پر ادائے واجبات و ترک محرمات میں پھر فرمایا **والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش** یعنے اور وہ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بیحیائی سے سورہ اعراف میں اثم و فواحش پر کلام گذر چکا ہے **واذا ما غضبوا ھم یغفرون** یعنے اُن کی طبیعت اس کی متقضی ہے کہ لوگوں سے عفو و درگذر کرتے ہیں اور لوگوں سے بدلا

لہ اگر کوئی شخص کہ دو تعلیم کو بعطف پر معطوف کرکے مجزوم پڑھے ...

بلنا اُن کی عادت وخو نہین ہے صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنے نفس کے
واسطے انتقام نہین لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمتون کا ہتک کیا جائے دوسری حدیث شریف مین ہے کہ فرماتے تھے
واسطے ایک ہمارے کے وقت عتاب کے مَا لَهُ تَرِبَتْ يَمِينُهُ یعنے کیا ہے اسکو خاک مین آلودہ ہو سیدھا ہاتھ اُس کا
یعنے خفگی کے وقت صرف اس قدر سرسری طور پر فرما دیتے تھے ابن ابی حاتم نے عن منصور عن ابراہیم
روایت کیا ہے کہ مومنین مکروہ جانتے تھے اس بات کو کہ ذلیل سمجھے جائین اور جب قادر ہوتے تو معاف
کر دیتے تھے قوله تعالے والذين استجابوا لربهم الآیہ یعنے اور وہ جنہون نے پیروی کی اپنے رب کے
رسولون کی اور اُس کے امر کو مانا اور اُس کے منع کیے ہوئے کام سے بچے اور قائم کی نماز یہ عبادت بزرگ ترین
عبادات سے ہے واسطے اللہ عزوجل کے اور اُن کا کام ہے مشورے سے آپس کے یعنے قطع نہین کرتے ہین کوئی
کام یہانتک کہ باہم اُس مین مشورہ کر لین تاکہ اپنی رایون سے آپس مین مدد لین مثلاً لڑائیون مین یا اُن
کی مثل اور کامون مین شوریٰ سے کام کرتے ہین کما قال سبحانہ وتعالے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ الآیہ اور
اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑائیون مین اور اُن کی مثل اور کام مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ
فرماتے تھے تاکہ اس سے اُن کے دل خوش ہو جائین اور اسی طرح جب کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کو وفات حاضر ہوئی جس وقت کہ اُن کو خنجر مارا گیا تو بعد اپنے امر خلافت کا چھ آدمیون مین شوریٰ قرار دیا
یہ لوگ حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ و حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ و حضرت سعدؓ و حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم
ہین پس سارے صحابہ کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب پر مقدم کرین چنانچہ یہی
امر وقوع مین آیا وممّا رزقناهم ينفقون یعنے اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہین باین طور کہ
خلق اللہ پر احسان کرتے ہین اول اُس پر جس کو اُن سے زیادہ تر قرب ہے پھر اسی طرح درجہ بدرجہ جس کو قرب
ورشتہ زیادہ ہے اُس کو مقدم کرتے ہین قوله عزوجل والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون یعنی
یعنے اُن مین قوت ہے بدلا لینے کی اُس شخص سے جس نے اُن پر ظلم وزیادتی کی ہے نہ عاجز ہین اور نہ ذلیل
ہین بلکہ جس نے اُن پر زیادتی کی ہے اُس سے انتقام لینے پر قدرت رکھتے ہین گو وہ ایسے ہین پھر بھی جب
قابو پاتے ہین تو عفو کر دیتے ہین جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے فرمایا لَا تَثْرِيبَ
عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ باوجود اس کے کہ اُن کو اُن کے مواخذے پر قدرت حاصل تھی اور اُن کے کام
کا بدلا لے سکتے تھے مگر بدلا نہ لیا اور قصور معاف کر دیا اور جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُن اسّی آدمیون سے عفو فرمایا جنہون نے سال حدیبیہ مین آپ کا قصد کیا تھا اور کوہ تنعیم سے اُتر آئے
تھے پھر جب آپ نے اُن پر قابو پایا تو اُن پر احسان کیا باوجود اس کے کہ آپ کو انتقام پر قدرت حاصل تھی اور

اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غورث بن الحارث سے عفو فرمایا جسنے کہ آپ ناگاہ قتل کا ارادہ کیا تھا جب کہ
اُس نے آپ کی تلوار برہنہ کر لی تھی اور آپ سو رہے تھے پھر آپ جاگ اُٹھے اور تلوار ننگی اُس کے ہاتھ مین تھی پھر آپ
نے اُس کو جھڑکا تو اُس نے تلوار اپنے ہاتھ سے رکھدی اور آپ نے اُس کے ہاتھ سے لے لی اور اپنے اصحاب
کو بلایا پھر اپنے ماجرا کی اور اُس شخص کے حال کی اُنکو خبر دی اور اُس سے عفو کیا اور اسی طرح آپنے لبید بن اعصم
سے عفو فرمایا جسنے آپ پر سحر کیا تھا اور باوجود اس کے نہ آپنے اُس کے واسطے کوئی تعرض کی اور نہ اُس پر
عتاب فرمایا حالانکہ اُس پر آپ کو قدرت حاصل تھی اور اسیطرح آپنے یہودی عورت سے عفو فرمایا یہ عورت
زینب نام مرحب یہودی خیبری کی بہن تھی اس شخص نے محمود بن سلمہ کو قتل کیا تھا اس عورت نے بکری
کے دست مین زہر ملایا تھا خیبر کے دن پھر دست نے آپ کو اس کی خبر دی تھی پس آپنے اس عورت کو بلایا تو
اُس نے اقرار کر لیا پھر آپنے فرمایا کون سے شے تجھ کو اس پر باعث ہوئی تھی تو وہ بولی مین نے ارادہ کیا کہ اگر آپ
نبی ہین تو زہر آپ کو ضرر نہ دیگا اور اگر آپ نبی نہین ہین تو ہم آپ سے راحت پا جاوینگے پھر آپنے اُس کو رہا کر دیا
لیکن جب کہ بشیر بن براء رضی اللہ عنہ اس زہر سے مر گئے تو آپ نے اُن کے عوض مین اس عورت کو قتل کر ڈالا
احادیث وآثار اس باب مین بہت سے ہین واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے
لوگو تم کو جو آسودگی وفراخی رزق وروزی واثاث وسامان دنیا مین دی گئی ہے سو یہ تو صرف ایک متاع
قلیل ہے جس سے تھوڑے دنون مین برت لیا جاتا ہے پھر وہ منقضی وزائل ہوجاتی ہے کسی نے خوب کہا ہے

إِنَّمَا الدُّنْيَا فَنَاءٌ	لَيْسَ لِلدُّنْيَا ثُبُوتٌ	إِنَّمَا الدُّنْيَا كَبَيْتٍ	نَسَجَتْهُ الْعَنْكَبُوتُ

یعنے دنیا تو بس فنا ہے دنیا کو کسی طرح کا ٹھہراؤ نہین ہے دنیا تو صرف مثل اُس گھر کے ہے جس کو مکڑی نے
تن دیا ہے غرضکہ دنیا کی تو یہ گت ہے جو مذکور ہوئی پھر اللہ پاک نے ثواب آخرت مین اور اُس نعیم مقیم
مین اُن کو رغبت دلائی جو اُس کے پاس ہے پس ارشاد فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ یعنے جو ثواب طاعات
کا اللہ تعالے کے پاس ہے اور اُن پر جزا ساتھہ رضات جنات کے وہ بہتر ہے متاع دنیا سے اور بہت باقی
رہنے والا ہے کیونکہ وہ دائم ہے منقطع نہ ہوگا اور متاع دنیا کی جلد تمام ہوجاتی ہے پھر اللہ پاک نے بیان
کیا کہ یہ ثواب باقی کن لوگون کے لیئے ہے تو فرمایا لِلَّذِينَ آمَنُوا الآیہ یعنے واسطے اُن کے جنہون نے تصدیق
کی اور عمل کیا اُس شرع پر جس کو ایمان واجب کرتا ہے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین نہ اُس کے غیر پر یعنی
اپنے کام اُس کے سپرد کرتے ہین اور اپنے کل حالات مین اُسی پر اعتماد رکھتے ہین کہا ہے کہ یہ آیت حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی ہے جب کہ اُنہون نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا اور لوگون
نے اُنکو ملامت کی وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ موصول محل جر مین ہے معطوف ہے

الذین آمنوا یہ یا اُس سے بدل ہے یا محل نصب مین ہے بنا بر اضمار اعنی والاول اولیٰ معنے یہ ہین کہ جو ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر و باقی تر ہے واسطے اُنکے جو ایمان لائے اور واسطے اُن کے جو بچتے ہین کبائر اثم و فواحش سے کبائر سے مراد ذنوب ہین یعنے گناہ اس کی تحقیق سورہ نسا مین گزر چکی ہے شیخ شیوخنا علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد الفحول مین اس کی بحث خوب تحریر فرمائی ہے جمہور نے کبائر بجمع پڑہا ہے اور حمزہ وکسائی نے کبیر بافراد جو مفاد کبائر کا ہے اُسی کے یہ بھی مفید ہے کیونکہ اضافت واسطے جنس کے ہے مثل لام کے اور رسم کریم دونون قراءتون کے محتمل ہے فواحش منجملہ کبائر ہین لیکن یہ موصوف ہونے ان کے کہ فاحشہ گویا کبائر سے فوق ہین جیسے زنا وقتل اور مثل انکے مقاتل نے کہا ہے فواحش وہ گناہ ہین جو کہ حدون کو واجب کرنے والے ہین سدی نے کہا کہ زنا ہے پس عطف فواحش کا کبائر پر عطف خاص بر عام و عطف بعض بر کل کے باب سے ہے اس لیے کہ کبائر کبھی حد کے موجب نہین ہوتے ہین جیسے غیبت و نمیمہ کہ منجملہ کبائر ہین اور موجب حد نہین ہین وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ یعنے اور جس وقت خفا ہون تو وہ تجاوز و درگزر کرتے ہین اُس گناہ سے جو کہ اُن کو غصے مین لایا ہے اور پی جاتے ہین غصے کو اور حلم کرتے ہین اُس شخص پر جس نے اُن پر ظلم کیا ہے غضب کو غفران کے ساتھہ اس لیے خاص کیا ہے کہ استیلا و غلبہ غضب کا انسان کی طبیعت پر نہایت سخت ہوتا ہے تو وہ اس کو وقت جوش غضب کے نہین بخشتا ہے مگر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ پاک نے کھول دیا ہے اور مزیت و شرف حلم و بردباری کے ساتھہ اُس کو اختصاص بخشا ہے اسی لیے اللہ پاک نے سورہ آل عمران مین ان لوگون کی یہ ثنا و صفت کی ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ابن زید نے کہا کہ اللہ پاک نے مومنین کی دو قسمین ٹھیرائی ہین ایک قسم تو وہ ہین جو اپنی ظالم سے معاف کرتے ہین سو ابتدا اُن کی ذکر کی اور ایک قسم وہ ہین کہ اپنے ظالم سے بدلا لیتے ہین یہ وہ لوگ ہین جن کا ذکر آگے آتا ہے وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ یعنے وہ لوگ جنہون نے اجابت کی اپنے رب کی طرف اُس شے کی جس کی طرف اُس نے اُن کو بلایا اور جو چیز اُن پر واجب کی اُس کو قائم کیا یعنے فریضہ نماز ابن جریج نے کہا یہ لوگ انصار ہین مدینے مین اُنہون نے رسول پر ایمان لانے کی دعوت قبول کی جب کہ اُن کی طرف روانہ کیے بارہ سردار اُن مین سے ہجرت سے قبل اور قائم کی نماز اُس کے وقتون پر مع اُس کے شروط و ہیآت کے قالہ القرطبی ونحوہ فی البیضاوی وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ یعنے مشورہ کرتے ہین آپس مین اور جلدی نہین کرتے ہین اور نہ راے کے ساتھہ منفرد ہوتے ہین شوریٰ مصدر ہے شاورتہ کا مثل بشریٰ و قربیٰ ضحاک نے کہا یہ شوریٰ مشورہ کرنا ہے انصار کا جب کہ اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی

خبر سنی اور نقبا اُن کی طرف وارد ہوئے جس وقت کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر مین اُن کی رائی متفق ہوئی اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائین اور آپ کی نصرت کرین کسی نے کہا کہ مراد اُن کا مشورہ کرنا ہے ہر کام مین جو اُن کو پیش آتا ہے سو اختیار نہین کرتا ہے بعض اُن کا بعض پر ساتھہ اسکے ابن العربی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اَلشُّوْرٰی اُلْفَۃٌ لِلْجَمَاعَۃِ وَمِسْبَارٌ لِلْعُقُوْلِ وَسَبَبٌ اِلَی الصَّوَابِ وَمَا تَشَاوَرَ قَوْمٌ قَطُّ اِلَّا هُدُوْا یعنے شوریٰ الفت ہو واسطے جماعت کے خوب جانچنے والا ہے واسطے عقلون کے سبب ہے طرف راستی کے کبھی کسی قوم نے مشورہ نہین کیا مگر اُن کو ہدایت ہوئی مطلب یہ ہے کہ جب کام مین مشورہ کرتے ہین تو شورے کی برکت سے اُس کام کی سیدہی راہ ملجاتی ہے پس اللہ پاک نے کامون مین مشورہ کرنے کی مدح فرمائی بسبب مدح کرنے اُن لوگون کے جو اُس کا امتثال کرتے ہین بشار بن برد نے کیا خوب کہا ہے ؎

اِذَا بَلَغَ الرَّأْیُ الْمَشُوْرَۃَ فَاسْتَعِنْ	بِرَأْیِ نَصِیْحٍ اَوْ نَصِیْحَۃِ حَازِمٍ
وَلَا تَجْعَلِ الشُّوْرٰی عَلَیْکَ غَضَاضَۃً	فَرِیْشُ الْخَوَافِیْ قُوَّۃٌ لِلْقَوَادِمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے اپنے امور مین مشورہ فرمایا کرتے تھے اور اللہ پاک نے آپ کو اُس کا امر فرمایا پس ارشاد کیا وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ یہ مشورہ کرنا آرا مین بہت ہے اور احکام مین آپ اُن سے مشورہ نہین لیتے تھے اس لیے کہ احکام مع جمیع اقسام فرض وندب ومکروہ ومباح وحرام کے اللہ پاک کے پاس سے منزل ہین ہے صحابہ کرام بعد آپ کے سو وہ احکام مین مشورہ کیا کرتے تھے اور کتاب عزیز وسنت مطہرہ سے اُن کا استنباط فرماتے تھے پہلے پہل جس کام مین صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا وہ امر خلافت ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نص نہین فرمائی تھی اور اہل ردت کے بارے صحابہ نے مشورہ کیا پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی رائے قتال پر مستقر ہوئی چنانچہ اسی پر عمل در آمد ہوا اور مشورہ کیا صحابہ نے بعد آپ کے حروب مین یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا ہرمزان سے جب کہ وہ مسلمان ہوکر اُنکے پاس آیا اس کا قصہ جابجا مذکور ہے آل عمران مین شوریٰ پر کلام گزر چکا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ یعنے اور ہماری دی روزی سے کچھہ خرچ کرتے ہین راہ خیر مین اور اُنکو محتاجون پر خیرات کرتے ہین پہر اللہ پاک نے اُس گروہ مومنین کا ذکر کیا جو اپنے ظالم سے بدلا لیتا ہے پس ارشاد فرمایا وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ یعنے اور وہ لوگ کہ جس وقت پہنچے اُن کو بغی اُس شخص کی جس نے اُن پر بغاوت کی بغیر حق کے تو وہ انتقام لیتی ہین اپنے ظالم سے بغیر تعدی کے اللہ پاک نے جس طرح کہ غصے کے وقت مغفرت کا ذکر کیا ہے معرض مدح مین اسی طرح ان بدلا لینے والون کا

ہے جو کہ برائی کی ابتدا کرتا ہے پہر اسد جل وعلا نے فرمایا وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ
یعنے اور البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے سو ان لوگون پر نہین ہے کوئی راہ یعنے جس شخص نے
اُن ظلم کیا ہے اُس سے بدلا لینے مین اُن پر کچھ گناہ نہین ہے ابن جریر نے ابن عون سے روایت کیا ہے کہا
مین انتصار کا پوچھا کرتا تھا وَلَمَنِ انْتَصَرَ الآیۃ یعنے اس آیت مین جو انتصار مذکور ہے اس کا مین لوگون سے
سوال کیا کرتا تھا سو علی بن زید بن جدعان نے مجھے حدیث کی ام محمد اپنے باپ کی بی بی سے ابن عون
نے کہا لوگون نے زعم کیا ہے کہ وہ عورت حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا کرتی تھی اُس نے
کہا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر داخل ہوئے اور ہماری پاس بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تہین پس آپ نے
دست مبارک سے کچھ کرنے لگے آپ کو بی بی زینب کی خبر نہ تھی سو مین نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا یہانتک کہ مین نے
بی بی زینب کی آپ کو خبر کر دی تو آپ رک گئے اور بی بی زینب متوجہ ہوئین بی بی عائشہ کو برا کہنے لگین پس
آپ نے بی بی زینب کو منع فرمایا سو اُنہون نے باز رہنے سے انکار کیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تو اُن
کو سُب کر سو انہون نے بی بی زینب کو برا کہا سو وہ اُن پر غالب ہوگئین اور حضرت زینب چلین تو حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئین پہر کہا کہ ان عائشۃ تقع بکم وتفعل بکم یعنے حضرت عائشہ تم کو سخت و درشت
کہتی ہین پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئین تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ انہا حبۃ ابیک
ورب الکعبۃ یعنے بیشک عائشہ محبوبہ ہے تیرے والد کی قسم ہے رب کعبہ کی سو حضرت فاطمہ لوٹ گئین اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین نے اُن سے یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ایسا کہا تو انہون
نے ایسی ایسی بات فرمائی راوی نے کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے
اور اس باب مین آپ سے گفتگو کی هٰكَذَا اَوْرَدَ هٰذَا السِّيَاقَ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ يَاْتِيْ فِيْ
رِوَايَاتِهٖ بِالْمُنْكَرَاتِ غَالِبًا وَهٰذَا فِيْهِ نَكَارَةٌ وَالصَّحِيْحُ خِلَافُ هٰذَا السِّيَاقِ كَمَا رَوَاهُ
النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ الْفَأْفَاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ
عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا عَلِمْتُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ اِذْنٍ وَهِيَ
غَضْبٰى ثُمَّ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ اِذَا قَلَبَتْ لَكَ ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا
ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَيَّ فَاَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَكِ فَانْتَصِرِيْ فَاَقْبَلْتُ
عَلَيْهَا حَتّٰى رَاَيْتُ رِيْقَهَا قَدْ يَبِسَ فِيْ فِيْهَا مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ وَهٰذَا لَفْظُ النَّسَائِيِّ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین نہین جانا مین نے جب تک کہ

له وہ جو کسی بہت کہ زانہ کا دوزخ تھا [illegible] دشنام دیا ہے دشنام دی قذف و بہتان دو دشنام [illegible] باپ سے نہیں ہے [illegible] مرد اور عورتین [illegible] ایک دوسرے کو سخت و درشت باتین

[illegible]

داخل ہوئین مجہ پر زینب اور وہ خفا تہین پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کافی ہے آپکو جب کہ لوٹ
دین واسطے آپکے حضرت ابوبکر کی بیٹی اپنے کرتے کو پہر وہ مجہ پر متوجہ ہوئین تو مین نے اُن سے سہ میر لیا یہان
تک کہ مجہ سی نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لے یعنے مقابلہ کر پس بدلا لے پہر مین اُن پر متوجہ ہوئی یہانتک
کہ مین نے اُن کے تہوک کو دیکہا کہ اُن کے منہ مین خشک ہوگیا تہا نہین رد کرتی تہین مجہ پر کچہہ یعنے ہار گئین
اُن سے کچہہ جواب نہ بنا پس مین نے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکہا کہ آپ کا چہرہ مبارک جہل جہلاتا تہا۔
فتح البیان مین ہے کہ نسائی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
فرمایا بی بی زینب مجہ پر داخل ہوئین اور میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تہے سو وہ مجہ پر متوجہ ہوئین
تو مجہے برا کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُن کو جہڑکا تو وہ باز نہ رہین پہر مجہ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو سب کر سو مین نے اُن کو برا کہا یہانتک کہ اُن کا تہوک اُن کے منہ مین خشک
ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے مارے چمچماتا تہا امام احمد و مسلم و ابوداؤد
و ترمذی و ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا مِنْ شَيْءٍ فَعَلَى الْبَادِي حَتّٰى يَعْتَدِيَ الْمَظْلُومُ ثُمَّ قَرَأَ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ
مِّثْلُهَا انتہی یعنے دو شخص آپس مین گالی دینے والے جو کچہہ اُنہون نے کہا سو گناہ اُس کا ابتدا کرنیوالے
پر ہے یہانتک کہ زیادتی کرے مظلوم پہر آیت مذکور پڑہی بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے کہ بد دعا کی اُس شخص پر جس نے اُس پر ظلم کیا تو
مقرر اُس نے بدلا لے لیا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ وَاسْمُهُ مَيْمُوْنٌ
ثُمَّ قَالَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِهِ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ **قولہ عز وجل انما السبیل علی
الذین یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر الحق** یعنے حرج و عتاب جو ہے سو اُنہین لوگون پر
جو کہ ظلم کرتے ہین لوگون پر اور بغاوت کرتے زمین مین ناحق یعنے ابتدا کرتے ہین ظلم کی لوگون پر جس طرح
کہ حدیث صحیح مین آیا ہے المستبان ما قالا فعلی البادی ما لم یعتد المظلوم **اولئک لہم عذاب الیم** یعنے
یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُنہین کے واسطے ہے عذاب سخت درد دینے والا **ابوبکر بن ابی شیبہ** نے محمد بن
واسع سے روایت کیا ہے کہا مین مکے کو آیا تو ناگاہ خندق پر ایک پل ہے پس مجہے پکڑا پہر مجہ کو مروان بن
مہلب کی طرف لے گئے یہ امیر تہا بصرے پر سو اُس نے کہا اے ابوعبداللہ تیری کیا حاجت ہے مین نے کہا میری
حاجت اگر تو طاقت رکہے اس کی کہ تو ویسا ہووے جیسا کہ بنی عدی کا بہائی تہا تو تو ہو مروان نے کہا بنی
عدی کا بہائی کون ہے مین نے کہا کہ علاء بن زیاد اُس نے ایک بار اپنے کسی دوست کو عامل بنایا تہا کسی

[illegible]

خبر ای اثم ما قالا علی البادی اذا لم یعتد المظلوم فاذا یکون علیہما کذا فی المجمع

عمل پر یعنے کسی حاجت کی اُس کو حکایت دی تھی سو علاء نے اُس کو جواب لکھا اما بعد فان استطعت ان لا تبیت
الا وظهرك خفيف وبطنك خميص وكفك نقية من دماء المسلمين واموالهم فانك ان فعلت
ذلك لم يكن عليك سبيل انما السبيل على الذين الآية یعنے بعد حمد و صلوٰۃ کے پس اگر تو طاقت رکھے اس کی کہ
رات بسر نہ کرے تو مگر اس حال میں کہ تیری پیٹھ ہلکی ہو اور تیرا پیٹ پتلا ہو اور تیری ہتھیلی صاف ہو مسلمانوں کے
خونوں اور مالوں سے پس بیشک تو نے اگر یہ کیا تو نہیں ہے تجھ پر کوئی راہ یعنے کسی طرح کا عتاب و گناہ سوائے اس کے جو
ہے سو نہیں مگر جو کہ ظلم کرتے ہیں لوگوں پر الآیۃ پس مروان بولا واللہ اس نے مجھ کو نصیحت و خیر خواہی
کی پھر کہا اے ابو عبداللہ تیری کیا حاجت ہے میں نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے لاحق کر دے میرے گھر
والوں سے کہا ہاں رواہ ابن ابی حاتم پھر اللہ تعالیٰ نے جب کہ ظلم و اہل ظلم کی مذمت فرمائی تو عفو و درگذر کرنے
کی طرف رغبت دلائی ارشاد فرمایا ولمن صبر وغفر یعنے البتہ جس نے صبر کیا ایذا پر اور برائی کا ستر کیا فان
ذلك لمن عزم الامور یا سعید بن جبیر نے کہا پس بیشک البتہ حق امور سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے امر
فرمایا ہے یعنے البتہ امور مشکورہ و افعال حمیدہ سے جن پر ثواب جزیل و ثنائے جمیل ہے ابن ابی حاتم
نے عبد الصمد بن یزید حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے خادم سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت
فضیل کو سنا کہ فرماتے تھے جس وقت آئے تیرے پاس کوئی شخص کہ شکایت کرتا ہے بابت تیرے کسی شخص
کی تو تو کہہ اے میرے بھائی تو اُس سے معاف کر دے پس بیشک عفو قریب تر ہے طرف تقویٰ کے پس اگر وہ کہے
کہ میرا دل عفو کی برداشت نہیں کرتا ہے لیکن میں تو بدلا لوں گا جیسا کہ اللہ عز و جل نے مجھے امر فرمایا ہے تو تو
اُس سے کہہ کہ اگر تو اچھی طرح سے بدلا لینا جانتا ہے تو بدلا لے ورنہ پھر رجوع کر طرف دروازۂ عفو کے پس
بیشک عفو ایک دروازہ فراخ ہے کیونکہ جس شخص نے عفو کیا اور صلاح کی تو اُس کا اجر اللہ پر ہے اور صاحب
عفو سوتا ہے اپنے بچھونے پر رات کو اور صاحب انتقام کا قلب کرتا ہے امور کو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوس فرما تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعجب کرتے اور تبسم فرمانے لگے پھر جب اُس
شخص نے کثرت کی تو حضرت صدیق نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا
ہوئے اور کھڑے ہو گئے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے جا ملے پھر عرض کیا یا رسول اللہ بیشک وہ مجھے
گالی دیتا تھا اور آپ بیٹھے تھے پھر جب میں نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو آپ خفا ہوئے اور کھڑے
ہو گئے فرمایا بیشک حال یہ ہے کہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا وہ تیری طرف سے رد کرتا تھا پھر جب تو نے
اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو شیطان حاضر ہو گیا پس نہیں ہوں میں کہ شیطان کے ساتھ بیٹھوں

پھر فرمایا اے ابو بکر تین باتین ہین کہ وہ کل حق ہین نہین ہے کوئی بندہ کہ ظلم کیا جاوے ساتھ کسی مظلمہ کے پھر وہ اُس سے چشم پوشی کرے واسطے اللہ کے مگر اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے بسبب اُس کے اور مدد کرتا ہے اُس کی اور نہین کھولا کسی شخص نے دروازہ عطیہ کا کہ ارادہ کرتا ہے اُس سے صلہ کا مگر زیادہ کرتا ہے اللہ اُس کو بسبب اُس کے کثرت اور نہین کھولا کسی شخص نے دروازہ سوال کا کہ ارادہ کرتا ہے اُس سے کثرت کا مگر زیادہ کرتا ہے اُس کو اللہ عز وجل بسبب اُس کے قلت وَكَذَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰی بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ وَرَوَاهُ صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ وَرَوَاهُ مِنْ طَرِيْقِ اللَّيْثِ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْمُحَرَّرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا وَهٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْ غَايَةِ الْحُسْنِ فِي الْمَعْنٰى وَهُوَ سَبَبٌ سَبَّهُ لِلصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے **وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا** اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ انتصار مین عدل یہی ہے کہ مساوات پر اقتصار کرے ظاہر اس کا عموم ہے یعنے کوئی سی جنایت ہو اُس کے بدلا لینے مین برابری پر قصر کیا جائے **مقاتل** وامام شافعی و امام ابوحنیفہ و سفیان رضے اللہ عنہم فرماتے ہین کہ یہ بدلا لینا خاص ہے ساتھ مجروح کے کہ وہ انتقام لیوے جارح سے ساتھ قصاص کے نہ اُس کے سوا مجاہد و سدی کہتے ہین یہ جواب ہے قبیح کا جب کوئی شخص کہے اخزاک اللہ تو اُس کے جواب مین کہے اخزاک اللہ یعنے اللہ تجھے رسوا کرے بغیر اُس کے کہ زیادتی کرے اور جب بدلا لے لیا تو اپنی ظلامت بھرپور لیچکا اور اول بری ہوگیا اُس کے حق سے اور باقی رہا اس پہ گناہ ابتدا کا اور گناہ اللہ تعالے کے حق کا جزاء سیئہ کا نام جو سیئہ رکھا سو یا تو اس واسطے کہ جس پہ وہ واقع ہوئی ہے اُس کو بُری لگتی ہے یا بطریق مشاکلت کے اسلیے کہ صورت مین دونون باہم متشابہ ہین پھر جب اللہ پاک نے یہ بیان کر دیا کہ بدلا سیئہ کا ویسی ہے سیئہ کے ساتھ حق جائز ہے تو بعد اس کے عفو کی فضیلت بیان کی پس ارشاد فرمایا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ حرف فا واسطے تفریع کے ہے یعنے جب کہ جزا مین رعایت مماثلت کی واجب ہے بدون زیادتی کے اور یہ رعایت بغایت مشکل ہے تو اولی عفو و اصلاح ہے جبکہ وہ قابل اصلاح کے ہو پس اب یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ یہ اس قول کے مخالف ہے کہ الحلم علی العاجز محمود وعلى المتغلب مذموم یعنے عاجز پر حلم کرنا محمود ہے اور متغلب پر مذموم ہے معنے یہ ہین کہ جس شخص نے عفو کیا اُس شخص سے جس نے اُس پر ظلم کیا اور صلاح کی ساتھ عفو کے درمیان اپنے اور اپنے ظالم کے تو اجر اسکا اللہ پر ہے یعنے وہ ضرور اس پر اُس کو اجر دے گا **اجر** کو جو مبہم رکھا سو اس لیے کہ منظور اسکی تعظیم شان ہے اور آگاہ کرتا ہے اُس کی جلالت و بندگی پر یعنے ایسا عظیم الشان اجر ہے کہ اس کی عظمت بیان سے باہر ہے مقاتل نے کہا پس عفو اعمال صالحہ سے ہوا اسکا بیان سورہ آل عمران

میں گزر چکا ہے قصہ آیت یہ آمادہ کرتا ہے عفو پر اور توفیق دیتا ہے عفو و انتصار کے اول تم کو معلوم ہو چکی ہے ابن
مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب
کہ روز قیامت ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک منادی کو امر فرمائے گا وہ ندا کرے گا خبردار چاہیے کہ کھڑا ہو وہ شخص
جس کے واسطے اللہ پر اجر ہے پس کھڑا نہ ہوگا مگر وہ شخص جس نے عفو کیا ہے دنیا میں وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ
کا فمن عفا الآیہ **بیہقی** نے عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا
ندا کرے گا ایک منادی وہ شخص کہ ہے واسطے اُس کے اجر اللہ پر تو چاہیے کہ داخل ہو جنت میں یہ ندا دو بار
کرے گا پس وہ شخص کھڑا ہوگا جس نے معاف کیا ہے اپنے بھائی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن عفا الآیہ
پھر اللہ سبحانہ نے یہ بات ذکر کی کہ ظالم لوگ اُس کی محبت سے خارج ہیں کون محبت جو کہ فوز و نجات کی سبب ہے پھر
ارشاد فرمایا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ مقاتل نے کہا یعنے من یبدأ بالظلم سعید بن جبیر بھی اسی کے قائل ہیں
مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ابتدا کرتے ہیں ساتھ ظلم کے اللہ تعالیٰ اُن کو دوست نہیں رکھتا ہے یعنے اُن کو
اُن کی ابتدا سے ظلم کا بدلا دیگا کسی نے کہا یعنے ہیں کہ دوست نہیں رکھتا ہے اُس شخص کو جو کہ
زیادتی کرتا ہے بدلا لینے میں اور تجاوز کرتا ہے اُس کی حد سے اس لیے کہ حد سے بڑھنا ظلم ہے پھر فرمایا
کہ بدلا لینے والے پر کچھ مواخذہ نہیں ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ مصدر
مضاف ہے طرف مفعول کے ای بعد ان ظلمہ الظالم یعنے البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اس کے کہ ظالم نے
اُس پر ظلم کیا تو اُن لوگوں پر کوئی مواخذہ و عقوبت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو وہ کام کیا جو اُن کو جائز
تھا یہ **حرف لام** ابتدا کا لام ہے حوفی و ابن عطیہ نے کہا کہ لام قسم ہے یہ قول جید نہیں ہے بلکہ اولیٰ
قول اول ہے **کلمہ من** شرطیہ ہے اور جواب اسکا فاولئک الآیہ ہے یہ بھی جائز ہے کہ موصولہ ہو حرف فا جو
اُس کے جواب میں آیا ہے اس لیے کہ موصولہ کو شرطیہ سے تشبیہ دی ہے لیکن اولیٰ قول اول ہے **قرطبی**
میں ہے کہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ مظلوم کے واسطے یہ ہے کہ وہ خود استیفا انتصار کا کرے یعنی
یعنے خود اپنی ذات سے بدلا لیوے اس کی تین قسمیں ہیں قرطبی میں مذکور ہیں تبل نے پوری عبارت نقل کی ہے
چونکہ محل اُن کا کتب فقہ میں ہے اس لیے اُن کا ذکر بیان نہیں کیا جب کہ اللہ پاک نے سبیل یعنے مواخذہ کی
کی نفی کی اُس شخص سے کہ جس نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے تو اُس شخص کا بیان کیا جس پر سبیل ہے پس فرمایا
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ یعنے سبیل جو ہے سو انہیں پر جو کہ تعدی کرتے ہیں لوگوں
پر ابتداءً اکثر نے اسی طرح کہا ہے **ابن جریج** نے کہا یعنے ظلم کرتے ہیں اُن پر ساتھ شرک کے جو اُن کے
دین کے مخالف ہیں وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنے عمل کرتے ہیں نفوس و اموال میں ناحق اکثر

نے اسی طرح کہا ہے بغی فے الارض کو جو بغیر حق کے ساتھ مقید کیا سو اس لیے کہ بغی کبھی بصورت بحق ہوتی
ہے جیسے وہ بدلا لینا جو کہ مقترن بتعدی ہوتا ہے مقاتل نے کہا بغی اُن کی عمل کرنا اُن کا ہے ساتھ معاصی
کے کسی نے کہا کہ تکبر و تجبر کرتے ہین ابو مالک کہتے ہین بغی وہ شے ہے جس کی اہل مکہ امید رکھتے
ہین کہ مکے مین غیر اسلام کے دین ہو اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے یہ لوگ جو لوگون پر ظلم کرتے ہین
اُن کے واسطے اس سبب سے عذاب ہی نہایت سخت دردوالا پھر اللہ سبحانہ نے صبر و عفو مین رغبت
دلائی پس فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تکرار صبر و عفو کی اس لیے فرمائی ہے کہ
منظور صبر کا اہتمام ہے اور اُس مین رغبت دلانا ہے صبر اس جگہہ وہی اصلاح ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے سو
اُس کا بیان اعادہ کیا گیا ہے اور اُس کو جو صبر کے پیرایہ مین ذکر کیا ہے سو اس واسطے کہ صبر اولوا العزم
ہمت والون کے شان سے ہے اور اشارہ ہے اس طرف کہ عفو محمود وہ ہے جو کہ تحمل و برداشت سے پیدا ہوتا
ہے نہ وہ عفو جو کہ عجز سے ہو معنے یہ ہین کہ جس نے صبر کیا ایذا پر اور بخش دیا گناہ لوجہ اللہ واسطے اُس شخص کے
جس نے اُس پر ظلم کیا اور بدلا نہ لیا بیشک یہ صبر و مغفرت اُس کی طرف سے البتہ عزم امور سے ہے یہ اُس
شخص کے حق مین ہے کہ جس نے اُس پر ظلم کیا ہے وہ مسلمان ہو کلمہ لام اور من مین بعینہ وہی تقریر ہے
جو کہ وَلَمَنِ انْتَصَرَ مین ہے جملہ اِنَّ ذٰلِكَ الخ مین منہ محذوف ہے جس مین ضمیر کلمہ مَن کی طرف پھرتی ہے
چونکہ ظاہر ا مفہوم ہوتی ہے اُس لیے اس کو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ مین محذوف
ہے اسے مِنْہُ مقاتل نے کہا مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ کے یہ معنے ہین کہ اُن امور سے ہے جن کا اللہ تعالے نے
امر فرمایا ہے یا یہ معنے ہین کہ اُس قبیل سے ہے کہ عاقل کو سزاوار ہے کہ اُس کو اپنے نفس پر واجب کرے
اور اُس کے ترک مین رخصت نہ دے زجاج نے کہا کہ صابر بسبب اپنے صبر کے ثواب دیا جاوے گا پس ثواب
مین رغبت کرنا تمام تر ہے از روی عزم کے ابن زید نے کہا کہ یہ سب منسوخ ہے جہاد سے اور مشرکون
کے ساتھ خاص ہے قتادہ نے کہا یہ عام ہے ظاہر نظم قرآنی یہی ہے تحقیق بیان تو بلام تاکید فرمایا
اور سورہ لقمان مین بدون اُس کے اس لیے کہ صبر اُس مکروہ پر جو کہ بسبب ظلم کے حادث ہوا ہے جیسے
قتل فرزند سخت تر ہے اُس صبر سے جو کہ اُس مکروہ پر ہو جو کہ بلا ظلم حادث ہوا ہے جیسے مرجانا لڑکے کا
جس طرح کہ اول پر عزم ثانی پر عزم کرنے سے زیادہ تر مؤکد ہے اس جگہہ جو عزم مذکور ہے سو وہ قبیل اول
سے ہے تو اُس کی تاکید زیادہ تر مناسب ہوئی اور سورہ لقمان مین جو عزم ہے سو وہ قبیل ثانی سے
ہے تو اُس کو عدم تاکید مناسب تر ہوا افادہ الکرخی لفضیہ ابو سعید قرشی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین
کہ صبر بر مکارہ پر جیسے شدائد و تکالیف پر علامات انتباہ سے ہے پس جس شخص نے صبر کیا اُس مکروہ پر

جو اُسکو پہونچتا ہے اور جزع وفزع نہ کیا بلکہ منضبط وبے قرار نہ ہوا تو وارث کرتا ہے اُسکو اللہ تعالیٰ حال رضا کا اور یہ حال اجل وبزرگ احوال کا ہے اور جس نے مصیبتوں پر جزع وفزع کیا اور شکایت کی تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُسی کے نفس کی طرف سپرد کر دیتا ہے پھر اُس کو اُس کی شکایت نفع نہیں دیتی ہے **حکایت** نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ایک شخص نے ایک شخص کو گالی دی اور اُس کو گالی دی تھی وہ مختلف ہوتا تھا اور پسینے پسینے ہو رہا تھا پس پسینے کو پونچھتا تھا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا تو یہ آیت پڑھی یعنے ولمن صبر وغفر الآیہ پس حضرت حسن نے فرمایا عقلہا واللہ وفہمہا اذ ضیعہا الجاہلون یعنے واللہ اُس نے اُس کو سمجھا بوجھا جب کہ جاہلوں نے اُس کو ضائع کیا بالجملہ عفو ایک ایسی نفیس شے ہے کہ اُس کی طرف رغبت دلائی ہے پھر بعض احوال میں کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے تو ترک عفو لوٹ کر مندوب الیہ ہو جاتا ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے یہ سبب ہوتا ہے کہ زیادتی بڑھ سکے روکنے اور مادہ ایذا کے قطع کرنے کی حاجت ہوتی ہے غرضکہ ایذا پر صبر کرنا او رعفو ودرگزر کرنا ہمت کا کام ہے اللہ پاک کی توفیق سے بندہ صالح کو نصیب ہوتا ہے پھر فرمایا وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ ۝ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۝ اور جس کو راہ نہ دے اللہ تو کوئی نہیں اُس کا کام بنانے والا اُس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ اور تو دیکھے اُن کو سامنے لائے گئے ہیں آگ کے دبی آنکھیں ذلت سے دیکھتے ہیں چھپی نگاہ سے اور کہتے ہیں جو ایمان دار تھے ہار تو ٹے والے وہی ہیں جنہوں نے گنوائی اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کی مار میں اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمایتی جو مدد کرتے اُن کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکاوے اللہ اُس کو کہیں نہیں راہ انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نفس کریم کی خبر دیتا ہے کہ جو کچھ اُس نے چاہا وہ ہو گیا اور اُس کا کوئی رد کرنے والا نہیں اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا پھر اُس کا کوئی وجود میں لانے والا نہیں اور جس کو اُس نے ہدایت کی اسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اُس کا کوئی راہ پر لانے والا نہیں کما قال عزوجل وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا پھر اللہ پاک نے خبر دی طرف ظالمین کے یہ وہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں جب قیامت کے دن عذاب کو دیکھیں گے تو دنیا کی طرف پھرنے کی تمنا کریں گے کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ جیسا کہ

اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ **قولہ تعالے** وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا الآیۃ یعنے تو دیکھے انکو پیش کیے گئے ہین آگ پر اس حال مین کہ آنکھین نیچی کرنے والے ہین مارے اُس ذلت وخواری کے جو اُن پر چہا رہی ہے بہ سبب نافرمانے اللہ پاک کے جس کو دنیا مین کر گزرے ہین دیکھتے ہین طرف خفی سے مجاہد نے کہا یعنے ذلیل مطلب یہہ ہے کہ آگ سے ڈر کر اُس کی طرف چور نظر سے دیکھین گے حالانکہ جس شے سے ڈرتے ہین وہ ضرور اُن پر واقع ہونے والی ہے اور جو کچھ اُن کے جی مین ہے اُس سے بہی وہ کہین بڑہ کر ہوگی اجارنا اللہ من ذلک **قولہ تعالے** وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ یعنے دنیا مین جو لوگ ایمان لے آئے تہے وہ قیامت کے دن یون کہین گے کہ مقرر بڑے ٹوٹے والے وہی ہین جنہون نے گنوائین اپنی جانین اور اپنے گہر والے قیامت کے دن مطلب یہ ہے کہ اُن کو آگ کی طرف لے گئے سو اُنہون نے ابد الآباد کے گہر مین اپنی لذت معدوم کی اور اپنی جانین گنوائین اور جدائی کی گئی اُن مین اور اُن کے یار دوستون اور گہر والون اور رشتہ دارون مین سو اُن کو گنوا بیٹھے أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ یعنے سنتا ہے بیشک ظالم لوگ تو ہین دائم وسرمدی وابدی عذاب مین جس سے اُن کو نہ نکلنا ہے نہ اُس سے اُن کو بہاگنے کی جگہہ ہے **قولہ تعالے** وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ الآیۃ یعنے اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمائتی کہ چہڑاتے اُن کو اللہ کے سوائے اُس عذاب ونکال سے جس مین وہ ہین اور جسکو بہٹکا دے اللہ تو اُس کو نہین کسی طرح کا چہٹکارا **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ جس کو گمراہ کرے اللہ یعنے اس کو بے مدد چہوڑ دے تو کوئی نہین اُس کا کام بنانے والا اللہ کے سوائے کہ اُس کی ہدایت کا متولی ہو اور اُس کی مدد کرے ظاہر آیت عموم ہے کسی نے کہا کہ یہ خاص ہے اُس شخص کے ساتہہ جس نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض کیا اور جس شے کی طرف آپنے اُس کو بلایا اُس پر عمل نہ کیا مراد ایمان لانا ہے اللہ پاک پر اور عمل کرنا ہے اُس شے پر جو اُس نے مشروع فرمائی اور مودت قربی مین یعنے جس شخص کو اللہ پاک نے ان چیزون سے گمراہ کیا تو کوئی ہدایت کرنے والا اُس کو ہدایت نہین کرتا ہے قالہ القرطبی والاول اولی ترے کا خطاب دونون جگہہ ہر اُس شخص کو ہے جس سے رویت ہوسکتی ہے اور رویت دونون موضع مین بصری ہے یعنے سر کی آنکہہ سے دیکہنا یہ رویت ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتی ہے چنانچہ الظالمین اُس کا مفعول ہے اور یہہ ایک کے بعد کا جملہ حالیہ ہے مراد ظالمین سے مشرکین مکذبین بعث ہین **راوا** کے معنے ہین یرون ماضی کا صیغہ واسطے تحقق وقوع کے اختیار کیا ہے **عذاب** سے مراد نار ہے معنی یہ ہین اے دیکہنے والے تو دیکہے گا مشرکون بعث کی جہٹلانے والون کو جس وقت وہ دیکہین گے آگ کو کسی نے کہا جب دیکہین گے

اور دین مین ایمان والون مین کوئی نہین بلکہ کہلا جو چہپاتے تہے پہلے اور اگر ہم پیچہے ذہیر کرین وہی جو منع ہوا تہا اُن کو اور وہ جہوٹے ہین ۱۲

موت کے وقت اس شی کو جو اللہ پاک نے اُن کے واسطے تیار کر رکھی ہے تو کہینگے آیا ہے طرف رجوع الی الدنیا کے کوئی راہ مطلب یہ ہو کہ عذاب دیکھکر دنیا کی طرف پہرنے کی تمنا کرینگے حالانکہ یہ تمنا بے سود ہے وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا الآیہ جملہ یعرضون علیہا محل نصب مین ہو بنا بر حال اس لیے کہ رویت بصری ہے چنانچہ اول گزر چکا ہے خاشعین حال ہے یعرضون کی ضمیر سے من الذل مین حرف من سببیہ ہے اے من اجل الذل اور متعلق ہے خاشعین سے ضمیر علیہا کی راجع ہے طرف عذاب کے گو عذاب مذکر ہے مگر چونکہ اُس سے مراد نار ہے اس لیے اُس کی طرف ضمیر مونث راجع کی ہے یعنے اے مخاطب تو دیکھیگا ظالمون کو اس حال مین کہ وہ پیش کیے جاتے ہون گے آگ پر درانحال کہ وہ ساکن و متواضع و زبون ہونگے بسبب ذلت کے دیکھتے ہونگے طرف آگ کے طرف خفی سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا خفی یعنے ذلیل ہے یعنے دیکھتے ہونگے نیچی نگاہ سے حرف من ابتداء غایت کا ہے یعنے اُن کا آگ کی طرف دیکھنا شروع ہوگا نیچی نگاہ سے یہ بھی جائز ہے کہ من تبعیض کا ہو یعنے نظر کرینگے بعض پست نگاہ سے مطلب یہ ہے کہ مارے خوف کے پوری نیچی نگاہ سے بھی نظر نہ کرینگے بلکہ نگاہ پست سے کچھ دیکھینگے یونس نے کہا کہ من بمعنے با ہے اے ای ینظرون بطرف ضعیف یعنے کمزور نگاہ سے نظر کرینگے مارے خوف و ذلت کے اخفش بھی اسی کے قائل ہین طرف خفی وہ ہے جس کی نظر خفی ہوتی ہے جس طرح وہ شخص دیکھتا ہے طرف تلوار کے جس کو قتل کے واسطے روک رکھا ہے وہ لوگ جو اس طرح دیکھینگے سو اس لیے کہ خوف و ذلت اُن کو لاحق ہوا ہے مجاہد کہتے ہین کہ وہ تو اپنے دلون سے نظر کرینگے اس لیے کہ وہ اندھے محشور ہون گے اور دل کی آنکھ طرف خفی ہے قتادہ و سعید بن جبیر و سدی و قرظی یعنے محمد بن کعب کہتے ہین کہ یسارقون النظر الی النار من شدۃ الخوف یعنی مارے شدت خوف کے چور نگاہ سے آگ کی طرف نظر کرینگے پوری نگاہ سے بلا تکلف نہ دیکھینگے قولہ تعالیٰ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ مومنین کہینگے بیشک خسران و زیان مین کامل اور بھرپور یہی لوگ ہین جنہون نے جمع کیا ہے درمیان زیان اپنی جانون کے اور اپنے گھر والون کے باین طور کہ ہمیشہ ہمیشہ نار مین اُن کو رہنا یا یوم القیامۃ یا تو ظرف ہے خسروا کا اس بنا پر قول مومنین کا دنیا مین ہوگا یا ظرف ہو قال کا تو قول قیامت مین ہوگا بصیغہ ماضی اس لیے اس کو ادا کیا ہے کہ اس کے وقوع کا تحقق معلوم ہو کما قالہ ابو السعود بیان وہ خسران مذکور ہین پس اُنہون نے اپنی جانون کا زیان تو یون کیا کہ آگ مین چلے گئے وہان معذب ہوئے اور گھر والون کا نقصان یہ ہے کہ اگر وہ اُن کے ساتھ آگ مین ہین تو اُن سے منتفع نہ ہونگے اور اگر وہ جنت مین ہین تو اُن کے اور اُن کے درمیان جدائی ہوگئی کسی نے کہا خسران اہل کا یہ ہے کہ اگر وہ ایمان لاتے تو جنت مین حور عین پاتے

اُن کے واسطے گھر والے ہوتے قولہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یا تو تتمہ کلام مومنین کا ہے
یا اللہ پاک کے کلام سے ہے یعنے سنتا ہے بیشک ظالمین عذاب دائم میں ہیں جو کبھی منقطع نہ ہوگا وَمَا کَانَ
لَهُمْ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس جگہہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ اُن کے واسطے کوئی اعوان ہیں کہ اُن سے عذاب کو
دفع کریں اور نہ کوئی انصار و مددگار کہ اُن کی مدد کریں بلکہ اللہ پاک ہی متصرف ہے جو اُس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ
چاہا نہ ہوا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ الآیہ کے یہ معنے ہیں کہ جس کو اللہ بھٹکاوے تو نہیں ہے اُس کے واسطے کوئی راہ
کہ وہ اس پر چلے طرف نجات کے پھر جب اللہ سبحانہ نے وعد و وعید کے ذکر میں اطناب کیا تو بعد اُس کے وہ
شے ذکر کی جو کہ دونوں کے ذکر سے مقصود ہے پس ارشاد فرمایا اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ
آوے ایک دن جو پھرتا نہیں اللہ کے یہاں سے نہ ملے گا تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ ملے گا الوپ ہو جانا پھر اگر وہ
ٹلا دیں تو تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے اُن پر نگہبان تیرا ذمہ یہی ہے پہونچا دینا اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی
طرف سے مہر اُس پر ریجھتا ہے اور اگر پہونچتی ہے اُن کو کچھ بُرائی بدلا اپنی کمائی کا تو انسان بڑا ناشکر ہے
انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو احوال و امور عظام ہولناک قیامت کے دن
ہوں گے جب کہ اللہ پاک نے اُن کا ذکر کیا تو اُس سے تحذیر کی اور اُس کے واسطے تیاری کرنے کا امر کیا
پس فرمایا استجیبوا لربکم الآیہ یعنے اپنے رب کا حکم مانو اُس دن کے آنے سے پہلے جس کو اللہ کے پاس سے پھرنا
نہیں وہ ایسا دن ہے کہ جس وقت وہ اُس کے ہونے کا امر فرمائیگا تو مثل پلک مارنے کے ہو پڑیگا اُس کا نہ
کوئی دفع کرنے والا ہے نہ روکنے والا مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ یعنے نہیں ہے
تمہارے واسطے اُس دن کوئی حصن و قلعہ کہ تم اُس میں محفوظ ہو جاؤ اور نہ کوئی ایسا مکان کہ وہ تم کو چھپا
لے اور تم اُس میں الوپ ہو جاؤ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی نگاہ سے غائب ہو رہو بلکہ وہ تو اپنے علم و بصر و
قدرت سے تمہارا احاطہ کرنے والا ہے پس اُس سے کوئی جائے پناہ نہیں ہے مگر طرف اُسکی يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝ قولہ تعالیٰ فَاِنْ اَعْرَضُوْا الآیہ یعنے
پھر اگر مشرکین اعراض کریں تو نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اُن پر نگہبان یعنے تو کچھ اُن پر داروغہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ
اُن کو راہ پر لائے کما قال عز و جل لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وقال
تعالیٰ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ اور یہاں یوں فرمایا ہے اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ

ع تیرا ذمہ نہیں ہے اُن کو راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے ۱۲
ع سو تیرا ذمہ تو پہنچانا ہے اور ہمارا ذمہ حساب لینا ہے ۱۲

یعنی ہم نے تو تجھ کو صرف اس بات کا مکلف کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رسالت اُن کو پہونچا دے پھر فرمایا وَاِنَّآ
اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الآیہ یعنے جس وقت پہونچے انسان کو ارزانی و نعمت تو اُس سے خوش ہوتا ہے
اور اگر پہونچے لوگون کو کوئی برائی یعنے قحط و نقمت و بلا و شدت تو بیشک انسان بڑا ناشکر ہے یعنے جو
نعمتین اس سے پہلے گزر چکی ہین اُن کا منکر ہوتا ہے اور نہین پہچانتا ہے مگر ساعت راہنہ کو یعنے لگا
انعام سے چشم پوشی کرتا ہے اسی حالت موجودہ کو ہمیشہ اعتبار کرتا ہے یہ اگر اُس کو کوئی نعمت پہونچے تو اترا
و بطر کرتا ہے یعنے اتراتا ہے کہ ہم جیسا کوئی نہین ہے ہم ہی ناز و نعم مین ہین اور اگر لگے اُس کو کوئی
محنت و ایذا تو ناامید ہو جاتا ہے آس توڑ بیٹھتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتون سے
ارشاد فرمایا کہ اے گروہ عورتون کے تم خیرات کیا کرو پس بیشک مین نے تم کو دیکھا ہے اکثر اہل نار کے تو
ایک عورت بولی یا رسول اللہ یہ کیون ہے پس آپ نے فرمایا اس واسطے کہ تم شکایت بہت کرتی ہو اور خاوندون کی ناشکری
کرتی ہو لو احسنت الی احداہن الدہر ثم ترکت یوما قالت ما رأیت منک خیرا قط یعنے آپ نے عورتون سے التفات
فرما کے سرو غیر حسین کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا اے مخاطب اگر تو احسان کرے کسی عورت پر ایک مدت دراز پھر
تو ایک دن احسان چھوڑ دے تو کہے کہ کبھی مین نے تجھ سے کوئی خیر نہین دیکھی اکثر عورتون کا یہی حال ہے
مگر وہ عورت جس کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی اور اُس کی ہدایت کا اُسے الہام فرمایا اور وہ اُن مین سے تھی
جو ایمان لائے اور بھلائیان کین پس مومن ایسا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اگر پہونچے اُس کو راحت تو شکر کرے پس اُس کے واسطے خیر ہو اور اگر لگے اُس کو کوئی تکلیف تو صبر کرے پس
اُس کے لیے خیر ہو یہ حال کسی کے واسطے نہین ہوتا ہے مگر واسطے مومن کے **ف** فتح البیان کا بیان ہے
توضیح یہ ہے کہ تمہارے رب نے جو تم کو اس طرف بلایا ہے کہ اُس پر اور اُس کی کتابون پر اور اُس کے رسولون
پر ایمان لاؤ سو تم اُس کی دعوت کو قبول کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجاوے جس کے رد و دفع پر کوئی قادر نہ ہو
یہ تقریر اس بنا پر ہے کہ معنے یہ ہون قبل اس کے کہ آوے اللہ کی طرف سے وہ دن جس کو کوئی رد نہ کرے یا لا مرد لہ من اللہ
کے یہ معنے ہین کہ رد نہ کرے گا اُس کو اللہ بعد اس کے کہ اپنے بندون پر اُس کا حکم کر چکا اور اُن کو اُس کا وعدہ
دے چکا مراد اُس دن سے قیامت کا دن ہے یا موت کا دن مَا لَكُمْ مِنْ مَلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ یعنے نہین ہے واسطے
تمہارے کوئی جائے پناہ اُس دن کہ تم اُس کیطرف پناہ پکڑو وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ کے یہ معنے ہین اور نہین ہے
واسطے تمہارے کسی طرح کا انکار اُس دن یعنے بلکہ تم تو اپنے گناہون کا اقرار کروگے کیونکہ وہ تو تمہارے
نامۂ اعمال مین جمع کیے ہوئے ہونگے اور تمہارے اعضا اُن کی تم پر گواہی دین گے مجاہد نے کہا یعنی ہین
کہ ما لکم من ناصر ینصرکم یعنے نہین ہے تمہارا کوئی مددگار کہ تمہاری مدد کرے کسی نے کہا نکیر بمعنے منکر ہے

جیسے الیم بمعنے مؤلم ہے یعنے تم نہ پاؤگے اُس دن کوئی سنکر اُس عذاب کا جو تمپر نازل ہوگا ابن ابی حاتم نے اس کو حکایت کیا ہے اور کلبی وغیرہ بھی اسی کے قائل ہین لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا معنے یہ ہین کہ وہ قادر نہ ہونگے کہ انکار کرین اُن گناہون کا جن پر وہ واقف کیے جائین گے یہ معنی اول معنے کے لگ بھگ ہین فَاِنْ اَعْرَضُوْا الآیہ کا یہ مطلب ہے پھر اگر وہ اعراض کرین تو نہین بھیجا ہم نے تجہہ کو اُن پر حفیظ یعنے حافظ و نگہبان کہ جو اعمال اُن سے صادر ہوتے ہین تو اُن کو نگاہ رکھے یہانتک کہ تو اُن پر اُن سے محاسبہ کرے اور نہ ہم نے تجہہ کو اُن پر موکل و رقیب کرکے بھیجا ہے کہ تو اُن کو مقہور کرے اُس شے کی بجا آوری پر جس کو دیکر ہم نے تجھے بھیجا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ یعنے نہین ہے تجہہ پر مگر پہونچا دینا اُس شے کا جس کے پہونچانے کا تجھے حکم دیا ہے سو اس کے تجہہ پر اور کچہہ نہین ہے یہ حکم منسوخ ہے آیت سیف سے اس لیے کہ یہ قبل امر بالجہاد کے تہا وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت ہم چکہاتے ہین انسان کو اپنی طرف سے رحمت یعنے جب ہم اُس کو عطا کرین ارزانی و صحت و آسودگی تو خوش ہو اُس سے اترا کر دنیا کی نعمتین گو عظیم ہی کیون نہ ہون مگر بہ نسبت سعادت آخرت کی ایسی ہین جیسے قطرہ بہ نسبت دریا کے سو اسی لیے انعام کا نام اذاقت رکہا ہے یعنے دنیا کا انعام اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو آخرت کے مقابلے مین ایسا ہے جیسے کسی کہانے کا صرف مزہ چکہہ لینا بالجملہ مراد انسان سے جنس ہے اسی لیے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ الآیہ مین اُس کی طرف ضمیر جمع کی راجع فرمائی ہے یعنے اگر اُن کو پہنچے کوئی بلا و سختی و بیماری و فقر بسبب اُن گناہون کے جن کو اُن کے ہاتہہ آگے بہیج چکے ہین ذات کو ہاتہون کے پیرایہ مین اس لیے ادا کیا ہے کہ اکثر افعال کی مزاولت نہین ہاتہون سے ہوتی ہے تو بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے اُن نعمتون کا جن کا اللہ پاک نے اُس پر انعام فرمایا ہے اُن پر اُس کا شکر نہین کرتا ہے یہ بات باعتبار غالب جنس انسان کے ہے اکثر یہی ناشکرے ہین شاکر بہت کم ہین کما قال تعالی وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ نکتہ یہان فَاِنَّهٗ كَفُوْرٌ کہہ دینا کافی تہا اس لیے کہ انسان کا ذکر اول ہو چکا ہے سو ایسا نہ کیا بلکہ اسم ظاہر کو بجائے ضمیر کہا اس واسطے کہ منظور تسجیل کرنا ہے اس امر پر کہ یہ جنس موسوم بکفران نعم ہے کما قال تعالے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ معنے یہ ہین کہ غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ بلا کو یاد کرتا ہے اور نعمتون کو بہول جاتا ہے اور اُن کو تہا نکتا ہے پہر اللہ سبحانہ نے اپنی وسعت ملک و نفاذ تصرف کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ

يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝ اللہ کا راج ہے آسمانون مین اور زمین مین پیدا کرتا ہے جو چاہتا
ہے بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیان اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا اُن کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیان
اور کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ ... وہ ہے سب جانتا کر سکتا اور کسی آدمی کی حد نہین کہ اُس سے باتین کرے
اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہونچاوے اُس کے حکم کو جو چاہے وہ
سب سے اوپر ہے حکمتون والا **ف** حضرت موسیٰ سے کلام ہوئے ہین پردے کے پیچھے سے انتھی **ف**
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ خالق و مالک ہے آسمانون کا اور زمین کا
اور اُن مین تصرف کرنے والا ہے اور اُس نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اور وہ دیتا ہے جس کو چاہتا
ہے اور جس کو چاہتا ہے نہین دیتا اور کوئی منع کرنے والا نہین ہے اُس شے کا جو اُس نے دی اور کوئی دینے
والا نہین ہے اُس چیز کا جو اُس نے نہ دی اور وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹیان
بغوی نے کہا اُن مین سے حضرت لوط علیہ السلام ہین اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹے بغوی نے
کہا جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اُن کے یہان کوئی بیٹی پیدا نہین ہوئی اور عطا کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے لوگون مین سے جوڑے بیٹے اور بیٹیان بغوی نے کہا جیسے حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ یعنے اُس کے نہ بیٹا ہوتا ہے نہ بیٹی بغوی نے کہا جیسے حضرت
یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پس لوگون کی چار قسمین ٹھیرائین اُن مین سے وہ ہے جس کو بیٹیان عطا
کرتا ہے اور اُن مین سے وہ ہے جس کو بیٹے دیتا ہے اور اُن مین سے وہ ہے جس کو دونون قسمون سے عطا
فرماتا ہے بیٹے اور بیٹیان اور اُن مین سے وہ ہے جس کو نہ بیٹا دیتا ہے نہ بیٹی تو اُس کو بانجھ کرتا ہے
نہ اُس کی کوئی نسل ہے نہ اولاد إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ یعنے وہ خوب جانتا ہے اُس شخص کو جو مستحق ہے ہر
قسم کا ان قسمون سے بڑی قدرت والا ہے اُس شے پر جس کو چاہتا ہے یعنے تفاوت لوگون کا اس باب
مین یہ مقام مشابہ ہے اُس مقام کے جس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً
لِلنَّاسِ یعنے اور تاکہ کرین ہم اُسکو ایک دلالت اپنی قدرت پر باین طور کہ اللہ پاک نے خلق کو چار قسم پر
پیدا کیا پس حضرت آدم علیہ السلام تو پیدا کیے گئے مٹی سے بدون مرد و عورت کے اور حضرت حوا علیہا السلام
مخلوق ہوئین مرد سے بغیر عورت کے اور باقی خلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا پیدا ہوئے مرد و عورت سے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام عورت سے بغیر مرد کے پس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا کرنے سے دلالت
قدرت پر تمام ہوگئی اور اسی لیے یون فرمایا ولنجعلہ آیۃ للناس پس یہ مقام تو آبا مین ہے اور مقام اول ابنا
مین اور ہر ایک اُن مین سے چار قسم ہے فسبحان العلیم القدیر **قولہ تعالےٰ** وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ

ف اور اسکو ہم کیا چاہتے ہین لوگون کو نشانی ۱۲

اللّٰہُ الآیۃ یہ مقامات وحی کے ہین بہ نسبت جناب الٰہی کے وہ یہ ہے کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ کوئی شے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک مین ڈال دیتا ہے کہ وہ اُس کے اللہ پاک کی طرف سے ہونے مین شک نہین کرتے ہین جیسا کہ صحیح ابن حبان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَھَا وَاَجَلَھَا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ یعنی بیشک جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے دل مین یہ بات پھونکدی کہ کوئی نفس ہرگز نہ مریگا یہانتک کہ پورا کرے اپنے رزق و اجل کو سو تم اللہ سے ڈرو اور اجمال کرو طلب مین یعنے جب یہ بات ٹھیر چکی کہ بے روزی تمام کیے آدمی نہین مرتا ہے تو روزی کو سرسری طور پر طلب کرو دستور کے موافق اُس کی طلب مین زیادہ منہمک ست ہو جاؤ مت دیر ڈالو کیونکہ جو لکھی ہے وہ ضرور ملنی ہے **قولہ تعالےٰ** اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ جس طرح موسےٰ علیہ السلام سے باتین کین اس لیے کہ اُنہون نے بعد کلام کرنے کے رویت کا سوال کیا تو اُس سے روک دیے گئے **صحیح** مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کلام نہین کیا اللہ نے کسی سے مگر پردے کے پیچھے سے وَاِنَّہٗ کَلَّمَ اَبَاکَ کِفَاحًا یعنے اور بیشک اُس نے کلام کیا تیرے باپ سے بالمشافہ حدیث شریف اسی طرح آئی ہے عبد اللہ احد کے دن شہید ہوئے تھے لیکن یہ کلام عالم برزخ مین ہے اور آیت جو ہے سو دار دنیا کے بارے مین ہے **قولہ عز و جل** اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ جس طرح کہ جبریل علیہ السلام وغیرہ فرشتے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوتے تھے اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ فَھُوَ عَلِیٌّ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ حَکِیْمٌ **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ آسمان و زمین مین اُسی کا تصرف ہے ساتھ اُس شے کے جس کا ارادہ کرتا ہے لا مانع لما اعطے ولا معطے لما منع ملک بالضم مستولی ہونا ہے شی پر اور قادر ہونا ہے تصرف کرنے پر اُس مین مصباح مین ہے وملک علی الناس امرہم ملکا من باب ضرب اذا تولی السلطنۃ فھو ملک و الاسم الملک بضم المیم انتہے **یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ** یعنے جو خلق چاہتا ہے پیدا کرتا ہے **یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا** بدل مفصل ہے مجمل سے یعنے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیان کہ اُن کے ساتھ بیٹے نہین ہوتے یہ قول مجاہد و حسن و ضحاک و ابو مالک و ابو عبیدہ کا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مراد حضرت لوط و حضرت شعیب علیہما السلام ہین اس لیے کہ اُن کی نہ تہین مگر بیٹیان **وَیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ** یعنے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹے کہ اُن کے ساتھ بیٹیان نہین ہوتین یہ قول بھی مجاہد وغیرہ کا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مراد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اس واسطے کہ اُن کے بیٹے ہی تھے کسی نے کہا کہ یہان ذکور کو معرف بالف لام اس لیے ذکر کیا ہے کہ اُن کا شرف بتانا منظور ہے اناث پر اس وجہ کی رو مین یون کہہ سکتے ہین کہ تقدیم

اناث سے ذکر میں اس وجہ سے مناسب ہو تو اب آیت میں اس بات پر دلالت نہیں ہے کہ ذکور کا شرف اناث پر ثابت
کو ذکور کو حرف بالف و لام ذکر کیا ہے کیونکہ اگر یہ امر مطلوب ہوتا تو ذکور کو ذکر میں بھی مقدم کرتے تا کہ اُن کا شرف
معلوم ہوتا بلکہ سیاق آیت کا اسی امر کے واسطے ہوا ہے کہ شرف ذکور کا اناث پر سو اس کی دلیل یہ
آیت ہو اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ اس کے سوا اور دلیلیں بھی جو دلالت
کرتی ہیں ذکور کے شرف پر اور پر اناث کے اب اس کی وجہ کہ اناث کو بیان میں مقدم کیا ہے سو کسی نے تو کہا
اسواسطے کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے بہت ہیں پس بلحاظ کثرت اُن کو مقدم ذکر کیا ہے کسی نے کہا
اس لیے کہ اُن کے باپوں کے دل خوش ہو جائیں کیونکہ وہ بیٹیوں سے ناخوش ہوتے تھے اس کے سوا
اور وجوہ بھی ذکر کیے ہیں جن کی تطویل کی کچھ حاجت نہیں ہے چونکہ اللہ پاک نے اناث کا اول ذکر فرمایا
تو اس سے معلوم ہوا کہ پہلے پہل لڑکی پیدا ہونا مبارک ہے چنانچہ ابن مردویہ و ابن عساکر نے عن واثلہ بن
الاسقع عن النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے مِنْ بَرَکَۃِ الْمَرْاَۃِ اِبْتِکَارُھَا
بِالْاُنْثٰی لِاَنَّ اللّٰہَ قَالَ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا الآیہ یعنے عورت کی برکت سے ہے پہلے پہل اسکا لڑکی جننا
ہے اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا یعنے یا قِران کرتا ہے درمیان اناث و ذکور کے اور اُن کو جوڑے کرتا
ہے سو اپنی بعض خلق کو بیٹے بیٹیاں دونوں بخشتا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اس لیے کہ بنا بر
قول صحیح آپ کے تین تو فرزند ارجمند تھے حضرت قاسم و حضرت عبداللہ و حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم اور چار
صاحبزادیاں تھیں حضرت زینب و حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہن کما قال
ابن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد کہتے ہیں اس کے یہ معنے ہیں کہ عورت لڑکا جنے پھر لڑکی پھر لڑکا جنے
پھر لڑکی محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں یہ معنے ہیں کہ توام جنے یعنے ایک ساتھ لڑکا اور لڑکی جنے قتیبی
کہتے ہیں یہاں تزویج سے مراد جمع کرنا ہے درمیان بیٹوں اور بیٹیوں کے عرب لوگ جب چھوٹے بڑے
اونٹوں کو جمع کرتے ہیں تو اپنے محاورے میں بولتے ہیں زوجت الابل یعنے آیت کے واضح تر میں امر
ہے کہ اس جیسے امر میں اختلاف کیا جائے کیونکہ اللہ پاک نے تو یہ خبر دی ہے کہ وہ اپنی بعض خلق کو تو
بیٹیاں دیتا ہے اور بعض کو بیٹے اور بعض کو بیٹے بیٹیاں دونوں بخشتا ہے وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ
عَقِیْمًا یعنے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے عقیم کہ جس کے نہ لڑکا پیدا ہو نہ لڑکی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں
کہ مراد حضرت یحیےٰ و حضرت عیسےٰ علیہما السلام ہیں اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ بات بطور تمثیل ہے اور حکم جو ہے
سو سب لوگوں میں عام ہے اس لیے کہ مقصود بیان کرنا اس امر کا ہے کہ اللہ پاک کی قدرت تامہ تکوین اشیا میں
نافذ ہے جس طرح وہ چاہتا ہے تو اب تخصیص کے کوئی معنے نہیں ہیں عقیم وہ ہے جس کے بچہ نہیں ہوتا ہے

اس لفظ کا اطلاق مرد و عورت دونون پر ہوتا ہے رجل عقیم و امرأۃ عقیم بولتے ہین عقمت المرأۃ تعقم عقما اصل
عقم کی قطع ہے ویقال عقمت النساء عقما وعقام اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ یعنے بیشک اللہ پاک بلیغ العلم عظیم القدرۃ
ہے جو چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ الآیہ یعنے صحیح نہین ہے واسطے
کسی فرد کے افراد بشر سے یہ کہ کلام کرے اُس سے اللہ بوجہ من الوجوہ مگر باین طور کہ وحی کرے طرف اُس کے یس
الہام کرے اُس کو خواب مین اور وہ بات اُس کے دل مین ڈالدے مجاہد نے کہا نفث ینفث فی قلبہ یعنے ایک پھونک
ہے کہ اُس کے دل مین پھونک دے سو وہ اُس کی طرف سے الہام ہو جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام کی والدہ
کی طرف وحی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی ذبح کرنے مین اُن کے فرزند کے وحی کہتے
مین اشارہ و رسالت و کتابت کو اور ہر شے جس کو تو القا کرے طرف اپنے غیر کے تاکہ وہ اُس کو جان جائے
تو وہ بھی وحی ہے کسی طرح ہو قالہ ابن فارس وَحْی مصدر ہے وحی الیہ یحی کا باب وعی سے آور اوحی الیہ
بالف بھی اُس کے مثل ہے پھر استعمال وحی کا اُس شے مین غالب کیا گیا جس کا اللہ تعالے کے پاس سے انبیا
علیہم السلام کی طرف القا کیا جاتا ہے قرآن شریف کا لغت فاش اوحی بالف ہے اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ
یعنے یا پیچھے سے پردے کے جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام سے کلام کیا مراد یہ ہے کہ اسکا کلام سنائی
دیتا ہے ایسی جگہ سے کہ وہ دکھائی نہین دیتا یہ تمثیل ہے ساتھ حال بادشاہ محتجب کے جبکہ اپنے خاص
لوگون سے باتین کرتا ہے پردے کے پیچھے سے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ سامع محجوب ہے رویت سے دنیا مین
اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا الآیہ یعنے یا بھیجے کسی فرشتے کو تو وہ وحی کرے طرف رسول بشر کے ساتھ امر و تیسیر اللہ
کے جس چیز کی کہ اس کی طرف وحی کرنا چاہے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے مگر یہ کہ بھیجے کسی
فرشتے کو کہ وہ وحی کرے طرف اس کے نزدیک اپنے سے یا اس کو الہام کرے تو ڈال دے اُس کے دل مین
یا کلام کرے اس سے پردے کے پیچھے سے زجاج کہتے ہین معنے یہ ہین کہ کلام اللہ تعالے کا واسطے بشر کے یا
تو ہوتا ہے ساتھ الہام کے کہ اُن کو الہام کر دیتا ہے یا کلام کرتا ہے اُن سے پردے کے پیچھے سے جس طرح
کہ حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا یا ساتھ رسالت فرشتے کے طرف اُن کے تقدیر کلام یہ ہے ماکان
لبشر ان یکلمہ اللہ الا ان یوحی وحیا او یکلمہ من وراء حجاب او یرسل رسولا اور جس نے یرسل کو برفع
پڑھا ہے تو اُس کی مراد و ہو یرسل ہے پس یہ ابتدا و استیناف ہے انتہے جمہور نے بنصب یرسل اور
بنصب فیوحی پڑھا ہے بر تقدیر اَنْ اور اِنْ اور اس کا مدخل معطوف ہوگا وحیا پر اور وحیا محل حال مین ہوگا
تقدیر یہ ہے الا موحیا او مرسلا اور عطف او یرسل کا ان یکلمہ اللہ پر صحیح نہین اس لیے کہ تقدیر یہ ہوگی وماکان
لبشر ان یرسل اللہ رسولا حال آنکہ یہ فاسد ہے لفظاً و معنے قرات جمہور کی توجیہ مین اور کچھ بھی کہا ہے جو کہ

نصف سے خالی نہیں ہے نافع نے اَوْ یُرْسِلَ رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی قاریوں نے سکون یا اس بنا پر کہ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے تقدیر او ہو یرسل جیسا کہ زجاج وغیرہ نے کہا ہے اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ تعلیل ہے ماقبل کی یعنی اللہ پاک بندے سے تین طور پر کلام کرتا ہے جن کا ذکر ہوا اس لیے کہ وہ تعالیٰ برتر ہے صفات ناقص سے حکیم ہے اپنے کل احکام میں مفسرین نے کہا سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ یہود نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تم کیوں نہیں اللہ سے کلام کرتے اور کیوں نہیں اُس کی طرف نظر کرتے اگر تم نبی ہو جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کلام کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ دیتے ہیں ہم جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں اور تو البتہ سوجھاتا ہے سیدھی راہ راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام آخر کو

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف تیری قرآن کی اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان یعنے اُس تفصیل پر جو شروع ہوئی کی واسطے تیرے قرآن میں ولیکن کیا ہم نے قرآن کو ایک روشنی جس کے ساتھ ہم راہ دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں کما قال تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى الآیہ قولہ تعالیٰ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنے اور بیشک اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ تو بتاتا ہے راہ سیدھی یعنے حق تو ہی رستہ بتاتا ہے قویم راستہ قیم کے ایک نشے میں یعنے سیدھی راہ کو منزل مقصود کو پہنچا دے پھر اللہ پاک نے صراط کی یہ تفسیر فرمائی صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنے وہ سیدھی راہ اللہ کی شرع ہے جس کا اُس نے امر فرمایا ہے کون اللہ جو کہ رب و مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن میں تصرف کرنے والا ہے اور ایسا زبردست حاکم ہے کہ کوئی اُس کے حکم کا پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ یعنے خبردار اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں [illegible]

کام پھر وہ اُن کا فیصلہ کرے گا اور اُن میں حکم دیگا سبحانہ وتعالیٰ عما یقول الظالمون والجاحدون علوا کبیرا **ف** فتح البیان کا بیان سو توضیح یہ ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یعنے مثل اُس وحی کے جس کی ہم نے وحی کی طرف نبیوں کے جو تجھ سے پہلے تھے وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی اپنے حکم سے روح سے مراد قرآن شریف ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے مقاتل نے کہا یعنے الوحی

بامرنا اسکے معنے بہی قرآن ہین قرآن شریف کو جو روح فرمایا سو اس لیے کہ لوگ اُس سے ہدایت کی راہ پاتے ہین پہر اُس مین حیات ہے موت کفر سے یا یون کہو کہ جب قرآن دل مین حلول کرتا ہے تو دل ایمان کی حیات سے زندہ ہوجاتا ہے جسطرح کہ روح حقیقی جس وقت جسم مین حلول کرتی ہے تو وہ حیات روح سے زندہ ہوجاتا ہے یا یون کہو کہ قرآن کے سبب سے دل کو وہ شے حاصل ہوجاتی ہے جو کہ مثل حیات کے ہے یعنے علم نافع مالک ابن دینار کا بہی یہی قول ہے کہ مراد روح سے قرآن ہے کسی نے کہا کہ نبوت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا کہ مراد رحمت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت حسن کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا مراد جبریل علیہ السلام ہین خطیب نے اس قول کو منسوب بربیع کیا ہے ایک یہ قول سدی کا نقل کیا ہے کہ مراد وحی ہے وحی کو روح اس لیے ٹہیرایا کہ وحی روح کی مدبر ہے جسطرح کہ روح حقیقی بدن کی مدبر ہے قولہ تعالے من امرنا حال ہے روحًا سے اور کلمہ من تبعیض کا ہے معنے یہ ہین کہ وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی یعنے قرآن کی در انحال کہ وہ کائن ہے ہمارے امر سے تبعیض کی وجہ یہ ہے کہ جس شی کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے وہ قرآن شریف مین منحصر نہین ہے بلکہ قرآن کے سوا اور امور کی بہی آپ کی طرف وحی کی گئی پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال قبل وحی آنے کے جو تہا اُس کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ یعنے وحی آنے سے پہلے تو نہ جانتا تہا کہ کتاب کیا شے ہے اور نہ جانتا تہا ایمان کو اس لیے کہ آپ تو اُمی تہے نہ پڑہتے تہے نہ لکہتے تہے اس بات کو زیادہ تر دخل ہے اعجاز مین اور زیادہ تر دلالت ہے آپ کی صحت نبوت پر کیونکہ جس شخص کا یہ حال ہو پہر وہ دفعۃً اعلم اہل الارض ہوجائے تو یہ محض اللہ پاک کی طرف سے نہین ہے تو پہر کیا ہے جملہ استفہامیہ معلق ہے فعل درایت کا عمل سے پس محل نصب مین ہے اس لیے کہ قائم مقام ہر دو... مفعول تدری کے ہے اور جملہ منفیہ بوید المحل نصب مین ہے بنابر حال الیک کے کاف سے یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی اپنے امر سے اس حال مین کہ تو نہ جانتا تہا کیا ہے کتاب ما الکتاب کا ما استفہامیہ ہے اور مبتدا ہے اور الکتاب خبر ہے اور عبارت مین مضاف مقدر ہے ای ما کنت تدری جواب ما الکتاب یعنے وحی آنے سے قبل تو اس استفہام کا جواب نہین جانتا تہا کیونکہ آپ لکہے پڑہے نہ تہے ابؔ اگر کوئی کہے کہ ولا الایمان کس طرح فرمایا حالانکہ سارے انبیا علیہم السلام قبل وحی آنے کے اپنے عقول کے دلائل سے مومن تہے اور ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کے دین پر عبادت کرتے تہے اور حج و عمرہ ادا فرماتے تہے اور حضرت خلیل جلیل کی ملت کے متبع تہے تو کہنے لگے کہ یہ سب ٹہیک ہے لیکن یہان ایمان کے نہ جاننے سے یہ مراد

تھے کہ آپ شرائع کی تفاصیل کو نہین جانتے تھے اور اُن کے تعلّم کی طرف راہ یاب نہین ہوئے تھے مثلاً
صلاۃ و صوم و زکوۃ و ختنہ اور طلاق کا واقع کرنا جنابت دھونا نسب سسرال کے رشتے کی عورتین جو
حرام ہین اُن کی تحریم حق بات یہی ہے ایمان کا نام ذکر کے اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہ سارے شرائع و
احکام کی راس و اساس ہے کسی نے کہا کہ یہان مراد ایمان سے نماز ہے ایک جماعت اہل علم کی اسی کے
قائل ہے اُن مین سے امام الائمہ محمد بن اسحٰق بن خزیمہ رضی اللہ عنہ بھی ہین اور اس آیت سے حجت لائے
ہین وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ یعنی یہان نماز کا نام ایمان رکھا ہے اور ایک جماعت اس طرف
گئی ہے کہ اللہ تعالے نے کوئی نبی نہین بھیجا مگر اس حال مین کہ وہ اُس پر ایمان لانے والا تھا اور کہا کہ
اس آیت کے معنے یہ ہین کہ تو نہ پاتا تھا قبل وحی کے کہ کس طرح پڑھے تو قرآن کو اور نہ یہ جانتا تھا کہ
کس طرح بلاوے خلق کو طرف ایمان کے کسی نے کہا کہ یہ حال قبل بلوغ کے تھا جب کہ آپ طفل تھے اور
گہوارے مین تھے حسین بن فضل کہتے ہین کہ یہان مضاف محذوف ہے اور ولا اہل الایمان یعنے
تو نہ جانتا تھا اہل ایمان کو کسی نے کہا کہ مراد ایمان سے دین اسلام ہے کسی نے کہا یہان ایمان عبارت
ہے اقرار سے ساتھ ہر اُس شی کے جس کے ساتھ اللہ تعالی نے بندون کو مکلف کیا ہے کوئی شی کہتے
ہین جائز ہے کہ ایمان سے نفس کتاب مراد لی جائے بسبب اختلاف دونون کے لفظون کے ایک
کا عطف دوسرے پر کر دیا ہے معنے یہ ہین تو نہ سمجھا تھا قرآن کو اور اُن حکمون کو جو اُس مین ہین اس
تاویل پر یہ بات دال ہے کہ جعلناہ مین ضمیر واحد کی ذکر کی ہے کسی نے کہا ایمان سے مراد وہ کلمہ ہے جس
کے ساتھ ایمان و توحید کی دعوت ہوتی ہے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپ نے جو ایمان کو پایا
اس کو جانا سو وحی سے جانا عقل سے نہین جانا قال الکرخی ابو نعیم نے دلائل مین اور ابن عساکر نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ آیا آپ نے
کبھی کسی بت کو پوجا آپ نے فرمایا نہین لوگون نے کہا پھر آیا آپ نے کبھی شراب پی فرمایا نہین اور میں
ہمیشہ جانتا رہا اس بات کو کہ وہ شے جس پر وہ ہین کفر ہے اور مین نہین جانتا تھا کیا ہے کتاب اور نہ
ایمان اور یہی بات کہ قرآن لیکر نازل ہوا وما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان قاضی رحمہ اللہ
تعالی نے اُس کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنے قبل وحی کے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ آپ قبل نبوت کے کسی
شرع کے ساتھ متعبد نہ تھے ایک قول بلفظ قیل یہ ذکر کیا ہے کہ مراد ایمان سے اُس شے پر جس کی
طرف راہ نہین ہے مگر سمع انتہے نسفی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین ما الكتاب ولا الايمان یعنے نہین
جانتا تھا تو کیا ہے قرآن اور نہ جانتا تھا شرائع ایمان کو یا یہ معنے ہین کہ نہین جانتا تھا ایمان بالکتاب

ہو مسالک جس کی طرف... [illegible] ... شرائع ... [illegible] ... فتح البیان ... القرآن ... [illegible] ... محمد بن ... [illegible] ... الصلاۃ ... [illegible]

[illegible]

کو اس واسطے کہ جب آپ کو اس کا علم نہ تہا کہ کتاب آپ پر نازل ہوگی تو آپ اُس کتاب کے بہی عالم نہ تہے کسی سے نے
کہا کہ ایمان مشتمل ہے کئی چیزون کو اُن مین سے بعض تو وہ ہین جن کی طرف عقل کو راہ ہے یعنے عقل سے معلوم ہوتے
ہین اور بعض سمع سے معلوم ہوتے ہین پس یہان جو ایمان کی نفی کی ہے اس سے مراد وہی ہین جو صرف سمع سے
معلوم ہوتے ہین عقل سے اُن کا علم نہین ہوتا ہے اور یہ وہی ہین کہ آپ کو اُن کا علم نہ تہا یہانتک کہ اُن کو وحی
سے حاصل کیا یہ حاصل ہے اُن کے بیان کا غرضکہ ولا الایمان کی وجوہ جو یہانتک بیان کئے گئے اُن کی بنا ہر
پر ہے کہ مسلمانون کا اتفاق ہے اس بات پر کہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل اور بعد بعثت کے
معصوم ہین کبائر سے اور صغائر سے جو کہ موجب ہین لوگون کی نفرت کے اُن سے اور اہل کلام کا اجماع ہے
اس پر کہ رسول قبل وحی کے مومن ہین چنانچہ اول گزر چکا ہے بالجملہ جب قرآن شریف روح ٹہیرا تو چاہیے
تہا کہ ساری خلق کے دل اُس سے زندہ ہو جاتے اور سب ایمان لے آتے اور راہ پر لگ جاتے حالانکہ واقع
مین ایسا نہین ہے اس لیے یون ارشاد فرمایا وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا یعنے
پر ہم نے کیا ہے اُس روح کو جس کی تیری طرف وحی کی ایک روشنی اور دلیل توحید و ایمان پر ہدایت کرتے
ہین ہم اُس سے جس کو چاہتے ہین اپنے بندون سے یہان ہدایت سے مراد وہ ہدایت ہے جو کہ مقصود کو پہونچا
دیتی ہے دلیل اس کی من نشاء ہے یعنی جس بندے کی ہدایت ہم چاہتے ہین تو اُس کو دین حق کی طرف راہ
بتا دیتے ہین پس وہ راہ پالیتا ہے وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یہ ہدایت پہلی ہدایت سے عام تر
ہے یعنے اور بیشک تو سوجہاتا ہے ہر مکلف کو سیدہی راہ مطلب یہ ہے کہ تیرا کام صرف دین حق
کی راہ بتا دینا ہے دگر ہیچ اور منزل مقصود کو پہونچا دینا ہمارا کام ہے قتادہ و سدی و مقاتل نے کہا اور
بے شک تو البتہ دعوت کرتا ہے طرف اسلام کے پس صراط مستقیم یہی ہے جمہور نے لتہدی بصیغہ معروف
پڑہا ہے اور شہر بن حوشب نے بصیغہ مجہول اور ابن سمیفع نے بضم تا و کسر دال اہدی سے اور حضرت
ابی کی قرارت مین وانک لتدعو ہے پہر اللہ پاک نے صراط مستقیم کا بیان کیا صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یہ صراط بدل ہے صراط اول سے بدل معرفہ کا نکرہ ہے اضافت صراط کی
جو اسم شریف کی طرف کی اس مین جو صراط کی تعظیم و تفخیم ہے سو وہ مخفی نہین ہے یعنے وہ صراط مستقیم جس کی
طرف تو راہ بتاتا ہے وہ راہ ہے اللہ کی کون اللہ جس کی ملک و خلق و عبید ہے وہ شے جو آسمان مین ہے اور وہ
شے جو زمین مین ہے اور اُس مین تصرف کرنے والا ہے اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ یعنے سنتا ہے جس کا
ان سب مین تصرف ہے اور جس کی یہ سب ملک و غلام ہین اُسی کی طرف رجوع ہونگے سارے کام خلائق کے
قیامت کے دن بایں طور کہ سارے وسائط و تعلقات رفع ہو جائینگے کسی کا لگا لگا کچہ باقی نہ رہیگا

لمن الملک الیوم لله الواحد القهار کا نقشہ پیش نظر ہوگا اس دن رعب بے اعتنائی کی حرمت لازم ہے معافات کو وہ نہ دے سکے الصحیح نجات دا پس نیت تو ثواب دے گا اور بد کو عذاب کرے گا اس معنی کی بنا پر

رمضان اپنے نام ہے کسی ہے کہ اس نسبت سے مراد اموات ہے یعنی وہ امر پاستہ انہیں طرح کر بتوا ہے نزیلتی و منتہی ہیں اس کی شان سے عطا منع ہے کسی زمانے کی قید نہیں ہے اور ان بیان حقیقت تقبل کی وہ نہیں ہے کیونکہ وقت مناسب امور اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں اسی کے حکم مشیت سے سب اپنے ہوتا ہے سہیل بن ابی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ ایک مصحف نقل کیا اور اس وباقی نذر بانکہ یہ آیت الا الی اللہ تصیر الامور اور ایک مصحف وہب کیا تو کل سے لیا کہ یہ آیت واللہ علام کرہ القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر اس سورہ مبارکہ کی شب بست و نہم ماہ مبارک رمضان شریف سنہ ۱۳۱۱ ہجری قدس شب یکشنبہ وقت نہ ساعت مختار یہ کو نہیں تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرماوے اور آیندہ نیکی کی توفیق دے۔ اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا واغفر لنا وارحمنا وتب علینا واحسن عواقبنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اللھم اغفر لی ولوالدی ولمن توالد اور حمت ولا ہوا جی واقربائی ولا قربائی ولمشائخی ولاحبابی ولمن احسن الی ولمن اساء الی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات یا ارحم الراحمین واکرم الاکرمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وعلی صحبہ اجمعین آمین آمین آمین والحمد للہ اولا

وآخرا وظاہرا وباطنا

مختصر فہرست کتب خانہ تجارتی شیخ احمد پسر شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب لاہور دکان بازار کشمیری

نام کتب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کامل ۱۲ جلد و نیز	[illegible]	تفسیر جلالین مع کمالین برحاشیہ		شیخ عبد الحق شرح مشکوٰۃ شریف	[illegible]
		حیات القلوب رسالہ ناسخ منسوخ	ے	بلوغ المرام دہلی عربی	[illegible]
تفسیر یلوری ترجمہ تفسیر حسینی	ے	فضائل القرآن	[illegible]	انوار المشکوٰۃ عربی	[illegible]
تحفۃ الاسلام تفسیر سورۃ فاتحہ	[illegible]	اقتباس الانوار من کلام الغفار	[illegible]	**کتب حدیث با ترجمہ اردو**	
موضح القرآن قرآن کی کامل تفسیر	[illegible]	سبیکۃ الذہب	۵	مشکوٰۃ المصابیح کامل ۴ جلدین	[illegible]

نام کتاب	قیمت
سنن ابوداود کامل	عہر
تسہیل القاری شرح صحیح بخاری	
پارہ اول تا پارہ پنجم	لعہ
صحیح مسلم شریف کامل ۶ جلد	سیعہ
کشف الغطا ترجمہ اردو موطا امام مالک	عہ
رفع العجاجہ کامل ۳ جلد ونیم	للعہ
سنن نسائی کامل ۲ جلد ونیم	للعہ
بلوغ المرام سطر رنگ	عہ
ر ر بلا رنگ	عہ
آیات اللہ الکاملہ ترجمہ اردو	
حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ	عہ
ظفر الجلیل شرح حصن حصین	۱۲ر
رسالہ قرات خلف الامام	۲ر
رسالہ رفع الیدین	ار
زوجہ ہندی	۳ر
آثار محشر	۲ر
فقہ محمدی حصہ اول تا حصہ ششم	عہ
فتح المغیث بفقہ الحدیث	۲ر
نجات المومنین	—ر
سعادت الدارین	ار
در البہیہ	۲ر
منبہات ابن حجر عسقلانی	سر
التبلیغ المبین حصہ اول	عہ
حصہ دوم	عہ

نام کتاب	قیمت
تنویر العینین	۱۰ر
صلوٰۃ النبی	—ر
رسالہ آمین الجہر	۲
تعلیم الایمان	۵ر
تعلیم الصیام	—ر
تعلیم الصلوٰۃ	ار
تعلیم الزکوٰۃ	—ر
تعلیم الحج	—ر
ضمان الفردوس	۲ر
سرآت شہادتین	ار
غنیۃ القاری	۱۲ر
زجر العاصی	ار
نور العینین	۲ر
تحریم الخمر والزنا وغیرہ	۳ر
احکام العیدین	۱ر
کتب رد شرک وبدعت	—ر
تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان	
وبرحاشیہ تہذیب الایمان اردو	۲ر
نظم البیان	—ر
منجی المومنین	ار
نصیحت المسلمین	۲ر
راہ نجات	۳ر
ایضاح الحق	عہ
شمشیر خندان	۱ر

نام کتاب	قیمت
ستارۂ محمدی فوارۂ احمدی	۵ر
لٹھ شریعت کا کوٹرا	—ر
ستہ ضروریہ	۲ر
حارق الاشرار نظم اردو	۵ر
کتب مباحثہ با مخالفین	
الظفر المبین	۱۵ر
ر حصہ دوم	
الکلام المتین	
مجموعہ حق وغیرہ	
صیانۃ المقتصدین	
رد التقلید بالکتاب المجید	
عقد الجید	
خلاصۃ البراہین	
کسوٹی نظم اردو	—ر
تحقیق المرام	
اقوال الصالحین	—ر
تازیانہ اہل سنت	—ر
دو اوضاد پنہوروں کا مناظرہ	—ر
خطبات التوحید کلاں طبع شدہ مطبع احمدی	۲ر
حکم النبی بکفر من لا یصلی	۱ر
رسالہ بے نمازان	—ر
کتب اوراد واعمال مطابق سنت	
الحزب الاعظم مترجم	۳ر
الحزب المقبول من ادعیۃ الرسول	۳ر

نام کتاب	قیمت
شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل	۳/
تیمیہ ترجمہ عقیقہ	۱/
الداء والدواء	۲/
عورتوں کی نصیحت اور سلیقہ آموزی کے بیان میں	
تہذیب النسوان	۱۳/
تنبیہ النساء	
زینت النساء	
توبۃ النصوح	
بنات النعش	
شرق القبح	
تحفۃ الزوجین	
ہدایۃ العلوم	
دلہن نامہ وتعلیم النساء	
تحفۃ الحسنین	
رانڈ کی شادی	
مشکوٰۃ الانوار ترجمہ اردو	
سفر السعادت	
الاحتوار علی مسئلۃ الاستواء	
انصاف فی بیان سبب الاختلاف	
تنبیہ الغافلین	
کسب الانبیاء	
گیارہ سوالات کے جوابات	
تحفۃ الہند	

نام کتاب	قیمت
بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی	۱۰/
وصیت نامہ مع رسالہ دانشمندی	ـ/
خلاصہ تاریخ مکہ معظمہ	۱/
اکسیر ہدایت جزء دوم کیمیائے سعادت	۱۵/
فتوح الغیب ترجمہ اردو	۳/
تذکرۃ الاولیاء ترجمہ اردو	۵/
شفاء المسلمین	۲/
ترغیب الواعظین	
سبع زنانہ	
[illegible] تعلیم ترجمہ اردو	
[illegible] ترجمہ اردو	
الفرقان بین اولیاء الرحمن	
داؤ الشیطان ترجمہ اردو	
الکلام المبین فی بیان التجہیز والتکفین	
نافعہ خریداران	۲/
رفو الخرقہ	۱/
ہدایۃ المبتدین	۴/
ازالۃ الشین عن رفع الیدین	۱/
ہادی الناظرین	ـ/
اقتصاد فی التقلید	۱/
حیات طیبہ سوانح عمری مولوی اسمٰعیل شہید	

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی	۵/
درجات الامت	۲/
مجموعہ فتاوی کامل مصنفہ نواب صاحب	۲/
سلسلہ کتب اسلام تصنیف مولانا مولوی رحیم بخش صاحب جو کہ امام مسجد چینیاں والی لاہور کے ہیں	
اسلام کا قاعدہ	ـ/
اسلام کی پہلی کتاب	
اسلام کی چودہ جلدیں تک	
کامل چودہ جلدان	
وعید بے نمازان	
قرآن شریف مترجم وحمائل شریف مترجم جنکی قیمت الحال درج ہے یعنی انمیں کمی نہیں	
حمائل شریف مترجم امرتسری	۱/
مجلد	
حمائل شریف مترجم تحریر شدہ مطبع	
ایضاً بلا جلد	
قرآن شریف مترجم مع تفسیر	
بلا جلد	
حمائل شریف مترجم سیالکوٹ	۱/
حمائل شریف مترجم مجلد ترجمہ حافظ نذیر احمد	